بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کتاب الإیمان والعقائد	
	مایتعلق بالإیمان	
	(ایمان کا بیان)	
۱	ایمان یا نذر مقدم ہے یا نماز؟	۲۸
۲	جنت میں جانے کا وعدہ کس کے لئے ہے؟	۲۹
	مایتعلق بالتقدیر	
	(تقدیر کا بیان)	
۳	کافر امیر اور غریب دونوں جہنم میں کیوں؟	۳۰
	مایتعلق بالسعادۃ والنحوسۃ	
	(نیک شگونی اور بدشگونی کا بیان)	
۴	کیا سفید بلی والی بھینس منحوس ہے؟	۳۳

www.ahlehaq.org

باب العقائد

ما یتعلق باللہ تعالیٰ وصفاتہ

(اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا بیان)

۵	کیا اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ناظر ہے؟	۳۳
۶	دعوی بالغیب اللہ تعالیٰ کا اختیار	۳۵
۷	اللہ کے لئے واحد کا لفظ استعمال کیا جائے یا جمع کا؟	۳۷

مایتعلق بالإشراک باللہ تعالیٰ وصفاتہ

(اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شرک کا بیان)

۸	غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے اور خدا کے سامنے نہ جھکانے والے کا حکم	۳۸
۹	کیا وفات کے بعد بزرگ اپنے مزار پر چادر چڑھانے کا حکم دیتے ہیں؟	۳۹
۱۰	مرادیں مانگنے کے لئے مزاروں کا چکر لگانا	۴۰
۱۱	غیر اللہ کے نام پر روپیہ وغیرہ دینا	۴۰

مایتعلق بالاستمداد بغیر اللہ تعالیٰ

(غیر اللہ سے مدد مانگنا)

۱۲	یا حضور یا غوث وغیرہ کہنے کا حکم	۴۳
۱۳	کیا اولیاء کرام مردوں کی مدد کر سکتے ہیں؟	۴۳

مایتعلق بالأنبیاء علیہم السلام وأتباعہم

(انبیائے کرام اور ان کے متبعین)

۱۴	قرآن میں نور وبشیر ہونے کی تعداد	۴۵
۱۵	کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کا ہے؟	۴۶

www.ahlehaq.org

۶	کیا حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوگا؟	۶۸
۱۷	حضرت مادیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسن اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں یا بیوی؟	۶۹
۱۸	نبوت آدم علیہ السلام و خلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۳
۹	آرات چھپکلی سے آیت کے اڑنے کا عقیدہ رکھنا	۵۵
۲۰	حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا امت محمدیہ میں ہونے کی دعا خواہش کرنا	۵۲
۲۱	حضرت شیث نبی ہوں گے یا عیسیٰ اور ان پر وحی آئے گی یا نہیں؟	۵۲
۲۲	کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں داخل ہوں گے؟	۶۳
۲۳	نبوت ادریس علیہ السلام	۶۱
۲۴	حضرت عائشہ و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان تفاضل کا حکم	۲۷
۲۵	کیا امام مہدی پہلے سے موجود ہیں؟	۶۸
۲۶	حضرت میکائیل علیہ السلام کے شمائل و صفت	۲۹

مایتعلق بعلم الغیب
(علم غیب کا بیان)

۲۷	باتصویر کی دو قسمیں	۷۱
۲۸	تقدیر مکان سے پہلے نجومی لوح میں دیکھنا	۱

مایتعلق بالحاضر والناظر والنور والبشر
(حاضر و ناظر اور نور و بشر کا بیان)

۲۹	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا	۷۳
۳۰	کیا یا نے متعلق حاضر و ناظر ہے؟	۵
۳۱	تشہد میں وقت سلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا	۷۲

مایتعلق بحیاۃ الأنبیاء وسماع الموتیٰ
(حیات انبیاء اور سماع موتیٰ کا بیان)

۳۲	مسئلہ حیات النبی	۸۱

www.ahlehaq.org

۳۴	نماز میں خشوع کی کیفیت کا پیدا ہونا	۸۴
۳۵	میت کا قبر میں نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا	۸۵

مایتعلق بالتوسل في الدعاء

(دعا میں توسل کا بیان)

۳۵	مطلق توسل	۸۷
۳۹	قبولیت دعا کے لئے تقویٰ وسیلہ	۸۸

مایتعلق بأحوال القبور والأرواح

(روح اور قبر کے احوال کا بیان)

۳۷	مرنے کے بعد عذاب و ثواب کا نفس و بدن کو یا جسم سے تعلق	۹۱
۳۸	عذاب قبر روح کو ہوتا ہے یا جسم کو؟	۹۳

مایتعلق بالجزاء والعقوبة

(جزاء اور سزا کا بیان)

۳۹	قیامت کا ایک دن دنیا کے حساب سے کتنے دن کا ہے؟	۹۲
۴۰	میدان حشر میں باپ کے نام سے پکارے جانے کی کیا وجہ ہے؟	۹۷
۴	کیا کفار سے بھی حساب کی غرض ایک ہی وقت میں ہوگی؟	۹۸

باب الفِرَق

مایتعلق بالروافض

(شیعوں کے عقائد کا بیان)

۴۲	خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنے والے روافض کا حکم	۱۰۰
۴۳	کیا تقیہ شیعوں کا مذہب ہے؟	۱۰۱

www.ahlehaq.org

۴۴	شیعہ کے سنی ہونے کا طریقہ	۱۰۳
۴۵	تعزیہ کے سامنے تلوار چلانا دکھلانا	۱۰۵
	(حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے اختلافات)	
۴۶	کربلا جانی لڑائی کو دنیوی معاملہ قرار دینا	۱۰۹
	مایتعلق بالقادیانیة	
	(قادیانی فرقے کا بیان)	
۴۷	قادیانی کا اجماع ثبوت	۱۱۱
	مایتعلق بالبریلویة	
	(بریلوی فرقے کا بیان)	
۴۸	رضاخانی مذہب	۱۱۳
۴۹	بریلی اور دیوبند کے علماء میں تمیز کی صورت	۱۱۳
۵۰	کیا اہل بدعت کو مناظرہ کا چیلنج دینا چاہیے	۱۱۴
	متفرقات الفرق	
۵۱	بیس فرقے	۱۱۶
	باب الکفریات	
	(کفریات کا بیان)	
۵۲	کافر اجنبی ہونے پر مجاہد کی تعریف	۱۱۷
۵۳	قرآن کریم کو جلانا	۱۱۷
	مایتعلق بألفاظ الکفر	
	(الفاظ کفر کا بیان)	
۵۴	شریعت کے مذاق کا حکم	۱۱۹

www.ahlehaq.org

۵۵	علم میں ظلمہ نظر کرنا	۱۳۰
۵۶	شرعاً بھری دینے والے کا حکم	۱۳۱
۵۷	"اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی ایسی بات نہیں لے کر آئیں گے" کا حکم	۱۳۲
۵۸	"نبی محمد محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)" کا مطلب	۱۳۳
۵۹	اولاد کی کوتاہی کو بزرگ کے پاؤں سے تشبیہ دینا	۱۳۳
۶۰	غیر عالم پیر کا حکم جو کتابیں پڑھتا ہو	۱۳۵
۶۱	خلاف شرع کلمات سے رجوع کرنا	۱۳۸
۶۲	بیع لوٹانا اور بدلی کرنا	۱۳۹
۶۳	"خلاف شرع کی بات نہ کہو" اور "جھوٹی گواہی نہ دو" کہنے والے کا حکم	۱۴۰

مایتعلق بتکفیر المسلم

(تکفیر مسلم کا بیان)

۶۴	مسلمان کو بدعتی فرقہ کفری کہنے والے کا حکم	۱۴۱
۶۵	ازواج مطہرات کو خالہ کہنے کی وجہ سے کافر کہنا	۱۴۲
۶۶	کیا عبدالوہاب نجدی کافر ہے؟	۱۴۳

مایتعلق بالاستخفاف باللہ تعالیٰ وشعائرہ

(اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور شعائر کی توہین)

۶۷	ہوت اور ہوتی ماں کا	۱۴۴
۶۸	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لفظ "ما" کا استعمال	۱۴۷
۶۹	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم مبارک نظر آنا جس پر ان کے نام لکھے ہوں	۱۴۸
۷۰	قرآن پاک تصدیق میں پھینکنے کا حکم	۱۴۹
۷۱	نماز پڑھنے سے انکار کرنے والے شخص کا حکم	۱۵۰

www.ahlehaq.org

۷۴	اگلے تو نماز پڑھتی نہیں" کہنے والے کا حکم	۱۳۰
۷۵	کسی مسئلہ پر جہال طعن و توہین کرنا	۱۳۲
۷۶	علماء کے ذریعہ علم دین کی توہین کرنے والوں کا حکم	۱۳۳
۷۷	فرضی مسائل گھڑنے کی سزا	۱۳۵
۷۸	مسائل پوچھنے والے کو جواب نہ دینا	۱۳۸

باب التقلید

(تقلید کا بیان)

۷۹	تقلید کا مطلب	۱۴۲
۸۰	ثبوت تقلید	۱۴۱
۸۱	ایضاً	۱۴۱
۸۲	حدیث کی بنا پر	۱۴۱
۸۳	تمام مجتہدین کی اتباع کی ذمہ داری	۱۴۱
۸۴	تقلید کی تعریف	۱۴۱
۸۵	گمراہ کرنے والے کی امامت	۱۴۱
۸۶	غیر مقلد کی تقلید کرنا کہاں سے ثابت ہے؟	۱۴۵
۸۷	مسلمان ہونے کے لئے کیا کرنا ہوگا	۱۴۸
۸۸	چار مجتہدین کے علاوہ کسی کا حکم	۱۵۱

باب البدعات والرسوم

(مروجہ فاتحہ خوانی اور ختم کا بیان)

۸۹	قرآن کی تلاوت کے موقع پر ختم دعا کا ثبوت	۱۶۳
۹۰	فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسین شریف کا پڑھنا	۱۶۴

www.ahlehaq.org

۸۹	تیجہ، دسواں کرنا	۱۲۵
۹۰	کسی نیازو فاتحہ کا کھانا مردوں کو پہنچتا ہے؟	۱۲۶
۹۱	دعا کا بعد میں آنے ہوئے ایصال ثواب کے پیسے کا مصرف	۱۲۷
	(مروجہ صلوٰۃ وسلام کا بیان)	
۹۲	سلام پڑھنے کا طریقہ	۱۲۹
۹۳	درود شریف کے لئے انگلی منقطع کرنا	۱۳۵
۹۴	نماز کے بعد جہر سے درود وسلام پڑھنا	۱۳۱
۹۵	نماز کے بعد دو تین صلوٰۃ وسلام پڑھنا	۱۳۱
۹۶	روضۂ اقدس کے پاس عشاء کے بعد درود وسلام پڑھنا	۱۳۳
۹۷	ربیع اول میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر درود شریف پڑھنا	۱۳۴
	(فرائض اور عیدین کے بعد مصافحہ کا بیان)	
۹۸	نماز کے بعد مصافحہ	۱۳۹
۹۹	عید کے بعد مصافحہ	۱۴۲
	(اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کا بیان)	
۱۰۰	اسم مبارک پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا	۱۴۸
	(میلاد و سیرت کی محافل اور عرس کا بیان)	
۱۰۱	عرفہ، میلاد کا حکم	۱۵۶
۱۰۲	میلاد، مولد اور قصۂ ولادت	۱۵۱
۱۰۳	ولادت و میلاد	۱۵۲
۱۰۴	میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں چراغاں کرنا	۱۶۳
۱۰۵	حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قتل وغارت، شہادت کی مجالس منعقد کرنا	۱۶۷
۱۰۶	۱۲ ربیع الاول پر میلاد النبی کو تہوار بنانا	۱۸۶

www.ahlehaq.org

(مخصوص ایام کی مروجہ بدعات کا بیان)

۱۰۶	شب برات میں اموات کے لئے مغفرت کی دعا کرنا	۱۸۹
۱۰۸	شب برات و شب معراج میں روزہ رکھنے کی تاکید پر شبہ	۱۹۰
۱۰۹	شب برات کو آتش بازی کرنا	۱۹۲
۱۱۰	شب برات کے دن حلوہ تقسیم کرنا	۱۹۳
۱۱۱	شب معراج کی رسوم	۹۵
۱۱۲	۲۷ رجب ۱۲۰۰ھ کو قبر بنانا	۱۹۶
۱۱۳	کون سی راتیں افضل ہیں؟	۱۹۷
۱۱۴	مروجہ فاتحہ	۱۹۸

کتاب العلم

ما یتعلق بطلب العلم

(طلب علم کا بیان)

۱۱۵	قرآن پاک کی تعلیم کا ثواب	۱۹۹
۱۱۶	کیمیا	۱۹۹
۱۱۷	پی ایچ ڈی سے تعلیم حاصل کرنا	۲۰۰

(علمی اصطلاحات اور عبارات کا حل)

۱۱۸	حسن ذاتی اور حسن ذاتی	۲۰۱
۱۱۹	کلیہ تحقیقی اور کلیہ عرفی میں فرق	۲۰۱
۱۲۰	ت ایل	۲۰۲
۱۲۱	[illegible] عبارت کس سے لیا گیا ہے؟	۲۰۳
۱۲۲	مفہوم و مصداق میں فرق	۲۰۴

www.ahlehaq.org

۱۲۳	باعث اور محرک	۲۰۳
۱۲۴	دوبار تسلسل	۲۰۴
۲۵	قضاء حاجت و بالوعہ	۲۰۵
۲۶	ہاری و فتوحی میں فرق	۲۰۶
۱۲۷	[illegible] کا مطلب	۲۰۶
۱۲۸	"نعمت مترجم" میں عاشق نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قیامی کا دعویٰ	۲۰۷
۱۲۹	"حفظ الایمان" "تذکرۃ الرشید" "یادِ ایام" "شیخ زکریا" وغیرہ پر اشکالات کا جواب	۲۰۸
۱۳۰	ایضاً	۲۱۸
۱۳۱	ائی کی تحقیق	۲۲۲
۱۳۲	امت امیہ کا مصداق	۲۲۵
۱۳۳	"یادِ ایام" میں سب "ائی" تھے؟	۲۲۵
۱۳۴	"مرچ" کے لکھنے کو "مرچا" کہنا	۲۲۶
۱۳۵	"مرچا" کا مطلب	۲۲۷

(فتویٰ کا بیان)

۱۳۶	فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے؟	۲۲۸
۱۳۷	غیر عالم سے مسائل پوچھنا	۲۲۸
۱۳۸	غیر دلیل کے کسی چیز پر حکم لگانا	۲۲۹
۱۳۹	عالم کا غلط فتوے پر اصرار	۲۲۹
۱۴۰	بغیر علم کے فتویٰ دینا	۲۳۰
۱۴۱	تارک جماعت کا فتویٰ دینا	۲۳۰
۱۴۲	فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ دارالعلوم سے مسئلہ بتانا	۲۳۲
۱۴۳	مفتی پر فتویٰ آر ٹی آئی کے خلاف ہونے کا کیا حکم ہے؟	۲۳۲
۱۴۴	حنفی المسلک مفتی کا شافعی فقہ پر فتویٰ دینا	۲۳۳

www.ahlehaq.org

۱۴۵ فرض مسئلہ دریافت کرنا ۲۳۵
۱۴۶ دینی علوم پڑھنے پڑھانے کی ضرورت ۲۳۵

باب مایتعلق بالقرآن الکریم

(تفسیر کا بیان)

۱۴۷ قرآن کریم میں صیغہ جمع وصیغہ مفرد کی تفصیل ۲۳۶
۱۴۸ "ادعونی استجب لکم" کا مطلب ۲۳۸
۱۴۹ "فتلقی آدم من ربہ" کلمات کی تشریح ۲۳۸
۱۵۰ ﴿ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد﴾ کا مطلب ۲۴۰

(تجوید وترتیب قرآنی کا بیان)

۱۵۱ بغیر تجوید کے قرآن کریم پڑھنا ۲۴۵
۱۵۲ لفظ "اللہ" میں مد کی مقدار ۲۴۶
۱۵۳ آیات قرآنیہ کی ترتیب ۲۴۷
۱۵۴ آیات کے رموز اعلامات کا حکم ۲۴۸
۱۵۵ قرآن کریم کے اوقاف اور ان کی علامات کیا ہدایت ہیں؟ ۲۴۹
۱۵۶ قرآن کریم اردو میں لکھنا ۲۵۳
۱۵۷ قرآن شریف غیر عربی میں لکھنا ۲۵۵

(آداب قرآن کا بیان)

۱۵۸ بچی کے لیے سبق قرآن کریم ۲۵۷
۱۵۹ قرآن شریف جیب میں رکھنا ۲۵۸
۱۶۰ قرآن کریم کو چومنا ۲۵۸
۱۶۱ قرآن زانو پر رکھ کر پڑھنا ۲۵۹

www.ahlehaq.org

۱۳۲	بڑی مسجد میں قرآن شریف کی طرف پشت کرنا	۲۶۰
۱۳۳	اس کمرہ کی بہت بڑی بلڈنگ جس میں قرآن مجید موجود ہو	۲۶۰
۱۳۴	جن اشتہارات میں قرآن کی آیات ہوں ان کا حکم	۲۶۰
۱۳۵	قاعدہ بغدادی کی حفاظت کی کوشش	۲۶۱
۱۳۶	قرآن کے پارہ کو بغل میں دبا کر چلنا	۲۶۲
	(آداب تلاوت کا بیان)	
۱۳۷	ایک مجلس میں پورا قرآن مجید ختم کرنا	۲۶۳
۱۳۸	"قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق" پڑھنا	۲۶۵
۱۳۹	بعض آیتوں کے ساتھ فرشتوں کے کام لگنا	۲۶۷
۱۴۰	قرأت قرآن کا طریقہ	۲۶۸
۱۴۱	ریڈیو کی تلاوت کا حکم	۲۶۹
	المتفرقات	
۱۴۲	مسئلہ خلق قرآن	۲۷۱
۱۴۳	۸۶ کھجنی وجہ	۲۷۲
۱۴۴	کیا سورۂ مہب کا پڑھنا مکروہ ہے؟	۲۷۴
۱۴۵	آیت قلب اور اس کے پڑھنے کا طریقہ	۲۷۲
۱۴۶	قرآن پاک کا معنی سمجھے بغیر تلاوت کرنا	۲۷۲
۱۴۷	قرآن کریم زبر اور نقطہ جو مثل یاء اور تراویح پڑھنا	۲۷۳
	باب مایتعلق بالحدیث النبوي	
	(حدیث سے متعلق مباحث کا بیان)	
۱۴۸	فرقات حدیث	۲۷۶

www.ahlehaq.org

۱۷۹	"یبدء الوحی والرؤیا الصالحۃ" کی تحقیق	۲۰۰
۱۸۰	بخاری کتاب کے وقت از مبارک آنا یا	۲۰۱
۱۸۱	بات (کھوالی) حدیث کا ثبوت	۲۰۱
۱۸۲	ایک حدیث کا مطلب	۲۰۱
۱۸۳	"الاسلام سافر عربیا"	۲۰۲
۱۸۴	حضرت شمس تبریز کی پیدائش سے متعلق ایک بے بنیاد افسانہ	۲۰۳
۱۸۵	سماع تلاوت کی ایک موضوع روایت	۲۰۳

باب الكتب المعتمدة وغيرها

(معتبر اور غیر معتبر کتب کا بیان)

۱۸۶	بخاری و مسلم کی شروح کا حال	۲۰۵
۱۸۷	کتاب "مسلم الثبوت" کا تعارف	۲۰۶
۱۸۸	تفہیم القرآن کا حال	۲۰۸
۱۸۹	ایک کتاب کے متعلق لاعلمی	۲۰۹
۹۰	کتاب "جلاء العینین" کا تعارف	۲۱۰
۱۹۱	شبلی نعمانی کی کتاب "سیرۃ النبی" کا مطالعہ	۲۱۰
۹۲	فتاوی رشیدیہ کی تحقیق	۲۱۱
۹۳	فقہ کی معتبر کتابیں	۲۱۲
۱۹۴	رسالہ آنکھ پڑھنا	۲۱۲

باب في تذكرة الرجال

(رجال کا بیان)

۱۹۵	محمد عبد الوہاب نجدی	۲۱۳

www.ahlehaq.org

۱۹۶	سید قطب اور اخوان المسلمین	۲۹۵
۱۹۷	شاہ ولی اللہ، مودودی، شاہ اسمٰعیل کے عقائد	۲۹۵

باب الفلکیات

(فلکیات کا بیان)

۱۹۸	چاند پر پہنچنے والوں کی تکذیب کی جائے یا تصدیق؟	۲۹۷
۱۹۹	[illegible]	۲۹۸
۲۰۰	چاند کی خبریں	۲۹۹

باب التبلیغ

(تبلیغ کا بیان)

۲۰۱	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۳۰۰
۲۰۲	تبلیغی جماعت کی حقیقت	۳۰۰
۲۰۳	تبلیغی جماعت کا کام اور فائدہ	۳۰۱
۲۰۴	تبلیغی جماعت کے امیر کے لئے ضروری شرائط	۳۰۳
۲۰۵	کیا تبلیغی جماعت فتنہ ہے؟	۳۰۵
۲۰۶	غلو کا تبلیغی جماعت میں جانا	۳۰۶
۲۰۷	موجودہ وقت میں مسلمانوں کی اصلاح کا طریق کار	۳۰۷
۲۰۸	کیا دیوبندی علماء تبلیغی جماعت کو غلط سمجھتے ہیں؟	۳۰۷
۲۰۹	کیا تبلیغی جماعت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے؟	۳۰۸
۲۱۰	امام مسجد اگر تبلیغی اجتماع کو منع کرے تو کیا حکم ہے؟	۳۰۹
۲۱۱	کیا تبلیغ وتعلیم بغیر شیخ صرف ایک رواروی چیز ہے؟	۳۰۹
۲۱۲	کیا تبلیغ میں جانا بغیر شیخ کے قائم مقام سے؟	۳۱۰

www.ahlehaq.org

۴۱۳	حج کو جانے یا تبلیغی اجتماع میں؟	۳۱۶
۴۱۴	والدین کی اجازت کے بغیر تبلیغی جماعت میں جانے کا حکم	۳۱۱
۴۱۵	سنن ونوافل کے وقت تبلیغی پروگرام	۳۱۲
۴۱۶	مسجد میں اعلانیہ پڑھیں یا تبلیغی وعظ نہیں؟	۳۱۳
۴۱۷	تبلیغی اجتماع میں کچھ چیزیں لوگ بھول گئے، ان کا حکم	۳۱۴
۴۱۸	اجتماعی جمع کی گئی رقم سے بچے ہوئے پیسوں کا مصرف	۳۱۵
۴۱۹	جماعت والوں کا مساجد میں قیام وطعام وغیرہ کرنے کا حکم	۳۱۶
۴۲۰	عورتوں کی تبلیغ	۳۱۹
۴۲۱	عورتوں کے لئے تبلیغی سفر	۳۲۲
۴۲۲	عورت کا مخلوط مجمع میں وعظ کہنے کا حکم	۳۲۳
۴۲۳	عورتوں کا تبلیغی جماعت بنا کر نکلنا	۳۲۷
۴۲۴	مستورات کا اجتماع	۳۲۹
۴۲۵	کیا مرکز تبلیغ آمدنی کا ذریعہ ہے؟	۳۲۷
۴۲۶	ایک واقعہ کی تحقیق	۳۴۷
۴۲۷	بریلوی مکتب فکر کی طرف سے اکابر علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات	☆ ۳۴۸
۴۲۸	مولانا اسماعیل شہید علیہ الرحمہ کے متعلق	۳۳۲
۴۲۹	رشید احمد گنگوہی	۳۳۳
۴۳۰	خلیل احمد انبیٹھوی	۳۳۴
۴۳۱	اشرف علی تھانوی	۳۳۰
۴۳۲	تبلیغی جماعت کے بارے میں	۳۳۵
۴۳۳	شیخ الہند محمود الحسن کے بارے میں	۳۳۵
۴۳۴	حضرت نانوتوی کے بارے میں	۳۳۶

www.ahlehaq.org

۳۴۵	[illegible]	۳۴۶
۳۴۶	[illegible]	۳۴۷
۳۴۷	[illegible]	۳۵۴
۳۴۹	[illegible]	۳۵۳
۳۴۹	[illegible]	۳۵۵
۳۵۰	[illegible]	۳۵۱
۳۵۰	[illegible]	۳۵۱
۳۵۲	[illegible]	۳۵۸
۳۵۳	[illegible]	۳۵۹
۳۵۹	[illegible]	۳۶۰
۳۶۰	[illegible]	۳۶۲

مایتعلق بالمواعظ والنصح

(وعظ ونصیحت کا بیان)

۳۶۱	[illegible]	۳۶۴
۳۶۲	[illegible]	۳۶۵
۳۶۳	[illegible]	۳۶۶

کتاب السلوک والإحسان

۳۶۴	[illegible]	۳۶۷
۳۶۵	[illegible]	۳۶۷
۳۶۶	[illegible]	۳۷۰
۳۶۷	[illegible]	۳۷۱

www.ahlehaq.org

۲۵۴	روحانیت کا حاصل	۳۷۱

مایتعلق بصفات الشیخ وأهمیة التزکیة

(شیخ کے اوصاف اور تصوف کی اہمیت)

۲۵۴	اپنا علاج کسے شخص سے کرایا جائے	۳۷۳
۲۵۵	مثنوی شریف کے مؤلف کا مقام اور مشرب روحانی کی پہچان	۳۷۲

مایتعلق بالبیعة

(بیعت کا بیان)

۲۵۶	بیعت کا حکم	۳۷۵
۲۵۷	دو پیر سے بیعت ہونا	۳۷۵
۲۵۸	کیا پیر اور مرید کے لئے ایک امام کا مقلد ہونا ضروری ہے؟	۳۷۶
۲۵۹	تم کو کسنے یہ اجازت بیعت	۳۷۶
۲۶۰	بغیر اجازت شیخ بیعت کرنا	۳۷۷
۲۶۱	پیر بدلنا	۳۷۹
۲۶۲	بے دین پیر سے بیعت کرنا	۳۷۹

مایتعلق بمجالس الصوفیة وأذکارهم

(صوفیاء کی مجالس اور ان کے وظائف کا بیان)

۲۶۳	ختم خواجگان کی تاثیر	۳۸۱
۲۶۴	پیر کے بتلائے ہوئے وظیفہ کی شرعی حیثیت	۳۸۲
۲۶۵	دل سے دعا چاہنا	۳۸۳
۲۶۶	خانقاہ ذکر مخصوص ایام میں دراس میں عورتوں کی شرکت	۳۸۳
۲۶۷	قوالی اور عرس کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا	۳۸۵

www.ahlehaq.org

کتاب السیر و التاریخ

باب في شمائل النبي صلى الله عليه وسلم

(شمائل نبوی کا بیان)

۲۶۸	قدم شریف و نعلین و تبرکات کا حکم	۳۸۲
۲۶۹	کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے لئے بددعا فرمائی ہے؟	۳۸۵
۲۷۰	بیان مضمون اور سند کے بارے میں کلام	۳۸۹

باب التاريخ

(تذکرۂ انبیاء، تاریخ کی روشنی میں)

۲۷۰	ایک حکایت کے بارے میں	۳۹۳
۲۷۱	دلائل و قرائن کے متعلق واقعہ	۳۹۳

(عہد صحابہ تاریخ کی روشنی میں)

۲۷۳	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکھا ہے	۳۹۵
۲۷۴	کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے؟	۳۹۶
۲۷۵	عہد یزید کی شورائی کا طریقہ انصاری یہودیوں کے ساتھ	۳۹۷

(تاریخ جنگ)

۲۷۶	واقعہ صلاح الدین ایوبی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ	۳۹۹
۲۷۷	کارگل کون ہیں؟	۳۹۹
۲۷۸	کارگل کی لڑائی میں موت پر کس نے تلاوت کی؟	۴۰۰

www.ahlehaq.org

كتاب السياسة والهجرة

(سیاست وہجرت کا بیان)

۲۷۹	علماء کی سیاست میں شرکت	۳۰۱
۲۸۰	"میں پہلے ہندوستانی ہوں، بعد میں مسلمان" کہنے کا حکم	۳۰۲
۲۸۱	ہندوستان سے ہجرت	۳۰۲
۲۸۲	قوم کے لوگوں کی مخالفت کے باوجود ان کی سرپرستی کرنا	۳۰۵
۲۸۳	حفاظت کی غرض سے مکان یا بستی چھوڑنا	۳۰۶
۲۸۴	گناہ والی جگہ میں قیام کرنا	۳۰۷

(امامت اور خلافت کا بیان)

۲۸۵	حرمین شریفین پر کافر کی حکومت ہو سکتی ہے یا نہیں؟	۳۰۸

(انتخابات کی شرعی حیثیت)

۲۸۶	الیکشن میں حصہ لینے والے حضرات کے متعلق فیصلہ کرنا	۳۱۰

كتاب تعبير الرؤيا

(خوابوں کی تعبیر کا بیان)

۲۸۷	خواب کا علم	۳۱۲
۲۸۸	خواب میں حق تعالیٰ کو دیکھنا	۳۱۳
۲۸۹	خواب میں اللہ تعالیٰ کی سواری دیکھنے کا حکم	۳۱۴
۲۹۰	خواب میں جسم پاک میں کیڑے دیکھنا	۳۱۵
۲۹۱	خواب میں روئی پر قرآن لکھا ہوا دیکھنا	۳۱۵
۲۹۲	خواب میں حدیث پڑھتے جانا	۳۱۶
۲۹۳	خواب میں حج کرنا	۳۱۶

www.ahlehaq.org

۲۹۴	جس سے قے کی تو قے نہیں ہوا ہے	۳۱۰
۲۹۵	خواب میں وضو کرتے ہوئے دیکھنا	۳۱۸
۲۹۶	خواب میں وضو کرنا دیکھا	۳۱۸
۲۹۷	خواب میں وضو کرنا دیکھا	۳۱۸
۲۹۸	خواب میں کلمہ کی انگلی میں لگی ہوئی دیکھا	۳۱۹
۲۹۹	خواب میں کلمہ کی انگلی میں لگی ہوئی دیکھا	۳۱۹
۳۰۰	خواب میں نبی ﷺ کے ساتھ وضو کرتے ہوئے دیکھا	۳۲۰

كتاب الطهارة

باب في نواقض الوضوء

(نواقض وضو کا بیان)

۳۰۱	کیا آنکھ سے نکلنے والا پانی ناقض وضو ہے؟	۳۲۱
۳۰۲	کیا ہر قسم کا پانی ناقض وضو ہے؟	۳۲۲
۳۰۳	پانی مارنے سے خون کا حکم	۳۲۳

باب الغسل

(غسل کا بیان)

۳۰۴	لحاف یا کپڑے سے چھوا جانے سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے؟	۳۲۴

الفصل الأول في فرائض الغسل

(فرائض غسل کا بیان)

۳۰۵	غسل میں کلی کا بھول جانا	۳۲۵

www.ahlehaq.org

الفصل الثاني في موجبات الغسل

(موجباتِ غسل کا بیان)

۳۰۶	کیا شراب موجبِ غسل ہے؟	۴۲۷
۳۰۷	ایضاً	۴۲۷

باب التيمم

(تیمم کے احکام کا بیان)

۳۰۸	تنگیٔ وقت کی وجہ سے تیمم کا حکم	۴۲۸

أحكام المعذورين

(معذور کے احکام کا بیان)

۳۰۹	معذور کی تعریف اور حکم	۴۲۹
۳۱۰	نقطرہ دی کا حکم	۴۳۱
۳۱۱	طہارت و نماز میں دو ہم	۴۳۲

باب في الأنجاس وتطهيرها

(نجاست اور اس سے پاکی کا بیان)

۳۱۲	کچے کنوئے اور پاخانہ سے مسجد کو پاک کرنا	۴۳۴
۳۱۳	ناپاک تھی اور مٹی کے برتن کو پاک کرنے کا طریقہ	۴۳۵

باب الاستنجاء

(استنجاء کا بیان)

۳۱۴	استنجاء غسل کے وقت استقبالِ قبلہ	۴۳۷

www.ahlehaq.org

۳۱۵	بچے زیور کے ساتھ بیت الخلاء میں جانا، اس پر نظر کرنا	۴۳۸

کتاب الصلاۃ

۳۱۶	کیا فجر نماز پڑھنے سے کفن ہو جاتے گی؟	۴۴۰
۳۱۷	تعزیہ داری چھوڑنے کے لئے نماز چھوڑنے کی شرط	۴۴۱
۳۱۸	بے نماز کا کیا حکم ہے؟	۴۴۱

باب المواقیت

الفصل الأول في أوقات الصلاة

(اوقات نماز کا بیان)

۳۱۹	فجر کی نماز کا وقت مستحب	۴۴۳
۳۲۰	وقت فجر میں تین طرح کا عمل	۴۴۶
۳۲۱	نماز فجر دن کی نماز ہے یا رات کی؟	۴۴۷
۳۲۲	ظہر اور عصر کا وقت	۴۵۱
۳۲۳	مثل اول پر ظہر، عصر پڑھنا	۴۵۳
۳۲۴	کلاس میں حاضری کی کمبوری سے عصر ایک مثل پر پڑھنا	۴۵۴
۳۲۵	مغرب وعشاء کی نماز وں میں فاصلہ	۴۵۵
۳۲۶	صلوٰۃ اوابین وغیرہ بعد مغرب پڑھنے کا حکم	۴۵۷
۳۲۷	انگلینڈ میں وقت عشاء	۴۵۸
۳۲۸	پنجگانہ نماز کے مستحب اوقات	۴۵۹
۳۲۹	تہجد کا وقت	۴۶۰
۳۳۰	تہجد کا وقت کب تک ہے؟	۴۶۱
۳۳۱	وقت شراق	۴۶۲

www.ahlehaq.org

۳۳۲	جنتری سے اوقات متعین کرنا	۳۴۳
۳۳۳	جنتریوں میں فرق ہونے کی صورت میں کس کا اعتبار کیا جائے؟	۳۴۵
۳۳۴	فجر کی سنتوں کا وقت کب تک ہے	۳۴۶

الفصل الثاني في الأوقات المكروهة

(اوقاتِ مکروہہ کا بیان)

۳۳۵	نماز فجر ختم ہونے سے پہلے سورج کا طلوع ہونا	۳۵۰
۳۳۶	نماز فجر میں طلوع شمس تک تاخیر کرنا	۳۵۱
۳۳۷	فجر کی سنت کے بعد تحیۃ المسجد پڑھنا	۳۵۲
۳۳۸	فجر کے وقت سنت فجر کے علاوہ نفل پڑھنا	۳۵۳
۳۳۹	عصر کے بعد باتیں کرنا	۳۵۳

باب الأذان

الفصل الأول في إجابة الأذان

(اذان کے جواب کا بیان)

۳۴۰	اذان کا جواب دینا اذان ثانی میں فصل	۳۵۶

الفصل الثاني في الدعاء بعد الأذان

(اذان کے بعد دعا کا بیان)

۳۴۱	اذان کے بعد دعا	۳۵۸

الفصل الثالث فيما يكره في الاذان

(مکروہاتِ اذان کا بیان)

۳۴۲	مکروہات اذان کا حکم	۳۶۰

www.ahlehaq.org

۳۴۳	پیشہ ور کاریگر کو مؤذن بنانا	۴۸۲
	الفصل الرابع في إعادة الأذان	
	(دوبارہ اذان دینے کا بیان)	
۳۴۴	غروب سے پہلے اذان کا حکم	۴۸۴
	الفصل الخامس في الأذان لقضاء الفوائت	
	(فوت شدہ نمازوں کے لئے اذان دینے کا بیان)	
۳۴۵	قضا نماز کے لئے اذان واقامت	۴۸۶
	الفصل السادس في الأذان في اذان المولود	
	(بچہ کے کان میں اذان دینے کا بیان)	
۳۴۶	بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ	۴۸۷
	باب الإقامة والتثويب	
	الفصل الأول في الإقامة	
	(اقامت کا بیان)	
۳۴۷	منفرد کے لئے اقامت کا حکم	۴۸۸
۳۴۸	کیا ہر نماز میں مؤذن سے تکبیر کی اجازت لی جائے؟	۴۸۸
	الفصل الثاني في التثويب	
	(تثویب کا بیان)	
۳۴۹	نماز فجر کے لئے قرآن کریم کی تلاوت یا علم وغیرہ سے جگانے کا حکم	۴۹۰

www.ahlehaq.org

باب صفة الصلاة

الفصل الأول في شروط الصلاة

(شروط صلوٰۃ کا بیان)

۳۵۰	کیا نیت کے لئے زبان سے کہنا ضروری ہے؟	۴۸۳
۳۵۱	نفل نماز میں نیت	۴۸۳
۳۵۲	سنت میں نیت کا طریقہ	۴۸۴
۳۵۳	نفل نماز میں تعیین نیت	۴۹۲
۳۵۴	تکبیر و تحریمہ کا بیان	۴۹۵
۳۵۵	جس کپڑے میں ہوا آئے اس میں نماز پڑھنے کا حکم	۴۹۱
۳۵۶	[illegible] سے کپڑے کا حکم	۴۹۷
۳۵۷	قبلہ کا صحیح اور انداز کی صورت میں تحری کا حکم	۴۹۸
۳۵۸	کیا مسلمان کا بیٹی جہات نماز ہے؟	۴۹۹
۳۵۹	قبلہ کا مختلف ہونا	۵۰۰

الفصل الثاني في أركان الصلاة

(ارکان نماز کا بیان)

۳۶۰	فرض و نفل نماز میں قیام کا حکم	۵۰۱
۳۶۱	بیٹھ کر نماز پڑھنا	۵۰۲
۳۶۲	بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قعدہ کی کیفیت	۵۰۳
۳۶۳	نماز کے اندر سجدہ شکر کا حکم	۵۰۳
۳۶۴	مرد اور عورت کی نماز میں فرق	۵۰۵

www.ahlehaq.org

الفصل الثالث في سنن الصلاة

(نماز کی سنتوں کا بیان)

۳۲۵	دو قدموں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو؟	۵۰۷
۳۲۶	نماز میں گھٹنوں کو رکھنے کا حکم	۵۰۸
۳۲۷	ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟	۵۰۹
۳۲۸	ہاتھ کے پیچھے ہاتھ باندھنا	۵۱۰
۳۲۹	عورت سے پہلے ہاتھ باندھنا	۵۱۱
۳۳۰	نماز شروع کرنے سے پہلے نیت باندھنے کا حکم	۵۱۲
۳۳۱	دل میں نیت کافی ہے یا زبان سے بھی ضروری ہے؟ نیز مرد و عورت کی نماز میں فرق	۵۱۲
۳۳۲	قومہ میں تحمید اور تسبیح کا حکم	۵۱۷
۳۳۳	مصلی پر کھانے اور نماز میں سجدہ کرنے کا حکم	۵۱۸
۳۳۴	تشہد کے بعد کی دعا	۵۱۹

الفصل الرابع في آداب الصلاة

(نماز کے آداب کا بیان)

۳۳۵	جوتے پہن کر نماز پڑھنا	۵۲۰
۳۳۶	نماز میں کیا کیا دعا چاہیے؟	۵۲۱

باب الذكر والدعاء بعد الصلوات

الفصل الأول في الذكر

(نماز کے بعد ذکر کا بیان)

۳۳۷	نماز کے بعد جہراً ذکر کرنا	۵۲۳

www.ahlehaq.org

۳۷۸	فرض نماز کے بعد وظیفہ پڑھنا	۵۲۳
۳۷۹	فجر اور عصر کے بعد تلاوت یا ذکر میں مشغول رہنے سے مخصوص ثواب ملتا ہے؟	۵۲۴
۳۸۰	چلتے پھرتے ذکر کرنا	۵۲۶

الفصل الثاني في الدعاء بعد الصلاة

(نماز کے بعد دعا کا بیان)

۳۸۱	نماز کے بعد دعا کا طریقہ	۵۲۷
۳۸۲	نماز کے بعد دعا دل میں یا بلند آواز سے؟	۵۲۸
۳۸۳	نماز کے ختم پر "التحیات" سے "صلاۃ" تک دعا کہاں تک ہے؟	۵۳۰
۳۸۴	سنتوں سے پہلے مسنون دعاؤں کا پڑھنا	۵۳۱
۳۸۵	مشترک امور میں کتابت صرف ہونا چاہیے	۵۳۲
۳۸۶	سنت و نفل کے بعد کس قدر دعا مسنون ہے؟	۵۳۲
۳۸۷	دعا سر أ ہو یا جہراً؟	۵۳۳
۳۸۸	دعائے قنوت	۵۳۴
۳۸۹	دعا کے بعد چہرہ پر ہاتھ پھیرنا	۵۳۶
۳۹۰	نماز کے بعد دعائے ثانیہ و ثالثہ و فاتحہ مروجہ	۵۳۶
۳۹۱	صبر کی دعا بہتر ہے یا عافیت کی؟	۵۳۷
۳۹۲	نماز فجر و عصر کے بعد مسجد میں تقریر و نعت میلاد کا حکم	۵۴۲
۳۹۳	دعا میں کبھی سینہ سے لگ جائیں تو؟	۵۴۳
۳۹۴	مختلف دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا	۵۴۳

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

کتاب الإیمان والعقائد

مایتعلق بالإیمان

(ایمان کا بیان)

ایمان باللہ مقدم ہے یا نماز؟

سوال [۹۰۸۱]: مسلمان کو سب سے پہلے عقیدہ کی ضرورت ہے یا پہلے نماز کی؟ اور بعد میں عقیدے کی؟ اور مسلمانوں کے سے عقیدہ میں کن کن باتوں کی ضرورت ہے؟ اگر نماز اور عقیدہ دونوں ہی ہے اور ہم نماز پڑھتے رہتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس نماز سے جنت نصیب فرمائے گا تو ایسا ہو سکتا ہے کہ ہمارے کسی عقیدے میں اس حد تک فرق آ جائے جو جنت کے لائق نہ رہیں یا دوزخ کے لائق ہو جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) [ ] محمد رسول اللہ" کی شہادت سب سے مقدم ہے پھر نماز اور روزہ وغیرہ کا نمبر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں صاف مذکور ہے(۱) [ ] [ ] [ ]

نہیں ہوا تو جنت سے داخلی کوئی چیز کو کہا جائے گا (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جنت میں جانے کا وعدہ کس کے لئے ہے؟

سوال (۹۹۱۱): آج کل تقریباً ۲۵ ہزار روپیہ قرض تھا، اس سے پہلے میں یوں کہتا تھا کہ جو شخص ۲۵ ہزار روپیہ ادا کرے گا وہ جنتی ہے، یعنی مدرسہ کا مذکورہ قرض ادا کرنے کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ میں جنت خریدے ہے، لیکن اب تو الحمد للہ ایک کروڑ سے زیادہ روپیہ قرض ادا کر دیا ہے، اب آپ تحریر فرمائیں کہ وہ اعلان وعدہ کس طرح پورا کریں گے، اس حساب سے روپیہ لینا چاہئے یا نہیں؟ اور اس روپیہ سے مدرسین کی تنخواہیں چکائی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ اور اس روپیہ سے مسجد میں کچھ لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جنت میں جانے سے متعلق جو بیان کیا ہے، بشرطِ ایمان لانے کوئی مضائقہ نہیں، مگر ۲۵ ہزار روپیہ پر کہ جنت میں نہیں جاسکتا، اس کا مقصود بھی یہی تھا کہ مسلمان جو روپیہ سے وہ جنت کا مستحق ہو، کوشش کی جائے کہ وہ اسلام قبول کرے، وہ اس کو بتلایا جائے کہ جنت میں جانے کے لئے ایمان شرط ہے، اس شرط کے ساتھ جنت کا وعدہ ہے، بغیر اس کے نہیں (۲)۔ اگر وہ اس کو ملحوظ رکھ کر اتنا کام کا روپیہ لیں

---

(۱) کما في حدیث جبریل -علیہ السلام- قال: فأخبرني عن الإیمان، قال: أن تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ. الخ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، ۱: ۱۲، قدیمی)

أصل التوحید والمتیقن الاعتقاد علیہ یجب أن یقول: آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ الخ (شرح الفقہ الأکبر، ص ۱۰۰-۱۳۰، قدیمی)

وفي الصحیح لمسلم: کتاب الإیمان، ۱: ۳۷، قدیمی۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ: إن الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنت الفردوس نزلا (الکھف: ۱۰۷)

وقال اللہ تعالیٰ: وإن الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات أولئک ھم خیر البریۃ جزآؤھم عند ربھم جنت عدن تجري من تحتھا الأنھر خلدین فیھا أبدا (البینۃ: ۸)

وقال النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من قال: لا إلٰہ إلا اللہ مخلصاً دخل الجنۃ (قیص =

کردیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۳/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

☆.....☆.....☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

= القدیر ۱۱/۵۴۳۳، رقم الحدیث ۸۸۹۹، مکتبہ نزار مصطفی الباز مکۃ)

مایتعلق بالتقدیر

(تقدیر کا بیان)

کافر امیر اور غریب دونوں جہنم میں کیوں؟

سوال [۹۸۸۹]: کافر غریب دنیا میں بہت ہیں اور اکثر کافر شدید تکلیف و عذاب میں مرتے ہیں اور مرنے پر جہنم رسید ہوتے ہیں اور کافر امیر دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور کفر میں بھی اشد ہیں مرنے پر نار جہنم ان کو بھی ہے، کیا سبب ہے؟

محمد شمس الحق عفی عنہ اول نہاوند اعظم گڑھ

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ قدرت کے راز ہیں کون جانے کس کے ساتھ کیا معاملہ کس وجہ سے ہے؟ اس کے درپے نہیں ہونا چاہیے، جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو پڑھنا چاہیے:

"الحمد لله الذي أنعم علي (أو أنعم علي فلان) وعافاني مما ابتلاك به (۱).

---

(۱) الحمد یا اس کا ہم معنی جملہ عربی میں عام طور پر عافیت میں مصیبت زدہ شخص کو دیکھنے کے وقت مندرجہ ذیل الفاظ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے:

"الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلا".

"عن عمر رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من رأى صاحب بلاء فقال: "الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به، وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلا" إلا عوفي من ذلك البلاء كائناً ما كان ما عاش" (سنن الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، باب ما يقول إذا رأى مبتلى، ۲/ ۱۸۲، قديمي)

وروى ابن ماجة، أبواب الدعاء، باب يدعو به الرجل إذا نظر إلى أهل البلاء، ص ۲۵۷، دار السلام)

وكذا في المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الدعاء، باب الرجل يرى المبتلى ماذا يدعو به، ۱۵: ۳۵۲، ۳۵۳، المجلس العلمي)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱۰/۹۵ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) کذا فی صحیح البخاری، کتاب الأذکار، باب مایقول إذا رأی الکوکب، رقم الحدیث ۶۰۲۰، دار الفکر)

(۲) کذا فی بذل المجهود ۱۰ / ۵۱۰۰، رقم الحدیث ۹۶۹۲، مکتبہ مرتضیٰ، مکہ مکرمہ)

(۳) کذا فی کتاب الأذکار للنووی، کتاب الأذکار المتفرقة، باب مایقول إذا رأی صنبی بعوض أو غیره، ص ۲۰۸، دار ابن حزم)

(۴) کذا فی حصن الحصین، ص ۲۳۲، گنا سیر)

مایتعلق بالسعادۃ والنحوسۃ

(نیک شگونی اور بدشگونی کا بیان)

کیا سفید پیر والی بھینس منحوس ہے؟

سوال[۹۸۱۰]: اگر کوئی بھینس سیاہ ہو، لیکن اس کے پیر سفید ہوں، تو اس کو منحوس جانا جاتا ہے، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بے اصل اور غلط ہے(۱)۔ واللہ تعالیٰ علم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر، وفر من المجذوم كما تفر من الأسد" (مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة، ص ۳۹۸، قديمي)

(وصحيح البخاري، كتاب الطب، باب لا عدوى ۲/۸۵۴، قديمي)

(وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ۲/۲۳۰، قديمي)

www.ahlehaq.org

باب العقائد

ما یتعلق باللہ تعالیٰ وصفاتہ

(اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا بیان)

کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہے؟

سوال [۸۱۰۱]: زید کہتا ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور اس کا عقیدہ بھی رکھتا ہے اور قرآن شریف میں جو آیت ہے معنی بتائے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جواب میں بکر کہتا ہے کہ یہ جو عقیدہ عوام میں رائج ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ حاضر ہے، موجود ہے، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عظیم وخبیر ہے۔ زید اور بکر دونوں میں سے کون صحیح عقیدہ پر ہے اور صحیح عقیدہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کوئی جسم ہے جو ہر جگہ موجود ہے، جیسے: مثلاً کوئی آدمی دو مکان کے مختلف کمروں میں آئے جائے، ایک کمرے میں ہے تو دوسرے کمرے میں نہیں، اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ایک جسم ہے، پاک ہر جگہ موجود ہے، یہ عقیدہ غلط ہے(۱)۔ وہ جسم

---

(۱) "وهو شيء لا كالأشياء، ومعنى الشيء إثباته بلا جسم ولا جوهر ولا عرض" (الفقه الأكبر، ص: ۳۵، ۳۶، قديمي)

"(ولا جسم) لأنه مركب ومتحيز، وذلك إمارة الحدوث" (شرح العقائد النسفية، ص: ۳۸، ۳۹، قديمي)

"قال ابن بطال: مقصد الترجمة الرد على من زعم أن الله ليس بجسم، لأن الجسم مركب من أشياء مؤلفة، وذلك رد على الجهمية في زعمهم أنه جسم" (فتح الباري، كتاب التوحيد: ۱۳/ ۳۴۵، دار المعرفة بيروت)

وجسمانیت سے بالاتر ہے، البتہ اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے، کوئی شئی کوئی جگہ اس کے علم وقدرت سے باہر نہیں، شرح فقہ اکبر میں اس کی تصریح موجود ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۵/ ۱۳۸۰ھ۔

دلوں پر اللہ تعالیٰ کا اختیار

سوال [۹۸۸۱]: ہماری یہ بحث ہے کہ کیا انسانوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے یا نہیں؟ مثلاً: انسان جو بھی کام دل سے کرتا ہے، وہ اچھے ہوں یا برے، کیا دل پر خدا کا اختیار ہے یا نہیں؟ کیا وہ خدا کے علم سے کرتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے، جس دل میں جو چاہتے ڈال دیتے، اسی وجہ سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ (۲)۔ سب

---

(۱) "فالله تعالى عالم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات. وانه تعالى يعلم الجهر والسر وما يكون اخفى منه من الصفيات، بل احاط بكل شيء علما من الجزئيات والكليات والموجودات والمعدومات والممكنات والمستحيلات. فهو بكل شيء عليم من الذوات والصفات بعلم قديم، لم يزل موصوفا به على وجه الكمال، لا بعلم حادث حاصل في ذاته بالقبول والانفعال والتغير والانتقال. تعالى الله عن ذلك شأنه وتعظم عما يقول عنها كبرهانه" (شرح الفقه الاكبر، ص: ۱۲، قديمي)

"قال الله تعالى: وإن الله قد أحاط بكل شئ علما، وإنما المراد إحاطة علمية وسعة وقدرة". (شرح العقيدة الطحاوية لابن ابي العز، ص: ۴۸۲، قديمي)

(وكذا في روح المعاني، النساء، ۱۲۶، ۵/ ۲۲۹، دارالفكر بيروت)

(۲) "عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: "كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يكثر أن يقول: يا مقلب القلوب! ثبت قلبي على دينك". فقلت: يا نبي الله! آمنا بك وبما جئت به، فهل تخاف علينا؟ قال: نعم، إن القلوب بين أصبعين من أصابع الله، يقلبها كيف يشاء". (جامع الترمذي، كتاب القدر، باب ماجاء أن القلوب بين أصبعي الرحمن، ۲/ ۳۵، ۳۶، سعيد)

امت کو یہ دعوہ کرنی چاہیے مگر خدا نے پاک نے بعض کاموں کا حکم دیا ہے اور بعض کاموں سے منع کیا ہے(۱)۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۳۰۰ھ۔

اللہ کے لئے واحد کا لفظ استعمال کیا جائے یا جمع کا؟

سوال[۸۹۹۶]: اللہ تعالیٰ احد ہے تو "اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو دیتا ہے" اور جائے ہے لیکن آج کل تبلیغی نصاب وغیرہ اور تقریروں میں آپ اکثر "کرتے ہیں" کہتے ہیں اور لکھتے ہیں، کیا صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تعظیم کے لئے تم اور آپ بولنا بھی درست ہے اللہ پاک نے بھی فرمایا ہے جواب "صحیح" ہے(۲)

۱- (سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب دعاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲/ ۲۷۲، (فیصلی) وکذا فی مسند الإمام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک رقم الحدیث ۱۲۴۷۶، ۳/ ۲۵۵، دار احیاء التراث العربی بیروت)

۲- قال اللہ تعالیٰ: ﴿إن اللہ یأمر بالعدل والإحسان وإیتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون﴾ (النحل ۹۰)

وقال الأمر بالمعروف: ﴿إن اللہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أھلھا وإذا حکمتم بین الناس أن تحکموا بالعدل﴾ (النساء: ۵۸)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿یا أیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون﴾ (آل عمران ۱۰۲)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وقضی ربک ألا تعبدوا إلا إیاہ وبالوالدین إحسانا﴾ (بنی اسرائیل ۲۳)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وذروا ظاھر الإثم وباطنہ﴾ (الأنعام ۱۲۰)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تقتلوا أولادکم خشیۃ إملاق ... ولا تقربوا الزنی إنہ کان فاحشۃ وساء سبیلا ... ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ إلا بالحق ... ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ھی أحسن حتی یبلغ أشدہ ... ولا تقف ما لیس لک بہ علم﴾ (بنی اسرائیل ۳۱-۳۶)

(۱) الکوثر: ۱

[illegible]

[illegible]

www.ahlehaq.org

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

مایتعلق بالاشراک باللہ تعالیٰ وصفاتہ

(اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شرک کا بیان)

غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے اور خدا کے سامنے نہ جھکانے والے کا حکم

سوال [۱۸۹۳]: جو شخص غیر اللہ کے سامنے سر جھکائے اور خدا کے سامنے نہ جھکائے اس کا کیا حال ہے اور اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

فی الدر المختار: من قبّل بساط السلطان أو الأرض بین یدیہ أو رکع لہ کما یرکع فی الصلوٰۃ کفر (۱) اھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۲/ ۹۲ھ

کیا وفات کے بعد بزرگ اپنے مزار پر چادر چڑھانے کا حکم دیتے ہیں؟

سوال [۱۸۹۴]: نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنی وفات سے

---

(۱) قلت: مسألۃ السجود للسلطان سیأتی الکلام علیہ قریباً وقد صرح ھنا بأنہ کفر وفی البحر عن الولوالجیۃ ومن سجد لغیر اللہ تعظیماً فھو کعبدۃ الصنم ومن سجد ونحوہ کفر وإن لم یقصد بہ العبادۃ واختار بعض العلماء أنہ لیس بکفر وفی ھذا ھو الأظھر وفی الظھیریۃ قال بعضھم یکفر مطلقاً وإن قال لم أقصد بہ السجود إلا أن وضع الجبین أو الید علی الأرض تحتی والصحیح من قبیل الأرض لیس برکوع فضلاً عن وضع الجبین أو الید علی الأرض تحتی والصحیح من قبیل الأرض لیس برکوع فضلاً عن وضع الجبین أو الید وشرح الفقہ الأکبر وأحرم بعض فی الکفر صریحہ وکنایتہ ص ۱۹۳ قدیمی

(۲) کذا فی البحر الرائق، کتاب الکراھیۃ، فصل فیما یفسد فی الصوم ۲/ ۲۰۲ زکریا

بعد میں کروں گا تو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو ہر وقت ہر چیز تیار ہے، غیب کی باتیں تو بتاتے ہیں، اپنا پتہ نہیں بتا سکتے ہیں یا نہیں؟ "الجواب" کے بعد ارشاد ہوا کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ درست نہیں ہوتا ہے، وہ غلط کہتے ہیں یا نہیں؟

بجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مولانا فخر الدین زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علاء الدین صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علاء الدین گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ برہان الدین جانم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ علی حسین اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ وجیہ الدین گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ عبد اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ میراں حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ برہان الدین جانم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ علی حسین اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ وجیہ الدین گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ عبد اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ میراں حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

---

(۱) کذا في روح المعاني، تحت قوله: وما يعلم تأويله إلا الله، كذا كان يقرأ ابن عباس رضي الله عنهما وابن مسعود وأبي بن كعب وعائشة رضي الله عنها وعروة بن الزبير وسعيد بن جبير وعكرمة ومجاهد وأبي العالية وأبي نهيك وابن يعمر وأبي رجاء والضحاك وقتادة وحميد الأعرج وابن كثير المكي وحفص عن عاصم وأبي عمرو وابن عامر ونافع وحمزة والكسائي وخلف العاشر وأبي جعفر ويعقوب الحضرمي وسلام وابن محيصن والأعمش وطلحة بن مصرف وابن وثاب والنخعي وأبي عبد الرحمن السلمي وزيد بن علي وعيسى الثقفي ويحيى بن يعمر وأبي حيوة وابن أبي إسحاق وابن هرمز وشيبة والأعرج وباقي السبعة على الوقف على لفظ الجلالة وعلى الابتداء بما بعده وهو قوله تعالى: والراسخون في العلم يقولون آمنا به، وهو اختيار أبي حاتم وأبي عبيد والقاسم بن سلام والكسائي والفراء وابن الأنباري وجماعة من النحاة وجوز الأخفش والمبرد والزجاج الوقف على العلم والابتداء بما بعده على أن الواو للاستئناف وهو مبتدأ وجملة يقولون خبره والجملة خبر إن، وقيل: الواو للعطف والراسخون معطوف على لفظ الجلالة والجملة بعده خبر إن، وقيل: الواو للعطف والراسخون معطوف على لفظ الجلالة والجملة بعده حال من الراسخين أي قائلين آمنا به، وقيل: الواو للعطف والراسخون معطوف على لفظ الجلالة والجملة بعده مستأنفة، وقيل: الواو للعطف والراسخون معطوف على لفظ الجلالة والجملة بعده في موضع الحال من ضمير يعلم أي ما يعلم تأويله أحد في حال من الأحوال إلا في حال قولهم آمنا به، وقيل: الواو للعطف والراسخون معطوف على لفظ الجلالة والجملة بعده في موضع الحال من ضمير به أي آمنا به في حال من الأحوال إلا في حال علمنا بأنه من عند ربنا، وقيل: الواو للعطف والراسخون معطوف على لفظ الجلالة والجملة بعده في موضع الحال من ضمير به أي آمنا به في حال من الأحوال إلا في حال تسليمنا لما استأثر الله تعالى بعلمه، وقيل: الواو للعطف والراسخون معطوف على لفظ الجلالة والجملة بعده في موضع الحال من ضمير به أي آمنا به في حال من الأحوال إلا في حال اعترافنا بالعجز عن الإحاطة

مرادیں مانگنے کے لئے مزاروں کا چکر لگانا:

سوال [۹۹۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مرادیں مانگنے کے لئے مزاروں کے نام آتا ہے یا نہیں؟

۲ نیز قرآن شریف میں آیا ہے کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے، پھر مزاروں کا چکر، مزاروں کا نام لینا کیسے اسلام میں داخل ہو گیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ کام سے کیا مراد ہے؟

۲ مرادیں مانگنے کے لئے مزاروں کا چکر لگانا درست نہیں ہے(۱)، البتہ ایصال ثواب کے لئے دعاء کی نیت سے قبرستان جانے کی ترغیب آئی ہے(۲)، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر اللہ کے نام نذر و نیاز و فاتحہ کا حکم

سوال [۹۹۹۶]: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری دولدل کے نام سے چند عورتیں

للسلف ولا المخلف إلا من بصيرة وانقدح مافيه عدم قبله ونازع العلامة ابن امير الحاج في دعوى الخصوصية وأطال الكلام عني ذلك في الحلبي الثالث عشر في شرحه عني المنية فراجعه" رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة ۶: ۳۹۰، سعيد)

"كذلك وعند منا نعد رحمهم الله تعالى يجوز الوسل في الدعوات بالأنبياء، والصالحين من الأولياء والصديقين والشهداء في حياتهم وبعد وفاتهم" (المهند على المفند، ص ۸، قديمي)

(۱) قال الله تعالى ﴿ذلك بأن الله هو الحق وأن ما تدعون من دونه هو الباطل وأن الله هو العلي الكبير﴾ (ع ۳)

وقال الله تعالى ﴿والذين تدعون من دونه لا يستطيعون نصركم ولا أنفسهم ينصرون﴾ (الاعراف ع ۱۹)

(۲) عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال "كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها ترهد في الدنيا وتذكر الآخرة" رواه ابن ماجه (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، رقم الحديث ۷۶۶، ۳۳۳، دار الكتب العلمية بيروت)

نیاز فاتحہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام شامل نہ کیا جائے تو اس جنس کا کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: در الافاضہ جمعہ نعیمیہ مراد آباد

بلاشبہ کتاب مذکور بہت خوب ہے کہ اس میں آیات قرآنیہ احادیث کا ذخیرہ اور اکابر امت کے مقبول عقائد کو بہت عمدہ طریقہ سے بیان کر دیا ہے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں

"ضمناً بگوید ثواب آں نیاز حضرت مبیں نمایند وبر آں فاتحہ وقل درود وخواندن تبرک می شود حرجے در بیاں حرف است" (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الحقیر محمود ایوب الرضوی غفرلہ ومولدہ بالنبی مہ نعیمیہ مراد آباد۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس مقصد کے لئے چند باتیں سمجھنا اور سوال کو ان پر نظر رکھنا ضروری ہے، اول تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے اسی کو تقسیم فرمایا ہے تو جس کے لئے جو ثواب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعین فرمایا ہے وہی اس کی روح القدس کو پہونچ سکتا ہے، قرآن کریم جس قدر پڑھا جائے ثواب پہونچایا جائے وہ بھی درست ہے، دوائی پر قرآن پڑھ کر دینا، دعائیں کرنے بھی ثواب پایا جاتا ہے، جیسا کہ ہدایہ فیض وغیرہ میں ہے (۲) اس لئے کسی کی اشیاء سے کسی کو مخصوص آیات پڑھ کر پہونچانے کی تو ثابت نہیں اور اس کو ضروری سمجھ لینا اعتقادی مفسدہ ہے (۳) پھر اللہ کے نام پر دینا بھی درست

---

(۱) فتاوی عزیزی (۱) ۱۸۔ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

(۲) "الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صومًا أو صلاةً أو صدقةً أو غيرها عند أهل السنة والجماعة". (الهداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ۱: ۱۴۲، شركة علمية)

وكذا في رد المحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ۳: ۵۹۳، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ۲: ۲۵، رشيديه)

(۳) "قال العلامة الحكمي رحمه الله تعالى في الفاتحة الواحدة: إن طور مجتمع من به قرآن حضرت صلى الله تعالى عليه وسلم بود، نه در زمن حقاء، بلكه وجود آن در قرون ثلاثة كه مشهود لها بالخير بود، متقرر نه شده، وحالا در حرمين شريفين، زادهما الله تعالى شرفا – عادات خواص است وايں را ضروري دانستن مخصوص است" (مجموعة الفتاوى على هامش حلاصه، نفتوى، كتاب الصلاة، أنواع الجنائز ۱: ۱۵۱، مجيد اكيدمي لاهور)

نہیں(۱) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر فتح العزیز میں اس کی پرزور تردید فرمائی ہے(۲) اور اکمال(۳) میں بہت مدلل بحث اس مسئلہ کے لئے کی ہیں اور اس کو بالکل ناجائز تحریر فرمایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/ ۵/ ۹۰ھ۔

www.ahlehaq.org

(۱) الغسل في البئر الذي يقع فيها صوت من أكثر العوام، وما يوجد من الفدر الهم والشعر والريش ونحوها إلى صراسح الأوساخ الكثيرة تقريباً إليهم، فهو مالإجماع باطل وحرام. (الدر المختار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد، فصل في باب الاعتكاف، ۲/ ۴۲۹، سعيد)

(۲) كذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في الفدر، ۲/ ۵۸، رشيديه)

(۳) كذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم، ص ۴۵۳، قديمي)

(۴) اردو ترجمہ تفسیر عزیزی مرسومہ بہ تفسیر فتح العزیز مجیدی، سورۃ البقرہ، وما أهل لغير الله، ۱/ ۲۰۰، ۲۰۳، سعید)

(۵) لم أجد هذا الكتاب

مایتعلق بالاستمداد بغیر اللہ تعالیٰ

(غیر اللہ سے مدد مانگنا)

یا حضور، یا غوث وغیرہ کہنے کا حکم

سوال [۹۸۹۷]: کھیلنا کے پیر شان حیدر اللہ صاحب کو "یا کھیلنا" کہنا کہاں تک درست ہے؟ اس پیر صاحب کے خلیفہ پیر علیم الدین صاحب کو "یا حضور" کہنا کہاں تک درست ہے؟

سوتے وقت، اٹھتے بیٹھتے وقت، خوشی وغم میں ہر حالت میں "یا حضور"، "یا غوث" وغیرہ کہنا کہاں تک درست ہے؟ جب کہ کسی بھی وقت میں اللہ اور رسول کا نام نہیں لیا جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

منع ہے، شرک کے مشابہ ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۸/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱/۹/۸۸ھ۔

کیا اولیائے کرام دوسروں کی مدد کر سکتے ہیں؟

سوال [۹۸۹۸]: لوگ کہتے ہیں کہ اولیائے کرام وصالحین دنیا میں بھی زندہ ہیں اور آخرت میں بھی

---

(۱) "إن الناس قد أكثروا من دعاء غير الله تعالى من الأولياء الأحياء منهم والأموات وغيرهم، مثل: يا سيدي فلان الغوث، وليس ذلك من التوسل المباح في شيء، والملائق بحال المؤمن عدم الغفلة عن ذلك، وأن لا يحول حول حماه. وقد عده أناس من العلماء شركاً" (روح المعاني، العائدة: ۳۵: ۱۳۶/۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"بكفر بقوله: (أرواح المشائخ حاضرة تسمع)". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، النوع الأول: ۱/ ۶۹۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

=

اس سے دعا مانگنے میں کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس پر کوئی شرعی دلیل تو ہم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر الدین محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۱۰۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) كذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۹، زكريا.

مایتعلق بالأنبیاء علیهم السلام و أتباعهم

(انبیائے کرام اور ان کے متبعین)

قرآن میں مذکور پیغمبروں کی تعداد

سوال [۹۸۹۹]: قرآن پاک میں مذکور پیغمبروں کی کل تعداد بر طابق دعوی بیضاوی ۲۸ ہے، کیا یہ درست ہے؟ نیز مذکور انبیاء فی القرآن کی ثبوت کو پہچانے کا طریقہ کیا ہے؟ مثلاً: نبیوں کی فہرست میں ہوں تو نبی ہوں گے، بعض کتابوں میں معلوم ہوا، مگر یہ اس نے درست نہیں کہ حضرت مریم، حضرت ذوالکفل، حضرت عزیر بلکہ حضرت عیسیٰ نبیوں کی فہرست میں مذکور ہیں اور پھر نبی ہونے نہ ہونے کا اختلاف ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کس جگہ پر کیا ہے، اس کی پوری نشاندہی فرمائیں تاکہ اس کے متعلقات میں دیکھا جائے، شاید وہاں تفصیل مذکور ہو، تمام پیغمبروں کے نام تو حق تعالیٰ نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتائے۔ ﴿منهم من لم نقصصهم عليك﴾(۱) پھر کوئی پوری فہرست کیسے بتا سکتا ہے؟

قرآن کریم میں کسی کے نام کے ساتھ رسول کا لفظ ہے(۲) اور کسی کے نام کے ساتھ نبی کا لفظ ہے(۳)،

---

(۱) (النساء: ۱۶۴)

(۲) قال الله تعالى: ﴿محمد رسول الله﴾ (الفتح: ۲۹)

وقال الله تعالى: ﴿إنما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته﴾ (النساء: ۱۷۱)

وقال الله تعالى: ﴿وإن إلياس لمن المرسلين﴾ (الصافات: ۱۲۳)

(۳) قال الله تعالى: ﴿وبشرناه بإسحق نبيا من الصالحين﴾ (الصافات: ۱۱۲)

وقال الله تعالى: ﴿واذكر في الكتاب إبراهيم إنه كان صديقا نبيا﴾ (مريم: ۴۱)

وقال الله تعالى: ﴿ووهبنا له من رحمتنا أخاه هارون نبيا﴾ (مريم: ۵۳)

www.ahlehaq.org

کسی کے متعلق اس پر کتاب ناطق ہونے کا تذکرہ ہے(۱) یہ تینوں امور بے اصل ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۱۱/۱۳۰۰ھ۔

کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کا ہے؟

سوال [۹۱۰۰]: انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہووہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اسی کی چاہیے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء، امام زمانہ، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے، ہم ان کے چھوٹے ہیں، سو ان کی تعظیم انسان کی سی کرنی چاہیے، نہ خدا کی سی، تمام انسان اللہ کے بندے بے شک ہیں لیکن سب کے سب بڑے بھائی کی طرح ہیں جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھی۔ اور مقیس علیہ حدیث ہے:

"عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها: أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان في نفر من المهاجرين والأنصار فجاء بعير فسجد له، فقال أصحابه: يا رسول الله! تسجد لك البهائم والشجر، فنحن أحق أن نسجد لك، فقال: اعبدوا ربكم وأكرموا أخاكم" مسند الإمام أحمد بن حنبل ۶/۷۶(۲).

اور عقائد دیوبند (مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ) ص: ۱۴ میں ہے

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿إنا نحن نزلنا عليك القرآن تنزيلا﴾ (الدهر: ۲۳)

وقال الله تعالىٰ: ﴿ولقد آتينا موسى الكتاب فاختلف فيه﴾ (هود: ۱۱۰)

وقال الله تعالىٰ: ﴿فبما نقضهم ميثاقهم لعنّاهم﴾ (المائدة: ۱۳)

وقال الله تعالىٰ: ﴿وقفينا على آثارهم بعيسى ابن مريم مصدقا لما بين يديه من التوراة وآتيناه الإنجيل فيه هدى ونور﴾ (المائدة: ۴۶)

(۲) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث السيدة عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، رقم الحديث: ۲۴۵۲۰، ۱۰/۱۱۱، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت)

''جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے، جتنی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے، تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے''(۱)۔

ان میں کون تحقیق ہے؟ خلاصہ واضح مع الدلیل شافی جواب فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ نے علماء دیوبند کا تو حوالہ دیا مگر اس سے پہلے جو عبارت نقل کی ہے، اس کا حوالہ نہیں دیا کہ کس کتاب سے نقل کی ہے، یا تو وہ کتاب یہاں بھیج دیجئے تاکہ پوری کتاب دیکھ کر معلوم ہو سکے کہ اس میں اتنی ہی بات مذکور ہے، یا اس سے زائد بھی ہے، جس سے یہ بات بھی صاف ہو جائے۔

اگر وہ کتاب آپ کے پاس نہ ہو، یا بھجن مناسب نہ سمجھیں، تو اس کا حوالہ مع صفحہ دیجئے اور اگر آپ تقویۃ الایمان پوری دیکھ لیں، تو امید ہے انشاء اللہ آپ کا خیال رفع ہو جائے گا، نص مخلوق ہونے میں اگر برابر کا درجہ ہو اور فضائل وصفات میں تفاوت ہو تو یہ بھی کوئی خلجان کی بات نہیں (۲)۔ اللہ پاک نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنے علوم اور فضائل عطا فرمائے کہ کسی مخلوق کو وہ نہیں ملے (۳)۔ اس کے باوجود ان کو عبدیت

---

(۱) (المهند على المفند، ص: ۳۳، بالميزان)

(۲) قال الله تعالى: ﴿هل كنت إلا بشراً رسولاً﴾ (الإسراء: ۹۳)

وقال الله تعالى: ﴿قل إنما أنا بشر مثلكم﴾ (الكهف: ۱۱۰)

"قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إنما أنا بشر مثلكم، أنسى كما تنسون". (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان: ۱/۵۸، قديمي)

(۳) "والمعتقد المعتمد أن الفضل الحقيقي لنبينا حبيب الحق، وقد ادعى بعضهم الإجماع على ذلك، فقد قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: إن الله فضل محمداً على أهل السماء والأنبياء". (شرح الفقه الأكبر للملا على القاري، ص: ۱۱۳، قديمي)

"عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "أعطيت خمساً لم يعطهن أحد قبلي: نصرت بالرعب مسيرة شهر، وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً، فأيما رجل من أمتي أدركته الصلاة فليصل، وأحلت لي المغانم ولم تحل لأحد قبلي، وأعطيت الشفاعة، وكان

کہا جائے گا معبود نہیں قرار دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۵/۱۳۰۰ھ۔

کیا حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوگا؟

سوال [۹۰۰۰]: سنا گیا ہے کہ حشر کے دن بعد از حساب و کتاب بی بی مریم کا نکاح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جائے گا، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بی بی مریم کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملنا تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۳/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند، ۸/۳/۹۱ھ۔

= النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة". (مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم، الفصل الثاني ۲: ۵۱۲، قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أنا سيد ولد آدم يوم القيامة، وأول من ينشق عنه القبر، وأول شافع، وأول مشفع". (صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم على جميع الخلائق ۲: ۲۴۵، قديمي)

(۱) "وقال ابو القاسم الطبراني في معجمه الكبير عن ابن بريدة عن أبيه بإثبات وإنكاره له قال وعند الله نبيه في عذه، لاية أن بر وجه، فالنبي امية امرأة فرعون وبالانكار مريم بنت عمران.

وعن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: جاء جبريل إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بصورة خديجة فقال: إن الله يقرئها السلام، ويبشرها ببيت في الجنة من قصب، بعيد من التعب لا نصب فيه ولا صخب، من لؤلؤة جوفاء بين بيت مريم بنت عمران وبيت امية بنت مزاحم". (تفسير ابن كثير، التحريم ۸: ۱۰۵، دار السلام)

"وحاء في بعض الآثار أن مريم زوجة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في الجنة. أخرج الطبراني عن سعد بن خالد قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ان الله زوجني في الجنة مريم بنت عمران، وامرأة فرعون زوجت موسى عليه السلام". (روح المعاني، آخر سورة مريم =

www.ahlehaq.org

حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں یا زوجہ؟

سوال [۹۲۰۲]: یہاں یہ بات سننے میں آئی ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے، مگر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح نہیں ہوا تھا، یہ بات درست ہے؟

جواب از بریلی شریف: اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ماہ ذی الحجہ ۸ ہجری (۱) میں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور سولہ یا اٹھارہ مہینے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ "الإکمال في أسماء الرجال" (۲) میں ہے: "هذا إبراهيم ابن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من مارية القبطية رضي الله تعالى عنها"

کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ مقوقس مصر کو جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا، تو اس کے جواب میں اس نے ایک طویل خط لکھا، اس کی مختصر عبارت یہ بھی ہے:

"میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی اور دو لڑکیاں بھیجتا ہوں، جن کی قبطیوں

= ۲۵/۴۸ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

"وعن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لحديجة وهي تجود بنفسها: أتكرهين ما قد نزل بك ولقد جعل الله في الكره خيراً، فإذا قضيت على ضرائك فآذنيني صلى السلام، مريم بنت عمران الخ" (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، آخر سورة التحريم، جزء: ۱۸، ۱۳۱/۱۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "وكان مولده في ذي الحجة سنة ثمان من الهجرة" (أسد الغابة في معرفة الصحابة، باب الهمزة والباء وما يثلثهما، إبراهيم ابن رسول صلى الله تعالى عليه وسلم، ۱۵۳/۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في شرح المواهب لعلامة الزرقاني، الفصل الثاني في ذكر أولاده الكرام: ۳۲۵/۴، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "إبراهيم بن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، هو إبراهيم بن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من مارية القبطية سريته، ولد في المدينة في ذي الحجة سنة ثمان، ومات وله ستة عشر شهراً، وقيل: تمانية عشر، ودفن بالبقيع" (الإكمال في أسماء الرجال، الباب الأول، ص: ۵۸۵، قديمي)

(صدقی قوم) میں بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں۔

(۲) آپ کی بیبیاں تین قسم کی تھیں، ان میں ایک وہ قسم تھی جو آپ کے نکاح میں داخل ہوئیں اور آپ کی ملکیت میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ ایمان سے مشرف ہو چکی تھیں (۱)۔

اس سے ظاہر ہے کہ آپ کی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کر لینے کے بعد آپ کی ملکیت میں داخل کیا ہے، ان کی ملکیت سے داخل نہیں کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح آپ سے جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمد رضوان (دار الافتاء مدرسہ امینیہ دہلی) یکم شوال ۱۳۴۹ھ۔

جواب از حنفیہ الامت جس وقت میں (جب) مال غنیمت پر قبضہ حاصل کر لیا جائے اور ان کو تقسیم کرنے کی اجازت ہو جائے تو اس وقت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی چار حصوں کو غازیوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو وہ غازی مال غنیمت کے چار حصوں کے مالک ہو جاتے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانے کا بھی حق ہوتا ہے اور ان کو فروخت کرنے کا بھی حق ہوتا ہے (۲)۔ ان میں جو کنیزیں ہوتی ہیں، ان کو بھی غازی کہتے ہیں، پہلی میں

---

(۱) "جارية القبطية، اهدوها لرسول الله (صلى الله تعالى عليه وسلم) ... عن المقوقس صاحب الإسكندرية إلى رسول الله (صلى الله تعالى عليه وسلم) في سبع من القبط جارية، مارية وأختها سيرين، وألف مثقال ذهبا، وعشرين ثوبا، وبغلة البغلة، وحمارة عفير، ويقال يعفور، ومع ذلك خصي مقال له مابور، ضيخ كبير، كان أخا مارية، ومعث بذلك كله مع حاطب بن أبي بلتعة فعرض حاطب بن أبي بلتعة على مارية الإسلام ورغبها فيه فأسلمت، وأسلمت أختها، وأقام الخصي على دينه حتى أسلم بالمدينة بعد في عهد رسول الله (صلى الله تعالى عليه وسلم)، وكانت مارية بيضاء جميلة، فأعجب رسول الله (صلى الله تعالى عليه وسلم) في العالية في العدل الذي صار يقال له سيبه الله أعرفه، وكان يحتلف إليها فبنى بها وتسرى بملك اليمين، وحرمت عليها مع ذلك الحجاب، فحملت منه، ووضعت ابنه إبراهيم في ذي الحجة سنة ثمان." (الإصابة، كتاب النساء، حرف الميم، القسم الأول: ۸ / ۳۱۱، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في أسد الغابة، النساء، حرف الميم، (۶ / ۲۶۳، دار الفكر)

وكذا في تاريخ الطبري، ذكر مدة ما لرسول الله (صلى الله تعالى عليه وسلم) (۲ / ۲۰۲، دوسنة الاعلمي)

(۲) الغنيمة: ما نيل من أموال الكفرة بجهة القتال وقهر الكفرة ... قوله (للفارس أي ولفرسه-

"ب" کہتے ہیں جس کی نفع ہمارا آتا ہے(۱)، قرآن کریم نے ایسے افراد کو ﴿ما ملکت أیمانکم﴾ سے تعبیر کیا ہے(۲)، یعنی جو غلام و باندیاں تمہاری ملک میں ہیں، جو لونڈی جس کی ملک میں آئے، اس کو یہ بھی حق ہے کہ اس سے خدمت لے، یہ بھی حق ہے کہ فروخت کردے، یہ بھی حق ہے کہ ہبہ کردے، یہ بھی حق ہے کہ اس سے صحبت کرے، لیکن اگر لونڈی کا کسی سے نکاح کردیا ہے تو مالک کو اب اس سے صحبت کا حق نہیں رہا(۳)۔ جس لونڈی کو مالک صحبت کے لئے تجویز کرے کہ اس سے صحبت کیا کریں گے تو وہ اس کی "سریہ" کہلاتی ہے،

= لأحکامھم "الفیء": أي. من حمل الوطء، والبیع والعتق والإرث، بخلاف عاقل القسمة". (ردالمحتار، کتاب الجهاد، باب الغنائم وقسمتها: ۴/۱۳۹ - ۴، سعید)

"الغنائم جمع غنیمة، وهي اسم لمال مأخوذ من الکفرة بالقهر والغلبة والحرب قائمة، وحکمها أن یخمس والباقي بعد الخمس للغانمین خاصة (قسمة) بین المسلمین، أي. الغانمین کما فعل رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم) بخیبر فجعلها بکون نصف البلاد عنوة وقبه بشعار، بأنه یسترق نساؤهم وذراریهم". (مجمع الأنهر، باب الغنائم وقسمتها: ۱/۶۴۰، دارالکتب العلمیة بیروت)

(وکذا في حاشیة الطحطاوي، کتاب الجهاد، باب الغنائم وقسمتها: ۲/۴۳۴، دارالکتب العلمیة بیروت)

(۱) "الأمة المرأة المملوکة خلاف الحرة وتقول، یا أمة الله کما تقول یا عبدالله (جمع) إماء، وأم". (المعجم الوسیط، باب الهمزة، ص: ۲۸، مکتبة الإسلامیة)

"أما لغة: المملوکة خلاف الحرة، وجمع الأمة أموات وإماء". (لسان العرب، ص: ۱۴/۴۴، دار صادر)

(وکذا في المحکم، ص: ۱۸، بیروت)

(۲) قال الله تعالی: ﴿إلا المحصنات من النساء إلا ما ملکت أیمانکم﴾ (النساء: ۲۴)

(۳) "وأما في الأمة فلحرمة الاستمتاع بها علیه بالنکاح". (فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۳۹۱، مصطفی البابی)

"عن رویفع ابن ثابت رضي الله تعالی عنه، عن النبي صلی الله تعالی علیه وسلم، قال: من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلا یسق ماءه ولد غیره". (سنن الترمذي، کتاب النکاح، باب ماجاء في الرجل یشتري الجاریة وهي حامل، ۱/۲۰۳، رقم الحدیث: ۱۱۳۱، دارالکتب العلمیة بیروت)

(سنن أبي داود، کتاب النکاح، باب في وطء السبایا، ۱/۳۱۰، مکتبه رحمانیه)

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

۱۔ (السیرۃ الحلبیۃ لمتحدۃ للمشک والجمع ۔ وسجمع سیری وفی حدیث خاصۃ وذکر فیہا لمتحدۃ فخالب وانہ متحد فی کلام العرب لا سکاح والاستمرار، تربیہ لمحدۃ لمعروب ۔ السان العرب ۲ ۳۵۱۔ دار صادر)

۲۔ (السیرۃ الحلبیۃ لمتحدۃ للمشک والجمع ۔ المعجم الوسیط ص ۔ ۲۔ مکتبہ الاسلامیہ)

۳۔ (قولہ اوسیدہ ۔ حاریۃ اصابہا او جل مالک لہمرام لنکاح او بالشبہۃ ثم ملکہا ۔ ردالمحتار، کتاب العتق، باب الاستبراء، ص ۲۹۹ ۔ معتمد)

(۴) (ولست لابنہ من مولاہا فقط سنزلۃ ولیدہ ۔ والفتاوی الہندیۃ، کتاب العتق فی نہایت الارباد ۲ ۳۵۳۔ قدیمی)

(۵) (کذا فی الصحاح ۔ کتاب العتاق، باب الاستبراء ۲ ۳۵۳۔ مکتبہ شرکت علمیہ)

(۶) (الاستبراء بعضہا ۔ وہو حبس مخصوص بمدۃ بنوبۃ ۔ والفتاوی الہندیۃ، کتاب العتق فی نہایت الارباد ۲ ۳۵۳۔ قدیمی)

(۷) (کذا فی الہدایہ ۔ کتاب العتق، باب الاستبراء ۲ ۳۵۳۔ مکتبہ شرکت علمیہ)

(۸) (کذا فی البحر الرائق، کتاب البیوع، باب بیع الفاسد ۱۲۲ ۔ رشیدیہ)

(۹) (الجوہرۃ النیرۃ ۔ ص ۵۰)

سورۃ ۶۶ آیت ۱)، یعنی "حضرت ابراہیم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے جو ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سریہ (لونڈی باندی) تھیں، جن کے نکاح کی ضرورت نہیں تھی، بلکہ کتب فتاویٰ عالمگیری (۲)، مجمع الانہر (۳)، بحر الرائق (۴)، شامی (۵) وغیرہ سب میں مذکور ہے کہ مالک کا نکاح اپنی مملوکہ لونڈی سے جائز نہیں۔

جن عورتوں سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کیا ہے، وہ کل ازواج مطہرات ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (۶)، حافظ بدر الدین عینی (۷)، شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ اکابر نے ان کی تفصیل فہرست اپنی کتابوں میں لکھی ہے اور ہر ایک کے متعلق بتایا ہے کہ کس سے کس سن میں نکاح ہوا، ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان میں شمار نہیں کیا، جس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح نہیں کیا۔ بلکہ شرعاً اس سے نکاح کرنا جائز بھی نہیں، اس کے متعلق یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضرور نکاح کیا ہوگا اور یہ کہنا

---

(۱) راجع رقم الحاشیۃ ۲، ص ۵۰

(۲) "إذا زوج الرجل أمته أو مكاتبه أو مدبرته أو أم ولده أو أمة يملك بعضها ثم يملك ذلك نكاحاً". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب السابع المحرمات بالملك، ۲۸۲/۱، رشيديه)

(۳) مجمع الأنهر، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۳۸۶/۱، مكتبه غفاريه كوئته)

(۴) البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۱۸۰/۳، رشيديه)

(۵) رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۴۳/۳، سعيد)

(۶) "أن الأولى كانت في أول قدومه المدينة حيث كان تحته تسع نسوة. والحالة الثانية في آخر الأمر حين اجتمع عنده إحدى عشرة امرأة، وموضع الوهم منه أنه صلى الله تعالى عليه وسلم لما قدم المدينة، ثم يكن تحته امرأة سوى سودة، ثم دخل على عائشة بالمدينة، ثم تزوج أم سلمة، وحفصة وزينب بنت خزيمة في السنة الثالثة والرابعة، ثم تزوج زينب بنت جحش في الخامسة، ثم جويرية في السادسة، ثم صفية وأم حبيبة وميمونة في السابعة، وهؤلاء جميع من دخل بهن من الزوجات بعد الهجرة على المشهور". (فتح الباري، كتاب الغسل، باب إذا جامع ثم عاد، ومن دار على نسائه في غسل واحد: ۵۹۶، قديمي)

(۷) عمدة القاري، كتاب الغسل، باب إذا جامع ثم عاد، ومن دار على نساء في غسل واحد ۳۲۰/۳، دار الكتب العلمية بيروت)

حرم نبوی میں داخل ہوئیں، یہ بے پاجسارت ہے، استغفر اللہ العظیم ایسی جسارت پر وعید شدید ہے اور یہ حقیقت سے ناواقف ہونے پر مبنی ہے۔

سریہ کا رواج صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے حضرات میں بھی رہا، اس وجہ سے ام ولد کی بیع سے متعلق فقہی جزئیات موجود ہیں اور آج کے دور میں نہ شرعی جہاد ہے، نہ کسی کو غلام یا لونڈی بنایا جاتا ہے، نہ سریہ کا وجود ہے، اس وجہ سے ایسے مسائل کے سمجھنے میں بھی ناواقف لوگوں کو دشواری ہوتی ہے، ممکن ہے کہ فاضل مجیب نے ناواقفیت کی وجہ سے الاکمال فی اسماء الرجال کی عبارت نقل کرتے وقت سریہ کا لفظ بیکار و مہمل سمجھ کر چھوڑ دیا ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۹/۱۳۹۹ھ۔

نبوت آدم علیہ السلام وخلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال [۱۹۹۰۲]: آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں؟ نیز خلافت راشدہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت آدم بھی نبی وعلیہم السلام نے بھی بذریعہ وحی احکام خداوندی کو حاصل کیا اور تبلیغ کی، نبی کی یہی شان ہوتی ہے(۱)۔ اس لحاظ سے وہ بھی نبی تھے(۲)۔

---

(۱) "والرسول إنسان بعثه الله إلى الخلق لتبليغ الأحكام، وقد يشترط فيه الكتاب، بخلاف النبي فإنه نحوه" (شرح العقائد، ص: ۱۰۹، قديمي)

"والرسول من له شريعة وكتاب فيكون أخص من النبي" (شرح الفقه الأكبر لابن المنتهى، ص: ۱۰۰، قطر)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ۱۲۰، قديمي)

(۲) "روى الطبراني ... أن رجلاً قال: يا رسول الله! نبي آدم؟ قال: نعم، قال: كم بينه وبين نوح؟ قال: عشرة قرون" (الفتاوى الحديثية، مطلب في عدد الأنبياء والرسل، ص: ۲۸۱، قديمي)

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ألا —

خلافت راشدہ جس کا تذکرہ حدیث شریف میں ہے، وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے پوری ہو چکی تھی (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

تورات چھیننے سے آیت کے اترنے کا عقیدہ رکھنا

سوال [۹۱۰۲]: جس شخص کا عقیدہ ہو کہ موسیٰ علیہ السلام سے تورات چھیننے سے پہلے یہ آیت [بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ] فضل السیف (جہ) (البدایہ والنہایۃ ۸: ۹۸، باب خلق آدم)

"وأول الأنبياء آدم وآخرهم محمد عليهما السلام" (شرح العقائد النسفي، ص ۱۳۹، قديمي)

(۱) "عن سفينة رضي الله تعالى عنه، قال سمعت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: الخلافة ثلاثون سنة، ثم تكون ملكاً، ثم قال سفينة، أمسك خلافة أبي بكر سنتين، وخلافة عمر عشرة، وعثمان اثني عشرة، وعلي ستة" (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، الفصل الثاني ۲: ۴۹۱، رقم الحديث ۵۴۹۵، دار الكتب العلمية بيروت)

"فعلي حق الخلفاء كالنبي خاتم الأنبياء، ومجدد خاتم الأولياء" (مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن، الفصل الثاني ۱۰: ۲۲، رشيديه)

"والتحقيق أنه كان بعد علي رضي الله عنه نحو ستة أشهر مائلة من تلثي رضي مدة خلافة الحسن بن علي رضي الله تعالى عنهما، وكان كمال تلثي عند تسليم الحسن رضي الله تعالى عنه الخلافة إلى معاوية رضي الله تعالى عنه، وذكر بعضهم أن خلافة أبي بكر رضي الله تعالى عنه سنتان وثلاثة أشهر، وعمر رضي الله تعالى عنه عشر سنين وستة أشهر، وعثمان رضي الله تعالى عنه اثنا عشر سنة إلا عدة أيام، وعلي رضي الله تعالى عنه أربع سنين وتسعة أشهر" (الشرابي، مبحث اختلاف علي ومعاوية رضي الله تعالى عنهما، ص ۳۰۸، مكتبه حقانيه ملتان)

(۲) (يوسف ۱۰۰)

حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا امت محمدیہ میں ہونے کی دعا و خواہش کرنا

سوال [۹۰۱۵]: کیا یہ صحیح ہے کہ جب اس امت کی تعریف کی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کی کہ وہ اس امت سے ہوں؟

۲ یہ بات ہے یا نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امت میں ہونے کی خواہش کی یا دعا کی تھی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

(۱) ... صحیح ہے اور بخاری وغیرہ میں روایت موجود ہے جس میں یہ خواہش ذکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحریر العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/ ۹/ ۶۴ھ۔

حضرت عیسیٰ نبی ہوں گے یا امتی اور ان پر وحی آئے گی یا نہیں؟

سوال [۹۰۱۶]: آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو ان کی نبوت کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے۔ ان پر وحی نازل ہوگی۔ نہ وہ نبی کی حیثیت سے آئیں گے اور نہ ہی کسی حضرت نبی یا امام و مجدد قدس اللہ تعالیٰ علیہ الہام یا وحی نازل ہوگی۔ اس کا یہ مطلب باقی نہیں رہتا کہ ان کے اندر اس وصف امتی ہونے کو تحریر کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی ہونا" کا تب و مخاطب دونوں ہی ایک پوزیشن میں یہ بھی لکھا کہ "وہ ایک امتی نزول جس نے عالم میں

۱: أخرج الحاكم الأحاديث في المستدرك، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وأخرجه أيضا الطبراني في الأوسط، وابن مردويه في تفسيره، وأبو نعيم في المعرفة، وابن عساكر في تاريخه، وابن النجار في تاريخه، وابن عدي في الكامل، وابن مردويه في تفسيره

اکابر، سلف کے اقوال کو پس پشت ڈال دیتے ہیں ان کے اقوال اور امت اسلامیہ کے عقیدہ کے خلاف محض اپنی تحقیق کے غلط ہونے پر بھی اصرار ہے، ان کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری حیثیت نبی کے ہوگی اور ان پر وحی بھی نازل ہوگی، تو کیا ان کے دعویٰ سے علماء کرام اور ائمہ المسلمین کے عقیدہ ختم نبوت کو ٹھیس نہیں لگتی ہے؟ الجواب کامل۔ حاصل مدلول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ماننا ایمان و عقیدہ کا جزو ہے۔

۲- دوسرے صاحب یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو بے شک شریعت محمدیہ کا تاج آپ کے سر پر ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے شریعت موسویہ کا اتباع بھی کر چکے ہیں۔ شریعت محمدیہ کا اتباع ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ضروری ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت نہیں، دوسرے غیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں سے بھی جو زندہ ہیں آپ شریعت محمدیہ پر عمل کرنا ان کے لئے ضروری ہوگا، اتباع اور چیز ہے، امتی ہونا اور چیز ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام رسول تھے، اس کے باوجود حضرت ابراہیمی پر تھے، حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہما السلام بھی رسول تھے اور شریعت توراۃ پر عامل تھے (کما ہو الثابت فی ۳۳-۳۴ ۔ فافہم) لیکن (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی ہونا ضروری نہیں، نہ یہ ایمان و عقیدہ کا جزو ہے، اور ہمارے اس دعوے پر یہ بحث ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کوئی وحی کے بعد نبی قرار پانا ضروری نہیں، امتی نبی کہو یا غیر نبی کہو دونوں کی اصطلاح ہے۔

اسلامی عقیدہ تو یہ ہے کہ کوئی نبی نبوت سے معزول نہیں کیا جاتا، نبوت کا مرتبہ کسی نبی کو ملتا ہوتا ہے، اس میں آنا جانا کمی بیشی ہوتی، ان کی نبوت کا کسی وجہ میں انکار کفر ہے، حضرت عیسیٰ پر وحی آنے کا انکار بھی اسی قسم سے ہے، وہ وحی شریعت محمدیہ کے موافق ہوگی اور اس کی نبوت ہوگی، بعد نزول بھی حضرت عیسیٰ معصوم رہیں گے، البتہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب بن کر شریعت محمدیہ کی اشاعت فرمائیں گے۔ (امداد الفتاویٰ مسائل شتی) (۱)۔ از حکیم الامت تھانوی قدس سرہ۔

---

(۱) امداد الفتاویٰ میں یہ جواب مسائل شتی کے ذیل میں ہے، جو ان مطبوعہ کتابوں میں نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ، مسائل شتی، ذیل میں پڑھا جواب ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، مکتبہ راحلہ، راولپنڈی)

جامعہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم سال نے تحریر فرمایا: حضرت عیسیٰ ایک مستقل شرعی نبی ہیں اور ان کو آسمان پر زندہ اٹھالینا بھی تواتر سے ثابت ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ وہ قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے، دوسری بات کہ جن امور کے لئے آپ کو اٹھایا گیا تھا ان کی اصلاح وہدایت کے لئے اس کی طرف کوئی نبی بھیجا گیا ہو اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ کی ہدایت کے لئے نہیں بھیجا گیا ہے، تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اتنی نہیں، البتہ انہوں نے ایک دعا کی تھی اور وہ پوری ہوئی، لہٰذا قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لاکر آپ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب بن کر شریعت محمدیہ کی اشاعت کریں گے مگر وہ اپنی جگہ نبی ہی رہیں گے، اتنی تنہ ہوں گے۔

نیز ملا علی قاری نے باب نزول عیسیٰ میں بخاری ومسلم کے حوالہ سے حدیث نقل فرمائی:

"قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: كيف أنتم إذا".

اس کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"والحاصل: أن إمامكم واحد منكم دون عيسى عليه السلام، فإنه بمنزلة الخليفة، وقيل فيه دليل أن عيسى عليه السلام لا يكون من أمة محمد عليه الصلاة والسلام بل مقرر الملة ومعيناً لأمته عليهما السلام" (۱)۔

نیز عقائد اہل سنت والجماعت کی مسلمہ کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ماخاجز (ایمان وعقیدہ قرار نہیں دیا، نہ کسی حدیث میں اس کا ذکر ہے، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر "خليفتي من أهلي من بعدي أو حكما عادلاً" (۲) وغیرہ کے الفاظ احادیث میں ہیں۔ كذا في التحرير الكثير (۳)، ص ۷۷، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) (مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه السلام، الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۵۰۶: ۱۰/ ۱۲۳، رشيديه)

(۲) (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه السلام، الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۵۰۵، ۵۵۰۶، ۲/ ۵۰۳، دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) (التحرير الكثير لشاه ولي الله المحدث الدهلوي، أنبياء عليهم السلام وبيان مبادئ نعيماتهم بتفصيل عجيب نادر، ص: ۹۸، ۹۹، رحيميه پشاور)

مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں حسب ذیل سوالوں کا جواب مطلوب ہے۔

۱۔ مندرجہ بالا دونوں فریق میں کون سا قول أقرب إلی الصواب وأوفق ہے؟

۲۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ماننا جزو ایمان ہے اور جو یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے مگر امتی نہ ہوں گے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

۳۔ امتی کی صحیح تعریف کیا ہے؟

۴۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نبی نہ رہیں گے اور نبی ہونے کی حیثیت ان کی ذات سے ختم ہو جائے گی۔

۵۔ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکل دیگر انبیاء (علیہم السلام) کے معصوم رہیں گے یا نہیں؟

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئے گی یا نہیں؟ اور وہ وحی نبوت ہوگی یا نہیں؟ البتہ یہ امر مسلم ہے کہ وہ وحی مطابق شریعت محمدیہ کے ہوگی۔

۷۔ حضرت عیسیٰ کو حسب سابق کی حیثیت سے ماننے سے اور ان پر وحی آنے کے قائل ہونے سے ختم نبوت کے مسلمہ مسئلہ پر اثر پڑنے کا استدلال صحیح ہے یا غلط؟

۸۔ عوام الناس اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ امتی کی حیثیت سے نزول فرمائیں گے تو وہ تو نبی کی حیثیت میں رہیں گے اور نہ ان پر وحی آسکے گی، یہ خیال صحیح ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام اللہ کے جلیل القدر رسول ہیں، جو بغیر باپ کے پیدا ہوئے (۱) فرائض رسالت پوری تندہی کے ساتھ ادا کئے، یہود نے ان کو بہت اذیت پہنچائی اور ان کے

---

(۱) "﴿ونجعله آية للناس﴾ أي: دلالة وعلامة للناس على قدرة بارئهم وخالقهم الذي نوّع في خلقهم، فخلق آباءهم آدم من غير ذكر ولا أنثى، وخلق حواء من ذكر بلا أنثى، وخلق بقية البرية من ذكر وأنثى إلا عيسى، فإنه أو جد من أنثى بلا ذكر" (تفسير ابن كثير، عربي، ۱: ۳/۱۵۶، دار السلام)

"قوله تعالى: «إن مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب» دليل على صحة القياس، والفقيه واقع على أن عيسى خلق من غير أب كآدم، لا على أنه خلق من تراب". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، آل عمران ۵۹، ۴/۱۰۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

متعلق تحت اور وہ یا ہم اللہ تعالیٰ نے تقلی وصلب سے بچا کر ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا(۱)۔ کہیں نے ایک عالی تحقی کہ ان کو امت محمدیہ میں شامل کر دیا جائے، اور ماقبول ہوئی(۲)، اخیر زمانے میں دجال کے خلیفہ نے لئے وہ آسمان سے اتریں گے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ان کی شریعت پر عمل اور تجدید کریں گے، تاکہ پچھلی شریعت پر اس وقت ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی بنا رہے(۳)، اور تحقیقی علمی کے لحاظ سے امتی کہلانا درست نہیں، ان کی نبوت محفوظ رہے گی، وہ سب

- "ولیلقہ فعیل لعیسی، لہ کلمۃ اللہ وروح منہ لأنہ لم یکن لہ أب فہو لہ منسوب، وأضیفا ھو شیء علی الکلمۃ التي قال لہ فیکون، فکان" (تفسیر ابن کثیر، النساء: ۱۷۱، ۵۹۵، دار السلام)

- "قال اللہ تعالیٰ: وما قتلوہ ویقینا بل رفعہ اللہ إلیہ وکان اللہ عزیزا حکیما" (النساء: ۱۵۸)

"والصحیح: أن اللہ تعالیٰ رفعہ إلی السماء من غیر وفاۃ ولا نوم، کما قال الحسن بن زید، وھو اختیار البصري، وھو الصحیح عن ابن عباس رضي اللہ تعالیٰ عنہ" (تفسیر قرطبي، آل عمران: ۵۵، ۴/۱۰۷، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

وکذا في روح المعاني (۳/۹۶، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

(۲) "قیل: ینزل عیسی علیہ السلام من السماء علی عھد الدجال ویقتل الدجال ویروح بعد قتلہ سبعۃ أیام إلی بیت المقدس، وقد علم أنہ لیس بعد ما یعیش أربعین سنۃ من نزولہ، فیصلي علیہ المسلمون؛ لأنہ سبحانہ وتعالیٰ یجمعھم في مدۃ لا یدفن فیھا میت إلا دفن" (تفسیر روح البیان، آل عمران: ۵۵، ۲/۵۰، مکتبہ القدوسیہ کوئٹہ)

وکذا في تفسیر بحر العلوم المسمی فتوحي (۱/۲۰۲، آل عمران: ۵۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۳) "عن سعید بن المسیب سمع أبا ھریرۃ رضي اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "والذي نفسي بیدہ لیوشکن لینزلن فیکم ابن مریم حکما" الحدیث، قولہ: (حکما) أي حاکما، والمعنی أنہ ینزل حاکما بھذہ الشریعۃ، فإن ھذہ الشریعۃ ماضیۃ لا تنسخ، بل یکون حاکما من حکام ھذہ الأمۃ الخ" (فتح الباري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب نزول عیسی بن مریم علیہ السلام، ۶/۴۹۰، ۴۹۱، دار السعادۃ)

"فإن قیل: قد ورد في الحدیث نزول عیسی بعدہ، قلنا معنی ذلک ینابع محمدا علیہ السلام، لأن شریعتہ قد نسخت، فلا یکون إلیہ وحي، وإنما یحکم بأحکام، بل یکون خلیفۃ رسول اللہ علیہ السلام" -

www.ahlehaq.org

نہیں ہوئی، (۱) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اس کی دلیل نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ چیزیں نہیں ہیں جن کی پیدائش خاتم النبیین کے بعد ہو اور آسمان سے نازل ہونا تو ایسی بات ہے جس کا ہونا احادیث سے ثابت ہے (۲) اور یہ بات "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں ہے (۳)۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"و قد سبق عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یبقی علی رأس مائۃ سنۃ من یومہ ذلک ممن کان علی وجہ الأرض یومئذ حی، و کان ذلک من جملۃ ما أخبر بہ من الغیب و ہو قولہ: ما من نفس منفوسۃ الیوم یأتی علیہا مائۃ سنۃ و ہی یومئذ حیۃ علی وجہ الأرض، فکل ما کان علی وجہ الأرض یومئذ من الناس فقد مات و انقرض، و لم یبق منہم أحد، و ہذا لا ینافی ما ثبت فی الصحیحین و غیرہما من نزول عیسیٰ علیہ السلام فی آخر الزمان، فإن عیسیٰ علیہ السلام و إن کان حیا فہو من جملۃ الأنبیاء و لیس من ہذہ الأمۃ، و لا ینقض ما ذکرنا من

= (شرح عقائد النسفی للتفتازانی، ص ۱۰۱، طبع قدیمی محل)

"إن عیسیٰ علیہ السلام رفع إلی السماء و ہو حی، و إنہ سینزل إلی الأرض و یقتل الدجال، و یحکم بشریعۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و یصلی خلف رجل من أمۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و یرٰی فی زمنہ، و بعد نزولہ إلی الأرض یحج و یعتمر و یتزوج و یولد لہ، و یمکث بعد ذلک مدۃ طویلۃ ثم یموت، و یدفن فی المدینۃ فی القبر الشریف النبوی، و ینزل معہ فی قبرہ الشریف النبوی، و یحشر من بین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صاحبیہ أبی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، و ینزل بالقرآن و السنۃ" (الحاوی للفتاوی، کتاب الأعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام، ۲: ۹۵، دار الفکر)

(۱) "ثم إنہ رفع إلی السماء و ہو باق حی، و إنہ سینزل قبل یوم القیامۃ کما دلت علیہ الأحادیث المتواترۃ التی سیوردہا من شاء فی موضعہا" (تفسیر ابن کثیر، النساء: ۱۵۹، ۱: ۶۸۱، دار السلام)

"و قد تواترت الأحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أنہ أخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ إماما عادلا و حکما مقسطا" (تفسیر ابن کثیر، الزخرف: ۶۱، ۴: ۱۹۰۲، دار السلام)

(۲) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، ص ۱۹، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۱) ... وهذه الأحاديث وغيرها تبشر بأن محمدي لن يموت، وأنه حي بين يدي القيامة، وستأتي تتمة الكلام في الخبر الكثير، ص: ۲۲۹ (۱).

۲ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ امتی نبی ہوں گے اور جو شخص ان کے امتی ہونے کا اعتقاد نہ رکھے وہ اسلام سے خارج ہے یہ کوئی بنیادی عقیدہ نہیں، جس پر مدار نجات ہو، اس لئے ایمان کی نیتوں میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا، البتہ چونکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ چیز نص قطعی سے ثابت ہے، اس لئے یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا (۲)۔ جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ نص قطعی کے مخالف عقیدہ کی وجہ سے اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا (۳)۔

۳ ... امتی وہ ہے جو نبی نہ ہو اور اس کی ہدایت کے لئے نبی کو مبعوث کیا جائے۔

---

(۱) الخير الكثير للشاه ولي الله المحدث الدهلوي، آب، عليهم السلام وبيان مدافن تعيناتهم بتفصيل عجيب بادر، ص: ۸۹، ۱۹، مكتبه رحيميه ديوبند)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين﴾ (الأحزاب: ۴۰)

"عن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين وحتى يعبدوا الأوثان، وإنه سيكون في أمتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي". (جامع الترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى تخرج كذابون، رقم الحديث: ۲۲۱۹، ۳/۴۳، دار الكتب العلمية بيروت)

"وكونه صلى الله تعالى عليه وسلم خاتم النبيين مما نطقت به الكتاب، وصدعت به السنة، وأجمعت عليه الأمة". (روح المعاني، الأحزاب: ۴۰، ۲۲/۵۷، دار الفكر)

(۳) "ودعوى النبوة بعده صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالإجماع". (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ۱۰۳، قديمي)

"وكل دعوة نبوة بعده ظهور نبوته الخاتمة (أي: ضلال وفرط جهل، جمعه على دعواها وهوى) نفس أمارة مرداها". (شرح العقيدة الطحاوية للميداني، ص: ۴۷، رحيميه پشاور)

"وقد أخبر الله تبارك وتعالى في كتابه وعلى لسان رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم في السنة المتواترة عنه، أنه لا نبي بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب وأفاك، دجال، ضال مضل". (تفسير ابن كثير، الأحزاب: ۴۰، ۳/۵۲۴، دار السلام)

www.ahlehaq.org

۴ ان کی نبوت سلب نہیں ہوگی، بلکہ محفوظ رہے گی، البتہ وہ تعلیم وعمل شریعت محمدیہ کے مطابق کریں گے(۱)۔

۵ جب ان کی نبوت محفوظ ہے تو لوازم نبوت بھی ان کو حاصل رہیں گے اور وہ معصوم رہیں گے۔

۶ ان کے لئے جدید وحی کی ضرورت نہ ہوگی۔

۷ ختم نبوت بدستور بطور پر ثابت ہے اور ان کے اوپر کوئی جدید وحی نہیں آئے گی اور نہ وہ اپنی شریعت پر حکم کریں گے، اس لئے سلسلۂ ختم نبوت اپنی جگہ پر مستحکم ہے(۲)۔

۸ اور جدید وحی بھی نہیں آئے گی اور اپنی شریعت کو نافذ بھی نہیں کریں گے، بلکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو احکام نازل ہوئے، انہیں کو جاری ونافذ کریں گے اور ان احکام کو بھی اس دنیا میں کسی غالب علاقہ حیثیت سے حاصل نہیں کریں گے، بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان ہی احکام کی طرف ان کو رہنمائی حاصل ہوگی(۳)۔ شیخ محی الدین بن العربی نے بھی فتوحات مکیہ(۴) میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

الملاء العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۵/ ۱۴۰۲ھ۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں شامل ہوں گے؟

سوال[۷۰۱۰]: تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں اکابر سے بیانات سننے کا اتفاق ہوا، امت محمدیہ کی فضیلت میں انہوں نے بیان کیا کہ انبیاء سابقین میں سے بعض نے امت محمدیہ میں شامل ہونے کی تمنا

---

(۱) راجع رقم الحاشیۃ: ۳، ص: ۹۰

(۲) راجع رقم الحاشیۃ: ۳، ص: ۹۰

(۳) راجع رقم الحاشیۃ: ۳، ص: ۹۰

(۴) "إنما ذكرنا هذا ليكون شخصه يعلم أنه لا بد أن ينزل في هذه الأمة في آخر الزمان ويحكم بسنة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم مثل سائر حكم المجتهدين المهديين الراشدين" : الفتوحات المكية، الباب الثالث والسبعون بإصلاح وشرح المسائل الروحانية، عيسى بن مريم من أمة محمد وهو أفضل من أبي بكر: ۸ - ۱۴، ۱۳۸، المكتبة العربية، مصر)

کی تھی۔ چنانچہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہو کر تشریف لائیں گے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ نے بھی اپنی تصنیف "تبلیغ الدین" ص ۲۹، (مطبوعہ ۱۳۹۶ھ) میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے:

"مدعیان اسلام بتلائیں کہ وہ ایسا قدر کرتے ہیں، سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جن کے امتی ہو کر قبل قیامت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے"۔

اور اسی طرح پورے بہت سے تحقیقی بیانات میں کہا جاتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ قبل قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہو کر تشریف لائیں گے درست نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہودیوں کے ایذاء پہونچانے کے لئے زندہ آسمان پر اٹھالیا (۱) اور پھر صدیوں بعد حضرت سید الانبیاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور اپنی دعوت قوم کے سامنے پیش کی، جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں موجود نہیں تھے، آسمان پر تھے، تو حضرت عیسیٰ کی ہدایت کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے، نہ ان کو آپ نے بلایا، بلکہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی نہیں بنایا جاتا، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ دعا کی گئی تھی کہ امت محمدیہ میں شامل ہونے کی (۲) ان کی دعا کو اس طرح قبول کیا گیا کہ وہ اخیر زمانہ میں جب آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا زمانہ نہیں ہوگا،

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وقولهم إنا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم إلا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله إليه وكان الله عزيزا حكيما﴾ (النساء: ۱۵۷)

"والصحيح أن الله تعالى رفعه إلى السماء من غير وفاة ولا نوم كما قال الحسن وابن زيد وهو اختيار الطبري. وهو الصحيح عن ابن عباس" (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، آل عمران، ۵۵، ۴/۱۰۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وكذا في تفسير روح المعاني (۹/۳، ۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) قبل سينزل عيسى عليه السلام من السماء على عهد المهدي ويقتل الدجال ويتزوج بعد قتله

بلا حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور تشریع کا زمانہ ہوگا آسمان سے نازل ہوں گے (۱) اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ کی حیثیت سے آپ کی شریعت کے مطابق حکم فرمائیں گے اور عمل کریں گے (اس اعتبار سے گویا وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہوں گے اگر ان کی نبوت سلب نہیں ہوئی۔ وہ محفوظ ہوئی اور نہ تم شریع محمدی پر کریں گے (۲) (حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب شیخ

– امرأة من العرب وتلد منه، ثم يموت هو بعد ما يعيش أربعين سنة ثم ينزل فيصلي عليه المسلمون؛ لأنه سأل ربه أن يجعله من هذه الأمة فاستجاب الله دعاءه" (تفسير روح المعاني، آل عمران: ۵۵، ۳: ۵، لمكتبة القدوسية كوئٹه)

ويقال: إنه يتزوج امرأة من العرب بعد ما يرفع إلى السماء، ويلد له ابنة فتموت البنت، ثم يموت هو بعد ما يعيش سنين؛ لأنه قد سأل ربه أن يجعله من هذه الأمة فاستجاب الله دعاءه" (تفسير بحر العلوم للسمرقندي، آل عمران: ۵۵، ۱: ۳۶۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم". (صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب نزول عيسى بن مريم عليه السلام، ۱: ۴۹۰، قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: والذي نفسي بيده لينزلن ابن مريم حكما عادلا، وليكسرن الصليب ..." (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه الصلوة والسلام، الفصل الأول: ۴۷۴، ۲، قديمي)

(۲) "فإن قيل: قد ورد في الحديث نزول عيسى عليه السلام، قلنا: نعم ولكنه ينزل محمدا عليه السلام؛ لأن شريعته قد نسخت، فلا يكون إليه وحي ونسخ الأحكام بل يكون خليفة رسول الله عليه السلام". (شرح عقائد النسفية للتفتازاني، ص: ۱۰۱، طبع قديمي محل)

"إن عيسى عليه الصلاة والسلام مع بقائه على نبوته معدود في أمة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، وداخل في زمرة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، فإنه اجتمع بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو حي مؤمن به ومصدقا ... إنما يحكم عيسى بشريعة نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم بالقرآن والسنة". عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ما بين عيسى وبيني نبي ولا رسول، إلا أنه خليفتي في أمتي من بعدي". (الحاوي للفتاوى، كتاب الأعلام بحكم عيسى

حدیث مذکور کا مقصد یہ نہیں کہ ان کی نبوت سب سے پہلے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احادیث صحیحہ و اختلاف راوی، ج ۲، ص ۲۰۰ تا ۲۰۱۔

نبوت اور حیات خضر علیہ السلام

سوال [۹۹۰۹]: حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے؟ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر تک حیات ہیں؟ قرآن و حدیث سے اگر کوئی ثبوت ہو تو تحقیق کریں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

واضح ہو کہ حضرت خضر ولی تھے(۱)، ان کا واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور

علیہ السلام ۲: ۱۹۱، ۱۹۵، دار الفکر)

"عن سعید بن المسیب تبع الأحبار یوفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: والذي نفسي بیدہ لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم حکماً" الحدیث. قولہ: (حکماً) أي حاکماً، والمعنی أنہ ینزل حاکماً بعدہ الشریعۃ، قال بعد الشریعۃ علیہ لا نسخ، بل یکون حاکماً من حکام ہذہ الأمۃ الخ" (فتح الباري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ۶: ۴۹۰، ۴۹۶، دار المعرفۃ)

(۱) وذہب کثیرون إلی أنہ لم یکن نبیاً بل کان ولیاً واللہ تعالیٰ أعلم (تفسیر ابن کثیر، الکہف ۱۳ ۳: ۱۳۵، دار الفیحاء)

یا یہ کہ حضرت خضر نے اپنے آخر تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، جیسا کہ بعض نے کہا ہے، اور اگر انہوں نے آخر تک نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ ان کی اس خاص شریعت کے لئے ہے جس کے وہ مامور تھے۔

"قال الجمہور: ہو نبي، واللہ علیہ السلام نبي ونصر رسول، وقیل: ہو رسول، وقیل: ہو ولي، وعنہ البصري وخلق: والمشہور عند الجمہور: وہو أحد من الآیات والأخبار کثیرۃ وبمجموعہ یکاد یحصل الیقین" (روح المعاني، الکہف ۱۵: ۲۲۰، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

"والخضر نبي عند الجمہور، وقیل: ہو عند نائم غیر نبي، والأول صحیح، والآیۃ تشہد لہ، لأن ما فعلہ لا یفعل إلا بوحي، والأول صحیح، واللہ أعلم" (الجامع لأحکام القرآن للقرطبي، الکہف ۱۵: ۲۲۰، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

وحکی عن عطیۃ العوفي عن أکثر أہل العلم أنہ نبي، وقالت طائفۃ منہم القشیري: ہو -

ہے (۱) اور شہید زندہ ہے حیات دنیا سے قائل نہیں ہوا یہ قائل ہیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں (۲) وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں۔

حضرت عائشہ و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان تفاضل کا حکم

سوال [۴۹۰۶]:

جب فاطمہ عائشہ سے افضل ہیں تو ان کی

یہ جنگ کی لڑائی تو دونوں کی ہار

ولی۔ (فتح الباری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہ السلام، رقم الحدیث ۳۴۰۲، ۶: ۵۳۹، قدیمی)

"فالخضر ولی اتفاقی۔ وفی الصحیح: "إن الخضر في قشعة تعمل علی سریر" وروی محمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنہ کان نبیا۔ (عمدۃ القاری، کتاب احادیث الأنبیاء، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہ السلام، رقم الحدیث ۳۴۰۲، ۱۶: ۲۰۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

"قال الخضري المفسر وابو عمرو الدمیاطي وجماعۃ من المحدثین: الخضر نبي مرسل۔ وقال القشیري وکثیر من العلماء: ولي وأصح من قال بنبوتہ ما حفظتہ عن أمر ربہ" (الکبیر ۹۲: قال علي أنہ أرسل إلیہ ... وقرأ علیہ الصحیح کتاب الجواب النباتیۃ وبدء الخلق، باب بدء الخلق وذکر الأنبیاء علیہم السلام، الفصل الأول، رقم الحدیث ۱۰۵، ۱۰: ۲۱۳، رحیمیہ)

وکذا في فتاوی حقانیہ (۱: ۲۹۰، جامعہ دار العلوم حقانیہ)

وکذا في خیر الفتاوی (۱: ۳۲۵، ۳۲۶)

وکذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل (۱: ۱۹۱)

(۱) (الکہف ۹۰: ۹۲)

(۲) وقال ابن الصلاح هو حي عند جمہور العلماء، والعامۃ معهم في ذلک، وقد حکاہ بعضهم إجماع الصحابۃ رضي اللہ عنهم، وروی أن ذلک مما تفرد علمہ بہ الشرائع، وانقطع الوحي بموتہ، والاستصحاب یدل أکثر من أن یحصی کذا في (فتح الباري، کتاب احادیث الأنبیاء، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام، ۶: ۵۳۹، قدیمی)

وکذا في شرح صحیح مسلم للنووي، کتاب الفضائل، باب من فضائل الخضر علیہ السلام، ۲: ۲۶۹، قدیمی)=

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت عائشہ وحضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان تفاضل کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اس سے سکوت چاہیے۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۹/۹۵ھ۔

کیا امام مہدی پہلے سے موجود ہیں؟

سوال [۶۹۲۰]: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے تو یہ ان کا وجود پہلے سے ہے؟ ظاہر ہونے سے شبہ ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں۔ پہلے سے نہیں۔ کتاب المہدی۔ کے عنوان پر امام ابوداؤد۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ نے اپنی سنن میں

۱- وكذا في روح المعاني، الكهف، ۶۵/۱۵، ۳۲۲/۳۰، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۱) أولى: إن فاطمة رضي الله تعالى عنها أفضل، ويمكن إرجاعه إلى الأول وقيل بالتوقف لتعارض الأدلة، واختاره الأسير وشيء من الحنفية وبعض الشافعية". (الدر المختار، كتاب النكاح، باب الكفاءة، ۳/۵۳، سعيد)

"قال السبكي الكبير: كنت أقدم عائشة من التفاضل حالا بحضرة، ولكن الذي نختاره ونعتقد أنه فاطمة رضي الله تعالى عنها أفضل، ثم خديجة رضي الله تعالى عنها، ثم عائشة رضي الله تعالى عنهن، واستدل لتفضيل فاطمة رضي الله تعالى عنها بما تقدم لي ترجمتها أنها سيدة نساء المؤمنين، قلت وقال بعض من أدركناه: الذي يظهر أن التفضيل بين الخديجتين أولى، وأن لا تفضيل حتى هما على الأخرى". (فتح الباري، كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم خديجة رضي الله تعالى عنها، ۷/۱۳۲، قديمي)

"وقال السيوطي في المنقية بعد أن فضل الست مريم وفاطمة، وأفضل أمهات المؤمنين خديجة وعائشة، وفي التفضيل بينهما أقوال ثالثها التوقف، أولى التوقف في حق الكل أولى، لا دليل في الأفضلية دليل قطعي، والطبيات متعارضة غير معتمدة للعقائد المبنية على اليقينيات (ق)". (التعليق الصبيح، كتاب الفتن، باب مناقب أزواج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، الفصل الأول، ۳/۳۲۹، رشيدية)

www.ahlehaq.org

[illegible] کی خدمت کو [illegible] فرمائی ہیں اُن میں ان کی علامات درج ہیں [illegible] کے اول [illegible] کے [illegible] (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۱۳۹۹ھ۔

حضرت میکائیل علیہ السلام کے مکان کی مسافت

سوال [illegible] حضرت میکائیل علیہ السلام کے مکان کی مسافت کتنی ہے؟

محمد عامر عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند

---

(۱) عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "لولم یبق من الدھر إلا یوم لبعث اللہ رجلا من أھل بیتی یملأھا عدلا کما ملئت جورا"

"عن أم سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "المھدي من عترتي من ولد فاطمۃ"

"عن أبي سعید الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "المھدي مني، أجلی الجبھۃ، أقنی الأنف، یملأ الأرض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا، ویملک سبع سنین"

"عن أم سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "یعوذ عائذ بالبیت فیبعث إلیہ بعث، فإذا کانوا ببیداء من الأرض خسف بھم" فقلت: یا رسول اللہ! فمن کرہ منھم؟ قال: "یخسف بہ معھم، ولکنہ یبعث یوم القیامۃ علی نیتہ"

"عن أبي ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "یؤم ھذہ الأمۃ رجل من قریش أحد أفخاذ العرب، ذلک الزمان لا یجدون إلا الحفیر یجیئون علیہ زحفا زحفا، وھو یومئذ خیر أھل الأرض، أو من خیر أھل الأرض، فیأتیھم فیقول: ھلموا إلی الرحمن، وإلی ما عند اللہ، فمن جاءہ فلا یعطی الدنیا ولا الآخرۃ، فیبعث إلیھم بعثا فیقتلون علیہ، ولا یفلت إلا الشرید الذي یخبر عنھم،

الجواب حامداً ومصلیاً:

فقط ہے یہ کلمات مقصود بہ تحدیث نعمت ہیں (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۹۵ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) فقط سے مراد کہ اس حدیث کے بارے میں یہ روایت ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ بات کہی تو ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان سے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم البتہ اتنا معلوم ہے کہ

"وأخرج أبو الشيخ عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال "ما بين منكبي جبريل مسيرة خمس مائة عام بالطائر السريع المطرد"

وأخرج أبو الشيخ عن وهب بن منبه أنه سئل عن خلق جبريل؟ فذكر أن ما بين منكبيه من زي إلى زي خفق الطير مسيرة خمس مائة عام" (الدر المنثور، البقرة ۹۷، ۱/۲۰۴، دار الكتب العلمية بيروت)

مایتعلق بعلم الغیب

(علم غیب کا بیان)

ہاتھ دیکھ کر قسمت بتانا

سوال (۶۹۱۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک صوفی صاحب ہاتھ دیکھ کر دیتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ علم الغیب اور نجومی بتاتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ ان سے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ کام درست نہیں، اس سے پرہیز اور توبہ کریں۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۳/۹۲ھ

تعمیر مکان سے پہلے نجومی کو زمین دکھلانا

سوال (۶۹۱۳): ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ جب مکان بنوانے چاہتے ہیں تو پہلے نجومی کو زمین

---

(۱) "من أتى كاهنا أو عرافا فصدقه بما يقول: فقد كفر بما أنزل على محمد". أخرجه أصحاب السنن الأربعة، وصححه الحاكم عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه. (زاد المحتار، باب الحظر والإباحة، مطلب في الكاهن والعراف ۶: ۳۶۰، سعيد)

"عن بعض أزواج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: من أتى عرافا فسأله عن شيء، لم تقبل له صلاة أربعين ليلة". (صحيح مسلم، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان ۲: ۲۲۲، قديمي)

"قال النووي: المراد بالعراف من يدعي معرفة الأمور بمقدمات يصل بها إلى معرفة مكان المسروق، ومكان الضالة، ونحوهما". (شرح النووي على صحيح مسلم، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان ۲: ۲۲۲، قديمي)

یا غلط وہ لے کر کھاتے ہیں۔ وہ اس جگہ بیٹھ کر کچھ پڑھتا ہے، پھر زمین کی اچھی بری کی خبر دیتا ہے یا بتلا دیتا ہے کہ بعض حصہ میں نقصان دینے والی اشیاء مدفون ہیں، ان کو نکالنا ہے۔ اب کہہ بتایا جاتا ہے بعض حضرات اپنی تجربہ بتاتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو کھانے والوں کو نقصان ہوتا ہے تو حکم شرع سے متعلق ذہن میں آیا جائے۔"

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ تعلیمات اسلام کے خلاف ہے (۱) اس سے توبہ کریں اور آئندہ ہرگز نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) "عن بعض أزواج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من أتى عرافاً فسألته عن شيء، لم تقبل له صلاة أربعين ليلة" (صحيح مسلم، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان ۲ ۲۳۲، قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: من أتى كاهناً فصدقه بما يقول فقد برئ مما أنزل على محمد" (سنن أبي داؤد، كتاب الطب، باب في الكهان ۲ ۱۸۹، رحمانيه)

"من أتى كاهناً أو عرافاً فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل على محمد" (حرجه أصحاب السنن الأربعة، وصححه الحاكم عن أبي هريرة" (إرواء الصمآن، كتاب السير، باب المرتد، مطلب في الكاهن والعراف ۳ ۲۴۳، سعيد)

www.ahlehaq.org

مایتعلق بالحاضر والناظر والنور والبشر

(حاضروناظراورنوروبشر کا بیان)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضروناظر جاننا

سوال [۴۹۱۹]: حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضروناظر ہیں یا نہیں؟ کیئے وہ آیتہ ہے کہ تشہد میں بھی حاضر کا صیغہ ہے وہ کیسے قبول ہے، کیا حضور دوران نماز حاضر ہیں؟ اگر نہیں تو خطاب کا صیغہ کیوں نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ یہ شب معراج کی یاد گار کے طور پر ہے، اس میں یا جرف خدا مخذوف بھی ہے۔ "یا ایہا النبی" تمام اللہ کا کلام ہے، جسے ہم لوگ صرف دہراتے ہیں، اس کے جواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" کہا تھا، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے علم میں معاذ اللہ یہ نقص کہ اس کے بعد دینے پڑیں گے اور اتنا ماننے میں کیا حرج ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وراللہ کے حاضروناظر ہونے میں بڑا فرق ہے، مگر میری سمجھ میں یہ نہ آسکا کہ آپ کو حاضروناظر کیسے مانا جائے؟

میرا خیال ہے کہ روح کو حسی اشارہ سے متعین نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا تعلق محمدیہ وہ روح اعظم ہے جس کا تعلق (کنکشن) ساری ارواح سے ہے، لہٰذا ہوسکتا ہے کہ اس بناء پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضروناظر ہوں، مگر بقول حضرت شاہ صاحب اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نماز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کرنا، یہ خیال جانا گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے، کیونکہ گدھے کی تحقیر دل میں ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر دل میں ہوتی ہے، لہٰذا وہ مشترک ہوجاتا ہے(۱)، مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تشہد میں حاضر کا

---

(۱) بال بحقد نے "علمت بعلمها فی بعض" از ۶ درسۃ زنا تا بیں پی ما ہے زیبہ تو ہا بتہ ۔ ت ، ہا وقف ہست ہوئے ش ، اشال آن از مطلق گو جناب ، راست تاب یا شد تجہد ین عرجہ ہذ ز استغراق در صورے گماز الخاست ، کہ خیال آں با تعظیم واجلال ہمواے قلب انسان می چسپد ، بخلاف خیال گاو وخر کہ آں قدر چسپدگی ے ہود وبہ تعظیم ، بلکہ طبعاً از گھر ے پرد ، ایں تعظیم واجلال نمیکند ، در نماز مخاطب مقصود ے ہود بشرکت خیال شد ۔" (سیرۃ مستقیم (اردو) ص ۸۲ ، بحوالہ سیرت ۱۷۱ ، ج ۱ تحت اعتراض ص ۸۶ ، مکتبہ صفدریہ)

سمیعا (کہ آپ میری اللہ تعالیٰ جیسا علم کی طرف مائل کر دیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کافر کو ایمان حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم میں بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کو اپنے ساتھ خاص فرمایا ہے جیسے ﴿وما یعلم جنود ربک الا ھو﴾ (۱) اس کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے اور یہ سب سے پہلا عنوان ہے اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں بیان فرمانے کا اور اس طرح اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے علم کو اپنے ساتھ خاص فرمایا ہے اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے والد سے کلام (۲) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کلام (۳) نیز دیگر بہت سے انبیاء علیہم السلام کا کلام بھی پڑھا جاتا ہے۔

الحیات کے متعلق علماء دیوبند نے تحریر کیا ہے کہ روح مبارک کسی حالت میں بھی جسد اطہر سے قطعاً جدا نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی تصور اس کی کیفیت کا تصور کرتے ہوئے درود شریف پڑھتے وقت یہ تصور کیا جائے کہ اللہ کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کی روح میں تصور کرنا ہے مثلاً میں آپ روضہ اقدس میں ہوں اس وقت آپ کا تصور نہیں کرنا ہے بلکہ آپ ہی کو مخاطب کر رہا ہوں گویا آپ میرے پاس حضور میں موجود ہیں آپ حاضر و ناظر ہیں مسئلہ بہت صاف ہے اگر یار لوگوں نے اسے الجھا دیا ہے۔

حضرت مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی تصدیق بھی فرمائی ہے، "صراط مستقیم" آپ اطلاعی نظر سے، اس کا ترجمہ "خیال" سے کرنے کو اور اس کو بدعت قرار دیا ہے، حالانکہ "صراط مستقیم" میں خیال کو دخل نہیں اور نہ ہی آیات سے مشرک ثابت ہوتا ہے، "صراط

---

(۱) الانعام: ۱۲۔

(۲) یوسف: ۱۸۔

(۳) طٰہٰ: ۵۲۔

(۴) الشعراء: ۱۱۔۳۳۔

(۵) الاعراف: ۱۰۴۔۱۰۵ وغیرہ

(۶) وانحضر في قلبك حتى كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك وتستحضر الكريم وقد سماك عليك أيها الحبي ورحمة الله وبركاته وليتصور أمامك في حالة وبرده عليك هو أولى عندنا. (إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الصلاة ومهماتها، الباب الثالث في شروط لبه الصلاة من أعمال القلب الخ، بيان تفصيل ما يحضر في القلب، ۱/۲۲۱، دار احياء التراث العربي بيروت)

امت'' سے مشرف ہوئے ہیں۔

''صرف امت'' کا مطلب یہ ہے کہ قلب میں کسی تصور کو اس طرح قائم کرلینا اور جمالینا کہ دوسرا مقلب کا اعتبار کرلے، کسی اور تصور کی گنجائش نہ رہے، جیسے کسی آئینہ پر سیاہ پردہ ڈال دیا جائے کہ اس پردے کے علاوہ نے تمام آئینہ کو گھیر لیا، اب کسی اور کے عکس کے لئے اس میں گنجائش نہیں رہی، تو یہ ''صرف ہمت'' ابتدائی محبت و عقیدت کے ساتھ ہوگا، ورنہ کسی اور کی گنجائش نہیں رہے گی، یہ وہی رنگ ہے نماز میں ''ولا تلتفت بقلبک ولا بعینک'' پڑھنے کا فرق ہے کہ اس کا خطاب بھی اس کو ہوگا جس کی طرف یہ ''صرف ہمت'' ہے، ورنہ کون کعبہ کو بھی اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا۔

غرض ''تمام توجہ اسی کے لئے ہوجائے گی'' جو ذاتی نماز تو اللہ کے لئے ہے، حاضر و ناظر کے لئے تمام اشیاء کا حاضر و ناظر ہونا اور واللہ تعالیٰ کا نادیدہ ہے، قرآن پاک میں متعدد بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ آپ فرمادیں ''قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم'' (انعام: ۱۵) ''قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا'' (جن: ۲۱) ''قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا'' (یونس: ۴۹) اور بھی متعدد آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب ذاتی اور کلی حق تعالیٰ کا خاصہ ہے اور تواتر و تعامل کے ساتھ حضرت تھانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ ''جو شخص ایک ذرہ بھی علم ذاتی اللہ کے سوا کسی کے لئے مانے وہ اسلام سے خارج ہے'' (۳)۔

یہ لکھا ہے کہ ''علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے'' اچھا بتلایئے کہ اللہ کے سوا کسی کو عالم الغیب کہنا شرک ہے تو پھر جو لوگ حاضر و ناظر مانتے ہیں، وہ کس بنیاد پر ہوتے ہیں؟ احادیث میں آتا ہے، شہداء اللہ جن جن سے حاضر و ناظر ہونے کی نفی ہوتی ہے اور اس مسئلہ پر مستقل رسائل بھی لکھے گئے ہیں۔ حقائق علمیہ کی بحث یہ معقول عامہ کے لکھنے سے پہلو تہی ہے، یہ آپ کا حق ہے، ان کی بھی تحقیق ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔

احادیث العید گھر فتاویٰ، دار العلوم دیوبند، ۳۵/۲، ۱۴۰۶ھ۔

کیا ''یا'' کے معنی حاضر و ناظر کے ہیں؟

سوال [۱۴۰۵]: ''یا'' کے معنی حاضر و ناظر کے کہتے ہو تو کہو کہ ''یا'' کے معنی حاضر و ناظر ہوتا ہے۔

---

(۱) (الانعام: ۱۵)

(۲) (الانعام: ۵۰)

(۳) (ملفوظات اعلیٰ حضرت مرہٹوی ۳/۱۰۲، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب خانہ کراچی)

فتاوی محمودیہ جدید سنت دیکھ ۲۰ ۔ ۔ ۔

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "(۱) (صحیح)

اور حضرات عرفاء محدثین نے کتنے پیارے کلمات لکھے ہیں جن سے اہل ایمان کے ذوق عرفان میں نکھار پیدا ہوا اور خالفین کے طعوم پر نشتر چلے، حضرت امام غزالی، ہو الصوم میں تحریر فرماتے ہیں:

"و حضر في قبلة نبي صلى الله تعالى عليه وسلم (صحيح لكوبه) (۲)

حضرت شیخ محدث دہلوی مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور بعض از ارباب تحقیق گفته اند که آنحضرت صلی الله تعالیٰ علیه وسلم باعتبار سریان حقیقت در فرهائی موجودات واحاطه بانوکات وی بسائر ممکنات در ذات مصلی حاضر است ودرود بصیغه خطاب در حقیقت بملاحظه آن حضور وشهود است صلی الله علیک یا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم".

عبارت مذکور مستند حاضر وناظر ہونے سے ماخذ اعلیٰ۔

الجواب وبیدہ الحق والصواب (دار العلوم دیوبند):

التحیات میں لفظ "السلام" پڑھتے ہوئے کہ صرف نفس واخبار پر کلمات کرے، بلکہ بقصد انشاء ان کلمات کو ادا کرے (۳)، جب اونی شخص کسی اپنے محترم اکرم شیخ، استاذ، والد وغیرہ کو کہتا ہے: میں اپنے عزیز، مرید،

---

(۱) (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في كيفية ترتيب أفعال الصلاة، ص: ۲۹۵، قديمي)

(۲) (إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الصلاة ومهماتها، الباب الثالث في شروط الباطنة من أعمال القلب، ۱/ ۲۲۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) "وبقصد بألفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء، كأنه يحيي الله تعالى ويسلم على نبيه وعلى نفسه، وأوليائه" (الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها، ۱/ ۵۱۲، سعيد)

"(بقصد) المصلي إنشاء هذه الألفاظ مرادة له قاصدا معناها الموضوع له من عنده، كأنه يحيي الله سبحانه وتعالى، ويسلم على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى نفسه، وأولياء الله تعالى" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في كيفية ترتيب أفعال الصلاة، ص: ۲۹۵، قديمي)

شاگرد، بیٹے وغیرہ کو خط لکھتا ہے اور اس میں صیغۂ خطاب استعمال کرتا ہے، وہاں مقصود نقل واخبار نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات مکتوب الیہ کی صورت کو ذہن میں حاضر کرکے وہی محاورات استعمال کرتا ہے، جو اس کے سامنے کرتا اور جانتا ہے کہ یہ خط وہاں پہونچے گا، یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ مکتوب الیہ ہر جگہ ہر وقت حاضر اور ناظر ہے۔

حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کو اللہ عزوجل نے اپنی ذات وصفات سے متعلق شان نبوت کے لائق اتنا علم عطا فرمایا ہے کہ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام وملائکہ عظام کا مجموعی علم ایک قطرہ کے برابر ہے، تا بہ کنار سمندر کے مقابلہ میں، اور خدائے قادر مطلق علیم وخبیر کے علم کے مقابلہ میں سب کے علوم کو وہ نسبت نہیں جو سمندر اور قطرہ میں ہوتی ہے، متناہی اور غیر متناہی کے درمیان کیا نسبت (۱)۔

جو شخص اللہ پاک اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم برابر مانے، ملا علی قاری نے اس کی تکفیر کی ہے (۲)۔ ہر جگہ پر حاضر وناظر ہونا کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں۔ مسئلہ عقیدہ دلیل قطعی سے ثابت ہوتا ہے (۳)، پھر اگر کوئی خبر واحد یا کسی بزرگ کا مقولہ بظاہر دلیل قطعی کے خلاف معلوم ہوتا ہے، تو حسن ظن کے تحت اس کے ایسے معنی کئے جائیں گے جو دلیل قطعی کے خلاف نہ ہوں، نہ کہ اس کو اصل دلیل قرار دے کر دلیل قطعی کو ترک کردیا جائے، ایسا کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، عالم الغیب والشہادہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیت

= (وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۶۷، رشيديه)

(۱) "إن الله جعل للعقول في إدراكها حدّ تنتهي إليه لا تتعداه، ولم يجعل لها سبيلاً إلى الإدراك في كلّ مطلوب، ولو كانت كذلك لاستوت مع الباري تعالى في إدراك جميع ما كان ومايكون، وما لا يكون؛ إذ لو كان، كيف كان يكون؟ لمعلومات الله لا تتناهي، ومعلومات العبد متناهية، والمتناهي لا يساوي ما لا يتناهي" (الاعتصام لشاطبي، الباب العاشر في معنى الصراط المستقيم الخ، الفصل النوع الثالث، ص: ۵۶۲، دار المعرفة بيروت)

(۲) (الموضوعات الكبرى، فصل. ومنها مخالفة الحديث لصريح القرآن، ص: ۳۲۴، قديمي)

(۳) "ومعرفة العقائد عن أدلتها بالكلام، وفيه الجمهور الأدلة بالقطعية، لأن اتباع الظن في العقائد مذموم". (النبراس، الأدلة الشرعية أربعة، ص: ۱۷، مكتبه حقانيه ملتان)

"والاكتفاء بالظن إنما يجوز في العمليات لا في الاعتقاديات". (النبراس بيان الخلفاء الراشدين، ص: ۳۰۱، مكتبه حقانيه ملتان)

www.ahlehaq.org

ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں علم الغیب پر مستقل رسائل تصنیف کئے گئے ہیں، مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ منع کیا ہے، جیسا کہ صفحہ ۴ میں تصریح ہے(۱)، مذکورات میں بھی یہ بحث موجود ہے(۲)، خدائے پاک نے ظلم فرمایا:

﴿قل لا أقول لكم عندي خزائن الله ولا أعلم الغيب﴾ الآية(۳)۔

﴿قل ما كنت بدعا من الرسل وما أدري ما يفعل بي ولا بكم﴾ الآية(۴)۔

﴿وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو﴾ الآية(۵)۔

﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ الآية(۶)۔

﴿عالم الغيب والشهادة﴾ الآية(۷)۔

غیب کی باتوں کا جس قدر علم حق تعالیٰ نے عطا فرمایا، عطا ہوئی، یہ بات نہیں ہے کہ غیب کی بات پر جب چاہیں مطلع ہو جائیں۔

"اعلم أن الأنبياء لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى إجمالاً، وكثر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي عليه السلام يعلم الغيب بمعارضة قوله تعالى ﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ كذا في المسايرة، ص: ۱۸۵، شرح فقه أكبر(۸)۔

---

(۱) (صفحہ، ص: ۲۶، مطبع اہل سنت والجماعت بریلی محلہ سوداگران)

(۲) "یونہی زید پر تو بعد کے لئے ۱۱-۱۲-۱۳ سے غائب"۔ (خطوات بریلوی ۲۰۴/۲، ورفاہ اسلامی کتب خانہ)

(۳) (الأنعام ۵۰)

(۴) (الأحقاف ۹)

(۵) (الأنعام ۵۹)

(۶) (النمل ۶۵)

(۷) (التغابن ۱۸)

(۸) (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ۱۵۱، قديمي)

"واعلم أن دعوى الغيب معارضة لنص القرآن فيكفر بها"۔ (والبحر، باب المرتد) =

"من اعتقد حضرة علم الله ورسوله بالحكم إجمالاً". ملا علي قاري في شرح فقه اكبر، ص: ۱۶۲ (۱).

مطلوبہ عبارتوں میں حضرات اکابر دیوبند کی طرف غلط باتیں حسب عادت منسوب کرنے کے بعد فاضل صاحب نے جو چوتھا مسئلہ لکھا ہے، وہ یہ ہے: "برادری تو درکنار میں نے اپنے کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو ان کے علم وعلم والی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی، جو ایک قطرے کو دریا میں نسبت ہوسکتی ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی سے ہے اور وہ غیر متناہی ہے، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے" (۲)۔ فتاویٰ ان تمام امور۔

تدریب الجہو، تحقیق دارالعلوم دیوبند، ۳/۹/۹۰ھ۔

www.ahlehaq.org

= مطلب في دعوى علم الغيب ۳: ۳۳۳، سعيد)

"وجب للحسنة فاعلها ما يغيب أمر تفرد به الله تعالى، لا سبيل للعباد إليه، إلا بإعلام منه بالوحي، أو إلهام بطريق الصعقة، أو الكرامة، أو الإرشاد ..." (السراج في شرح شرح العقائد، ص: ۳۴۳، مكتبه حقانيه ملتان)

(۱) (الموضوعات الكبرى، فصل ومنها مخالفة الحديث لصريح القرآن، ص: ۳۲۹، قديمي)

(۲) (ملفوظات اعلى حضرت دیوبند، ۲: ۵۹، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب خانہ کراچی)

مایتعلق بحیاۃ الأنبیاء وسماع الموتیٰ

(حیات انبیاء ورسماع موتیٰ کا بیان)

مسئلہ حیات النبی

سوال [۴۹۱۱]: ۱۔ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اہل سنت کا کیا نقطۂ نظر ہے؟ آیا اہل سنت والجماعت کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ہیں تو اس حیات نبی کی کیا نوعیت ہے؟

۲۔ منکرین حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مستدل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا:

"من کان یعبد محمداً فإن محمداً قد مات، ومن کان یعبد اللہ فإن اللہ حيّ لایموت" (۱)۔

اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ نہیں ہیں، وفات پاچکے، اب حیات کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے، اس کا کیا جواب ہے؟

۳۔ علماء دیوبند نے مسئلہ مذکورہ میں کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر موت کا طاری ہونا قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے (۲)۔

---

(۱) (البدایۃ والنہایۃ، احتضارہ ووفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ۵/۲۴۸، حقانیہ پشاور)

(۲) "عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول في مرضہ الذي مات: "یا عائشۃ ما أزال أجد ألم الطعام الذي أکلت بخیبر، وھذا أوان وجدت انقطاع أبھري من ذلک السم" (مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب وفاۃ النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الفصل الثالث، ۲/۵۲۱، قدیمی)

ہوشیار رہتی ہے، (۱) البتہ موت وحیات کے درمیان کی حالت یعنی برزخ میں روح کا تعلق جسد سے کس نوع کا ہے اس کا علم ہر شخص کو نہیں ہوتا، اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ بات تو یقینی ہے کہ ان کا تعلق اپنے جسد سے عام مومنین کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہوتا ہے، حتی کہ ان کے جسد کا زمین پر گلنا سڑنا بھی حرام ہے، اور ان کے جسد کو غذا بننا بھی حرام ہے، اور ان کا جسد مبارک بعد وفات بھی ایسا ہی محفوظ ہے جیسا کہ حیات میں تھا، اور ان کی ازواج سے نکاح بھی جائز نہیں، اور ان کا ترکہ بھی تقسیم نہیں ہوتا، اور ان کی ازواج مطہرات سے کسی کا نکاح درست نہیں (۲) بلکہ ان کے تعلق

- "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: لما قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم احتفر في داره، فقال ابوبكر رضي الله تعالى عنه: سمعت من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شيئا، قال: ما قبض الله نبيا إلا في الموضع الذي يحب أن يدفن فيه" ادفنوه في موضع فراشه. (جامع الترمذي، كتاب الجنائز، باب: ۶۲، ۱/۱۹۹، سعيد)

"عن أنس رضي الله تعالى عنه، أنه نقل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حين بنحساه الكرب، فقالت فاطمة: واكرب أباه! فقال لها: "ليس على أبيك كرب بعد اليوم" فلما مات قالت: يا أبتاه! أجاب ربا دعاه، يا أبتاه! من جنة الفردوس مأواه، يا أبتاه! إلى جبريل ننعاه. فلما دفن قالت فاطمة: يا أنس! أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم التراب" (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ووفاته، ۲/۶۴۱، قديمي)

(۱) (الزمر: ۳۰)

(۲) "فذهب جماعة من العلماء إلى أن هذه الحياة مختصة بالشهداء، والحق عدم اختصاصها بهم، بل حياة الأنبياء أقوى منها، وأشد ظهورا آثارها في الخارج، حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعد وفاته، بخلاف الشهيد، والفرق يظهر لنبيه، والله يفوز أيضا على فرحه من الشهداء" (التصريح العظيمي، الفرقان، ۱۵۲، ۵۲۰، حافظ كتب خانه كوئٹه)

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله تعالى: وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله قال: نزلت في رجل همّ أن يتزوج بعض نساء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعده، قال: هل تستحيان إني عائشة؟ قال: قد ذكروا ذلك. (قال الحافظ ابن كثير: وليعلم أن جميع العلماء قاطبة على أن من توفي عنها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من زوجاته أنه يحرم على غيره نكاحها بعده، لأنهن زوجاته في الدنيا والآخرة، وأمهات المؤمنين" (تفسير ابن كثير، الاحزاب، ۵۳، ۳/۶۶۸، دار السلام)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن فاطمة بنت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أرسلت إلى =

ہیں کہ کچھ لوگ اللہ کے لئے دوں ظاہر ہونے سے پہلے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں پھر وہیں لوٹا دی گئی (۱)۔ لہٰذا حیات ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے قبل وفات کے حالات ہیں تھے، وہ اب قبر میں ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کی حیات ہمارے افہام و فہم کی طرح نہیں ہے بلکہ پیغمبر کی حیات اس کے وقت اور اس کی پیدائش کے اعتبار سے اس میں بہت اضافہ ہو گیا ہے جیسے ایک چراغ ہوتا ہے جس کی روشنی ایک دوسرے چراغ سے لی گئی ہو تو اس کی روشنی پہلے کی روشنی سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس طرح انبیاء کی زندگی اپنے سے پہلے کی زندگی سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور روشنی سے وہ نہیں لیتی، وہ روشنی نہیں وہ روشنی اصل مشکوٰۃ کے اندر ہوتی ہے۔ بلکہ نور نبوت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہو جاتی ہے (۲)۔ پیغمبر کی حیات ہمارے افہام سے بالکل برزخ کی حالت کے برعکس مختلف ہے۔ حیات پر ایمان لانا واجب ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے (۳)۔ اور ہم اس کو ہم

آپ نے فرمایا نہیں میرا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث کی اللہ عنہ بالمدینۃ، وقد کنت فی حجر خالتی حبیبہ فقال ابوبکر یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: لا یورث ما ترکنا صدقۃ۔ (صحیح البخاری، کتاب الخمس، باب فرض الخمس، ۱: ۴۵۲، قدیمی)

(۱) قال البیہقی فی کتاب الاعتقاد: الانبیاء بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فہم احیاء عند ربہم کالشہداء۔ (الحصنی للدیری، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ۱: ۱۸۰، دار الفکر)

(۲) اس کا بیان یہ ہے کہ حیات دنیا میں ہر شخص کو حاصل ہے اور اس کے لئے حیات حسی ہونا ضروری ہے اور حیات حسی کے لئے روح کا جسم سے تعلق ہونا ضروری ہے اور موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور حیات حسی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کی حیات دنیا کی حیات سے بڑھ کر ہے اور اس کے لئے حیات حسی کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ان کی حیات برزخی حیات سے بڑھ کر ہے اور برزخی حیات سے بھی زیادہ قوی ہے۔ (ت)

(۳) وقد نص الحاکم علی استفاضۃ ذلک۔ (شرح العقائد النسفیۃ، مبحث رؤیۃ اللہ تعالیٰ والدلیل علیہا، ص ۱۱۵، قدیمی)

وسمعہ من نص علی الحاکم علی الشاہد۔ (روح المعانی، الفرقۃ ۹، ۱۵۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وان حس ما ذکروہ قیاس الغائب علی الشاہد وہو اصل کلی حسط۔ (فتح الباری، کتاب التوحید، باب ماذکر فی الذات والنعوت، رقم الحدیث ۷۴۱۱، ۱۳: ۴۹۰، قدیمی)

www.ahlehaq.org

بلکہ کن امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے جس کے ذریعہ سے برزخ، جنت، دوزخ، نور، عرش، فرش پر وارد ہونے والے اعتراضات کو رد کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ فقیر الحق عفی عنہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "آب حیات" میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الاجوبۃ العجیبۃ والغرر فی الاجوبۃ المحمودیۃ، ۱۱: ۲۳۳، ۲۳۴ بتغیر۔

انبیاء کی خدمت میں ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا

سوال[۱۰۱۹]: بعض لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مقدسہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں، کیا یہ قول صحیح ہے؟ نیز کیا عرسے کے بعد حج وعمرہ ادا کرنے سے حج ادا ہو جاتا ہے؟ حاجیوں کا حج کرکے آنا، کفارے کی صحیح عمرہ ادا کرنے سے ہو جاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ نیز [۲] [۳] [۴] [۵] [۶] [۷] [۸] [۹] [۱۰] [۱۱] [۱۲] [۱۳] [۱۴] [۱۵] [۱۶] [۱۷] [۱۸] [۱۹] [۲۰] [۲۱] [۲۲] [۲۳] [۲۴] [۲۵] [۲۶] [۲۷] [۲۸] [۲۹] [۳۰] [۳۱] [۳۲] [۳۳] [۳۴] [۳۵] [۳۶] [۳۷] [۳۸] [۳۹] [۴۰] [۴۱]

اس چیز سے حدیث سلامت ہو اس میں توقف یا جواب کا اپنی آپ اس کو ہوا ہے کوئی بات نہیں کی جاتی ہے کی دلیل نے یا نہیں کسی احادیث میں نہیں دیکھا تو ایسے جہنم سلامی قبر میں زبان مطہرات فرش ہی ہوتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب و فی کرتے ہیں ۔ غلط اور مذہب ہے اور اس سے بہت بڑا جاتے ہے ۔ اور فتنوں سے بالکل محروم ہو جاتے ہیں ۔ کوئی اور اس باقی نہیں رہتا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی فی وہ نہیں ہے

۱۔ ثابت جس میں تعوق کی حد فی ہوتا ہے ۔ دوام پہچانا ہے کے لئے

۲۔ اور اصلی ثابت اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے فی ہوتا ہے کفایت حاصل کرنے کے لئے ۔ اس حالت میں حق تعالیٰ کی حد فی نہ ہو وہ ہی ہے اس حالت سے جس میں تعوق کی حد فی ہے ۔ فقیر واللہ تعالیٰ اعلم ۔

کتبہ ۔ محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۔

میت کا قبر میں نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا

سوال [۱۰۰۰۰] ایک معتبر کتاب میں بزرگوں سے نقل اس طرح پر لکھا ہے ۔

بعض اشخاص نے اپنے فاتی سے توبہ کرنے کے بعد قبروں میں نماز کی پابندی کرتے تھے ۔ بعد وفات بزرگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور بعض اور بعض قرآن شریف کی تلاوت بھی کرتے تھے اور ان کا ہر نیکی اچھی بات میں قبر میں عمل کرنا ہے"

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس قسم کے متعدد واقعات شروع الصدور میں مذکور ہیں (۱) مذہب اہلسنت کی خلاف اجماع سے

---

۱ عن علی فیصوم ذکر ما فی ذلک وقوله علیه السلام "ان امرکم بشر فاتوا منه ما استطعتم وان نهیتکم عن شیء فاجتنبوه" الجامع لأحکام القرآن للقرطبي، المجلس ۱۸، ۱۰، ۱۰، ۱۰

ایسا ہونا بعید نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند، ۸/۳/۸۱ھ۔

☆ ..... ☆ ..... ☆ ..... ☆

www.ahlehaq.org

= وهل يحلون فيها ويطوفون ويتزاورون ويتحدثون (المسند، ص: ۱۸۰۰، ۱۹۱۰، دار المعرفة بيروت)

مایتعلق بالتوسل في الدعاء

(دعا میں توسل کا بیان)

دعا میں توسل

سوال [۹۲۲۰]: دعا اولیاء اللہ کے توسل سے مانگنا کیسا ہے؟ بعض لوگ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں دعا کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

دعا مانگنا بلاشبہ عبادت ہے (۱) اور بے واسطہ مانگنا بھی (۲) اور اللہ تعالیٰ کے

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وقال ربکم ادعوني أستجب لکم﴾ (المؤمن: ۶۰)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وإذا سألک عبادي عني فإني قریب أجیب دعوة الداع إذا دعان فلیستجیبوا لي ولیؤمنوا بي لعلهم یرشدون﴾ (البقرة: ۱۸۶)

عن ابن عباس رضي اللہ تعالیٰ عنهما قال: کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یوماً فقال: یا غلام! إني أعلمک کلمات: احفظ اللہ یحفظک، احفظ اللہ تجده تجاهک، وإذا سألت فاسأل اللہ وإذا استعنت فاستعن باللہ ... الخ (جامع الترمذي، أبواب الزهد عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، باب ۵۹، رقم: ۲۵۱۶، سعید)

(۲) عن عمر بن الخطاب رضي اللہ تعالیٰ عنه کان إذا قحطوا استسقیٰ بالعباس بن عبد المطلب رضي اللہ تعالیٰ عنه فقال: اللهم إنا کنا نتوسل إلیک بنبینا فتسقینا، وإنا نتوسل إلیک بعم نبینا فاسقنا (صحیح البخاري، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام إذا قحطوا، رقم: ۱۰۱۰، قدیمي)

وقال الحافظ رحمه اللہ تعالیٰ في شرحه: یستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخیر والصلاح وبمن یتوسل الناس إلیه في کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا: ۲/۳۳۰، قدیمي)

قبولیت دعا کے لئے ضعفاء کا وسیلہ

مسئلہ (۱۵۹۴): فرمائیں آپ کی نظر میں ایسا شخص جو دعا کرتے وقت کہتا ہے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فلاں نیک بندے کے واسطے سے دعا کرتا ہوں تو ایسا کہنا شرع سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو کس کتاب میں لکھا ہوا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرش یا فلاں آسمان کے اوپر ہیں اور ان کے ذریعہ سے دعا کرتا ہے تو یہ جائز نہیں رہے گا۔ یہ جائز ہے کہ اس کتاب فلاں میں ہے (۱) [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔ [illegible] علوم دینیہ ۳۳۰ ۵ ۹۴ھ۔

---

۱ وفاء الوفاء للسمہودی، الموسل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ربہ ولم یکرہ احد من السلف ولا الخلف لانہ من تمسبہ وابتغی الیہ بنبیہ فانما قصدہ وتوسل الیہ بہ کما تقدم فی الاستسقاء وقد صرح العز بن عبد السلام وغیرہ بجواز التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ وکذلک بالصالحین احیاء وامواتا کما یجوز بالدعاء منہم فی حیاتہم وبعد وفاتہم (المہند علی المفند، ص ۹ قدیمی)

۲ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم بدر اللہم انشدک عہدک ووعدک اللہم ان شئت لم تعبد فاخذ ابوبکر بیدہ فقال حسبک فخرج وہو یقول سیہزم الجمع ویولون الدبر (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ ۵۹۴۲ قدیمی)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما کان یوم بدر نظر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی المشرکین وہم الف واصحابہ ثلاثمائۃ وتسعۃ عشر رجلا فاستقبل نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القبلۃ ثم مد یدیہ فجعل یہتف بربہ اللہم انجز لی ما وعدنی اللہم ان تہلک ہذہ العصابۃ من اہل الاسلام لا تعبد فی الارض (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر وابحہ الخ نمبر ۱۳۸۳ قدیمی)

ذکرہ فی مسند الامام احمد بن حنبل مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم الحدیث ۳۴۱ ۵۵ دار احیاء التراث العربی بیروت

مایتعلق بأحوال القبور والأرواح

(روح اور قبر کے احوال کا بیان)

مرنے کے بعد عذاب وثواب کا محل اور روح کا جسم سے تعلق

سوال[۴۹۲۶]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عذاب قبر کا محل روح ہے یا جسد یا دونوں؟ اور روح کے جسد سے تعلق کے وقت جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے یا صرف اتنی دیر کیلئے کہ روح جسم کے کسی حصہ سے متصل ہو جائے؟ اور قبر سے مراد برزخ کا عالم ہے یا گڑھا جس میں مردہ کو دفن کرتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

واضح ہو کہ عذاب قبر کا محل روح اور جسد دونوں ہیں، یعنی روح کو تعلق جسد کے ساتھ ہوتا ہے اور جسد کو تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہ تعلق ایسا ہے کہ اس کی حقیقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور اس تعلق کی وجہ سے روح کو جسد کے ساتھ بعض احکام میں تبعیت حاصل ہوتی ہے، اور جسد کو روح کے ساتھ بعض احکام میں تبعیت حاصل ہوتی ہے، اور بعض احکام میں نہ روح جسد کے تابع ہوتی ہے نہ جسد روح کے تابع ہوتا ہے، بلکہ ہر ایک کا حکم مستقل

ہونے سے پہلے دیا جائے۔ آخر ماہ میں ہوتا ہے(۱)۔ عذاب وثواب قبر کا کل دن میں ہوتا ہے اگر قبر میں مدت مدید رہے تو کم دن میں ہوتا ہے اسی طرح کل رات میں ہوتا ہے اگر قبر میں مدت مدید رہے تو کم رات میں ہوتا ہے(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مظہری فی فیرد حوز" شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۴۰۰ قدیمی)

"وعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ما من میت یموت الا ویعلم بابویہ وزوجتہ ان بکی علیہ یقول رباہ واکاسیاہ وانہ لیعذب فی قبرہ وان کان صالحا فاذا مات ولدہ قال رحمک اللہ وان کان ولدہ صالحا فرح بہ فی قبرہ وان کان ولدہ سیئا قال غفر اللہ لک وانت رأیتہ یعذب فی قبرہ" رواہ البیہقی فی شعب الایمان" (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر الفصل الثانی ص ۲۱ قدیمی)

"اخرج ابن ابی الدنیا وابو یعلیٰ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ان ابی اللہ تعالیٰ نفسا خلق لہ [illegible] حضرۃ الموت وقع ذلک للملک وجاء ملک الموت لیقبض روحہ فیدخل قبرہ وقد خرج روح فی جسدہ [illegible]" (شرح الصدور باب فتنۃ القبر وسؤال الملکین ص ۲۳ دار المعرفۃ بیروت)

(۱) "قال المجدوی: الروح الحاضر بین البدن والروح مابین الدنیا والآخرۃ فی وقت الموت ای البعث فلم یعد فقد دخل فی الروح" (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی مؤسسۃ ۱۰۰ ۲ ۱۰۰۰ دار احیاء التراث العربی بیروت)

"قال صاحبہ الروح الحاضر حاضر البدن والآخرۃ وقال مجاہد فی کتاب الروح مابین الدنیا والآخرۃ لیس واقع فی السماء کلہم وہم یرون روح اہل الآخرۃ یخرج ویرجع وما علموہ وقال ابو صخر الروح الحاضر لا علم لہ فی الدنیا ولا علم فی الآخرۃ فہم میتون ای یموتون" (التفسیر ابن کثیر، لقمان ۳۴ ۳ ۳۲۳ مکتبہ دار السلام ریاض)

"وعن ابن زید ان الحاضر الذی یراقبہ حاضر بین السماء والارض فی القیامۃ من القبور وہی التی قال ہم میتون" (روح المعانی لقمان ۳۴ ۱۲ ۱۲ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۲) "وما ینبغی ان یعتقد ان عذاب القبر ہو عذاب البرزخ فانہ من باب ما ہو مستحق للعذاب وذلک یختلف بحسب الاشخاص فقد لا یعذب احد فی البرزخ" (کتاب الروح لتلمیذ ابن تیمیہ ص ۹۰ دار الفکر بیروت)

"واعلم ان عذاب القبر ہو عذاب البرزخ فانہ من باب ما ہو مستحق للعذاب وذلک یختلف بحسب الاشخاص فقد لا یعذب احد" (شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۴۰۰ مؤسسۃ مناریہ)

"واعلم انہ لیس کان احوال القبر منحصرا ہو موقوف بین امر الدنیا والآخرۃ ولیس [illegible]

جب اس کے اصحاب لوٹتے ہیں تو وہ قرع نعال کو سنتا ہے(۱)۔ نیز روایت میں ہے کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگے مردوں کو دفن کرنا ترک کردو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ عذاب قبر تم پر منکشف فرمادے(۲)۔ نیز روایت میں ہے کہ دو قبروں کے قریب سے گذر ہوا تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سواری (یا جانور) بھڑکا، اس پر ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں کے مردوں پر عذاب ہو رہا ہے(۳)۔

نیز روایت میں ہے کہ جب مردہ پر عذاب ہوتا ہے، جس سے وہ چیختا ہے تو اس کی آواز کو جن وانس کے علاوہ دوسرا جانور، غیرہ سنتے ہیں (ان غیر ذی عقل(۴)۔ کبھی کبھی عبرت کے لئے بعض آدمیوں پر بھی عذاب قبر ظاہر

= الصور ونحوه. (مرقاة المفاتيح، ص: ۲۱۰، حقانيه ملتان)

(۱) "عن أنس رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "العبد إذا وضع في قبره وتولى، وذهب أصحابه حتى إنه يسمع قرع نعالهم" (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال: ۱/۱۸۰، قديمي)

(سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب التثبيت في القبر: ۲/۱۰۴، سعيد)

(سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب التثبيت في القبر: ۱/۲۸۸، قديمي)

(۲) "عن أنس رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "لولا أن لا تدافنوا لدعوت الله أن يسمعكم من عذاب القبر" (صحيح مسلم، كتاب الجنة ونعيمها وأهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه: ۲/۳۸۶، قديمي)

(سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب عذاب القبر: ۱/۲۸۰، قديمي)

(مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الجنائز، باب في عذاب القبر ومن كان يؤمن به: رقم الحديث: ۱۲۱۵۳، ۳/۳۲۵، المجلس العلمي)

(۳) "عن ابن عامر رضي الله تعالى عنه قال: مر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على قبرين" فقال: إنهما ليعذبان وما يعذبان في كبير، أما هذا فكان لا يستتر من البول، وأما هذا فكان يمشي بالنميمة، ثم دعا بعسيب رطب فشقه باثنين، ثم غرز على هذا واحدا وعلى هذا واحدا، وقال: "لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا". (سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب الاستبراء من البول: ۱/۴، رحمانيه)

(وجامع الترمذي، كتاب الطهارة، باب ماجاء في التشديد في البول: ۱/۲۵، سعيد)

(وسنن النسائي، كتاب الطهارة، باب التنزه عن البول: ۱/۲۱، قديمي)

(۴) "عن أنس رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: العبد إذا وضع في قبره =

کرنا جائز ہے، ان سب امور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی تعمیر پرانی (کچے) میں کوئی حرج نہیں ہوتا ہے، آپ نے تعمیر کی بعض قسمیں دیکھی ہیں جن میں پکی اینٹ (پختہ) میں لگائی جاتی ہے مثلاً درمیان سے ان کا خالی رکھنا وغیرہ ایسے (۱) تفصیل کے لئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "الروح" اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی شرح الصدور ملاحظہ کریں، ان میں احادیث نقل کی گئی ہیں (۲)۔ واللہ اعلم

کتبہ ابوالمجد محمد بشیر ۱۴۱۲ھ الجواب صحیح۔ بندہ نظام الدین عفی عنہ

---

* ولدنی ... لم یضرب ضربۃ فرقت بین احد بین اذنیہ، فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ الا الثقلین۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال ۱۸۰ ۱، قدیمی)

(وعن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب المسألۃ فی القبر وعذاب القبر ۳۵۱۲، مدنیہ)

(وعن النسائی، کتاب الجنائز، باب مسألۃ الکافر ۲۰۱۸، قدیمی)

(۱) "ولا یستبعد ان یتحرک ویضطرب من لا یعلم او یری اثر العذاب علیہ من احراق او ضرب حتی ان المحترق فی الحمام، او المتأکول فی بطون الحیوانات، او المصلوب فی الھواء یعذب وان لم یطلع علیہ" (شرح فقہ اکبر، عذاب القبر، ص ۲۰۰، حقانیہ ملتان)

"واما القبر المیت، ای دائق وھو قبہ غالبی والا فالمدفون یشمل الاموات جمیعھا، حتی ان من مات وتکسرت السباع، فان اللہ تبارک وتعالیٰ یعلق روحہ الذی لا یعلم بحقیقتہ الا ھو الی عنصرہ الی احرۃ المستمر علی حالہ حتی المأکول والمدفون الذی تعلق بہ او لا فیحیہ ویحیا بحیاتہ سائر اجزاء البدن، لیسأل ویثاب او یعذب، ولا یستبعد ذلک فان اللہ تعالیٰ عالم بالجزئیات والکلیات کلیہ حسب ما ھی علیہا، فیعلم کل جزء بخصوصیتہ ویعلم مواقعھا ومحالھا ویمیز بین ذرھا حتی وقفیل، ویقدر علی تعلیق الروح بالجزء الاصلی منھا حالۃ الافراد، وتعلیقہ بہ حالۃ الاجتماع الخ" (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، رقم الحدیث ۳۰ ۱، ۳۴، رشیدیہ)

البتہ غیر ممتنع ان ترد الروح الی المصلوب والمحرق والمحرق ومن لا یستحق بھا، لان ذلک المرد نوع آخر غیر المعھود، لھذا المعنی نفسہ، والممسوخ والمیت آحیاء، وان لا حیوۃ لھم، ولا مضرۃ بحیاتھم، ومن تصرفات احیاؤہ لا یمتنع علی من ھو علی کل شیء قدیر، ان یجعل الروح اتصالا متلک الاجزاء علی ما ھی علیہ وقدرہ ویکون فی تلک الاجزاء شعور یوجع من الالم واللذۃ الخ (التعلیق الصبیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر ۱ ۶۱، رشیدیہ)

(۲) شرح الصدور فی احوال الموتی والنشور، باب عذاب القبر، ص ۹۱ ۱۰۰ والمعرفۃ،

عذابِ قبر روح کو ہوتا ہے یا جسم کو؟

سوال [۹۰۲۲]: کتابوں میں پڑھا ہے کہ شہیدوں کی روح قبر کے اندر قید سے محفوظ رہتی ہے، کیا وہ عذاب روح پر عذاب دیتا ہے یا جسم پر؟ جب کہ روح تو جسم میں قید ہو جاتی ہے اور بدن جسم مکمل نہ جلا ہے تو عذاب قبر کس چیز پر ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ عذاب بروح بھی ہوتا ہے(۱) جس طرح بروح راحت کی نعمتوں سے تمتع ہے اسی طرح یہ عذاب بھی تعلق روح کا تعلق جسم سے بھی رہتا ہے اور قبر سے بھی رہتا ہے(۲) اس وجہ سے کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے اور مردہ اس سے چیختا ہے تو اس سے آپ یہ تو نہیں سمجھتے ہوں گے کہ روح تو جسم میں ہے اور جسم کے ساتھ اس کی آواز

= (۱) "كتاب الروح، المسألة السادسة: هل يعاد الى الميت في قبره ... فصل: اعادته عذاب القبر"، ص: ۱۵۵، دار ابن كثير)

(۲) "وإنما يسمعني ان يعتقد ان عذاب القبر هو عذاب الروح، فكل من مات وهو مستحق العذاب، فانه يصيب منه القبر أو لم يقبر". (كتاب الروح، المسألة السادسة، هل: ۹، مكتبه فاروقيه پشاور)

"واعلم ان عذاب القبر هو عذاب الروح، فكل من مات وهو مستحق العذاب، فانه يصيب منه القبر أو لم يقبر". (شرح العقيدة الطحاوية لابن ابي العز، ص: ۴۹۹، المكتبة التجارية)

"واعلم انه لما كان احوال القبر مما هو متوسط بين امر الدنيا والآخرة ولذا يسمى احوال البرزخ". (رشيدي، عذاب القبر وثوابه، قبيل باب الغسل حق، ص: ۲۰، مكتبه حقانيه پشاور)

(۳) "ولا منافاة بين الآثار الصحيحة في هذا الباب، فانها كلها حق يصدق بعضها بعضاً، لكن الانسان لما جهلت معرفة كنه احكامها، وان لها شانا غير شان البدن، وانها مع كونها في الجنة فهي في الصعيد، وتتصل بقبره القبر ويسلم فيه ... الخ". (كتاب الروح، المسألة الخامسة عشر، أين مستقر الارواح ما بين الموت الى يوم القيامة، ص: ۱۵۰، ۱۵۱، مكتبه فاروقيه پشاور)

"وبهذا يجمع بين ما روي ان مقرها في عليين أو سجين، وبين ما نقله ابن عبد البر عن الجمهور بقولهم انها عند افنية قبورها. قال: ويمنع ذلك فهي مادون لها في التشريف وتأوي الى محلها من عليين أو سجين. قال: "وإذا تعلق البدن من قبر إلى قبر، فالاتصال الصحيح غير منكر، وكذا لو تفرقت الاجزاء". (شرح الصدور، باب مقر الأرواح، ص: ۲۲۹، دار المعرفة)

ہیں (۱)۔ یہ بیان ان کی عقل سے محفوظ نہ رہ سکا کہ ان کی نظر سے کبھی یہ قول نہیں گزرا جو صحیح ہے امام نے جو بات جس طرح فرمائی، اس کو اسی طرح بیان کیا ہے (۲)۔ اور احادیث میں عذاب قبر کا تذکرہ موجود ہے (۳)۔

---

(۱) "عن انس رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ مشیعوہ حتی انہ لیسمع قرع نعالہم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان لہ ما کنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد فیقول اشہد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال لہ انظر مقعدک من النار ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنۃ فیراہما جمیعا وامامن کان منافقا فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ویضرب بمطارق من حدید بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعہ من یلیہ الا الثقلین" (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال ۱۳۷۴، قدیمی)

(وسنن النسائی، کتاب الجنائز، باب مسألۃ الکافر ۲۰۵۸، قدیمی)

(وسنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب المسألۃ فی القبر وعذاب القبر ۴۷۵۳، ایچ ایم سعید)

(۲) قال اللہ تعالی "وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا" الحشر ۷)

قولہ تعالی "وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ" وان جاء بحفظ الایمان وہو المسألۃ، فان معناہ الامر بدلیل قولہ تعالی "وما نہٰکم عنہ فانتہوا" فتناولہ النہی، ولا یقتضی النہی الا بالامر والدلیل علی فہمہم ذلک ما یدل بہ قولہ علیہ السلام "اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم، وما نہیتکم عن شیء فاجتنبوہ" (الجامع لاحکام القرآن لابی عبد اللہ القرطبی، الحشر ۷، ۱۸/۱۰، دار احیاء التراث العربی بیروت)

"انی نہیتکما امر کتب بہ فاقصروہ ونہیتکم عنہ فاجتنبوہ، فانہ انما یامر بخیر وانہ ینہی عن الخیر" (تفسیر ابن کثیر، الحشر ۷، ۴/۳۴۱، دار السلام)

(۳) عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان یہودیۃ دخلت علیہا فذکرت عذاب القبر فقالت لہا اعاذک اللہ من عذاب القبر۔ فسألت عائشۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن عذاب القبر، فقال "نعم عذاب القبر حق" قالت عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا "فما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد صلی صلاۃ الا تعوذ باللہ من عذاب القبر" (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر ۱۳۷۲، قدیمی)

"عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ، قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ان ہذہ الامۃ تبتلی فی قبورہا، فلولا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منہ، ثم اقبل علینا بوجہہ فقال "تعوذوا باللہ من عذاب النار" قالوا نعوذ باللہ من عذاب النار" (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ او النار ۲۸۶۷، قدیمی)

(وسنن الامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ ۱۱۱۵۳)

تمام کے لئے دعا کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

۳۴۸/۳، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

مایتعلق بالجزاء والعقوبۃ

(جزاء اور سزا کا بیان)

قیامت کا ایک دن دنیا کے اعتبار سے کتنے دنوں کا ہے؟

سوال [۹۱۲۴]: قیامت کا ایک دن دنیا کے دنوں کے حساب سے کتنے برس کا ہوگا؟ ایک ہزار برس کا یا پچاس ہزار برس کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جنتیوں کے حق میں وہ دن ایک ہزار برس کا ہوگا اور کافروں کے حق میں پچاس ہزار برس کا ہوگا (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۹/ ۹۲ھ۔

---

(۱) "والمعنى ذلك يوم كذا يوم القيامة ولا ينافي هذا قوله تعالى ما كان مقداره خمسين ألف سنة بناء على أحد الوجهين فيه لجواز الاستظلال على حسب اختلاف الأوان في خمسين موطناً كل موطن ألف سنة" روح المعاني، المعارج: ۵، ۲۹/ ۱۲، دار إحياء التراث العربي بيروت.

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله تعالى (فتعرج الملئكة والروح إليه في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة) قال: هو يوم القيامة جعله الله تعالى على الكافرين مقدار خمسين ألف سنة وقد ورد في الحديث في معنى ذلك ... عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه قال: قيل لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ما في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة؟ ما أطول هذا اليوم! فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: والذي نفسي بيده إنه ليخفف على المؤمن حتى يكون أخف عليه من صلاة مكتوبة يصليها في الدنيا". تفسير ابن كثير، المعارج: ۴، ۸/ ۵۳۹، دار السلام.

وكذا في الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، المعارج: ۱۹، ۱۰/ ۱۶۰، دار إحياء التراث العربي بيروت.

www.ahlehaq.org

میدانِ حشر میں باپ کے نام سے پکارا جائے گا یا ماں کے نام سے؟

سوال [۱۰۴۲]: سوال کا بیان ہے کہ کیا قرآن یا حدیث میں یہ مضمون ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام سے پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے پکارا جائے گا؟ اگر قرآن سے ثبوت مطلوب ہے اور کتاب کا حوالہ دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا، نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کی گئی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے لڑکوں کو قیامت کے دن اپنے باپ دادا کے نام سے پکارے جانے سے کیا ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے میدان میں باپ کے نام سے پکارا جائے گا اور ماں کے نام سے نہیں؟ اگر قیامت کے میدان میں ماں کے نام سے پکارا جائے تو اس سے بندے کی کیا پردہ پوشی ہے، کہاں تک درست ہے؟ اگر ایسی کوئی حدیث ہو تو آپ کا حوالہ دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

دنیا میں ماں کی طرف منسوب کرکے پکارنے کے متعلق کوئی روایت اگرچہ حدیث میں نہیں ملی، لیکن قرآن مجید میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

[illegible]

---

۱ الدر المنضود: كتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء، ص ۳۹۷، معهد الخليل.

۲ [illegible] ثبوت ہے [illegible] ثابت ہے [illegible] ثابت ہے [illegible] ثاب

کیا گنہگار جہنمیوں کی خلاصی ایک ہی وقت میں ہوگی؟

سوال [۴۹۲۶]: جو مومن فاسق گناہ میں داخل ہوکر اپنے کئے کی سزا پاکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے خلاصی پاکر جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے تو یہ سب کا اکٹھا نکلنا مقصود ہے یا ہر ایک کا نکلنا؟ یعنی ایک ہی وقت میں تمام کے تمام شفاعت کے ذریعہ نکلیں گے یا مختلف کسی نے چھ سو سال گناہ میں گذارے ہوں گے، کسی نے چوبیس سال گناہ میں گذارے ہوں گے تو ان دونوں کی خلاصی ایک ہی وقت میں ہوگی یا دونوں کی سزا کی مدت جب بھی پوری ہوگی تب ہی رہائی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سب کی خلاصی ایک ہی وقت میں ہوگی (۱)، یہاں تک کہ جس شخص کو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا

= الاسلامی، ۵۰۰، مکتبہ دار ابن کثیر)

(۲) کذا فی روح المعانی، الإسراء: ۱ [ذکر] دار إحیاء التراث العربی بیروت)

(۳) کذا فی الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ۱۰ [۱۹۳] دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۱) [حدیث] عن أنس بن مالک، أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یخرج من النار من قال لا إلہ إلا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن شعیرۃ، ثم یخرج من النار من قال لا إلہ إلا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن برۃ، ثم یخرج من النار من قال لا إلہ إلا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن ذرۃ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إثبات الشفاعۃ وإخراج الموحدین من النار ۱۰۹ (قدیمی)

(۲) وهو أن أصل الكبائر المتقدم ذكرها في مشيئة الله تعالى وحكمه، فهو سبحانه تعالى إن شاء عذبهم عليها وذلك بعدله، وإن شاء عفا عنها وتفضل بها وذلك بفضله وجوده، كما قال تعالى في كتابه العزيز ﴿إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾ (النساء: ۴۸) وكما قال صلى الله عليه وسلم: (إن شاء عذبهم في النار بعدله لتظهير الأقذار وتمييز الأشرار وتطهير الأبرار وتمييز الأخيار وإن شاء عفا عنهم وتفضل بها عليهم لاتصافه بالكرم والجود والعفو والحلم) ثم يخرجهم منها برحمته التي وسعت كل شيء من مرتبة وتفضله الشامل من آمن بطاعته كما بينه ورسله وملائكته وأقر بمعرفته (شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص ۴۰۰، ومزمل ویلشر)

(۳) وصحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب زیادۃ الإیمان ونقصانہ ۱۰ (قدیمی)

جائے گا، اس کا تذکرہ حدیث میں موجود ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱۱/۹۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

---

(۱) "عن عبداللہ بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إني لأعلم آخر أهل النار خروجا منها وآخر أهل الجنة دخولا الجنة رجل يخرج من النار حبوا، فيقول الله تعالى له: "إذهب فادخل الجنة" قال" فيأتيها فيخيل إليه أنها ملأى فيرجع، فيقول: "يا رب! وجدتها ملأى، فيقول الله تعالى: إذهب فادخل الجنة، فإن لك مثل الدنيا وعشرة أمثالها، أو إن لك عشرة أمثال الدنيا، قال: فيقول: أتسخر بي؟! أو تضحك بي وأنت الملك؟!". قال: "لقد رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه، قال: فكان يقال ذاك أدنى أهل الجنة منزلا".

(صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين من النار: ۱/۱۱۵، القديمي)

ومشكاة المصابيح، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب الحوض والشفاعة، الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۵۸۴: ۲/۴۹۱، القديمي)

(وكذا في مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، رقم الحديث: ۳۷۰۶: ۱/۶۳۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

باب الفرق

ما یتعلق بالروافض

(شیعوں کے عقائد کا بیان)

خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو منافق کہنے والے روافض کا حکم

سوال (۱۹۲۲): ایسا شخص جو خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو منافق کہتا ہے اور روافض کی طرح ان پر لعن طعن کرتا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی خلافت ناجائز تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو برحق مانتا ہے، کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: جو شخص خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو منافق کہتا ہے اور ان پر لعن طعن کرتا ہے وہ روافض میں سے ہے اور گمراہ ہے، اس لئے کہ منافق اس شخص کو کہتے ہیں جس کا ظاہر اچھا ہو اور باطن برا ہو، اور خلفائے ثلثہ کا ایمان اور ان کی نیکی ثابت ہے، اس لئے خلفائے ثلثہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ منافق تھے، ان کا باطن برا تھا، یہ بات ثابت ہے اس لئے خلفائے ثلثہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ منافق تھے، ان کا باطن برا تھا، یہ بات ثابت نہیں ہے، اس لئے وہ لوگ جو خلفائے ثلثہ کو منافق کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ ان کی خلافت ناجائز تھی، یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ خلافت ان کی ثابت ہے اور ان کی خلافت کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے، اس لئے ان کی خلافت کا انکار کرنا قرآن و حدیث کا انکار کرنا ہے اور ایسا شخص گمراہ ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۹۲ھ

صحیح: العبد نظام الدین عفی عنہ، ۱۲/۱۰/۹۲ھ

صحیح: العبد محمد اعزاز علی عفی عنہ، ۱۲/۱۰/۹۲ھ

۱؎ قال في فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت: وفي شرح العقائد النسفية: الرافضي من سب الشيخين أبا بكر وعمر رضي الله عنهما وتبرأ منهما، وزعم أن عليا رضي الله عنه أمره بذلك، وإن لم يسبهما فليس برافضي عند أكثر الزيدية، وإن سبهما فهو رافضي عند الكل، وإن سب أحدهما فليس برافضي عند الكل، وإن سب عليا رضي الله عنه فليس برافضي عند الكل، وإن سب عثمان رضي الله عنه فليس برافضي عند الكل، وإن سب عثمان وعليا رضي الله عنهما فليس برافضي عند الكل، وإن سب عليا وأحد الشيخين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عثمان وأحد الشيخين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان فليس برافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان وأحد الشيخين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين وأحدا من العشرة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة وأحدا من الصحابة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة وأحدا من التابعين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين وأحدا من الأئمة الأربعة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة وأحدا من المجتهدين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين وأحدا من الأولياء فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين والأولياء فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين والأولياء وأحدا من الأنبياء فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين والأولياء والأنبياء فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين والأولياء والأنبياء وأحدا من الملائكة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين والأولياء والأنبياء والملائكة فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين والأولياء والأنبياء والملائكة وأحدا من الله تعالى فهو رافضي عند الكل، وإن سب عليا وعثمان والشيخين والعشرة والصحابة والتابعين والأئمة الأربعة والمجتهدين والأولياء والأنبياء والملائكة والله تعالى فهو رافضي عند الكل.

۲ یہ شیعہ ایمان سے خارج ہیں، اگر اس سے ایمان سے خارج ہونے کے بعد یہ مذہب اختیار کیا ہے تو اس کی بیوی پر تین طلاق بائن واقع ہوگئی اور دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، طلاق کی ضرورت نہیں اور اس کا ذبیحہ درست نہیں (۱) کذا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۸/۹۶ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۸/۹۶ھ۔

کیا تعزیہ شعائر اسلام میں سے ہے؟

سوال [۱۹۴۲۱]: معلوم باید شد کہ رسم تعزیہ داری اگرچہ حرام است، لیکن درہندوستان این رسم شرعی صورت گرفتہ است کہ ہنود این را شعائر اسلامیان فہمیدہ سود، بغض باطن کافر عملاً انتفاع آن سعی می کنند، وجائیکہ موقع غیبت می شمرند ومسلمان را ضعیف می یابند، بنائر فساد پیدا می کنند واگر قدرت سعی یابند در خاطر خود این را خاصۃ مسلمان دانستہ فروگزاشت نمی دارند۔ پس حالانکہ این رسم قبیح بزمانۂ

---

۱ - الشرعي: أو كان يسكر صحبة الشيخين، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر" (ردالمحتار، كتاب الجهاد، مطلب فيمن سب الشيخين: ۶/۴۲۶، سعيد)

"الرافضي إذا كان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذ بالله فهو كافر، ... ومن أنكر إمامة أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه فهو كافر، وعلى قول بعضهم هو مبتدع وليس بكافر، والصحيح أنه كافر" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين: ۲/۲۶۳، رشيديه)

وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۴، رشيديه)

۱ - "وشرط كون الذابح مسلما حلالا حاج المحرم إن كان صيدا" (الدر المختار، كتاب الذبائح: ۶/۲۹۰، سعيد)

"لا تحل ذبيحة غير كتابي من وثني ومجوسي مرتد" (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الذبائح: ۶/۲۹۳، سعيد)

"ومنها أن يكون مسلما أو كتابيا، فلا تؤكل ذبيحة أهل الشرك والمجوسي والوثني وذبيحة المرتد" (بدائع الصنائع، كتاب الصيد والذبائح: ۶/۲۲۳، دار الكتب العلمية بيروت)

تدبیم راجح است، برائے تعزیہ او در شرع شریف گنجائش هست یا نیست؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

رسم تعزیہ از شعار اسلام شمردن جہالت وضلالت است. او را هیچ تعلق با اسلام نیست، هر که غور وتدبر را بکار برد، هویدا خواهد شد که این رسم برائے اسلام وشهدائے اسلام چه ننگ وعار است وطریقه دشمنان اهل بیت است که در مصائب وموقف ایشان علامه وطبل در بر گرفته وعلم بر دست نهاده وتعزیه بر دارش گرفته کوچه کوچه بوجه کدن گشت می کنند وبرننگ عم شادی می نمایند. از اینها کدام حرکت است که قرآن یا حدیث یا جزو تبویج وارد شده. از علمائے اسلام باید پرسید که کرا شعار اسلام گویند، دیگر اقوام اگر این حرکات را شعار اسلام تصور نمایند، این قصور ماضل این جہالت وضلالت را اسلام گرا دانیدن کجا روا است؟! حضرت شاه ولی الله ویسر وجانشینان ایشان حضرت شاه عبدالعزیز رد بلیغ نموده اند، فتاوی عزیزی وتحفه اثنا عشریه مطالعه باید نمود.

چون در هندوستان پادشاه همایون شکست خورده راه فرار گرفت وبه ایران رسید وبعد از ان بمدد اهل ایران باز حمله آورد وظفر یافت، ایرانیان دخل عظیم یافتند وهمه مراسم شعت را رفته رفته رواج دادند. از ان وقت این بلا پنجا شیوع یافت، علما دران زمان رد بلیغ نمودند وچون نوبت باکبر رسید، سعی نمودند که دین اسلام را بکلی مسخ نمایند، ودین اکبری نام نهاده رواج دهند، خدائے پاک حضرت مجدد الف ثانی رحمه الله تعالی را پیدا فرمود برائے قلع این سحر خبیث قائم فرمود. مکتوبات ایشان از دلائل بر بطلان این حرکات پر اند، جائیکه هیچ از شعار اسلام باقی نباشد ومسلمان آنجا نادان، سمان، جماعت را ترک نمودن روا دین کلیتاً جاهل اند وبجز تعزیه هیچ چیز نمیداند ودیگر ساکنان انجا نیز غیر مسلم وغیر مسلم فرق بسیار تعزیه نمایند. در انجا اگر خلاف وجنگ سابق بر تعزیه واقع شود، وعلماء بران سکوت کنند وگویند اینجا

جنگ کفر و اسلام است، و تعزیہ را دو کار ساختہ شد، ممکن کہ گنجائش باشد و بر عانت اہل اسلام عوام را برانگیختہ شدہ باشد، و بس، بیش ازیں نیست خواہ مقابل مہابیری چھنڈا باشد خواہ غیر۔

اگر بر مسلمان و کافر مسئلہ را واضح نمودہ شود کہ ایں شعار اسلام نیست، بلکہ خلاف اسلام است، ازیں روز ایں را دور باید کرد، کار آسان شود، نیز غور باید کرد کہ چیز ہائے کہ واقعاً شعار اسلام اند، یک یک سد کردہ شدند و روز بہ بدمی شوند، و ایں سلسلہ را احتمامے نیست، بر آں حیث مسلمانان در جوش نمی آید و خاموش شدہ بہ زبان ہم تذکرہ نمی نمایند کہ مبادا آتش فتنہ سر زند و بر باطل چنان سرکوب می شوند۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱)۔

حررہ العبد محمود الحسن، دار العلوم دیوبند۔

---

(۱) **ترجمۂ سوال** محلہ مسجد ہے کہ تقریباً ہر سال تعزیہ رکھا جاتا ہے، یعنی ہندوستان میں ان کے شرکی صورت اختیار کرلی ہے، کیونکہ ہندو لوگ اس کو شعائر اسلام سمجھتے ہیں، دل میں بغض رکھتے ہوئے بھی بظاہر خلاص کی وجہ سے فوجداری کی دھمکی دیتے ہیں اور یہاں کہیں تو فتنہ ہوجاتے ہیں، مسلمانوں کو ذلیل پاتے ہیں، اس کی قدرت سے تو ان میں کوئی مسلمانوں کا خاص جان کر سکتے ہیں، بلکہ اس جگہ پر ہم تعزیہ رکھنے کی شریعت مطہرہ میں گنجائش ہے یا نہیں؟

ترجمۂ جواب تعزیہ کی رکھنا تو اختیار ہے، اس کو اسلام سے اور اسلام کے شعائر میں سے کوئی تعلق نہیں، جو شخص تعزیہ کو اسلام کے شعائر میں سے سمجھتا ہے وہ گمراہ ہے اور اس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اور یہ عمل بدعت ہے، اور یہ عمل ہندوؤں کے بتوں کی طرح پوجنے کی مشابہت ہے، اور ہندوؤں کی عادت ہے کہ ان کے مصنوعی بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان

شیعہ کے سنی ہونے کا طریقہ

مسئلہ (۱۰۰۰۱) میں دیوبند بریلوی رضا ایک مسلم شیعہ کہلانے کا دعویٰ ہے، عمر تقریباً ۳۲ سال ہے، دریں اثنا کسی نے ان سے کہا کہ آپ اپنی مرضی سے کسی مذہب کو اختیار کرلیں، کیونکہ کسی مذہب کی بھی تحقیق نہیں کی ہے، اس لئے انہوں نے سوچا کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنا پکا عقیدہ وایمان خدا اور رسول اور ان کے بھیجے ہوئے نبی تمام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار صحابی حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمانی غنی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین پر اور قرآن وہ پانچوں وقت کی نماز روزہ وغیرہ ارکان پر اپنا پکا ایمان ہے اور اللہ کی بنائی ہوئی زندگی آخر وقت تک گزارنے کا عہد کیا ہے اور ان کے چار اصحاب پر ایسا پکا ایمان ہے کہ اس کے بغیر اسلام نہیں ہوتا ہے، اس حالت میں کیا سنی کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اور ان کا ایسا کہنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۱- کچھ دیوبندی علماء نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے تبلیغی جماعت کے بعض اکابرین میں اپنے ایمان کی حفاظت ہوگئی، لیکن اس کے باوجود شیعوں سے بڑا خطرہ آج بھی اپنی اسی شکل میں موجود ہے، اس وقت یہ اصل بحث نہیں چھیڑی گئی۔

اس وقت کے علماء نے اس مخلصانہ دعوت کو بدعت کہہ کر مسترد کردیا، اور اس کو اپنی علماء دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کی مخالفت کی، اور اس کے بعد تبلیغی جماعت کے اکابرین نے اس کو اپنی ذاتی کوشش سے چلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کو بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی، اور آج یہ جماعت دنیا کے تمام براعظموں میں پھیل چکی ہے، اور اس کے ذریعہ لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی اصلاح ہوئی ہے۔

۲- یہاں کچھ شعار اسلام میں سے کچھ کا ذکر کیا ہے، ورنہ مسلمان کی ان خصوصیات کو ان کے دین سے علیحدہ کرنا ناممکن ہے، اور جو شخص ان میں سے کچھ کا انکار کرتا ہے وہ بھی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، اور جو شخص ان میں سے کچھ کا مذاق اڑا

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق شیعوں کے جو غلط عقائد ہیں، ان سے برأت اور توبہ کرکے اہل سنت والجماعت کے عقائد کو اختیار کرلینے سے اور ان کے مطابق عمل کرنے سے آدمی سنی ہوجاتا ہے (۱)، آپ نے جو عقائد سوال میں تحریر کئے ہیں وہ اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱/۱۴۰۰ھ۔

تعزیہ کے سامنے تلوار چلانا وکھیل

سوال [۱۹۴۳]: لاٹھی، تلوار چلانا کیسا ہے کتنا اجر ہے اور کتنی بھر ہے، ان علاقوں میں جہاں ہندو مسلمان کے درمیان باہمی کشمکش ہے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، محرم اجتماعی شکل میں لوگوں کا جمع ہونا کیا درسیکیورٹی حکومت کی طرف سے ممنوع ہے، خصوصاً ان خطہ ناک علاقوں میں تلوار، لاٹھی زنی کی اجازت ہے تعزیہ محرم کو تو رکھتے ہیں، اس میں لاٹھی، تلوار وغیرہ کھیلنے میں نہ تو حکومت کی جانب سے کوئی پابندی ہے نہ ہندو غلط ٹریٹ کرتے ہیں۔

اگر تعزیہ نہ بنائیں تو حکومت کی جانب سے بھی پابندی ہے اور ہندو عوام کی جانب سے بھی تعزیہ بنانا ایک دینی چیز ہے، جس میں وقت کا بہت دخل ہے، اس لئے محرم پر ایک خاص قسم کا شوق اور جوش پیدا

---

(۱) "وفي الخامس يجهد مع البشري عن كل دين يخالف دين الاسلام الخ"

"وفي الرد تحته: "فإن تقبل في البدائع لو أتى بالبشبة لدين لايحكم باسلامه حتى يتبرأ عن الدين الذي هو عليه". (الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الجهاد، مطلب في ان الكفار مخاطبة ... ج:۴، ص:۲۲۰، سعيد)

"والإسلام أن يأتي بكلمة الشهادة، ويتبرأ عن الأديان كلها سوى دين الإسلام، فإن تمام الإسلام من اليهودي بالتبري عن دينه، ومن النصراني بالتبري عن دينه". (المحيط البرهاني، كتاب السير، الفصل الثاني في مسائل المرتدين وأحكامهم: ج:۵، ص:۵۸۱، رشيديه)

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب السير، فصل في أحكام المرتدين: ج:۹، ص:۵۳۲، دارالكتب العلمية بيروت)

ہو جاتا ہے اور ہندوؤں پر رعب طاری ہو جاتا ہے، تو کیا مندرجہ بالا عذروں کو مدنظر رکھتے ہوئے تعزیہ بنانے کی اجازت دی جا سکتی ہے جبکہ تعزیہ سے متعلق ان باطل عقائد کو مٹا دیا جائے، جو عوام میں مشہور ہیں اور عوام کے ذہنوں کو ان سے پاک کر دیا جائے، تعزیہ کی حقیقت محض بانس و کاغذ کا مجموعہ سمجھا جائے اور اس کو اس فن تعمیر سیکھنے کا ذریعہ سمجھا جائے۔

اگر بنانا جائز نہیں تو پھر بنوانے والا اور بنانے والا دونوں سے گناہ کا مرتکب ہوگا؟ اور اگر نہ بنانے والے دوسری جگہ باطل تلوار بنائیں تو کیا ان کو بھی گناہ ہوگا اور اس کھیل کا جو تعزیہ میں کھیلا جاتا ہے مسلمانوں کے لئے دیکھنا درست ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث پاک میں ہے کہ جس کے دل میں خدا کا ڈر ہوتا ہے اس کے دل میں مخلوق کا ڈر نہیں ہوتا اور جس کے دل میں خدا کا ڈر نہ ہو تو اس کے دل میں مخلوق کا ڈر ہوتا ہے(۱)۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ میری نصرت رعب کے ذریعہ سے کی گئی ہے(۲)۔ اپنے دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لئے اصل چیز خدا کا ڈر ہے۔ وہ

---

(۱) "من خاف الله خوف الله منه كل شيء". الحديث. أبو الشيخ في الثواب، والديلمي والقضاعي عن وائلة، والعسكري عن الحسين بن علي، كلاهما به مرفوعاً، لفظ العسكري: "من خاف الله أخاف الله منه كل شيء" وهو عنده عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه من قوله بزيادة الشق الأخير، وقال السخاوي في تمييزه: "وفعله منكر". وفي الباب عن علي وبعضها يقوي بعضها. وقد قال عمر بن عبدالعزيز: من خاف الله أخاف منه كل شيء، ومن لم يخف خاف من كل شيء. وقال الفضيل بن عياض: من خاف الله لم يضره أحد ومن خاف غير الله لم ينفعه أحد". (المقاصد الحسنة، حرف الميم، ص: ۴۰۶، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "أعطيت خمساً لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي، نصرت بالرعب مسيرة شهر". (صحيح البخاري، أبواب المساجد، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم جعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً، ص ۶۰، دار السلام)

(وصحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، ص ۲۱۲، دار السلام)

(ومشكاة المصابيح، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب فضائل سيد المرسلين ۲: ۵۴۴، دار الكتب العلمية بيروت)

مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کیا جائے، جب اس سے تحقیق ہوگا اور اس کی ناقدری سے بچیں گے، اور حکام کی اطاعت کریں گے اور ان لوگوں سے بچیں گے جن کے ذریعہ بدنظمی پیدا کرنے والا ہے، اس سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی، اس طرح ان مصائب سے بچنے کی فکر ہوگی تو اور فکروں کی طرف توجہ ہوگی۔

اگر یہ چیزیں ہوں تو ہم خدا کا شکر ادا کریں، تو مسلمان کے حق میں دعا کرنے کے بعد ان کو مخاطب کرنے کی مخالفت ہی نہیں آتی، کیا یہ دعا نہیں کرائی جاتی کہ یہ دن پھر آئیں گے اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل کرے گا، یہ کتنے لوگوں کا آج یہ مشاہدہ ہے، اس لئے خیالوں سے تقریر بنانے پاس کے سامنے الجھن تمام جملے سے جو زبانی ہو قبول کرنا چاہیے۔

۲۔ یہ بھی واضح ہو کہ یہ تقریر تو تھی، اس کے بعد جو الجھن شروع ہوئی اس کا منشاء الجھن پیدا کرنے والوں کا وقت مسلمانوں کو اپنے ایسے کاموں میں مشغول رکھنا جس سے ان کو اس تقریر پر غور کرنے کا موقع نہ ملے، اس کی وجہ سے ہوا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ان کو اپنی مشغولی

---

(۱) والفقه حكمي لي عنيه حكمت يكاد ما معنيا مكتب به من الحرف الذي اذا ما عد مجدد ومعلمي في قلوب الناس مهيب، حتى قيل ان لرئيس لو حاز سيفه كان بداخل العرب وبه جمع كثير من الناس فلا يزال يضربهم واحد بعد واحد لا يتاخر احد منهم الى ذلك الفارس، فقد يلقى ان سيفا منهم احد رجلا ولم يكن مع الشرى، ما يقتله به، فضى به صبح وامسك على الارض ولا اشرح لو صبح راسه على الارض، ومضى الشرى احسر سيفا فقتله به، وحكي لي رجل قال كنت انا ومعي سبعة عشر رجلا في طريق فجاء فارس من الشر، وقال لنا حتى يكف بعضنا بعضا، فشرع اصحابي يتقاولون ما تراهم، فقلت لهم جاء واحد فلم لا تقتلونه ويهرب؟ فقالوا: بحياتك، فقلت: جاء يريد قتلكم لماذا فتحن نقتله فتعمل انت بحلفنا فوالله ما جسر احد يفعل ذلك، فاخذت سكينا وقتلته وغرسا لحجارة، وانا في هذا كتب: "ذلك مثل في التاريخ لابن الاثير، ذكر ملك لعم مراغة، ذكر دخول شتر دار بكر والتحرير وما فعلوه في البلاد من الفساد" ۹ ۸۵ ۳ ط: الكتاب العربي بيروت)

(۲) "قوله: وان ظهر بوجه من الوجوه فساد الزمان وغلبة اهل الطغيان، ان لم يخف الفتنة ولم يظن ثورة الفتن، فالافضل في حقه اظهار الحق، وان خاف القتل او نحوه فالافضل الكتمان" (القاري، علي بن سلطان محمد، مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۱۰۰، كتب خانه رحيميه)

"اذا رأى الانسان ظلم ظالم او فسق فاسق او بدعة مبتدع، ان لم يخف على نفسه ولا على غيره من المسلمين مفسدة تلحقه في دينه فعليه ان ينكر ذلك بلسانه" (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس، ج ۵ ص ۳۲۲، رشيديه)

دوسرے کی قرار دیا گیا ہے اور یہی دستور ہوا کرتا ہے۔

تقریر سے متعلق یہ تو معلوم ہے کہ ایک دو آدمی کا نام صاف کر دیا جائے لیکن عوامی اجتماع میں کسی کے نام میں کیسے صاف کرنے والے اگر اقتدار والی فراوانی سے بچ رہے ہیں، جانوجیچ کا رجحان کریں گے تو کسی فریق کو بھی اس میں موجود ہے لوگ تحریر کے ساتھ شریک ہو کر رہ جائیں گے ان کی تقویت وتائید ہی ہوگی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۳/ ۸۰ھ۔

www.ahlehaq.org

---

(۱) وكذا في كفاية المفتي، كتاب العقائد، ۱/ ۲۰۰، دار الاشاعت۔

(۲) "من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكاً في عملهم" أكرم الفعال، كتاب الصحبة في قسم الأقوال، ۹/ ۲۲۰، رقم الحديث: ۲۵۰۳۲، مكتبة التراث الإسلامي۔

"من خرج إلى السدة التي مجتمع أهل الكفر في يوم المهرجان وكثر سوادهم فقد خرج للفئة الأكثر، فصار في الكثير صريحاً أو كناية" ص ۸۶، الهندية۔

(۳) وكذا في الفتاوى التاتارخانية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحظر تكون إعلاماً أو كفراً، فصل السادس، ۹/ ۳۳۴، رشيدية۔

(حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے اختلافات)

کربلا کی لڑائی کو نیوی معاملہ قرار دینا

سوال [۱۰۴۱]: ایک شخص نے تاریخ پڑھ کر کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کا لڑائی کربلا کا معاملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا آج کل انگریز اور جرمن کی لڑائی ہے، اور کہا کہ ۱۹۱۴ء کا یورپین لڑائی ہے اس کی وجوہ اصلی معلوم نہیں ہوتی ہیں، اسی طرح حضرات اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کی لڑائی ہے، کیا ان کا یہ بیان درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

واقعہ کربلا کی لڑائی میں جن لوگوں نے حصہ لیا تھا وہ لوگ تحریر پڑھنے والے ہوئے ہیں، ان کا یہ کہنا کہ ایسا ہے جیسا آج کل کی لڑائی ہے، یہ بات غلط ہے، واقعہ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیانۃً حق پر تھے اور حکومت حق پر نہیں تھی، بلکہ ظالموں کی تھی، اور ظالموں کی امداد کے لئے تشریف لے گئے تھے، اگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم مارے گئے (۱) [حدیث پڑھ کر] میں ان کو اہل بیت کی ایسی شفاعت کا مدد

---

(۱) [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] وبریح نیریہ [illegible] عن عمر وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] وقد کثر ورود الکتب [illegible] العراق یدعونہ الیہ [illegible] ذلک حین بعثہ یزید معاویۃ ورکبا یزید [illegible] الحسین لی مکۃ فورد ابن سبعۃ یزید [illegible] لما تواترت الکتب الی الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ من جماعۃ اہل العراق وتکرر ورد رسلہم علیہ وتتابع وجاءہ کتاب مسلم بن عقیل بالقدوم عجل [illegible] فلما رأی ذلک ما وقع من قتل مسلم بن عقیل وہانی الحسین لا یعلم بشیء من ذلک، عزم قدومہ علی المصیر الیہم والقدوم علیہم، فانتقل عن مکۃ یرید الکوفۃ [illegible] وکان مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین خرج من مکۃ یرید الکوفۃ [illegible] الجزء الثانی [illegible] ۵۵۵، المکتبۃ الحقانیہ پشاور۔

فرمایا ہے (۱) کہ جس نے ان کو اپنے خیالات کی اصلاح لازم ہے، ان کو اس سے خارج نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا عنہ، مدرس دارالعلوم دیوبند۔

www.ahlehaq.org

= وكذا في تاريخ الطبري، ذكر الخبر عن مراسلة الكوفيين الحسين رضي الله تعالى عنه للمسير إلى مخالفيهم وأمره مسلم بن عقيل رضي الله تعالى عنه، ۵: ۳۵۳، منشورات مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت،

(۱) "عن أبي سعيد، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة". جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب، ۲: ۲۱۶، سعيد،

وسنن ماجه، فضل علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، ۱: ۵۳، دار الجيل،

وكذا في الإصابة، حرف الحاء، ۲: ۶۴، دار الكتب العلمية بيروت،

مایتعلق بالقادیانیۃ

(قادیانی فرقے کا بیان)

قادیانی کا دعوائے نبوت

سوال [۱۹۳۰]: میرے پاس جماعت احمدیہ کی پمفلٹ کتابیں ہیں۔ میں نے جب ان کو غور سے مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے ارکان خمسہ سے (۱) اسلام کی بنیاد میں احمد قادیانی کو قطعی طور پر ماننا ہے۔ (۲) اور مرزا صاحب کا مقصد اعلیٰ اسلام کی ترقی اور دنیا میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعلیٰ شان دکھانے کو بتلایا ہے۔ (۳) حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام (کے) ظہور و نزول کے بعد (کا) کام جہاد بالشریعت کا سوال تو یہی تھا جس نے اس جماعت کی تمام بنیادوں کو متحد کیا ہے۔ ان تینوں سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبی ہونے کا نہیں تھا۔ کیا کسی کا دعویٰ قطعاً مرزا کی نبوت کے بعد سے تو مقابل نہیں ہے۔ (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو نبی تھے ہوں گے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آنے تک ہوں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہیں اور ان علامتوں کو جو حدیث نے بتلائی ہیں ان میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان امتیوں میں سے بتلایا ہے جن کی اصلاح کے لئے امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ ان کے ذریعہ سے تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی سوائے اسلام کے۔ اور جزیہ موقوف ہو جائے گا۔ اور صلیب توڑ دی جائے گی۔ اور خنزیر قتل کر دیا جائے گا۔ اور ان کے زمانہ میں لڑائی موقوف ہو جائے گی۔ اور مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہ علامتیں ہیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی جاتی ہے۔ لیکن یہ علامتیں ان کے ذریعہ سے پوری نہیں ہوئیں۔ پھر ان سے وفات کیسے ثابت ہو سکتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تحریر کردہ اعتراضات اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حق و باطل کی تحقیق و تمییز کا شوق نہیں فرمایا۔ اس سلسلے میں

آپ نے کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ہے، ہم پانی فرما کر وہ کتابیں بھیج دیں جس میں آپ نے دیکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ امتی ہونے کا دعویٰ کیا، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت اس کا مقصود ہے، اگر کتابیں نہ بھیجی گئیں تو وہ مہر بند ان کتابوں سے صحیح اور غلط مضامین نقل کر کے بھیج دیں تاکہ پھر آپ کو بتایا جا سکے کہ قرآن احادیث کے خلاف کیا کیا مرزا غلام احمد نے لکھا ہے، اور قرآن کریم میں کہیں یہ بھی مذکور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال کشمیر میں ہوا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین بیویاں اور تین بیٹیاں تھیں (نعوذ باللہ) کیا قرآن کریم میں کہیں یہ بھی مذکور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے ساتھ نجاری کا کام کیا کرتے تھے اور بچپن میں کبوتر اڑایا کرتے تھے، علامہ الجوزی خرافات اور اباطیل کی کثرت سے ہیں کہ کوئی سلیم الفطرت صحیح العقیدہ اس کو تسلیم نہیں کر سکتا، بلکہ ان کے خلاف سمجھتا ہے، آپ نے یہ کیسے نکالا کہ قادیانی کی تردید میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ بھی آپ کے مطالعہ کے ضروری ہیں یا نہیں؟

نوٹ: آئندہ خط بھیجیں تو یہ خط بھی ساتھ ہی بھیجیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمود غفرلہ، مدرسہ دارالعلوم دیوبند، ۹ / ۱۲ / ۷۶ھ۔

www.ahlehaq.org

مایتعلق بالبریلویۃ

(بریلوی فرقے کا بیان)

رضاخانی مذہب

سوال[۹۹۳۲]: مذہب رضاخانی کون سا مذہب ہے؟ اور مذہب رضاخانی کا خدا کون ہے؟ اور اس کا خیال کیا ہے؟ اور ان لوگوں کا قرآن شریف کون سا ہے؟ مفصل فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کے لئے آپ "رضاخانی مذہب" اور "اعلیٰ حضرت کے دین" کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۹/۸۸ھ۔

بریلی اور دیوبند کے علماء میں امتیاز کی صورت

سوال[۹۹۳۳]: عمر یہ کہتا ہے کہ یہ علمائے بریلی اور علمائے دیوبند دونوں طرف کے علمائے دین ہیں اور دونوں فرقوں میں شامل ہے، ہر فرقہ یہ کہتا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہر طرف سے کتابیں تصنیف کی گئی ہیں اور ہر کتاب میں دونوں طرف سے کلام اللہ شریف پیش کیا گیا ہے، آیات واحادیث شریف کا ترجمہ وتفسیر معتبر کتابوں کے حوالے درج فرماتے ہیں اور جب تقریر کرتے ہیں جب بھی دونوں طرف سے کتابوں کے نام اور حدیث شریف سے بیان فرماتے ہیں، اب عوام کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سب تفصیل کے معلوم کرنے کے بعد آپ خود ہی غور کیجئے، جو جواب خود بخود سامنے آجائے گا وہ یہ کہ جب آپ علمائے دیوبند سے دریافت کررہے ہیں اور وہ اپنے طریق کو حق لکھتے ہیں تو وہ یہی جواب دیں گے

www.ahlehaq.org

کیا اہل بدعت کو مناظرہ کا چیلنج دینا چاہیے

سوال [۸۲۲] کیا اہل بدعت کو مناظرہ کا چیلنج دینا چاہیے

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان کا تو سرمایۂ زندگی ہی اکابر دیوبند کو گالیاں دے کر اپنا ایمان تباہ کرنا اور مخلوق کو گمراہ کرنا ہے، ابتداء مناظرہ کا چیلنج روپیہ فراہم کرنے کا ذریعہ ہے، پھر جلسہ اسٹیج اشتہار، مناظرین کے مصارف، کتابوں کی فراہمی وغیرہ وغیرہ فرض بہت بڑا بن جاتا ہے اور اچھے خاصے وقت کے لئے گزارہ کا، یا عیش وعشرت کا انتظام ہو جاتا ہے، اگر مناسب طریقہ پر مناظرہ کو ٹال دیا جائے، تو درحقیقت یہی ان کی بڑی شکست ہے، ورنہ مناظرہ کرنے سے پہلے ہی وہ اپنی فتح کے اشتہارات چھپوا لیتے ہیں اور مناظرہ کے بعد ہی مختلف مقامات پر ان کی خوب اشاعت کرتے ہیں، اخبارات میں بھی اشاعت ہوتی ہے، جو لوگ اصل حقیقت سے واقف نہیں ہوتے، وہ متاثر ہو جاتے ہیں، بقیہ رقم کا جو مصرف تجویز کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں، بلکہ بقیہ رقم ہر فریق کو واپس دی جائے، یعنی اخراجات اگر مشترک ہوتے تو بقیہ رقم نصف نصف ہر فریق کو مل جائے، مجوں کے متعلق کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ کیسے ہیں مثلاً: قادیانی، شیعہ، رضاخانی، عیسائی، ہندو کا ان کا فیصلہ بھی معتبر ہوگا؟ ایک ماہ بعد کی حد نہیں بیان کی گئی، اگر مجوں کی تعیین پر اتفاق نہ ہو سکا تو کیا ہوگا؟ مطلوبہ رقم کے متعلق کوئی تصریح نہیں کہ وہ کہاں جمع کی جائے گی؟ یعنی بینک میں، ڈاک خانہ میں یا تحصیل میں؟ فقط والسلام۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/ ۱۰/ ۱۴۰۱ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

متفرقات الفرق

بہتر فرقے

سوال [۹۴۳۴]: ترمذی شریف کی حدیث شریف ہے کہ فرق امت اسلام میں ۷۳ فرقے ہوں گے (۱)، بہ ظاہر بیان مطلع ہوا ہے کہ اب تک تمام اسلام میں کتنے فرقے ہو چکے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہتر فرقوں کی تفصیل بہت طویل ہے، غنیۃ الطالبین (۲) فرق الفرق (۳) اور الملل والنحل (۴) وغیرہ میں بھی ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ليأتين على أمتي ما أتى على بني إسرائيل حذو القذة بالقذة، حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية لكان في أمتي من يصنع ذلك، وإن بني إسرائيل تفرقت على إحدى وسبعين ملة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة، كلهم في النار إلا ملة واحدة، قالوا: ومن هي يا رسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي. (جامع الترمذي، كتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، ۱۳۰۲، سعيد)

(۲) غنية الطالبين، الفصل الثاني في العقائد والفرق الإسلامية، فصل في أصل ثلاث وسبعين فرقة، ۱/ ۵۵ - ۹۲، (سهيل)

(۳) الفرق الإسلامي في الفرق بين الفرق وتفصيل الناجية منها أبدا وبيان مذاهبها وأهم ما انفردت به من الآراء والأصول، الفصل الأول في عدد فرق الأمة وأسمائها، ص ۲۱ - ۴۲، (دار الآفاق الجديدة)

(۴) الملل والنحل، الباب الأول في ذكر الفرق الذين كفروا بتأويل، الفصل الأول في ذكر الخوارج، ۱/ ۱۱۴، (دار المعرفة)

باب الکفریات

(کفریات کا بیان)

کافر مجاہر و غیر مجاہر کی تعریف

سوال [۹۹۳۷]: کافر اصلی اور غیر اصلی مجاہر اور غیر مجاہر کسے کہتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

کافر کی تقسیم (اصلی اور غیر اصلی) اور دونوں کے درمیان فرق اور ہر ایک کی تعریف مجھے محفوظ نہیں، کافر مجاہر جو کھلا کافر ہو اور اپنے کو مسلمان نہ کہتا ہو۔ غیر مجاہر جو کہ اسلام کا مدعی ہو مگر اس میں کفر مخفی موجود ہو، جیسے منافقین کا حال تھا۔

﴿ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين﴾ (۱)

﴿يقولون بأفواههم ما ليس في قلوبهم﴾ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن کریم کو جلا دینا

سوال [۹۹۳۸]: ایک مسلمان شرابی، جوری، زنا کار ہے، اس کا نافہ عورت سے تعلق ہے جس سے وہ حرام کاری کرتا ہے، اس کی بیوی نے منع کرنے کے لئے قرآن شریف کا واسطہ دیا تو اس نے (معاذ اللہ) قرآن شریف جلا دیا، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس شخص کا حال نہایت خطرناک ہے، ایمان پر سلامت رہنا نہایت دشوار ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

---

(۱) (البقرہ: ۸)

(۲) (الفتح: ۱۱)

اضافہ ہوتا ہے قرآن پاک سے جو ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵ / ۲ / ۱۳۹۰ھ۔

www.ahlehaq.org

---

(۱) وفسد الصلوٰۃ بکل عمل لیس من اعمالھا ولا من جنسھا ولا من مصلحتھا ولا یعذر فیہ بجھل او نسیان او سبق لسان الا اذا کان قلیلا۔ (درمختار مع الشامی، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ، ص ۴۶۰، ج ۱، شبیر)

وکذا فی مجمع الانہر، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ، فصل فی القراءۃ، ص ۹۳، ج ۱، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ص ۳۰۵، ج ۱، رشیدیہ)

مایتعلق بألفاظ الکفر

(الفاظِ کفر کا بیان)

شریعت کے منکر کا حکم

سوال [۴۹۲۰]: ایک شخص کسی کام کے متعلق میں پہلے خود کہتا ہے کہ جو شریعت فیصلہ کرے گی، میں وہ لینے کے لئے تیار ہوں لیکن جب اس کی اس بات پر متنبہ کرنے کے لئے کہا گیا کہ قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر کہو، جو شرعی فیصلہ ہوگا میں ان دس کا لیکن اس نے ہاتھ رکھنے سے انکار کر دیا، کسی نے کہا کہ جب یہ قرآن پر ہاتھ نہیں رکھتا تو شریعت کا انکاری ہوتا ہے، اس نے جواب دیا کہ میں شریعت کو نہیں مانتا، اس کی اس بات پر تین گواہ بھی گواہی دینے پر تیار ہیں، ایسے شخص کے متعلق کیا کہا جائے، یہ شخص مسلمان باقی ہے اور نکاح باقی ہے یا نکاح ٹوٹ گیا؟ اس آدمی کی عمر تقریباً ۴۰ سال ہے، اس کی عورت کی عمر ۲۹ سال ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب وہ شریعت کا منکر ہونے کا واضح اقرار کر چکا تھا، تو پھر قرآن شریف پر ہاتھ رکھنے کے لئے اصرار کرنے کا کیا محل تھا، جن لوگوں نے اصرار کیا، بتلاء غلطی ان لوگوں کی ہے، پھر اس کے بعد یہ کہنا کہ جب وہ قرآن پر ہاتھ نہیں رکھتا تو شریعت کا انکار لازم آتا ہے، یہ کیا یاد آتی ہے، تو گویا ان لوگوں نے از خود ہی اس کو شریعت کا منکر قرار دے دیا اور اس کے پیچھے اس کی زبان سے کوئی لفظ نکلوانے کی کوشش کی اور اسلام سے خارج ہونا متصور کر لیا، بلکہ اس پر اصرار بھی کیا، پھر تو اس نے جواب میں اس نے وہ لفظ کہا جس پر سب لوگ طلب کیا جا رہا ہے، ان لوگوں کو اپنے متعلق کسی فتویٰ طلب کرنا چاہئے کہ کسی مسلمان کے مرتد اور خارج از اسلام ہونے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ایسے وقت مسلمان باقی رہے یا نہیں (۱) اور ان کا نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا، غرض ان لوگوں نے بھی سخت غلطی کی، اس کو

---

(۱) "عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انہ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: لا یرمی رجل =

بہت الفاظ کہے، اس سے مرتد ہوا، اس نے بھی سخت الفاظ اس کے لئے استعمال کئے، وہ بھی مرتد ہوا، ایک بہت سخت سے سخت الفاظ استعمال کرتا ہے، اپنی اپنی سطح پر ہر ایک اپنے اپنے مقام پر ہے، جس طرح جس قدر تجدید ایمان جس کو کرلیں (۲)، اور وہی کسی کو میسر آسکے، اسلام سے تو رجوع سے پہلے اتنا اہتمام

(۱) ردالمحتار، باب المرتد، مطلب فی احکام المرتدین، ۴/۲۲۹ ط زکریا۔

(۲) الدر المختار، باب المرتد، ۴/۲۲۹ ط زکریا۔

غصہ میں کلمۂ کفر کہنا

سوال [۱۹۲۰۱]: زید نے عمر سے ایک مقدمہ کے متعلق کچھ رقم قرض لی، زید نے عمر سے کہا کہ میں آپ کی رقم

---

(۱) عن علقمة بن وائل الحضرمي، وكان أبوه صاحبا لرسول الله صلى الله عليه وسلم، أن رجلا من حضرموت، ورجلا من كندة أتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال الحضرمي: يا رسول الله، إن هذا قد غلبنا على أرض كانت لأبي، فقال الكندي: هي أرضي وفي يدي، أزرعها ليس لهم فيها حق، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للحضرمي: ألك بينة؟ قال: لا، ولكن أحلفه والله ما يعلم أنها أرضي، أخذها أبي من أبيه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للكندي: ليس لك إلا ذلك، فانطلق ليحلف، فلما أدبر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أما لئن قال ذلك ليقتطعن أرضي، فيذهب بها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فمن اقتطع شبرا من الأرض ظلما، طوقه الله به يوم القيامة، وفي رواية: فمن اقتطع من الأرض شيئا ظلما، فإنه يأتي به يوم القيامة إلى سبع أرضين، فيطوقه به حتى يقضى بين الناس. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الوعيد الشديد لمن غصب شيئا من أرض، ۱/۱۷۴ ط قديمي)

وفي صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم: يا كافر، ۱/۵۴ ط قديمي:

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، يقول: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أيما امرئ قال لأخيه: يا كافر، فقد باء بها أحدهما، إن كان كما قال، وإلا رجعت عليه". وعن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، وفي الحديث: ۸/۵۵۲، ۲/۵۵۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) إذا قال لشخص كفرت، حكم العلماء في الحال بأنه لا يكفر إلا إذا قال له بعد تأمل أو سأله المفتي عن مراده، فأجاب بما يوجب الكفر، وإن لم يحكم بكفره في الحال. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ۲/۲۷۳ ط رشيديه)

وكذا في الفتاوى الكبرى: كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ۴/۴۷۹ ط رشيديه)

(۳) إذا كان في كون الكفر محل الاختلاف، فإنه يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب العاشر، ۲/۲۷۳ ط رشيديه)

وكذا في الدر المختار: كتاب الجهاد، باب المرتد، ۴/۲۲۶ ط سعيد)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية: كتاب الجهاد، الفصل الرابع عشر في أحكام المرتدين، ۵/۳۵۱ ط زكريا، الفتاوى الهندية: كتاب الجهاد، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ۲/۲۷۳ ط رشيديه)

www.ahlehaq.org

[illegible] ہے کہ ہم میں شرکت کرنے والوں سے تعلق رکھیں گے [illegible] ایسے لوگوں کو [illegible] ہے [illegible] ایسی کہتے ہیں [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] ہو [illegible] ان کو [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] اتنے والد [illegible]

[illegible] ۱۲ [illegible] ۱۹۸۸ء۔

[illegible] ۱۲ [illegible] ۱۹۸۸ء۔

شرعِ محمدی کو نہ ماننے والے کا حکم

سوال [۱۹۲۰]: [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] شرعِ محمدی کو نہیں مانتا ان کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] شرعِ محمدی کو [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ۲ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

کذا فی الکتاب (الفتاوی الہندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ۲/۲۷۰، ط: دار الفکر، بیروت)

وفیہ ایضاً: وکذا لو قال: ما ادری ما الایمان ہل ہو مصدق بالقلب أم لا (۲/۲۷۱)

وفیہ ایضاً: وکذا لو قال: لا ادری ما الکفر (۲/۲۷۱)

وفیہ ایضاً: وکذا لو قال: لا ادری ما الشرک (۲/۲۷۱)

"اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی ایک بات کہیں گے تو نہیں مانوں گا" کا حکم

سوال [۴۹۲۲]: خالد رمضان نے خالد سے کہا کہ اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی ایک بات کہیں گے تو نہیں مانوں گا، اب اپنے شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جملہ نہایت سخت ہے، اس کہنے والے شخص کا [illegible] ہے، اس کو چاہیے کہ [illegible] تجدید ایمان

= ویحتمل بالعلم والعصیان (۳/۲۷۰، ط: رشیدیہ)

وذکر فی الخلاصۃ: کتاب الفاظ تکون کفرا وکفر النوع الثانی فی الاستخفاف بالدین (۳/۳۹۲، ط: رشیدیہ)

وذکر فی المحیط البرہانی: کتاب السیر، الفصل الخامس عشر فی مسائل المرتدین، النوع الثانی فی الدین والعلم (۵/۵۰۰، ط: مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

(۱) وفی الفتاوی الکبرٰی الفقہیۃ لابن حجر الہیتمی: وجحود ما أمر اللہ بہ کأمر ایجاب کفر (الفتاوی الفقہیۃ الکبرٰی، کتاب الحکم والقضاء، فصل فی ردۃ الأمر المرتبۃ، ۴/۳۳۰، ط: میمنیہ)

وفی حاشیۃ الشرنبلالی علی الدرر: قال لہ رجل: لا تصلِّ، فقال: أخرج محمد بن سلمۃ عن ابن عباس: من جحد شیئاً من الفرائض کفر (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، الباب الثانی فی احکام المرتدین، ۲/۲۷۰، ط: مکتبہ زکریا دیوبند)

وفی حاشیۃ الشرنبلالی علی الدرر: قال لآخر: لا تصلِّ، فقال: لا أصلی، أو قال: لا أصوم، أو قال: لا أغتسل من الجنابۃ، أو قال: لا أتوضأ عمداً کفر (۲/۲۷۰، ط: مکتبہ زکریا دیوبند)

وفی الفتاوی الکبرٰی الفقہیۃ لابن حجر الہیتمی: وجحود ما أمر اللہ بہ کأمر ایجاب کفر (۴/۳۳۰، ط: میمنیہ)

وفی المحیط البرہانی: کتاب السیر، الفصل الخامس عشر فی مسائل المرتدین، النوع الثانی فی الدین والعلم (۵/۵۰۰، ط: مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

مکان کیا جائے (۱) توبہ کرکے خدا سے پختہ عہد کیا جائے کہ اس قسم کا کوئی لفظ بلکہ اونی سی حرکت خدائے پاک کے نبی کے خلاف ہرگز نہ ہونے پائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰/۱۱ھ محمد اعظم، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۱/۱۳۵۰ھ۔

"نحن عباد محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)" کا مطلب

سوال (۱۴۴۳): رضاخانیوں کا کلمہ کون سا ہے اور یہ عبارت کیا ہے:

"اللہ رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نحن عبد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" یہ کلمہ ہے یا درود شریف ہے؟ اس کو پڑھنے سے آدمی گنہگار ہوگا یا اس کو ثواب ملے گا اور اس کو پڑھنے والا مومن رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ عبارت حدیث شریف یا قول کسی کتاب میں نہیں دیکھی، جس کی یہ عبارت ہے ان سے ہی دریافت کرنا چاہیے کہ کیا ہے یا درود شریف؟ البتہ اس میں "نحن عباد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" جو کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بندے ہیں، جو شخص حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معبود مانے وہ اسلام سے خارج ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۹/۲۰ھ۔

---

(۱) "من كانت به الفتاتل ... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته" (الفتاوى الهندية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ۲/۲۸۳، رشيديه)

وكذا في الفتاوى بزازخانيه، كتاب أحكام المرتدين، فصل في بيان كلمة الكفر: ۵/۳۵۸، إدارة القرآن كراچی)

وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في بيان كلمة الكفر: ۵/۵۵۰، مكتبه غفاريه كوئته)

(۲) قال الله تعالى: ﴿واعلموا أن الله يحول بين المرء وقلبه﴾ (الأنفال: ۲۴)

داڑھی کو زیرناف کے بالوں سے تشبیہ دینا

سوال[۵۹۲۲]: زید نے کہا کہ داڑھی زیرناف کے بالوں کی طرح ہے، اس کا جواب دیا کہ ناف کے نیچے کے بال کہاں ہیں اور داڑھی کہاں ہے، داڑھی کی مثال زیرناف کے بالوں سے کیا دی جاسکتی ہے؟ اور ایسی بات کہنے والے کو کافر و مرتد کہہ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کہنے کا جواب بہت سخت ہے، داڑھی کو زیرناف کے بالوں سے تشبیہ دینا سخت گستاخانہ کلمہ ہے، جس طرح زیرناف کے بالوں کو کاٹا جاتا ہے اسی طرح داڑھی کو کاٹنا جائز ہوجاتا ہے، اس لئے

اس کو اپنے اس جواب پر نادم ہونا توبہ کرنا لازم ہے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۱۰/ ۱۴۰۱ھ۔

غیر عالم باپ کا عالم بیٹوں کو گالیاں دینا

سوال [۱۹۲۵]: زید جاہل ہے اور اس نے دو بیٹے عالم دین ہیں ایک دن زید نے اپنے عالم لڑکوں کو سب گالیاں دیں اور کہا کہ تم نے کفار کا طریقہ اختیار کیا ہے اور حدیث کا مطلب یہ سمجھے ہو کہ تم تو عالم ہو تمہارے عالم ہونے سے کیا ثابت ہے ایک برائی بتلاؤ کہ حدیث پڑھنے والا یا عالم دین ہو جانے والا اس برائی سے محفوظ ہو جاتا ہے تو کیا یہ عالم دین ہو جانے والے شیطان سے محفوظ ہو جاتے ہیں اس لئے تم سب سے زیادہ برے ہو اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعداد کی ہے کہ جو علم مفضی بالوع کفر ہو جائے میں جانتے کہ اگر میں بھی کوئی ایسی بات کہہ دوں جو مفضی بالوع کفر ہو تو وہ بھی کفر ہو جائے گا اور اس کے بعد یہ بھی کہا کہ تم سب سے پہلے جہنم میں جاؤ گے اور میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا، اس صورت میں زید کو تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ اور زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کا ایسا کہنا کہ تم علم دین پڑھ کر کفر کے لئے ہو یہ کفر ہے (۲) کوئی ذی علم تم کو کافر نہ سمجھے

---

(۱) ثم إن كانت نية المقاتل الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، وهو مأثوم فيما بينه وبين ربه فلا يخرج عن ذلك. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب احكام المرتدين، الفصل في احكام، كلمة الكفر، ۵/ ۵۵۰، إدارة القرآن كراچي)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر، (۲/ ۲۸۳، ۳، رشيديه)

وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، الفصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في الجزاء، كلمة الكفر، ۵/ ۵۵۰، مكتبه عثمانيه كوئته)

(۲) رجل رجع عن مجلس العلم فقال له رجل آخر: "از كجا مسلمان شدى" يكفر، وكذا لو قال لمن تعلم مجلس علم جاء كما، أو قال: "من يقدر على أن يقول أن الله تعالى فوق العرش" يكفر، لأنه شرع في نفي ما أثبته الله تعالى بقوله "أأمنتم من في السماء" (خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، النوع الثاني في استخفاف العلم والعلماء، ۴/ ۳۱۶، رشيديه)

وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ يكون بها الرجل مسلما أو كافرا، الفصل ۵

قبول کرنے علم دین حاصل کرنے اور علم وعمل میں لگ جانے کی وجہ سے عالم دین اور مستحق زکوٰۃ ہے۔ پھر جب کہ یہ مانع سے نکل کر اوصاف موجبہ سے متصف ہو جاتے ہیں (۱) تو ان کو زکوٰۃ دینے سے پہلے کئی سال کا انتظار کرنا کہ ان کے اوصاف میں کچھ تبدیلی ہوتی ہے یا نہیں، کوئی ضروری نہیں ہے، ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے وہ مستحق زکوٰۃ بھی ہو سکتا ہے، اس کو دینے میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور ادا کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کے معاف فرما دینے کی وجہ سے ادائیگی بھی ہو سکتا ہے، اگر ادائیگی نہ ہو تو بھی مستحق زکوٰۃ ہونے کی وجہ سے مستحق نہیں ہوگا، بلکہ دینے والے کے ذمہ ہی رہے گا، جیسے کوئی شخص ماں باپ کو فقیر سمجھ کر دیتا رہا تھا اور وہ مستحق زکوٰۃ نہیں ہوتے تھے، مگر وہ مستحق زکوٰۃ نہیں ہوتے تھے، تو یہ غیر مثل (۲) اپنے اوصاف کی وجہ سے مستحق زکوٰۃ ہو گئے، ان میں دیانت بھی ہے، امانت بھی ہے، اس میں افسوس نہیں تھا، دینا کافی تھا (۳)۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے حالات پر نظر رکھنے والا کوئی دیندار شخص خود ان کی اجازت سے ان کی طرف سے زکوٰۃ

---

۱ الطائی، الجوہرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ۱/۱۲۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی۔

وکذا فی الفتاویٰ التاتارخانیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الفصل الثامن عشر فی المصارف، ۳/۲۵۰، ۵۰۵، ادارۃ القرآن کراچی۔

۲ عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔ (الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، ۱/۲۰۱، قدیمی)

وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ، ۱/۴۳۲، قدیمی)

وفی روایۃ لمسلم: حتی رجع کیوم ولدتہ امہ۔ (أبواب الحج، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ، ۱/۱۹۱، سعید)

۳ عن ابن عباس یقتضی یوم القیامۃ العالم والشہید، فیقال للعالم: ماذا عملت فیما علمت؟ قال: کنت أقوم بہ آناء اللیل وآناء النہار، فیقال لہ: کذبت، وتقول لہ الملائکۃ: کذبت، ویقال للشہید: فیم قتلت؟ فیقول: أمرت بالجہاد فقاتلت حتی قتلت، فیقال لہ: کذبت، وتقول لہ الملائکۃ: کذبت، ویقال: بل أردت أن یقال: فلان جریء، فقد قیل ذلک۔ (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ استحق النار، ۲/۱۴۲، قدیمی)

وکذا فی السنن النسائی، کتاب الجہاد، باب من قاتل لیقال: فلان جریء، ۲/۵۱، قدیمی)

وکذا فی مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم الحدیث ۹۰۸۰، ۲/۳۲۱، دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کا مقصد علم دین کی توہین تھا، جیسا کہ دوسرے لوگ جو علم دین سے بھی علم رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث کو بھی نہیں جانتے، بلکہ ان کو برا جانتے ہیں کہ تم قرآن وحدیث کا مطالعہ کیوں کرتے ہو تم تو مولوی بنانے کے لئے پڑھتے ہو، جواب سب کا یہ ہے کہ تم کو تمہارے ان لوگوں نے یہ بتایا ہے کہ تم عام لوگوں کو قرآن وحدیث نہیں سمجھنے دو، ورنہ تم کو یہ نہ بتایا جاتا، بلکہ یہ بتایا جاتا کہ علماء دین خدمت کیلئے ہوتے ہیں جس طرح ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے اور ڈاکٹر کو ہر شخص جواب دیتا ہے کہ تم کو کیا ضرورت ہے کہ تم ڈاکٹری پڑھو، ہم تمہارے لئے ڈاکٹر موجود ہیں، اسی طرح علماء دین کو سمجھنا چاہیے کہ ہم تمہارے لئے ہیں، تم کو ضرورت نہیں، ہم تمہارے لئے کافی ہیں، اس لئے ہم تم کو قرآن وحدیث نہیں پڑھنے دیتے، اس کی اصل وجہ توہین علم دین ہے، اس لئے یہ کفر ہے۔

"وفی شرح العقائد: (وانکار ما علم ثبوتہ من الدین ضرورۃ کفر) ای انکار کل ما علم ثبوتہ من الدین ضرورۃ ای بالضرورۃ ... ای علم ثبوتہ من الدین بالضرورۃ ... ای بحیث یشترک فی معرفتہ الخواص والعوام ... ای من غیر احتیاج الی نظر واستدلال ... ای بان یکون ذلک الثبوت معلوما لکل احد ... ای من غیر اختصاص بعلم دون علم

خلاف شرع کلمات سے رجوع کرنا

سوال [۱۹۲۱]: زید نے اپنی بیوی سے لڑائی کی وجہ سے غصہ ہو کر یہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، میں نے تجھ کو طلاق دی، میں نے تجھ کو طلاق دی، اب زید اور اس کی بیوی کے درمیان کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ میں نے طلاق کا لفظ زبان سے نکالا ہے، دل سے نہیں نکالا ہے، اور بیوی کہتی ہے کہ میں نے طلاق کا لفظ زبان سے بھی نہیں نکالا ہے، بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ جس صورت میں زید کی بیوی نے زید کی زبان سے طلاق کا لفظ نہیں سنا ہے، اور زید کہتا ہے کہ میں نے زبان سے طلاق کا لفظ نکالا ہے، اس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور زید کا یہ کہنا کہ میں نے طلاق کا لفظ زبان سے نکالا ہے، اس کا اعتبار نہیں ہے، اور

[illegible] ہوتے کو ظلی نہ دیا جائے، جب ایسے ان کلمات کو خلاف شرع کہہ کر ان سے اپنی برأت کرتی ہے تو اس قدر بات تسلیم کرلی جائے، رہا یہ کہ دوسرا فریق اپنی بات پر مصر ہے، کہتا ہے کہ ایسے کلمات روا ہیں، تو یہ بات قابل تسلیم نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

پیر کو مولا اور ہادی کہنا

سوال [۵۹۲۷]: عربی میں اپنے پیر کی شان میں مندرجہ ذیل شعر کہنا درست ہے یا نہیں؟

یداہ ان کانت یمینی تلتا ۔۔۔ ھو مولی الثقلین والخلق کلا

ھو ھادی الانام بعد نبیہ ۔۔۔ ھادیا قدہ یقینا وشکا ۔ الخ

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس شعر میں کوئی قابل گرفت بات نہیں، اگر اس میں کوئی بات ہو تو وہ بیان کی جائے تاکہ اس پر غور کیا جاسکے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

''ہم بے شرع ہی رہیں گے'' اور ''ہم فتویٰ کو نہیں مانتے'' کہنے والے کا حکم

سوال [۵۹۲۸]: ایک دوکان میں دو پارٹی ہے، دونوں سنی حنفی المسلک ہیں، ایک پارٹی کا ایک شخص اپنی اکثریت دیکھ اور اقتدار دیکھ کر یہ کہہ گیا کہ ہم بے شرع ہی رہیں گے، ہم نے اور ایک نے اس بنیاد پر یہ کہہ دیا کہ ''ہم فتویٰ کو نہیں مانتے'' اور ایک شخص نے یہ کہہ کر کہ ''تم لوگ ہم سے کہاں چلے ہیں، ایک اور لعنت بھیجی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان مذکورہ تینوں اشخاص کے اس جملہ پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ شخص

- "ولا شهد بما سمعه بعده الا في النسب والموت والنكاح والدخول والولاية القاضي والمسئلة الخ" (البحر الرائق، كتاب الشهادات، ۷: ۱۰۰، رشيديه)

وكذا في الهداية، كتاب الشهادات، فصل ۳: ۱۵۹، شركت علميه ملتان)

[illegible] سے خارج ہو جائیں گے، پھر ان سے تجدید ایمان و نکاح کرنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیانات وغیرہ کفریہ پر مشتمل ہیں، ان پر عمل کرنے کے لئے جن لوگوں کو مجبور کیا گیا ہو، اگر ان کو ان بیانات کی حقیقت معلوم ہو اور ان پر راضی ہو جاتا تو ہم ان کی توبہ کا حکم نہ دیتے، اب یہ لوگ مرتد ہو گئے، ان کی عورتیں ان سے جدا ہو گئیں، ان کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا ضروری ہے، اور جن لوگوں کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ ان بیانات کو قبول نہیں کیا ہے، ان کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ وہ مجبور تھے، ان پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے، ان کی عورتیں ان سے جدا نہ ہوں گی، ان کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کی ضرورت نہیں، البتہ ان کو یہ سمجھا دیا جائے کہ وہ ایسے بیانات کو سن کر ان کی تردید کیوں نہ کر سکے، اور ان کو ایسے بیانات کے سننے سے توبہ کرنی چاہئے، اور ان سے مصافحہ وغیرہ کرنے میں احتیاط کرنی چاہئے، اور ان کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۳/ ۱۰ ۱۳۹۰ھ۔

---

(۱) قولہ قبل الرجوع بعید، حکم الشرع لا یتوقف علی اعتقاد المکلف کما مر، نعم یسقط عنہ حکم الشرع بکفر بعض المشائخ بالجہل عارضہ علیہ حصصہ فی الاشباہ قرب وقوفہ آخرہ فلیس بکفر، لانہ رد حکم الشرع وکذا یقال فیما لو قیل نفرد علی الأمر وقال لیس بمأمور أصلاً تکفر ... فکان فی کونہ کفرا اختلاف، قال فالحاصل ومن ثم تجدد النکاح وتبین الزوجۃ بالرجوع عن ذلک مطلقا فی الاحتیاط۔ (الفتاوی العالمکیریہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، مطلب: موجبات الکفر انواع، وہی ما یتعلق بالقلب والعقیدۃ ۲/ ۲۷۲، رشیدیہ)

وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین ۵/ ۲۰۱، رشیدیہ)

وکذا فی الشامی، ان ارتد بکلمۃ ... کتاب احکام المرتدین، فصل فی احکام جزاء، کلمۃ الکفر الخ ۵/ ۲۵۹، ادارۃ القرآن کراچی)

(۲) ما کان فی کونہ کفرا اختلاف ... فمن قالہ یوم بتجدید النکاح وتبین الزوجۃ والرجوع عن ذلک مطلقا فی الاحتیاط۔ (الفتاوی العالمکیریہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین ۲/ ۲۷۰، رشیدیہ)

وکذا فی الشامی الردہ علی ہامش الفتاوی العالمکیریہ، کتاب الفاظ تکون سلاما وکفرا، فصل التاسع فی الاستحداث ۶/ ۳۵۸، رشیدیہ)

(۳) راجع رقم الحاشیہ

مایتعلق بتکفیر المسلم

(تکفیر مسلم کا بیان)

علمائے دیوبند پر کفر کا فتویٰ لگانے والے کا حکم

سوال [۹۹۴۹]: ایک شخص کا کہنا ہے کہ مولوی عشمت علی حنفی مذہب کے بہت بڑے عالم و مفتی ہیں۔ اور اگر کسی شخص کا اعتقاد ایسا ہو (ایک دیوبندی عقیدہ والے آدمی کی طرف اشارہ کرکے) وہ کافر ہے اور جتنے بھی ایسے عقیدے والے ہیں وہ سب کافر ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی سب دیوبندی عقیدے والے کافر ہیں (نعوذ باللہ) اور یہ عشمت علی کون ہے؟ اس سے فتنہ اور فساد کا اندیشہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

دیوبند میں ایک مدرسہ دارالعلوم ہے۔ جو اکابر اولیاء اللہ عارف باللہ و اہل علم نے قائم فرمایا ہے، اس میں قرآن پاک، حدیث شریف، تفسیر، فقہ وغیرہ دینی علوم کی تعلیم ہوتی ہے، جس کو ایک سو سال سے زائد مدت گزر چکی ہے۔ یہاں سے پڑھ کر بے شمار علماء دنیا بھر میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، یہاں اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ، ائمہ مجتہدین کے مذاہب پڑھائے جاتے ہیں اور یہ سب خود حنفی ہیں اور حضرات صوفیاء اولیائے کرام چشتی، نقشبندی، قادری، سہروردی کے طرز پر سلوک طے کرکے نسبت حاصل کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور اپنی پوری زندگی کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اتباع سنت میں گزارنا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات و تعلیمات کو عام کرنا اس مدرسہ کا اصل مقصد ہے۔ ان کے عقائد بالکل وہی ہیں، جو قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت ہیں، جس پر قائم رہنے کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ وہی لوگ نجات پائیں گے جو اس

طریق پر ہیں کہ(۱)۔

جیسے کوئی شخص کہتا ہے کہ (وغیرہ) اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہئے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہتا ہے اس کا (وغیرہ) قرار دیتا ہے کہ کوئی اس کو کافر کہنے والے پر ثابت کرتا ہے(۲) اس تفصیل سے مشرح کے بعد اب آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ مذکورہ بالا عقائد ان کے تمام عقیدہ کفریہ ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے، ان عقائد کے قائل ہیں وہ ان کو کافر کہنے والے کون ہوتا ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۱۰/ ۸۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/ ۱۰/ ۸۰ھ۔

ازواج مطہرات کو انبیائے کرام کی قبروں میں پیش کرنے اور ان سے شب باشی کرنے کا عقیدہ رکھنا

سوال [۵۵۵۰] مولانا احمد رضا خان صاحب نے اپنی کتاب "المحافظۃ" صفحہ ۳۰۰ پر یہ عبارت لکھی ہے:

"ان معجزات انبیاء علیہم السلام کے تواتر سے ثابت ہے کہ ان کی ازواج مطہرات کو ان کی قبروں میں

---

(۱) "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ... من قال لأخيه المسلم يا كافر فقد باء بها أحدهما إن كان كما قال وإلا رجعت عليه" (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ص ۹۰۳، قديمي)

(۲) "عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه ... سمعت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول لا يرمي رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك" (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ۲/ ۹۰۳، قديمي)

(صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم "يا كافر"، ۱/ ۵۰، قديمي)

"سمعت عمر رضي الله تعالى عنه يقول قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ... أيما رجل قال لأخيه "يا كافر" فقد باء بها أحدهما" (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، رقم الحديث ۵۸۷۹، ۲/ ۵۲۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

شب باشی فرماتے ہیں"۔

کیا یہ عبارت مصنف علیہ الرحمہ کی شان میں گستاخی ہے؟ ایسا لکھنے والے اور ایسا کہنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

کیا یہ عبارت علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح "مواہب لدنیہ" (جس چھٹی جلد ص:۱۹۹ پر لکھی ہے"

کیا علماء دیوبند نے مولانا احمد رضا خاں کو بھی کتاب وسنت اور اقوال فقہاء پر دیوبندی ہونے کا فتویٰ دیا ہے؟ یہ رضا خانی کون سا فرقہ ہے؟ "یہ حقیقت ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے مذہب حنفی میں رضا خانی فرقہ کی بنیاد ڈالی ہے" انتہا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بریلی کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کے ملفوظ میں یہ بات اس طرح موجود ہے، زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ "مواہب لدنیہ" میں لفظ "عبث" ہے، خاں صاحب نے لفظ شب باشی لکھا ہے، جس کا مطلب عرف عام میں شوہر بیوی کے تعلقات خصوصی کا انجام دینا ہوتا ہے، اس عبارت سے جن پر اعتراض ہے، خاں صاحب نے وصیت کی ہے "میرے دین ومذہب پر عمل کرنے کو، جو کہ میری کتابوں میں موجود ہے، ایک فرض سے اہم فرض سمجھیں اور تارک شریعت کو حتی الامکان لازم سمجھتے ہیں، خوارج سے معلوم ہوتا ہے کہ شرابیت یہ کہتے ہے اور احمد رضا خاں صاحب کا دین ومذہب ایک مستقل چیز ہے، جو کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اکابر ولیٰ اللہ کی تکفیر کرتے ہیں، جو تکفیر نہ کرے اس کو بھی کافر کہتے ہیں اور آگے اس کی اولاد کو نسبت النسب تسلیم نہیں کرتے، جس کی وجہ سے بے شمار علماء، اتقیاء اور ان کے متبعین خان صاحب کے طریق اسلام سے خارج ہیں۔

۱ دنیا بالتبع حدیث شریف میں موجود ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کافر کہے اور وہ (بیس شرعیہ) کی روشنی میں کافر نہ ہو تو یہ کلمہ کفر اس کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے(۱)۔ آن کے لوٹنے سے اولیاء اللہ تارک وتعالیٰ

---

(۱) "عن ابي ذر رضي الله تعالىٰ عنه، انه سمع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: لا يرمي رجل رجلا بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك" صحيح البخاري كتاب الادب، باب ما ينهى عن السباب واللعن، ۲: ۸۹۳، قديمي.

عوام مسلمان شامل وغیر شامل ہیں کافر ہوتے۔ خورخاں صاحب کا ایمان سلامت رہتا ہے یا غلط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۲/۱۳۹۱ھ۔

کیا عبدالوہاب نجدی پر فتویٰ کفر ہے؟

سوال [۹۹۵۱]: عبدالوہاب نجدی کے عقائد جن کو حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الشہاب الثاقب" میں بیان فرمایا ہے، ان عقائد کی وجہ سے کافر کہا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان عقائد کی وجہ سے کافر نہیں کہا جائے گا کسی چیز کا غلط ہونا اور ہے اور اس کا کفر ہونا اور ہے، ہر غلط چیز کفر نہیں ہوتی ہے، اکثر ایسی شخص کو کافر کہنے اور شرعی دلائل کی وجہ سے وہ کافر نہ ہو تو یہ کلمہ خود کہنے والے پر لوٹتا ہے، اس لئے کسی کو کافر کہنا معمولی بات نہیں ہے۔

"عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه، أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (البخاري، ص: ۹۰۱، ۹۷۳)

کیا کسی مومن کو کافر کہنا اس وعید کا مستحق کردیتے کے لئے کافی ہے۔

= (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم "يا كافر": ۱/۵۰، قديمي)

"سمعت ابن عمر رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من قال لأخيه "يا كافر" فقد باء بها أحدهما". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، رقم الحديث ۵۸۵۸، ۲/۳۵۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن، ۲/۹۰۳، قديمي)

(و صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم "يا كافر": ۱/۵۰، قديمي)

(وكذا في مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه، رقم الحديث ۲۱۰۲۰، ۳۵/۲۰۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

www.ahlehaq.org

"من قذف مؤمنا بالكفر فهو كقتله". رواه البخاري، باب ماينهى عن السباب، ص: ۸۹۳(۱)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ماينهى عن السباب واللعن ۲: ۸۹۳، قديمي؛
(وجامع الترمذي، أبواب الإيمان، باب ماجاء فيمن رمى أخاه بكفر ۲: ۹۲، سعيد)
(وذكر في مسند الإمام احمد بن حنبل بلفظ "من رمى مؤمنا بكفر، فهو كقتله" حديث ثابت بن ضحاك الانصاري رضي الله تعالى عنه، رقم الحديث: ۱۵۹۵۰: ۲۵/۲۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

مایتعلق بالاستخفاف باللہ تعالیٰ و شعائرہ

(اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور شعائر کی توہین)

نبوت اور وحی کا مذاق بنانا

سوال [۴۲۵۲]: ایک شخص نے جب دوسرے شخص کو نماز کے لئے بلایا اور سمجھایا تو اس نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تو وحی آتی تھی، اگر میرے پاس بھی آنے لگے، تو چھ ماہ کے بعد تبلیغ کے لئے چلا جاؤں، پھر بعد کو اللہ سے معذرت بھی چاہ لے، بتایئے اس شخص پر کیا لازم ہے؟

۲ - پھر تیسرے شخص نے کہا کہ جس پر وحی آتی ہے، تو اسلام کا دشمن ہے، اس شخص پر کیا لازم ہے؟ کیا کفر کا فتویٰ اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے؟ شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وحی و نبوت کا مذاق بنانا اور ایسے کلمات کہنا بہت غلط طریقہ ہے (۱) ایسی باتوں سے تائب ہو کر توبہ کریں، آئندہ کبھی بھی ایسا مذاق نہ کریں، تجدید کی تکمیل کے لئے احتیاطاً کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان بھی کریں اور بہتر یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے اپنے کفر کا دوبارہ تدارک بھی کرلیں (۲) تاکہ آئندہ پھر کبھی ایسی

---

(۱) "وإذا قال لمسلم يقرأ القرآن ولا يتدبر كلمة "الفك الرقبة بالساق" أو ما أفقدها رجاءه وقال: "وكانت دهاقا". أو قال: "وكانت سرابا" بطريق المزاح فهذا كله كفر". (الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن، ۵: ۳۳۴، قديمي)

"ولو قال: لو كان فلان نبيا لم أؤمن به كفر، كذا في المحيط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام، ۲: ۲۶۳، رشيديه)

"إذا شاب البر حيل النبي عليه السلام في شيء كان كافرا". (الفتاوى قاضي خان، كتاب السير، باب مايكون كفرا من المسلم ومالا يكون: ۳: ۴۵۵، رشيديه)

(۲) "لو إن كانت فية العامل الوجه الذي يوجب التكفير، كما شهد فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة =

www.ahlehaq.org

ثابت نہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملا و پیر محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۲/ ۱۳۸۰ھ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظ "ملا" کا استعمال

سوال [۵۴۵۳]: ۱۲/ فروری ۱۹۸۰ء کو جمعہ کی نماز ہو رہی تھی ایک صاحب مسجد میں تشریف لائے اور سنت پڑھنے کے بعد وہ ان تقریر کرنے لگے اور دوران تقریر میں یہ کہا "ملا کی دوڑ مسجد تک" (یعنی ملا ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملانے کی نماز پڑھ کر چلے جاؤ) ہمیں بھی نماز پڑھنی چاہئے"۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ "یا رسول اللہ" کا لفظ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر ان معنوں پر جو حضرات تحریر ایمان لانا ہے کہ نہیں؟ قرآن حدیث کی روشنی میں مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) (۱۵۴) ثابت یا انگلیس لفظ ہے، جو عام طور پر تعریف کے لئے یہ لفظ جمع کیا جاتا ہے(۱)۔ چنانچہ القاب، لغت، بخاری وغیرہ کے اچھے معنی کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے، اور کتابوں میں بھی وارد ہے، جیسے: علی قاری وغیرہ، اور کلام ہے، لغت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالموں سے بڑے عالم رہتا

---

۳ والمرجوع علی ذلک، وتحصیلہ للنکاح لہ وتمن عرائہ: (الفتاوی الخانیۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر انواع، ۲/ ۱۳۲، رشیدیہ)

وکذا فی الفتاوی الہندیۃ، کتاب السیر، الباب الرابع فیما یتعلق بالمرتدین، الفصل فی احوال کلمۃ الکفر، ۲/ ۲۵۹، ۲۶۰، زکریا، قدیم کراچی)

وکذا فی المحیط البرہانی، کتاب السیر، الفصل فی مسائل المرتدین، النوع الاول فی احوال کلمۃ الکفر، ۵/ ۵۵۰، مکتبہ عمادیہ کوئٹہ)

(۱) و لیسہ فی السوئی "تولوئی" وسہ استعمال الفعل "السوئی" فعلی الکسر، ولکنہ یطلق بہ "ملا" وہو صحیح۔ (شرح العزوی، ۲۰۰، ۳۱۵، دار الفکر)

(۲) لیکن "ملا" کی تحقیر (جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے) کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ (فتح الغفار، ص ۳۲۴، فیروز سنز لاہور)

متقدمین سے ہے۔ متقدمین میں (۱) اگر اس مقدمہ کے تحت یہ لفظ آیا ہے تو اس کی وجہ سے تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم نہیں دیا جائے گا اور آئندہ اس امر تصدیق کا کہنے والے سے دریافت کرنے کا حکم معمول بہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۵/ ۱۳۵۰ھ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم مبارک حضرت پیران پیر کے کندھے پر

سوال [۱۹۵۲]: اکبر نگر حافظ مولوی ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کندھے پر ہونا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کتنا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم ان کندھے پر تھا جس نے یہ کہا کہ میرا قدم اس حدیث کا ناسخ ہوں صرف اس معاملہ میں فرق کیا ہے کہ میرا قدم بعد الاعلان ہے اور حضور کا قدم قبل الاعلان ہے، بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

قدم مبارک کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کندھے پر ہونا سب اصل ہے ثابت ہے، البتہ یہ ثابت ہے کہ یہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور نہ یہ امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات سے صدیوں بعد ہوئی (۲)، وہ معراج کے وقت کیا تھا ایسی خرافات کی شریعت میں کوئی اصل اور اہل عقل کی شان نہیں۔

---

(۱) قال علیہ السلام: "أنا مدینة العلم وعلي بابها" (فیض القدیر، رقم الحدیث: ۲۸۰۵، ۵/ ۲۳۰، بیروت)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا أمرهم أمرهم من الأعمال بما يطيقون قالوا: إنا لسنا كأحد منك يا رسول الله، فيغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، فيقول: إني أرجو أن أكونكم وأعلمكم بالله تعالى" (صحیح البخاري، کتاب الإیمان، باب قول النبي)

"إن سبب ما يضعه محمد صلى الله تعالى عليه وسلم على العين والقصد فيه حسبما" (المقاصد الحسنة، کتاب العقائد والكلام، حرف الألف مع الميم، ص: ۳۲۶، رقم الحدیث: ۳۱۲، مکتبة دار العلوم کراچی)

(۲) "الشيخ عبد القادر الجيلي، ابن أبي صالح ابن محمد الجيلي، ولد سنة سبعين وأربع مائة، ودخل بغداد فسمع الحديث ..... الخ" (البدایة والنهایة ۲۹۰/۱۲، مکتبہ حقانیہ پشاور)

اس سے توبہ کی جائے (۱)، جو شخص ایسی بات کو تسلیم نہیں کرتا تصحیح کرتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: العبد محمد اعزاز علی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قرآن پاک قصداً زمین پر پھینکنے کا حکم

سوال [۱۱۵۵]: ایک عورت بے وقوف بے عقل ہے، اس نے قصداً قرآن شریف کو اٹھا کر ہاتھوں میں لے کر زمین پر گرادیا ہے، اس کا مسئلہ کیا ہے؟ اور اس عورت کو گھر میں رکھنے کا کیا مسئلہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس عورت نے قصداً قرآن کریم کی یہ بے ادبی کی ہے، اس کو کلمہ شریف پڑھ کر توبہ کرائی جائے اور اس کا نکاح بھی دوبارہ کرادیا جائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۱/۸۱ھ۔

---

(۱) "وعن علي بن الحسين رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه". رواه مالك وأحمد. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الثاني، ۲/۴۱۳، قديمي)

وعن ابن ماجة، أبواب الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ۲/۲۸۶، قديمي)

"(تركه مالا يعنيه) أي مالا يهمه ولا يليق به قولاً وفعلاً ونظراً وفكراً، فحسن الإسلام عبارة عن كماله وحقيقة مالا يعنيه مالا يحتاج إليه في ضرورة دينه ودنياه، ولا ينفعه في مرضاة مولاه بأن يكون عيشه مدة نفسه ممكنا وهو في استعماله بغيره ممكنا، وذلك يشمل الأفعال الزائدة والأقوال الفاضلة". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الثاني، رقم الحديث ۴۸۳۰: ۸/۵۸۵، رشيديه)

(۲) "ومن رمى رحله على المصحف خالقاً استخفافاً كفر" (شرح الفقه الأكبر، فصل: في القراءة والصلاة، ص: ۱۴۲، قديمي)

"بكفر بوضع الرجل على المصحف مستخفاً". (ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/۷۴۱، سعيد)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن، ۵/۴۹۰، إدارة القرآن كراچي)

نماز پڑھنے سے انکار کرنے والے شخص کا حکم

سوال[۱۹۵۰]: تارک صلوۃ کے حق میں اور حق میں اس شخص کے جس کو نماز پڑھنے کے لئے بارہا کہا جائے اور وہ شخص نماز پڑھنے سے صاف انکار کردے یا کسی سے اعراض ظاہر کرے، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امداد الفتاویٰ جلد اول میں ص: ۵۳۴ (۱) پر جو دارالاشرف اعلوم کراچی نمبر ۱ میں چھپا ہے، تارک صلوۃ عمداً کے حکم میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد یوں تحریر فرمایا ہے:

"اور اگر نرمی سے منکر یا اعراض ظاہر کریں یا تحقیر واستہزاء سے پیش آیا تو کافر ہوجائے گا، کیونکہ اہانت علامت شرعی ہے کفر کی"

ان پر مختلف علماء کرام کے متعدد فتوے موجود ہیں، اور یافت طلب بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں اس تحریر کے لحاظ سے کتنوں ہی اردو کا فر ہوجائیں گے، آپ اس مسئلہ میں حدیث وقرآن اور فقہ کی روشنی میں وضاحت کیجئے، کیا یہ شخص ایسی ہی زندہ لاش کا مستحق ہے یا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص قصداً پانچ وقت نماز فرض کو ترک کرتا ہے اور قضا کرنے کی بھی نیت نہیں رکھتا اور اپنی اس بات پر خدا کے عتاب کا بھی خوف نہیں کرتا، اس کے متعلق فقہاء کرام نے لکھا ہے

"(یکفر) بترک الصلاۃ متعمداً عبداً وأمۃ وإن بعذر خلافاً لمن

تعقب" (بحر: ۵/۱۲۲)(۲).

---

(۱) (امداد الفتاوی، کتاب الصلاۃ، مسائل متفرقہ متعلقہ بکتاب الصلاۃ حکم تارک صلاۃ عمداً، ۱/۵۳۴، ۵۳۳، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الحدث والطہارۃ، ۵/۱۲۲، رشیدیہ)

وکذا في مجمع الأنہر، کتاب السیر والجہاد، نواقض الکفر أنواع، الثالث في القرآن والأذکار والصلاۃ ۲/۵۰۸، ملک غفاریہ کوئٹہ)

(۳) وکذا في الفتاوی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یتعلق بالصلاۃ والزکاۃ والصوم، ۵/۳۳۵، قدیمی)

جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرے، اس کے متعلق یہ تفصیل ہے:

"وقول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه، أحدها: لا أصلي لأني صليت، والثاني: لا أصلي بأمرك فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لا أصلي فسقا ومجانة، فهذه الثلاثة ليست بكفر، والرابع: لا أصلي؛ إذ ليس واجب علي الصلاة وأنه لم يؤمر بها"(۱).

فقہاء کے تحریر کردہ احکام کو حالات پر منطبق کیجئے، پھر جو اشکال ہو، اُسے دریافت کرلیا جائے، جو شخص خود ہی کفر کی راہ اختیار کرلے، اس کے متعلق جو حکم ہوگا، وہ خود ہی اس پر جاری ہوگا۔ اگر وہ اس حکم کو برداشت نہیں کرسکتا، تو دوسری راہ اختیار کرے، یعنی جو شخص جہنم کی راہ پر جارہا ہے، وہ اگر جہنم نہیں جانتا ہے تو اس راہ پر نہ چلے، اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص ریل کی لائن پر چل رہا ہے، کسی نے اس کو منع بھی کیا، اس پر مست چلو، ریل آئی تو کچلے جاؤ گے، اس نے استہزاء و مذاق کر کے اس کی بات نہیں مانی، پھر ریل آ بھی گئی اور وہ لائن سے نہیں ہٹتا تو اس کا انجام معلوم ہے، جس نے لائن پر چلنے سے منع کیا تھا اور کچل جانے سے ڈرایا تھا، اس پر کیا الزام ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۹/۸۷ھ۔

"مجھے تو نماز پڑھتی ہی نہیں" کہنے والے کا حکم

سوال[۱۹۵۷]: زید سے نماز پڑھنے کے لئے کہا، اس نے جواب دیا: "مجھے تو نماز پڑھتی ہی نہیں اور نہ اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے"، تو اس قول سے اس کے ایمان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی جاوے یا نہیں؟

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها مايتعلق بالقرآن الخ: ۲۹۸/۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلاة: ۳۴۰/۶، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى الخانية وعانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلاة والزكاة والصوم ۳۳۵/۵، ۳۳۶، قديمي)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ قول تو نہایت خطرناک ہے ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ نہ سمجھے نماز پڑھنی نہیں آتی اس لئے اس کی تکفیر سے احتیاط کی جائے (۱)۔ جب کہ اس کا ثبوت مسلمانوں میں تھا تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۱۰/ ۱۳۹۰ھ

کسی مسئلہ پر اہل علم کی توہین کرنا

سوال[۱۴۵۸]: ایک مسئلہ کے بارے میں تقریباً دو سو علماء کے آپس میں ایک دن بیشتر ان کے علماء اور مفتی کے سامنے فیصلہ کر لیا تھا وہ فیصلہ شرعی اعتبار سے کیا گیا تھا۔ پھر کچھ دن کے بعد کچھ علماء نے دوبارہ فیصلہ کرنے کا پروگرام بنایا، پہلے علماء کے سامنے بے عزتی کرنے کے ارادے سے ایک

---

(۱) "وقول الرجل: لا أصلي بحساب رمضان واحد، أحدها: لا أصلي لأني صبي، والثاني لا أصلي بأمر كذا فقد أمر بها من هو خير منك، والثالث لا أصلي خسف ومحاق، فهذه الثلاثة ليست بكفر، والرابع لا أصلي لأن الله لم يوجب علي الصلاة ونحو هو يكفر" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، مرجبات الكفر أنواع منها ما يتعلق بالقرآن، ج: ۲/ ۲۶۸، رشيديه)

وكذا في الفتاوى التاترخانية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلاة، ۹/ ۳۳۰، رشيديه)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، الفصل فيما يتعلق بالصلاة والزكاة والصوم، ۵/ ۴۳، قديمي)

(۲) "السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الجنائز، باب الصلاة على من قتل نفسه غير مستحل لقتله، رقم الحديث: ۶۸۳۲، ۴/ ۵۰، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في سنن الدارقطني، كتاب الحدود، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه، رقم الحديث: ۴۵۰۱، ۳/ ۱۲۲، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ۲/ ۲۴۱، سعيد)

فیصلہ کردہ مسئلہ کو پھر دوبارہ اٹھانا اور بے وجہ اس کی بابت شبہات پیدا کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر یہ فیصلہ شریعت کے مطابق تھا تو ان کے توڑنے کا کسی کو حق نہیں، خاص کر ان لوگوں کی تو ہین کی تو ہین ہے جس کی اجازت نہیں، خاص کر اہل علم کی تو ہین بہت بڑا جرم ہے(۱)، اللہ تعالیٰ سے شریعت کے بچانے کی دعا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۱ھ۔

ڈرامہ کے ذریعہ علماء کی توہین کرنے والوں کا حکم

سوال [۱۰۴۵۹]: ہمارے ملک میں بعض لوگوں نے ڈرامہ کو اپنا تماشہ بین کی حیثیت سے مشغول ہونے کے بعد ایک ڈرامہ میں سب سے پہلے یہ دکھایا کہ ایک نواب نے ڈرامہ سے ایک بچہ کو پکڑ لیا اور ایک بڑی دیگ میں ایک بچہ کا سالن پکنے کا منظر پیش کیا، اور بچہ کا جسم کی ادائیگی کے ساتھ ہونے والے مراحل کو دکھایا، پھر نواب نے کہا کہ جب کوئی بچہ کھانے کو مانگے تو اب کو پکڑ لے جائے، پھر دوسرے دن ایک بچہ نواب کے پاس آیا، نواب نے کہا کہ تم کو کیا چاہئے؟ بچہ نے کہا کہ مجھے کھانا چاہئے، نواب نے کہا کہ تم کو کیا کھان

استاد کے ضمایان شان نازک سے قدم سے نکل کر ہوا شاگرد کو لیکن کرتے ہوئے چلا گیا تھوڑی دیر بعد تو مرحبی آپ جب عالم کے سامنے ہی چھوڑ کر چلا گیا اور عالم نے اخیر دفعہ بعد جب اپنے آپ کو تنہا پایا تو اس کتے کے جھوٹے جب کو کھانا شروع کیا اور جو چاہا جب میں نکالنے لگا اتنے میں لڑکا واپس عالم صاحب کی جیب دیکھ کر پوچھا کہ جیب میں کیا کھایا کتا ہے دن سے بھوکا ہوا تھا اب ہے اس پر ذرا ہنسا۔

مخلوق ذرا سی غم محنت سے بند علماء ہوئی اپنے ساتھ چند لڑکے لیکر اس نہری کوٹھی کے رہنے کے لئے گئے وہ لوگ جس اس وقت وہ کچھ جب کے ذرا ہوا تھا علماء اور لڑکے حضرات نے وہیں کا واسطہ کر رہنے کی درخواست کی کہ ہمیں بھی بچہ دی اس پر ایک عالم نے تو وہاں پر مجمع میں اجتماع پیدا ہو گیا اسی مشورہ میں پکا رائے تھوں اور ہر ایک نے یا ان بچوں کی امداد جاری کرنے والے اور ان لوگوں نے ذرا سے کے لئے سامان دیا تھا۔ یہ سمجھ کر کہ اپنے علماء کی بدولت سامان ملے گا۔ ان میں سے ایک عالم نے پاس شدہ سامان جانب کا دیکھ کر ان سے کہا کہ عالم صاحب نے اس معاملہ کو بچوں کے فیصلہ پر محمول کر دیا کہ کر محنت کی بچوں نے فیصلہ کر دیا دیکھتا ان دینے میں اتنا ہو گا اس عالم نے جواب دیا کہ ہم کو ان سامان کی قیمت وصول کرنے ہیں ہے۔

اس کے بعد بچوں نے کافی محنت کی اور کئی سال میں ان کا کوٹھی لگا کر محنت میں لگ گئے ان عالم کو ہدیہ کرنے کی ہر محسن و خشش کی ان کے خدمت میں آتے رہے ان کی محبت ہی اس کے مکان کا ہی سامان کرایا ان بچے بچوں نے جب عالم صاحب سے تامین کا کیا معمول مطالبہ کیا، تو عالم نے کہا کہ صرف تم سے ہدیہ لیں کرتے ہو ہے ساتھ تو اور نہ لوں گا تم سے محبت دل کے بعد دیکھنے والے اور امداد جاری کرنے والوں میں اخلاص کے لوگ رہتے بچوں کو ان سے بہت علماء اور ارادہ بھی ہے تو ان کا ہدیہ کیا تو فرمت ہے بیزاری ہو تمہارا کیا اور کچھ تو دل نے ان کے بعد بھی ان علماء کا ہوں کی حمایت و پشت پناہی میں بوئی سر انجام نہیں رکھی۔

محنت سے عام حضرات کو جب تو ہیں عام اور ارادہ بھی ہے تو ان کا قابل اعلیٰ ہوا اور ہدیہ لیتے ہو ہے ساتھ رکھتے ہوئے تقریباً تمام عالم پر مشتمل ایک ہدیہ تک اسٹیشن پر تو کرنے بھیجی۔ طے ہوا کہ ان زمرہ دار ارادہ اقامت سے جب خلوص ہو جائے اور ہدیہ سے اس بات کا بھی حسن ظن ہو کہ جامعہ کا رازق ہے ہو گا تب ہی کہ کوٹھی آباد۔ اس لئے ان قسم انجمن بنانے والے حضرات کو پوری ہدیہ عدم کی طرف سے پیغام دیدیا ہے

کہ جو آپ نے قسم کھائی ہے اپنی بیویوں سے بخشہ دو جائیں۔

جب پرانے علم بعد نے بعد پڑھ کر سنایا گیا، یہ حکم ہوا کہ عدالت تحریر دیوانی ان میں ۳۲ شش ہزارات محمد نے مدرسہ اصلاح المسلمین کے اہتمام کے پاس تاریخی کی دی ہوئی تعالیٰ کی رقم پہنچا کر لائے کہ ہمارے کافر ہوتی چکے اس لئے ہماری دی ہوئی حلال کی رقم واپس کر دی جائے، ان میں سے بعض آدمی یہ پوچھنے لگے کہ ہم لوگ کافر ہو چکے ہیں اس کے بعد بھی ہم لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں؟

تاکیے "یہ ان باتوں سے نہایا نظر منہیہ نہیں ہوتا ہو اس سے پہلے نے واقعات پر قرین (ین) پہنچا ہو، ان میں ہوتا ہے اصلاح ان کے جھگڑے عادات آپ سکتے سامنے ہیں، کھنے والے اور سمجھانے والے ہوتے ہیں، ان کی عادت کرنے والوں میں حقیقت حال ظاہر ہونے کے بعد کچھ دیر کے بعد کچھ وقت تکفیر ہونے سے آپ سے اور وقت طلب امر یہ ہے کہ ہو فریق کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی عالم کا یہ کہنا کہ میں ہمارا فیصلہ یا اجرا ہو اور قاضی نہ ہو ہے (۱) فریقوں کی رضا سے مطلقاً سب علماء کی اجازت واتفاق ہو کر نہ سب اسلام میں یہ عادت نہیں اور ایسی صورت (امام وغیرہ) کے ذریعہ فیصلہ کرنا جس سے طرفین راضی ہو جائیں ہو نہ ہوتی ہو، تاہم ظاہر ہے کہ کس سے ان ان علامات، بنا پر ڈاڑھی رکھوا دی جائے، اتنی دیر کی نماز جس سے معلوم ہو کہ غیر پر راضی نہ ہو، اپنے ہاں کی تقدیر کی بلکہ ان سے بیزاری کی کسی نقل ہو جائے گی اس سے ہر مسلمان کو بچانا، کلمہ اسلام سے اخروی نجات کا التزام مت کوشش ہوتی ہے، اگر ہم میں کی ہمت سے یہ کسی وشوار نے بچانے سے کوئی ہی حرکت صادر ہو جائے جس سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم ہو تو ایسی حرکت پر دوام نہ کرے تجدید ایمان اتجدید نکاح کے لئے پوری طرح آمادہ رہنا چاہیے کہ کسی وقت جہالت وغفلت کا اثر ہے ان کے ذہن سے نکل جائے۔

(۱) "عن أبي شريح رضي الله تعالى عنه قال: إن من أشر الناس عند الله منزلة يوم القيامة رجل لا يقضي إلا بعلمه". (مشكوة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الثاني: ۳۴۳/۱، قديمي)

"عن الحسن رضي الله تعالى عنه قال: "العلم علمان: علم في القلب، فذاك علم نافع، وعلم على اللسان، فذاك حجة الله تعالى على ابن آدم". (سنن الدارمي، باب التوبيخ لمن يطلب العلم لغير الله رقم الحديث ۵۱۲: ۱/۳۰۶، قديمي)

www.ahlehaq.org

دینی مسائل کا مذاق اڑانا

سوال[۴۱۹۰]: ایک شخص علمائے کرام کے تلامذے مسائل کا مذاق بناتے اور علمائے کرام کو بخش گالی اور برا بھلا کہتا ہو حتیٰ کہ گدھا، الو اور جان سے مارڈالنے کی دھمکی دیتا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص مسائل حقہ کا مذاق اڑائے، اس کا ایمان خطرہ میں ہے(۱)، گالی اور بخش گالی علمائے حق کی شان میں شناعت کن ہے(۲)، اس کو باز آنا اور توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے(۳)۔ فقط۔

= القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة التاسعة عشر، ص: ۱۹۰، دار الفكر بيروت)

وكذا في شرح المجلة لسليم رستم باز، المادة: ۹۰، ۱/ ۵۹، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في القواعد الفقه لعلي أحمد الندوي، القسم الثاني، الفصل الثالث، المبحث الثالث، ص: ۳۸۵، دار القلم)

(۱) "رجل رجع عن مجلس العلم، فقال له رجل آخر "او كسب آمده" يكفر، وكذا لو قال: "مولى مجلس علم جه كار" أو قال: "من يقدر على أمثاله مبقرلون"، أو ألقى القلنسوة على الأرض، وقال: "چه شرع است اين"، أو "چه بازنامه فتوى آوردى" يكفر". (خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الثامن في استخفاف العلم والعلماء، ۴/ ۳۹۸، رشيديه)

وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا، الفصل الثاني، النوع الثامن في الاستخفاف بالعلم ۶/ ۳۳۷، رشيديه)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب ألفاظ الكفر، فصل في العلم والعلماء: ۵/ ۵۰۲، ۵۰۹، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "إهانة أهل العلم كفر" (رد المحتار، كتاب الحدود، باب التعزير: ۴/ ۶۱، سعيد)

"وفي البزازية: فالاستخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم، والعلم صفة الله تعالى منحه فضلا على خيار عباده، ليدلوا الخلق على شريعته نيابة عن رسله، فالاستخفاف بهذا يعلم أنه بعزة إليه". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع. النوع الرابع في الاستخفاف بالعلم: ۱/ ۶۹۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"من أبغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر، ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالما أو قليله من غير سبب". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء، ۳/ ۲۷۰، رشيديه)

(۳) "لو إن كانت تبة الفاعل الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة =

مسئلہ پر عمل کرنے والے کو ذلیل وحقیر سمجھنا

سوال[۱۴۲۲۱]: اگر کوئی شخص شریعت کے مسئلہ پر عمل کرتا ہے تو لوگ اس کو ذلیل وحقیر سمجھتے ہیں، آیا اس مسئلہ پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شریعت کے مسئلہ پر عمل کرنے سے کم علم اور کم دین والے حقیر سمجھتے ہیں اپنا نقصان خود کرتے ہیں(۱). اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں اس کی عزت ہوتی، دنیا والوں کی نظروں میں عزت حاصل کرنے کے لئے احکام شرع کو ہرگز ترک نہ کیا جائے۔

﴿أيبتغون عندهم العزة فإن العزة لله جميعاً﴾ الآية(۲).

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱/۹۲ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆

= والمرجوع عن ذلك". (الفتاوى البزازية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر ۵/۳۵۸، بإدارة القرآن كراچی)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع ۲۸۳/۲، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر ۵/۵۵۰، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال لي النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا تحقرن من المعروف شيئا" (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، ص: ۱۳۲۵، دارالسلام)

(وكذا في السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الزكاة، باب وجوه الصدقة ۴/۱۹۶، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في تفسير ابن كثير، البقرة ۱/۲۶۰، قديمی)

(۲) والنساء: ۱۳۹)

باب التقلید

(تقلید کا بیان)

تقلید کا مطلب

سوال [۴۲۱۲] زید کہتا ہے کہ عوام جب تک تقلید کا قائل رہتے ہیں اس وقت تک اس میں ایمان کی اصل سلامتی ہے یا زید کا یہ خیال درست ہے؟ کیونکہ متقدمین سے ایسا ہوتا ہے جب عوام ان لوگوں سے مسئلہ پوچھتے ہیں جو بظاہر اصول فقہ پر چلتے ہیں اور مسائل میں ان کے اقوال بھی پڑھے جاتے ہیں، مختلف لوگوں سے مسئلہ پوچھتے ہیں یا خلاف طریق پر کسی مذہب کو مثلاً حنفی کو امام ربانی اور شیخ اجل یقین کرکے عمل کرتے ہیں۔

دوسرے ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو اپنے کو اہل اسلام جانتے ہیں، قرآن کے اندر بھی مسلمان علم حدیث بھی اپنے حاصل کرتے ہیں، نیز جو مسلمان سب پڑھنے پڑھانے والے ہیں وہ بھی تقلید کرتے ہیں؟ مثلاً اس زمانہ کے مولوی صاحبان جو کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ اجودھن کی طرف سفر کیا، وہاں ان کو خواب میں اشارہ ہوا کہ یہاں تمہارا کیا کام ہے ہندوستان آپ کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تقلید کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص مجتہد دوسرے مجتہد کے بارے میں جو کہ اس سے قوی ہو تقلید کرے اس وجہ پر کہ اس نے یہ حکم دلیل شرعی (کتاب، سنت، اجماع، قیاس شرعی) سے بتایا ہے اس کے پاس اس حکم کی دلیل کیا ہے اور خود اس نے دلیل کا مطالبہ نہ کرے (۱) یہ تقلید بھی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی تھی کہ ایک صحابی

---

(۱) التقلید مصدر في عرف الفقهاء: العمل بقول غيره من غير حجة ولا دليل. (المقدمة من الفقيه، ص ۳۰۹ بذيل القرآن كي بيچي)

التقليد عبارة عن اتباع الإنسان غيره فيما يقول، أو يفعل معتقدا للمحقة فيه من غير نظر =

۱۲ سے جانی سنہ دی حنفی پوچھتے تھے اور دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے تھے (۱) اس بنا کے عہد ہزار پر مسلسل چلتا رہا ہے، اگر یہ قاعدہ استدلال سب کو جائز ہے جس نے جانا اور سمجھا ہے، تو ان کو اپنے ایمان کی فکر لازم ہے (۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحریرہ احقر محمد عبدالمنان غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۱۰/ ۵۵ھ۔

---

۱ وتدخل في الدليل كان هذا المنع حمل قول الغير أو فعله فلالة في شأنه، وعبارة هي قبول قول الغير بلا حجة ولا دليل" (التعريفات للجرجاني، ص ۱۰۴، قديمي)

۲ وإذا عجز عن الاجتهاد فليس له إلا التقليد أهل العلم قد أمر الاجتهاد والتقليد أمر مذكور من حين الصحابة، وقال ابن القيم في كتابه "أعلام الموقعين" (۱ ۱۰ وقال الشعبي: ما سره أن يأخذ بالرخصة في الفقه فيأخذ قول عمر رضي الله تعالى عنه وقال مجاهد: إذا اختلف الناس في شيء فانظروا ما صنع عمر فاصنعوا، فهذا يدل على أن طريق التقليد كان شائعا في الصحابة والتابعين حتى كان بعض المجتهدين يعلم بعض منهم فلا غير أهل الاجتهاد بل أرشدهم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلى التقليد حيث أمرهم باتباع سنة الخلفاء الراشدين، من أرشدهم الله إلى التقليد حيث قال: "فاستنوا بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين" (مقدمة أعلاء السنن شرائط الاقتداء، ۲۲/ ۲، ادارة القرآن كراچی)

"وكان الصحابة إذا سئلهم عن المسلمين مع أنهم كانوا في خير القرون، وكانوا على سنة عدالة في التقوى والورع والعفاف كانوا لا يفتون على الإطلاق والإجبار، وربما أفتوهم كانوا لا يفتونهم بالدليل من القرآن والسنة على ذلك بل كانوا يفتون بعلمهم ويقولون التقليد أشرفي واحسبه في الإسلام لفقهه التجميل للمعنى عدالة حبه لاجوري، ص ۹۲، مكتبة الحرمين دبي)

وكذا في أعلام الموقعين، فصل فضل عمر بن الخطاب رضي الله عنه ۲۰۴/ ۱، دار الجيل)

۳ عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول لا يرمي رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك" (صحيح البخاري، كتاب الأدب باب ما ينهى عن السباب واللعن ۹۰۳/ ۲، قديمي)

وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم "يا كافر" ۵۰، قديمي)

"سمعت ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يقول قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "أيما امرئ قال لأخيه "يا كافر" فقد باء بها أحدهما" (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، رقم الحديث ۵۹۷۰، ۲/ ۲۵۷، دار احياء التراث العربي بيروت)

www.ahlehaq.org

ثبوت تقلید

سوال [۴۹۲۳] ۱ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قرآن و حدیث سے ہر شخص عمل کرتا ہے لیکن ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مذہب کی تقلید نہیں کرتا ہے کیا ایسا شخص بخشا جائے گا یا دوزخی ہوگا؟

ایضاً

سوال [۴۹۲۷] ۲ کیا حضرات رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال کے چودہ سو سال تک مسلمان مذاہب اربعہ میں سے کوئی ایک مذہب کی تقلید کرتا تھا یا نہیں؟

غیر مقلد کی امامت

سوال [۴۹۲۵] ۳ کیا غیر مقلد والا مذہبی اختلاف کے چھپنے ضرور ہو جانے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا؟

ائمہ اربعہ کی سن ولادت و وفات اور ان کے مذاہب کی ترویج

سوال [۴۹۲۶] ۴ حضرات رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنے سو برس کے بعد مذاہب اربعہ کا ظہور ہوا؟

مؤرخین نے ائمہ اربعہ اور ان ائمہ اربعہ کی سن ولادت، وفات کی کیا تاریخ لکھی ہے؟ تحریر فرمائیے۔

ائمہ اربعہ کی تقلید کرنا

سوال [۴۹۲۷] ۵ چودھویں صدی ہجری سے پہلے اسلام مکمل تھا یا نہیں؟ اگر مکمل تھا تو ان کی تقلید واجب کیوں ہے؟

ائمہ اربعہ کو گالی دینے والے کی امامت

سوال [۴۹۲۸] ۶ مذہبی وہابی حدیث یا اہل مذاہب اربعہ کو شمار و طعن تشنیع کرتے ہیں ان کی اقتداء نماز میں درست ہے یا نہیں؟ تقلید شخصی کے وجوب کی مفصل دلیل تحریر کیجئے۔

www.ahlehaq.org

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون﴾ (۱) وقال: ﴿ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولي الأمر منهم﴾ (۲)۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ جس مسئلہ ضروریہ کا علم نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کرنا ضروری ہے اور جو شخص خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہو اس کا اتباع ضروری ہے۔

قرآن کریم میں جو مسئلہ دریافت کرنے کے لئے کسی عالم کا نام مذکور ہے اور نہ اتباع کرنے کے لئے کسی متبوع کا نام مذکور ہے، جس شخص کو مجموعہ احوال سے کسی عالم کا نائب الی اللہ ہونا متحقق ہو جائے اس سے مسئلہ دریافت کرنا ضروری ہے اور اسی کا اتباع لازم ہے، اسی کا نام تقلید ہے۔

اتباع کے لئے مستند کا معلوم ہونا ضروری ہے، ورنہ اتباع کیسے کرے گا اور ائمہ اربعہ کا مسلک ومذہب معلوم ومدون ہے، کس امام کا مسلک ومذہب اس تفصیل کے ساتھ معلوم ومدون نہیں (۳)۔

ابتدائی اربعہ میں سے کسی کی تقلید لازم وضروری ہوئی، نماز، روزہ، قطعی الثبوت، قطعی الدلالت ہیں

---

(۱) الأنبياء: ۷۔

(۲) النساء: ۸۳۔

(۳) "وليس للعامي اتباع مذهب معين من أئمة الصحابة رضي الله تعالى عنهم وغيرهم من الأولين وإن كانوا أعلم وأعلى درجة ممن بعدهم، لأنهم لم يتفرغوا لتدوين العلم وضبط أصوله وفروعه، فلم يأخذ منهم مذهب مهذب محرر مقرر، وإنما قام بذلك من جاء بعدهم من الأئمة الناظرين لمذاهب الصحابة والتابعين، القائمين بتمهيد الأحكام وتوقاع قيل وقوعها، الناظرين بإيضاح أصولها وفروعها، كمالك وأبي حنيفة وغيرهما رحمهم الله تعالى" (مقدمة إعلاء السنن، القاعدة الحادية عشر ۱: ۲۳، إدارة القرآن كراچی)

"لا بد في الاستفتاء أن يعرف مذاهب المتقدمين؛ لأن لا يخرج من أقوالهم فيخرق الإجماع ويسيء عليها ويسعى في ذلك بين سفه ... وليس مذهب في هذه الأزمنة الحاضرة بهذه الصفة إلا هذه المذاهب الأربعة" (التقليد الشرعي وأهميته للأنجلوري، ص ۹۲، مكتبة النعيمي دبي)

وكذا في حجة الله البالغة، فصل في مسائل صحت فيها الأقيسة ۱: ۳۵۰، قديمي۔

اور تقلید ائمہ اربعہ کی یہ شان نہیں، کیونکہ ان کے نام ہی مطلوب نہیں۔ پس تقلید واجب کے درجہ میں رہی۔

۲۔ اگر وہ مسلمان خاص، عام، مطلق، مقید، مشترک، مؤول، ظاہر، نص، مفسر، محکم، خفی، مشکل، مجمل، متشابہ، صحیح، حسن، ضعیف، غریب، معلول، شاذ، منکر، ناسخ، منسوخ وغیرہ اقسام کتب حدیث پر پوری طرح حاوی ہیں اور ائمہ اربعہ کی طرح روایت و درایت میں کامل ہیں، تو تقلید نہ کرنے میں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

اور خوب ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں ایسے آدمی کا روئے زمین پر موجود ہونا بعید سے کچھ بعید نہیں۔

۳۔ اس مدت میں جو حضرات صفات مذکورہ کے ساتھ متصف تھے، وہ تقلید نہیں کرتے تھے، بلکہ خود مجتہد تھے اور جو متصف نہ تھے، وہ کسی کی تقلید کرتے تھے، بعض تو ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرتے تھے اور بعض دوسرے ایسے اکابر کی تقلید کرتے تھے، جن کو عالم اور مرضیِ الٰہی سمجھتے تھے اور ان کے مسلک سے واقف تھے، جیسا کہ حدیث کے علماء پر مخفی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

"عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إني لا أدري ما بقائي فيكم، فاقتدوا بالذين من بعدي أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما" (رواه الترمذي، حديث: ۳۷۹۷(۱)).

۴۔ الخ مذہب تو بدین اور بہریہ کو کہتے ہیں، جب وہ کسی مذہب کا قائل ہی نہیں، تو وہ نماز کیا پڑھے اور کیا پڑھائے گا؟! غیر مقلد کے متعلق تفصیل یہ ہے، اگر وہ اشرار دین کو سب وشتم لعن طعن کرتا ہے تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، وہ فاسق ہے(۲)۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو پھر دیکھنا چاہیے کہ متدین کے مذہب کی رعایت کرکے پڑھتا

---

(۱) [الجامع للترمذي، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما كليهما: ۲/۲۰۸، سعيد]

(۲) "عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر". [صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله: ۱/۱۲، قديمي]

"وبكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى". [الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، سعيد]

[وكذا في الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۲۲۱ - شركة علمية]

ہے بعض فرائض وواجبات سب کی رعایت کرتا ہے، تب تو اس کی امامت مکروہ نہیں اور اگر ان سب کی رعایت نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں اور اگر رعایت عدم رعایت کا کچھ علم نہ ہو تو اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔

اگر فرائض میں تو رعایت کرتا ہے اور واجبات اور سنن کو ترک کرتا ہے یا واجبات میں رعایت کرتا ہے، تو ان دونوں صورتوں میں بھی امامت مکروہ ہے۔ پہلی صورت میں زیادہ اور دوسری میں کم۔

"إن علم ترکها في الکل لم یصح، وإلا لا مع الکراهة إن کره، لأن بعضهم یوجب ترکه، خلافا لما یفیده کلام البعض، فالظاهر أنه مع ما دون علم ترکه في الأکثر من فقط یسعی أن یکره، وإذا کره عند احتمال ترک الواجب فعند تحقیقه بالأولی، وإن علم ترکها في الثالث فقط یسعی أن یفقد، وفي الجماعة واجبة فتدارک علی کراهة الخ". (ردالمحتار: ۱/۵۸۸)(۱)

جب اپنے تمام فقہاء وائمہ مذہب صالح الامامت ہو سکتے تو کسی غیر کو امام بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

۵ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کے متعلق علماء کے تین قول ہیں، ایک یہ کہ ۷۰ھ میں ولادت ہوئی، دوسرا یہ کہ ۶۱ھ میں، تیسرا یہ کہ ۸۰ھ میں پہلی روایت(۲) سے وفات ایک سو پچاس ۱۵۰ھ میں ہوئی (۳)۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت میں چند قول ہیں ۹۰ھ، ۹۳ھ، ۹۴ھ، ۹۵ھ اور وفات

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي وتحرمه هل یکره أم لا ۱/۵۶۲، سعید)

وکذا في البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة (۱/۶۱۳، رشیدیه)

وکذا في الفتاوی التاتارخانیة، کتاب الصلاة، الفصل السادس في بیان من هو أحق بالإمامة (۱/۶۰۲، إدارة القرآن کراچی)

(۲) "قال أبو بکر محمد: "وسمعت القاضي أبا الحسین أحمد بن محمد البیضاوي یقول، قال "أبو حنیفة: لا اختلاف في مولده أنه ولد سنة ثمانین من الهجرة، ومات لیلة النصف من شعبان سنة خمسین ومائة".

قال الشیخ عبدالفتاح أبو غدة رحمه الله تعالی في تعلیقه علی هذا القول

"في هذا القول نظر، فقد وجد الاختلاف في مولده، فقیل سنة ۶۱، وقیل: سنة ۸۰، وقیل: –

۱۷۵ھ میں ہوئی (۱)۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ وفات رجب ۲۰۴ھ

= سنة ۸۰، وهو الذي عليه الأكثر". (الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء، باب ذكر مولد أبي حنيفة ونسبه ونسبه، ص: ۱۶۲، المكتبة التجارية العاصمية)

"الصحيح أنه ولد سنة ثمانين وقيل: إحدى وستين وقيل: ثلاث وستين". (الجواهر المضية، ص: ۲۰، ۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "ثم ولادته: فمختلف عند أهل النقل، وذكر الرافعي في طبقات الفقهاء: أنه ولد سنة أربع وتسعين. وذكر ابن خلكان وغيره: أنه ولد سنة خمس وتسعين وقيل: سنة تسعين، قال الذهبي في التذكرة: "أما يحيى بن بكير فقال سمعته يقول: ولدت سنة ثلاث وسبعين فهذا أصح الأقوال. انتهى. واختاره السمعاني في الأنساب". (مقدمة أوجز المسالك: ۱/۲۲، مكتبة إمداديه)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۹۳ھ میں اکثر اہل علم کا قول ہے، اس لئے کہ کتب تراجم کا اکثر بیان اسی پر ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی، جیسا کہ شیخ المحدثین حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ "مقدمہ اوجز المسالک" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وأما وفاته، فقال الحافظان السيوطي والزرقاني: مرض مالك يوم الأحد وقال محمون عن عبد الله بن نافع: "توفي مالك ... وقال الواقدي: بلغ تسعين سنة ... وفي التذكرة، قال أبو مصعب: فمكث خمسة من ربيع الأول وكذلك قال ابن وهب، وقال ابن محمون: في حادي عشر ربيع الأول وقال ابن أبي أويس: في تسعة عشر ربيع الآخر سنة وقال مصعب الزبيري: في صفر، وكلهم قالوا: في سنة تسع وسبعين ومائة". انتهى". (أوجز المسالك، مقدمة أوجز المسالك، الباب الثاني، الفائدة الأولى في ترجمته: ۱/۱۲، مكتبه إمداديه ملتان)

اور علامہ ابن عبد البر تحریر فرماتے ہیں:

"ولم يختلف أصحاب التواريخ من أهل العلم بالحجاز والسير أن مالكا رحمه الله تعالى توفي سنة تسع وسبعين ومائة". (الانتقاء، باب ذكر مولد مالك بن أنس، ونسبه، ص: ۲۷، المكتبة التجارية العاصمية، كراتشي)

(وكذا في منازل الأئمة الثلاثة، فصل في ذكر مالك، ص: ۹۱، دار ابن حزم)

(وكذا في تهذيب الأسماء واللغات للنووي، ترجمة الإمام مالك رضي الله تعالى عنه: ۱/۶۱، دار الكتب العلمية بيروت)

ہیں ہوئی (۱)۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی (۲)۔

ان ائمہ اربعہ کے تلامذہ نے ان کے مذاہب کو مدون کیا۔

۱ اصول مکمل تھا اور اب بھی مکمل ہے اور ان کی تقلید واجب ہونے کی بحث ۳۲۱ میں بیان کردی گئی۔

۲ ایسے قانون کی امامت کفر و تحریف ہے، بنا بریں اوّل فاسق ہیں۔

لقوله عليه الصلاة والسلام: "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر" رواه الشيخان والترمذي والنسائي (۳)۔

یہ دشنام اور طعن سب یکسان غیر مقلدین ہی کی طرف اٹھتا ہے، کیونکہ ائمہ اربعہ کی شان ہمت بلند ہے، وہ ایسے کمزوروں کے مستحق نہیں، جو محض اللہ کے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے اللہ پاک اس سے عداوت رکھتے ہیں (۴)۔ نفس تقلید کا واجب ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج اس بحث اور تفصیل سے کس کا مذہب

– وكذا في خلاصات الذهب، سنة تسع وسبعين ومائة: ۱/ ۳۶۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) وكذلك لا خلاف أن الشافعي رحمه الله تعالى ولد سنة خمسين ومائة من الهجرة. وهو العام الذي توفي فيه أبو حنيفة رحمه الله تعالى ... الربيع بن سليمان المؤذن قال: قدم علينا الشافعي مصر سنة مئتين، ومات يوم الخميس ليلا، وهو ابن خمس وخمسين سنة في آخر يوم من رجب، من سنة أربع ومائتين". (الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء، ص: ۱۱۵، ۱۲۰، المكتبة الغفورية-الجامعية)

(۲) "قال عبدالله بن أحمد: قال أبي: ولدت سنة أربع وستين ومائة. وقال عبدالله: ومات في ربيع الآخر سنة إحدى وثلاثين ومائتين وله سبع وسبعون سنة". (المغني والشرح الكبير ۱۰/ ۳۱۰، دار الفكر)

(۳) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ۲/ ۸۹۲، قديمي)

و صحيح مسلم، كتاب الإيمان، بيان قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر، ۱/ ۵۸، قديمي)

و سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في الشتم، ۲/ ۱۹، سعيد)

و سنن النسائي، كتاب المحاربة، باب قتال المسلم، ۲/ ۱۰۰، قديمي)

(۴) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إن الله تعالى قال: من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب". (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب التواضع ۲/ ۹۶۳، قديمي)

www.ahlehaq.org

ہوں نہیں جس تفصیل سے اس کا جائزہ لیا جائے ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کی تقلید واجب ہے۔

تقلید شخصی کی دلیل یہ ہے کہ مسائل دو قسم کے ہیں ان میں منصوص اور مختلف مسائل میں سب کی تقلید ہوتی ہے کیونکہ ان میں سب کا اجتہاد تو ہو نہیں سکتا اصل کا اجتہاد کافی ہے لہٰذا اصل کی پیروی ہے کوئی پیروی نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے اجتہاد کی ممانعت پر معلق نہ فرمایا ہے بلکہ اس کی ممانعت اس اعتبار سے ہوگی جس میں اجتہاد پایا جائے گا۔

اب رہا یہ امر کہ ان میں کس کی تقلید کی جائے تو یہ امر اختیاری ہے کہ جس کی تقلید کرے اس کی تقلید کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اس میں اتنی تحقیق ضرور ہونی چاہیے کہ وہ معتمد علیہ ہو اور اپنی تحقیق کا صحیح ہونا دوسرے کسی کی تحقیق کا غلط ہونا یہ سب امور اس کی تحقیق حالت پر منحصر ہیں۔ انسان اپنے ہر امر میں اپنی تحقیق حالت پر مکلف ہے۔ انسان دین کے بارہ میں اپنی تحقیق کا ہی مکلف ہے۔

اب جس کو اس امر میں کسی سے تحقیق سوال پر مکلف ہونے سے معلوم ہوچکا ہے کہ یہ امر غیب ہے وہ کسی کی تقلید نہ کرے گا یہی تقلید شخصی ہے۔ واللہ اعلم۔ قولہ

خرم علی بلہوری، الفتوی فی اللہ عزوجل، مدرس مدرسہ حقانیہ، پشاور، ۱۹/۶/۵۹ھ

اجواب صحیح، سید احمد شاہ، مدرس مدرسہ نظام، مدرسہ حقانیہ، پشاور، ۲۰/۶/۵۹ھ

ائمہ اربعہ کو حق تسلیم کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

سوال [۹۹۲۹] چار امام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ، امام محمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو برحق مانتا ہوں کہ برحق مانتا قرآن وحدیث پر مبنی ہے کہ نہیں؟ بدلائل واضح تحریر فرمائیں۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

---

۱ ۔ وکذا فی مسند الشامیین للطبرانی، کتاب صلاۃ الاستسقاء باب الخروج من الظالم والتوب إلی اللہ تعالی والصدقۃ ونوافل الخیر وجاء الإجابۃ وفیہ الحدیث ۳۴۵، ۲/۳۱۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت، وکذا فی صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان الفارسی، کتاب البر والإحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابہا، ذکر الأخبار عما یحب علی المرء من لقمۃ یناولہا فی أفواہ الخ، رقم الحدیث ۳۴۴، ۲/۱۰۳، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون﴾ (پارہ: ۱۴، رکوع: ۱) (۱)

جو شخص دین کی بات سے ناواقف ہے، اس کو حکم ہے کہ وہ واقف سے دریافت کرے اور چاروں امام اہل دین سے واقف گزرے ہیں، اس لئے ان سے دریافت کیا جاتا ہے اور کرتے ہیں، صحاح ستہ کے مصنفین بھی حدیث کے اعلیٰ درجہ کے جاننے والے گزرے ہیں اس لئے ان سے علم حدیث کو حاصل کیا جاتا ہے، چنانچہ آپ نے بھی سوال کیا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ائمہ اربعہ کے مذاہب کی وجہ

سوال [۱۰۱۱۹]: ہم لوگوں کو بتلائیے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا سچا دین یا مذہب کیا تھا اور ہم لوگ کا کیا ہونا چاہیے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے: ﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ (۲)۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، لہٰذا ہم لوگوں کو جب تک ان لوگوں کا طریقہ یا مذہب نہیں معلوم ہوگا تو ہم کیسے شمار ہو سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جتنے نبی دنیا میں آئے، وہ ایک ہی دین و مذہب کو جاری کرنے آئے اور ہمارے حضور نے وارث انبیاء ہو کر حجۃ شریف میں جہاں سے توحید ایک راستہ یا ایک مذہب نکلا، وہیں چار مذہب کے چار مصنے بچھ دیئے اور اس کے بعد ابھی تک مذہب کی زیادتی ہوتی یہی جاری ہے، اس معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی پیشن گوئی کے مطابق تہتر فرقے ہو کر رہیں گے۔ مگر امام لوگوں کا کیا مذہب تھا اور ان لوگوں کے نام کون تھے اور کس کے مقلد تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہ

---

(۱) (النحل: ۴۳)

(۲) (التوبۃ: ۱۱۹)

وہ شافی و کافی و واحد و صمد اللہ تعالیٰ سب کا دین اسلام ہے۔ تو کہہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور یہ دین کامل ہے اور اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔

﴿اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا﴾ (۱)

چاروں اماموں کا مذہب بھی یہی ہے دین اسلام ہے اس سے باہر نہیں ان میں جو کچھ اختلاف ہے وہ فروعی ہے حق و باطل کا اختلاف نہیں ایسا نہیں ہے کہ ایک نے دوسرے کو نعوذ باللہ اسلام سے خارج یا جہنمی قرار دیا ہو یہ چاروں مذہب حضرات ہیں اگر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کے تابع ہیں مخالف نہیں، جیسا کہ بخاری شریف اور ترمذی شریف وغیرہ کتب حدیث میں مختلف حدیثیں ہیں اور ایک محدث کا مذہب دوسرے محدث کے خلاف ہے لیکن احادیث سے باہر کوئی نہیں اور جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار مختلف ہیں، تو کسی ان کے مذاہب میں اور ایک دوسرے کے خلاف ہیں مگر اسلام سے کوئی خارج نہیں، تو ان پر کسی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

حدیث شریف میں ہے "اصحابی كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم" (۲)۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، جس کا بھی اقتداء یعنی تقلید کرلو گے، ہدایت پاجاؤ گے، اور جیسے احادیث مختلف ہیں، مثلاً کسی میں آمین بالجہر کسی میں آمین بالسر ہے، کسی میں رفع یدین ہے کسی میں ترک۔ تو ہے جس کی وجہ سے صحابہ کے مذاہب مختلف ہوئے، کسی کو اسلام کا مخالف یا اسلام سے خارج یا حدیث کا مخالف کہنے کا کوئی حق نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دین و مذہب کو جس طرح ائمہ مجتہدین و محدثین جانتے اور اس کی روشنی میں سمجھتے اور دلائل کی قوت و ضعف کو پرکھتے تھے، آج کل کے لوگ اس کا عشر عشیر بھی نہیں جانتے اور پھر بھی سمجھتے اور کہتے ہیں محمد ثین سب کے سب باوا آدم یا ابا جان تھے، لہٰذا ان مجتہدین نے شاذ دیا، لہٰذا ان حضرات کے اختلاف کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیے جیسا کہ کفر و اسلام کا اختلاف ہے، یہ سب ناقی ہیں، کوئی

---

(۱) (المائدة: ۳)

(۲) (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، ص: ۵۵۴، قديمي، وكنز في جامع الأحاديث في أحاديث الرسول، كتاب الفضائل، الباب الرابع، الفصل الاول، نوع الثالث، رقم الحديث: ۳۳۵۵، ۱۱: ۴۰۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

جنگی نہیں، بنیادی مسائل جن پر مدار نجات ہے ان میں سب کا ایک ہونا کوئی اختلاف نہیں، سب کے سب خدا کو ایک مانتے ہیں کوئی مشرک نہیں، سب رسول پر ایمان رکھتے ہیں کوئی منکر رسالت نہیں، سب خدا کی کتابوں، فرشتوں، جنت، دوزخ، تقدیر پر برحق سمجھتے ہیں، وہ کون اسلامی فرقہ ہے جو ان باتوں میں داخل کرکے اسلام سے خارج قرار دیا جائے، حقیقت اپنے لئے اس جہت سے خارج ہونے کا قرار دے(۱)۔

ان اختلافات کا اختلاف در حقیقت بڑی رحمت ہے کہ دین میں اس سے بہت وسعت حاصل ہے، جو کہ احادیث سے ثابت ہے۔ "ان هذه السكسكة آمنة باحدة"(۲)۔ اگر غور کرلیا جائے تو اختلاف صاف بتلا دیتا ہے کہ اختلاف کی وجہ سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے کہ سب خدا ہی کو رب مانتے ہیں، اسی کی عبادت کرتے ہیں، ہوائے نفس خدا کے سوا کسی دوسرے رب کے اور کسی دوسری عبادت کرتے ہیں، ان پر ضرور اس سے روکنا چاہئے، یہ حضرات اپنے اس فروعی اختلاف کے باوجود ایک ہی امت ہیں۔ ایسا نہیں جیسے کہ

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ايما رجل قال لاخيه انت كافر فقد باء بها احدهما". صحيح البخاري، كتاب الادب، باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال، ۲/۹۰۰، قديمي)

وصحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم يا كافر، ۱/۵۴، قديمي)

عن ابي ذر رضي الله تعالى عنه، انه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول لا يرمي رجل رجلا بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الادب، باب هديهي عن السباب واللعن، ۲/۹۰۳، قديمي)

(۲) (الانبياء: ۹۲)

"ان هذه امتكم امة واحدة" الخ، ان هذه الملة التي كنتم عليها ملة واحدة، حيث هي ملتكم امتكم امة واحدة وعبادة الله تعالى، والدين بالتوحيد وهي التي ادعوكم الى ان تجمعوا عليها بالتواجد، لان سائر الكتب، شاركت في اصلها والانبياء كلهم معلومون للدعوة اليه ومتفقون عليها". (روح المعاني، الانبياء، ۹/۱۰۰، ۸۹۰، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي حديث قتادة: "ان عمر بن عبد العزيز كان يقول ما سرني لو ان اصحاب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم لم يختلفوا، لانهم لو لم يختلفوا لم تكن رخصة". (المقاصد الحسنة، ص ۲۶، دار الكتب العلمية بيروت)

یہود و نصاریٰ میں اختلاف تو کہاں ہے البتہ یہود کو نصاریٰ علی شیء و قالت النصاریٰ لیست الیہود علی شیء (۱) جو شخص خود مجتہد نہ ہو اس کو تقلید لازم ہے (۲) اگر ربانیہ تو مجتہد تھے (۳) ان کو کسی کی تقلید لازم نہیں تھی۔ مسئلہ تقلید پر چھوٹی بڑی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں، ان کا مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا و للہ یہدی من یشاء إلی سواط مستقیم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۲/۸۲ھ۔

الجواب صحیح محمد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جو شخص فقہ کو نہ مانے، اس کا حکم

سوال [۱۹۹۱]: ایک شخص اپنے کو عالم اور حافظ کہتے ہیں، ایک فتویٰ کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ فقہ کی کتابوں سے جواب دیا گیا ہے، اس لئے جواب درست نہیں ہے، اس لئے کہ فقہ کوئی چیز نہیں ہے، اس کو عمل

---

(۱) (البقرۃ: ۱۱۳)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون (الأنبياء: ۷)

وقال اللہ تعالیٰ: واتبع سبيل من أناب إلي (لقمان: ۱۵)

"فثبت هذا: أن التقليد لا بد منه لكل أحد، بل والإسلام للذين بعثه ... ومن ترك هذا التقليد وافتكر تباع السلف، وحمل نفسه مجتهداً، أو محدثاً واستكثر من نفسه أنه يصلح لاستنباط الأحكام، وأجوبة المسائل من القرآن والحديث في هذا الزمان: فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه، أو كاد أن يخلع، ولشد صدق أحد رعناتهم حيث قال حد تجرعة طويلة: إن ترك التقليد أصل الإلحاد والردة في حق العامة" (مقدمة إعلاء السنن، قواعد في علوم الحديث: ۱/۲۸۵، إدارة القرآن كراچی)

(۲) كذا في "التقليد الشرعي وأهميته"، ص: ۹۲، مكتبة الحرمين دبي)

(۳) "الطبقة المجتهدين في الشرع كالأئمة الأربعة ومن سلك مسلكهم في تأسيس قواعد الأصول واستنباط أحكام الفروع على أدلة الأربعة من غير تقليد لأحد لا في الفروع ولا في الأصول". (شرح عقود رسم المفتي لابن عابدين الشامي، ص: ۱۵، مكتبه بيت العلم اسلام آباد)

(۲) كذا في مجمع البحرين، قسم الدراسة، ص: ۲۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) كذا في مقدمة رد المحتار: ۱/۱۰۰، سعيد)

نہیں مانتا، ایسا ان کا قول درست ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فقہ کا انکار کرنا تو متلمین کا کام ہے، ہم کو یہ نہیں کہنا چاہیے، فقہ بھی قرآن پاک اور حدیث شریف اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے(۱)۔ فقہ کے انکار سے ان سب چیزوں کا انکار لازم آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۲/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۲/۸۹ھ۔

☆☆☆☆☆☆☆

(۱) "وقد روى الشيخ محي الدين في "الفتوحات المكية" مسنده إلى الإمام أبو حنيفة انه كان يقول "إياكم والقول في دين الله تعالى بالرأي، وعليكم باتباع السنة، فمن خرج عنها ضل" وكان يقول "عليكم بالآثار من سلف، وإياكم وآراء الرجال اهـ" وكان يقول "لو ترك الناس أي صلاح ما داموا فيهم من يطلب الحديث، فإذا طلبوا العلم بلا حديث فسدوا" وقال أيضاً "أي في الفتوحات" وقد نصحت بحمد الله أقواله وأقوال أصحابه لما ألفت كتاب "أدلة المذاهب" فلم أجد لهم لا من أقواله والحوال اتباع إلا وهو مسند إلى آية، أو حديث، أو أثر، أو إلى مفهوم ذلك، أو حديث ضعيف كثرت طرقه، أو إلى قياس صحيح على أصل صحيح" (إعلاء السنن، أبو حنيفة وأصحابه المحدثون، ۲۰/۳، إدارة القرآن)

(وكذا في الميزان للشعراني ۶۱/۱، ۹۱، ۱۱۱، ۱۸۵، ۲۰۵، ۲۰۹، عالم الكتب بيروت)

(وكذا في عقد الجيد: ناصحاً تأكيد الأخذ بهذه المذاهب الأربعة والتشديد في تركها والخروج عنها، ص ۵۶، ۵۶، سعيد)

(وكذا في تاريخ المذاهب الإسلامية للإمام أبي زهرة، الكتاب الثاني في تاريخ المذاهب الفقهية: فقه أبي حنيفة، ص ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۳، مكتبة الشيخ كراتشي)

www.ahlehaq.org

باب البدعات والرسوم

(مروجہ فاتحہ خوانی اور ختم کا بیان)

قرآن کی سالگرہ کے موقع پر ختم کا اہتمام کرنا

سوال [۱۹۴۵]: آج کل اخباروں میں اور ریڈیو پر آرہا ہے کہ قرآن شریف کے نزول کو اتنے سال ہوئے اور اتنے سال پورے ہونے پر قرآن کی سالگرہ منائی جائے گی، جلسے ہوں گے، قرآن کی عظمت اور انسان کی کتاب کا افضل ہونے کا اعلان کیا جائے گا، اس کے متعلق آپ کے لئے بہتر کیا ہے کہ ان میں شامل ہوں یا نہیں؟ اگر شامل ہوں تو کیا ان لوگوں کو دعوت دے کر بلائیں اور قرآن خوانی کریں، پھر اس سے زائد قرآن ختم ہو جائیں گے اور مرحوم امام الہند نے قرآن اور قرآن کی ہدایت کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ہمارے لوگوں کے شرقی علوم پر چلانے یا نہ چلانے میں کیا حرج ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن پاک کے نزول کی سالگرہ منانے کا یہ رسم قبیح ہے، ہر مسلمان کو اس امت کے لئے مستقل ایک عمل ہے، اس کی ہدایت پر ہدایت پر الاتفاق ہے (۱) اس پر یقین رکھنا اس پر عمل کرنا اور دنیا و آخرت میں

---

(۱) عن عطية بن عمرو رضي الله تعالى عنه قال: خرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ونحن في الصفة فقال: أيكم يحب أن يغدو كل يوم إلى بطحان، أو إلى العقيق فيأتي منه بناقتين كوماوين في غير إثم ولا قطيعة رحم؟ فقلنا: يا رسول الله نحب ذلك. فقال: أفلا يغدو أحدكم إلى المسجد فيعلم أو يقرأ آيتين من كتاب الله عز وجل خير له من ناقتين، وثلاث خير له من ثلاث، وأربع خير له من أربع، ومن أعدادهن من الإبل. (صحيح مسلم كتاب فضائل القرآن، ومن سورة ۸، باب فضل قراءة القرآن في الصلاة وتعلمه ۱: ۲۷۰ قديمي)

عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: يقول الرب تبارك وتعالى: من شغله القرآن عن ذكري ومسألتي أعطيته أفضل ما أعطي السائلين، وفضل

نزول قرآن سے ایک سو سال گزرنے پر اکابر امت اور سلف صالحین نے اس قسم کی کوئی چوٹی تقریب یا سالگرہ نہیں منائی، درآنحالیکہ اس وقت کے حضرات کے لئے خیر ہونے کی بشارت احادیث میں موجود ہے اور وہ حضرات ایمان بہت قوی رکھتے تھے، اور ان میں اتحاد صالحات وغیرہ کا جذبہ آج کے لوگوں سے کہیں زیادہ تھا اور قرآن کریم کے حقوق کو بہت زیادہ پہچانتے تھے، یہ تقریب ایک محدث چیز ہے، جو دین کے نام پر اب دیگر اقوام وملل کی رسم میں پھنسنے کی جارہی ہے، اس لئے اس کو ہرگز اختیار نہ کیا جائے۔

"من أحدث في ديننا هذا ما ليس منه فهو رد" (۱). متفق عليه.

فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۱/۸۷ھ۔

فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسین شریف کا اہتمام

سوال [۴۹۹۵]: ہمارے یہاں صبح بعد نماز فجر پابندی سے اسی جگہ سورہ یٰسین ایک شخص پڑھتے ہے اور سب سنتے ہیں، تو عالی جناب فقہ رہے یہ عمل ٹھیک ہے کہ نہیں؟ بلا ناغہ ہونا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

سورہ یٰسین شریف کے فضائل حدیث پاک میں وارد ہیں ایک مرتبہ پڑھنے سے اس قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے (۲)

= كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه". (جامع الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب بلا ترجمة، قبيل أبواب القراءات ۲: ۱۲۰، سعيد)

"عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول: ﴿الم﴾ حرف، ألف حرف، ولام حرف، وميم حرف". (سنن الدارمي، كتاب فضائل القرآن، باب فضل من قرأ القرآن ۲: ۵۲۱، رقم الحديث ۳۳۰۸، قديمي)

(۱) صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱: ۳۷۰، قديمي.

(۲) عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن لكل شيء قلبا، وقلب القرآن يس، ومن قرأ يس كتب الله له بقراءتها قراءة القرآن عشر مرات". (سنن الترمذي، أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء في يس ۲: ۱۱۶، سعيد)

پریشان اور مصائب و آفات میں مبتلا ہوتا ہے (۱) اور فیرہ وغیرہ ابتداء کرنے والی شخص پڑھے اور دوسرے لوگ سنیں، تب بھی مضائقہ نہیں، لیکن اگر کوئی شخص شریک نہ ہو تو اس کو زبان سے یہ کہنا یا دل سے برا سمجھنا درست نہیں کہ اس سے التزام اور اصرار کی شان پیدا ہوتی ہے (۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: حبیب اللہ غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۶/۱۴۰۰ھ

تیجہ و چہلم کا کھانا

سوال [۱۴۸۷]: ہمارے یہاں رمضان المبارک میں میت ایصال ثواب طعام پکا کر مرد اور عورتوں کی دعوت کی جاتی ہے جس میں اکثر مساجد کے حضرات بھی مدعو کئے جاتے ہیں، کیا فرماتی ہیں علماء دیوبند اس کے متعلق کہ ایصال ثواب کا یہ طریقہ ہے یا نہیں۔

الجواب: تیجہ کا کھانا بعد جمعہ قرآن خوانی کا علان ہوا، قرآن پڑھا گیا۔ بعد مغرب دعوتی حضرات فارغ ہوئے معلوم ہوا کہ بڑی کا کھانا یہاں پر کھائے گا، امام الخانقاہ دعا کریں، یہ مجلس کئی بڑی چھوٹی تھی، مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ ۲۷ رمضان المبارک کو ایک صاحب کا انتقال ہوا، ان کے فرزند اور ایک عالم صاحب کے پاس گئے کہ دن تیجہ کے دن بھی کھانا کھلائے گا، باب شرعی حکم کے تحت کھانا کھانا چاہتے ہیں، تیجہ سے ان

---

(۱) "عن عطاء بن أبي رباح رحمه الله تعالى قال: بلغني أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: من قرأ عليه ﴿ في صدر النهار قضيت حوائجه". (مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث، ۱۹۲/۱، قديمي)

"قال بعض العلماء: من خصائص هذه السورة أنها لا تقرأ عند أمر عسير إلا يسره الله تعالى". (تفسير روح البيان، ۲۳۳/۳، دار السلام)

(۲) "الإصرار على المستحبات تسقط إلى حد الكراهة". (السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۲۹۵/۲، سهيل أكيدمي لاهور)

وكذا في فتح الباري، كتاب الصلاة، باب الالتفات و الاصرف عن اليمين، ۲۳۰/۲، قديمي)

وكذا في المعلق الصبيح، كتاب الصلاة، باب القعدة في التشهد، ۵۴۱/۱، رشيدي)

ن شب میں تیجہ رات کو ٹرنے پر عالم صاحب کو بیدار کیا گیا تو عالم صاحب نے فرمایا "تیجہ وچہلم کرنا جائز ہے، میں قصہ دار ہوں"، یہ سنا گیا، چنانچہ یہ عالم خوشامد یک طعام رہے، اس سے قبل بھی جو جو تیں ہوئیں، ہر ایک میں کلی طور پر شرکت فرمائی، بلکہ نذر و نیاز کے کھانے میں بھی شرکت فرماتے ہیں، ان کا یہ عمل کیا ہے؟ عوام بھی چاہتے ہیں ہیں، لیکن شرعی حکم جو بھی ہو ارقام فرمائیں۔ (فقراء ارحباب ان کھانوں سے اجتناب کرتے ہیں تو مطعون ہوتے ہیں کہ آپ عالم نہیں، یہ عالم ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہاں کے فتوی پوچھنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ فتاوی دارالعلوم ان عالم کے سامنے پیش کر دیا جائے، کہ اس سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کے بعد ممکن ہے کہ ان کا مسلک واضح ہو جائے، ایصال ثواب کے کھانے کی بحث رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے(۱) اور شفاء العلیل (۲) مستقل اسی مسئلہ پر تصنیف ہے۔ الطریقۃ المحمدیۃ میں بھی اس کو خوب بیان کیا ہے، امید ہے کہ یہ چیزیں ان عالم صاحب کی نظر میں بھی ہوں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الاحقر محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱/۹۹ھ۔

کیا نیاز روٹ تحہ کا کھانا مردہ کو پہونچتا ہے؟

سوال [۹۹۷۵]: نیاز فاتحہ کی تفصیل کیا ہیں؟ کیا فاتحہ کی روٹی مٹھائی یا مرغ مسلم مردہ تک پہونچتا ہے؟

---

(۱) "وفي الزوزنية: "ويكره اتخاذ الطعام في يوم الأول، والثالث، وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في الأسبوع، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء، والقراء للختم، أو لقراءة سورة الأنعام، أو الإخلاص وقال: وهذه الأفعال كلها للرياء، والسمعة فيحترز عنها لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ۲/۲۴۰، ۲۴۱، سعيد)

وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد، ۴/۸۱، رشيديه)

(۲) شفاء العليل وبل الغليل في حكم الوصية بالمخلفات وتنهائيل، في مجموعة رسائل ابن عابدين، ص ۱۳۲، سهيل اكيدمي)

الجواب حامداً ومصلیاً:

کوئی بھی نیک کام کرکے بغیر کسی ایسی پابندی کے جس کا شرعاً ثبوت نہ ہو ثواب پہونچادینا درست ہے، شرعی طریقہ پر صدقہ کرنے سے جو ثواب حاصل ہو، وہ مردہ کو پہونچتا ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

درگاہ میں آئے ہوئے ایصالِ ثواب کے پیسے کا مصرف

سوال [۵۹۷۰]: ہمارے ضلع میں بہت بڑا درگاہ ہے، جو بہت مشہور ہے، جس کی روزانہ آمدنی کے لحاظ سے پانچ سو روپیہ سے بہت کم نہیں ہوتا ہے، لوگ فاتحہ کرانے کے لئے پیسے درگاہ کے حوالہ کرتے ہیں، جو خادم کے قبضہ میں آتے ہیں، ان خادم کے پاس جو پیسے کہ ایصالِ ثواب کے لئے آتے ہیں، ان پیسوں کو کس طور پر استعمال کرسکتے ہیں؟ کیا ان پیسے کو دین مکتب کے اسکولوں کو یا ان کے کھانے والے اسکولوں پر خرچ کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اللہ کے نام پر غربا کو کچھ دے کر ایصالِ ثواب کرنا شرعاً درست ہے (۲)، اس قسم کا جو روپیہ درگاہ

---

(۱) "الأصل في هذه الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة" (الهداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ۱/۱۲۹، مكتبه شركت علميه ملتان)

"(ولهذا اختاروا) أي: القائلية في الدعاء: اللهم أوصل مثل ثواب ما أتيت إلى فلان، أما عند (أي الحنفية) فالواصل إليه نفس الثواب. وفي البحر: من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة كما في البدائع" (رد المحتار، باب الحج عن الغير، مطلب في القراءة للميت وإهداء ثوابها له، ۲/۲۴۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ۲/۵۱۳، رشيديه)

(۲) "الأصل أن كل من أتى بعبادة ما له جعل ثوابها لغيره وإن نواها عند الفعل لنفسه" (الدر المختار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ۲/۶۱۲، مكتبه فاروقيه كوئٹه)

"فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلاة كان أو صوماً أو حجاً أو صدقة أو قراءة القرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر، ويصل ذلك إلى الميت وينفعه"

کے نام سے صاحب کو دیا یا ہدیہ وغیرہ کا بھی دے سکتے ہیں اور دین کے دوسرے کاموں میں بھی صرف کر سکتے ہیں اور جو پیسہ ایصال ثواب کے نام پر دیا جائے اس کا ایسا اخراج کرنا درست نہیں، اس واسطے مناسب یہ ہے کہ دینے والوں کو پوری تفصیل کے ساتھ مسئلہ بتایا جائے کہ وہ اللہ کے نام پر دیں اور اس کا ثواب صاحب زر کو یا مرحوم کو پہنچا دیں اور اس روپیہ کا اختیار دینے والوں کو دے دیں کہ وہ ثواب کے لئے دین کے جس کام میں چاہیں صرف کیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح وکتبہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱۰/۹۵ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) راجع في الملاح شرح نور الايضاح: كتاب الصلاة، فصل في زيارة القبور، ص: ۴۲۱، ۴۲۲ (قديمي)
وكذا في البحر الرائق: كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳: ۵۰۴ (رشيديه)

(۲) قال الله تعالى: ﴿إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله﴾ (البقرة: ۱۷۳)

"الحلف في الدم: الذي يدفع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وسحوهم إلى عند ضريح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو باطل وحرام ... قال في البحر: ولا يجوز بحال من الأحوال لأحد ولا لأكله ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد: ۱: ۴۶۰، دار المعرفة بيروت)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصوم، فصل في البدع: ۲: ۵۴، (رشيدية)

(مروجہ صلوٰۃ وسلام کا بیان)

سلام پڑھنے کا طریقہ

سوال [۱۰۴۸۸]: سلام پڑھنے کا حکم ہے تو کیا کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جیسا کہ نماز میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے اور وہ سلام تحیاتی ہیں پڑھ کر پڑھتے رہے، اس نیت سے کہ یہ صلوٰۃ وسلام بذریعہ ملائکہ خدمت اقدس میں پیش کیا جائے گا، جو شخص روضۂ اقدس پر حاضر ہو، وہ اس امید سے پڑھے کہ خود اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے (۱) واللہ اعلم۔

درود شریف کے لئے مجلس منعقد کرنا

سوال [۱۰۴۸۹]: ہفتہ واری یا ہفتہ میں دو یا چار مجلس درود شریف قائم کرنا کیسا ہے؟ اور اس میں نعت شریف پڑھنا درود خوانی کرنا کیسا ہے؟ از روئے القائی جواب سے مطلع کیجئے گا۔

---

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائيا أبلغته" (شعب الإيمان، الخامس عشر، باب في تعظيم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وإجلاله وتوقيره، ۲: ۲۱۰، رقم الحديث: ۱۵۴۳، دار الكتب العلمية بيروت)

"عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام" (سنن النسائي، كتاب السهو، باب النسيان على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ۱: ۱۸۹، قديمي)

(وكذا في سنن الدارمي، كتاب الرقاق، باب في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ۲: ۳۰۶، قديمي)

الجواب حامداً ومصلیاً:

درود شریف اعلیٰ درجہ کی قربت اور بے شمار اجر وثواب کی چیز ہے، لیکن اس کے لئے مستقل مجلس کا منعقد کرنا ثابت نہیں، اپنے اپنے طور پر شب و روز میں جس سے جس قدر ہو سکے، درود شریف کا ہدیہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا کرے اور اس سعادت کو حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش میں لگا رہے، اس کے لئے مجلس منعقد کرنے کا ثبوت نہ حدیث شریف میں ہے نہ آثار صحابہ میں ہے اور نہ اس کا ادلہ سے ثابت ہے، پس یہ کوئی شرعی چیز نہیں، جس طرح ایک سے ایک جلوس اور جھنڈے مختلف پارٹیاں مختلف مواقع پر نکالتی ہیں، اسی طرح یہ جلوس اور جھنڈا بھی شروع کر دیا گیا، کتب حدیث وفقہ میں یہ کہیں نہیں، اس کو ثواب اور قربت کی چیز سمجھنا غلط اور ممنوع ہے۔

خصوصیت سے رافضی محرم کے موقع پر اپنا جلوس نکالتے ہیں، جس میں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن پر شب وشتم وتبرا کرتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح کرنے پر فساد ہوتا تھا، ایک دفعہ ایک شخص نے آیت ﴿محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم﴾ (۲) پڑھ دی، جس پر زبردست ہنگامہ ہوا حتیٰ کہ اس آیت پر تقریر کرنا ممنوع ہو گیا تھا۔

اس پر حضرت مولانا عبدالشکور رحمہ اللہ تعالیٰ نے قانونی چارہ جوئی کی، جس کی وجہ سے ان کو جیل بھی جانا پڑا، ان کا کہنا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف قرآن پاک میں مذکور ہے اور وہ واجب الاحترام ہیں، ان کی تعریف تو جرم ہو جائے اور ان کو گالیاں دینے کی عام اجازت ہو، یہ کتنا بڑا ظلم ہے، اللہ پاک نے

---

(۱) في القول البديع للإمام السخاوي رحمه الله:

"من أوجب شعب الإيمان الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم محبة له، وإثابة لحقه، وتوقيرا له، وتعظيما، والمواظبة عليها من باب أداء شكره صلى الله تعالى عليه وسلم وشكره واجب لما عظم منه الإنعام الخ". (محل الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ص: ۸۳، مؤسسة الريان)

"عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن الناس يوم القيامة أكثرهم علي صلاة". (سنن الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ۱: ۱۰۰، معيد)

(۲) (الفتح: ۲۹)

جواز پر استدلال کرنا اللہ تعالیٰ کو اقتدس کی سیرتی دی اور غرض سے نا جانا پندرہ روز تک جلسہ کرنے، جلوس نکالنے، مدح صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے اجازت ہوگئی، ان کی اس جدوجہد کو مسئولہ جلوس اور جلسے سے کیا نسبت اور جہاں مدح صحابہ کی مخالفت نہ ہو اور مفترات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف گالیاں سے بھرے ہوئے جلوس نہ نکلتے ہوں تو وہاں جلوس ممنوع ہوگا۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۲/۸۹ھ۔

نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا

سوال [۹۷۹۹]: کھڑے ہو کر نیک وقت دعا میں آدمیوں کا سلام پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ سلف صالحین سے منقول نہیں، نہ کسی دلیل سے ثابت ہے، یہ بدعتی کا طریقہ ہے(۱)۔ فقط۔

نماز کے بعد اجتماعاً صلوٰۃ وسلام پڑھنا

سوال [۹۸۰۰]: مسلمان فرض اور سنت کی پابندی اور جمعہ کی چھوڑ کر یوم الجمعہ کو بعد نماز جمعہ مسجد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کی ادائیگی باجماعت جہراً پڑھنے کو فرض عین کا درجہ دیتے ہیں، صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر اگر ٹوکا جائے تو ہنگامہ کرتے ہیں، اس صورت میں اس کا حل کیا ہے؟

---

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من احدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ص ۳۸۰، قديمي)

"قال العلامة الطيبي رحمه الله تعالى في شرح هذا الحديث: أي: أنشأ واخترع وأتى بأمر حديث من قبل نفسه (ما ليس منه) أي: رأيا ليس له في الكتاب والسنة شاهد ظاهر أو خفي، (فليرفع أو مسقط (فهو رد) أي مردود على قائله كائنا من كان" (فيض القدير: ۱۰/۵۵۹۲، رقم الحديث ۸۳۲۲، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ص ۳۶۵، رقم الحديث ۱۴۰، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (۱)، لیکن فرائض وسنن مؤکدہ کو چھوڑنا بہت بڑا جرم ہے، صلوٰۃ وسلام کے ذریعہ سے ترک فرائض کی برابر تو نہیں ہوگی، اس کا وبال، یا آخرت میں نہایت سخت ہے، خاتمہ اس سے خطرہ میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے خوش ہوں گے۔ پہلے فرائض کی پابندی کرے اور سنت مؤکدہ کو اختیار کرے اور حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا دین یہ ہے، اس کو ہر ہر سنت کی پابندی میں نافذ وجاری کرے، تب تو صلوٰۃ وسلام نے کثرت نور ہی نور ہے، لیکن صلوٰۃ وسلام کے لئے بھی اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ باوضو، باہتمام، بہتر پوشاک وغیرہ سے اس اہتمام سے پڑھا جائے کہ یہ بھی طرف سے غائب تباہی میں اس صلوٰۃ وسلام کو لے جا کر خدمت اقدس میں پیش کرتے ہیں، اور وہاں سے جواب بھی ملتا ہے (۲)۔

---

(۱) "عن انس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم علي صلوة". (سنن الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ۱/۱۰۰، سعيد)

"وعن حسين بن علي رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "البخيل الذي من ذكرت عنده فلم يصل علي". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهما، ۱/۲۳۱، رقم الحديث: ۱۷۳۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"عن أبي طلحة رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم جاء ذات يوم والبشر في وجهه، فقال: إنه جاءني جبريل فقال: إن ربك يقول: أما يرضيك يامحمد! أن لا يصلي عليك أحد من أمتك إلا صليت عليه عشرا، ولا يسلم عليك أحد من أمتك إلا سلمت عليه عشرا". (سنن الدارمي، كتاب الرقاق، باب في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ۲/۲۰۰، رقم الحديث: ۲۷۴۳، قديمي)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي، حتى أرد عليه السلام". (سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ۱/۲۸۱، إمداديه)

"عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إن لله -

(۱) بدعت کا اطلاق ہر اس طریقہ پر کیا جاتا ہے جو متقدمین و متاخرین، مجتہدین اور اولیاء کاملین سے ثابت نہیں، اس طریقہ کو بدعت کہا جاتا ہے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین، عفا اللہ عنہ، ۹/ ۹۲ھ۔

روضۂ اقدس کے پاس عشاء کے بعد درود وسلام پڑھنا

سوال (۱۱۴۸): بعد نماز عشاء روضۂ اقدس کے پاس درود شریف پڑھنا یا سلام پڑھنا ممنوع ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ بعد نماز عشاء حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "راعنا" فرماتے ہیں، صلوٰۃ وسلام سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے، یہ کہاں تک قرآن و حدیث سے تعلق رکھتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صلوٰۃ وسلام روضۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہر وقت جائز اور موجب قرب سعادت ہے، یہ کسی وقت ممنوع نہیں، عشاء کے بعد ممنوع کہنا بے دلیل ہے (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ

ملتكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام" (سنن النسائي، كتاب السهو، باب التسليم على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱/ ۱۶۹، قديمي)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائياً أبلغته" (شعب الإيمان، ۲/ ۲۱۳، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "الحديث من ذكرت عنده فليحفظ (وزاد في الأعضاء يرفع الأعضاء يرفع الصوت جهراً في الجملة رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مكروه، وما يفعله الذين يدعون الوجد والجمعة لا أصل له، ويمنع الصوفية من رفع الصوت وتحريق الثياب" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل قطع الصلاة ۱/ ۵۱۹، سعيد)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱/ ۳۷۰، قديمي)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من صلى علي -

ریڈیو پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر درود شریف پڑھنا

مسئلہ [۱۱۱۱۰] کیا ریڈیو وغیرہ پر جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک آتا ہے اس کے سننے سے درود شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسے موقع پر ایک آدمی کو درود پڑھنا چاہئے جب چار میں اس کو ایک آدمی سنے اور ایک آدمی جب سنے اس کی نقل ہو جائے۔ ریڈیو میں جب اس کی آواز ہی ہے اسی آواز پر اسم مبارک کے درود شریف پڑھنا چاہئے [منقل]

---

* عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذکرت عندہ فلم یصل علی فدخل النار فابعدہ اللہ قلت نعم۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی، الفصل الثانی، ۱/۸۰ دار الکتب العلمیہ بیروت)

وعن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ما لعبد لم یصل علی حین یذکر لی حیاتہ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطہارۃ، باب محافظۃ الخطب، الفصل الاول ۱/۹۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

کم کثیر من ذکر بیک بحسان، واذکر الصلاۃ علیہ واجعلہا بالحسنی، فان صلاتک تبلغہ وہو علی حسبہ، والسلام معروض علی روح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (القول البدیع، الباب الرابع ص ۳۳۲ مؤسسۃ الریان)

(۲) کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارغم اللہ انف رجل ۲/۱۹۲، قدیمی)

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارغم اللہ انف رجل ۲/۱۹۲، قدیمی)

ارقم جزم بہذا القول أیضاً المحقق ابن الہمام فی زاد الخیر وذکر منتقی الدلیل انہا فی الصحیحۃ وابحاثہا کلما ذکر إلا أن یجعلہ التحسی فیستحب التکرار (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی بقیۃ الصلاۃ علیہ للمصلی ۱/۵۱۲ سعید)

پڑا رہتا ہے تاکہ [illegible] کا [illegible] علم۔

واللہ اعلم محمد ظفیر الدین عفی عنہ ۲۸/۱۰/۵۱ھ۔

[illegible]

www.ahlehaq.org

---

(۱) وكذا في التعليق الصبيح: كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وفضلها ۲/۲۰۱، رشيديه.

(۲) "بخلاف السماع على البعد، والتصدي لان ذلك ليس بقلاوة، وكذا إذا سمع من المجنون، لان ذلك ليس بقلاوة صحيحة لعدم أهليته لانعدام التمييز" بدائع الصنائع: كتاب الصلاة: فصل في بيان من تجب عليه ۱/۲۰۰، دار الكتب العلمية بيروت.

(۳) وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: باب سجود التلاوة ۲/۱۰۱، سعيد.

(۴) وكذا في الفتاوى العالمكيرية: كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر في سجود التلاوة ۱/۱۳۲، رشيديه.

(فرائض اور عیدین کے بعد مصافحہ کا بیان)

نماز کے بعد مصافحہ

سوال [۴۹۸۳]: نماز ختم ہوتے پر امام سے حضرے ہوکر لوگوں کا باتھ ملانا کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علامہ شامی نے اس کو بدعت قبیحہ لکھا ہے، اس لئے کہ قرونِ مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہیں اور روافض کا شعار ہے(۱)۔ فقط۔

عید کے بعد مصافحہ

سوال [۴۹۸۴]: اگر کہیں پر فتنہ کا خوف ہو تو وہاں عید میں مصافحہ گلے مل سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فتنہ کا خوف کیا ہے؟ کیا ماریں گے یا جیل بھیجیں گے؟ بہت سے بہت دو چار فقرے کہہ دیں گے، سو وہ

---

(۱) "ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط: أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال؛ لأن الصحابة رضي الله تعالى عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض. ثم نقل عن ابن حجر رحمه الله تعالى عن الشافعية: أنها بدعة مكروهة، لا أصل له في الشرع". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء: ۶/ ۳۸۱، سعيد)

"فإن صحل المصافحة المشروعة أول الملاقاة، وقد يكون جماعة يتلاقون من غير مصافحة، ويتصاحبون بالكلام، ومذاكرة العلم وغيره مدة مديدة، ثم إذا صلوا، يصافحون، فأين هذا من السنة المشروعة؟ ولهذا صرح بعض علمائنا بأنها مكروهة حينئذ، وأنها من البدع المدعومة". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة: ۹/ ۴۵۸، رشيديه)

وكذا في السعاية على شرح الوقاية، باب صفة الصلاة، فيل فصل في القراءة: ۲/ ۲۹۳، ۲۹۵، سهيل اكيدمي لاهور)

اب کہی کہتے ہیں، واللہ تعالیٰ علم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۸۶ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

(اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کا بیان)

نام مبارک پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا

سوال [۹۹۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نام پیغمبر پر انگوٹھوں کو چومنے کا حکم ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس مسئلہ [illegible] کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں ہے، البتہ [illegible] ثابت ہے(۱)۔

[illegible]

---

(۱) [illegible] في الدر المختار: ويكره تقبيل ظفره وتقبيل الخاتم الذي عليه اسم النبي ﷺ. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۱۹۸/۱، سعيد.

وحكى الحلبي في شرح منية المصلي "قيل" حكاية الحرمة عن بعض العلماء، ونوقع في ذلك ولا شيخ نرى في هذا في الدر المختار كما قال الطوفي بل كله موضوع

وقد قال المحدث في المقاصد الحسنة: ولا يصح في المرفوع من كل هذا شيء. المقاصد الحسنة، مع مقدمة، حرف الباء، رقم الحديث ۱۰۱۹، ص ۲۲۲-۲۲۳، دار الكتاب العلمية بيروت

[illegible] ثابت ہے [illegible] ثابت ہے [illegible] ثابت ہے [

(میلاد و سیرت کی محافل اور عرس کا بیان)

مروجہ میلاد کا حکم

سوال [۱۹۹۲]: آج کل جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں آپ کے تذکرہ کے لئے ایک محفل منعقد کرتے ہیں جس میں آپ کے دور کے دیگر انبیاء کے حالات بیان کئے جاتے ہیں خصوصاً آپ کے مولد کے وقت کے حالات کو بیان کرتے ہیں اور اسے باعث برکت سمجھتے ہیں اور مولود کے بعد آپ کی تشریف آوری کا اعتقاد رکھتے ہیں، تو ایسی مجلس کا منعقد کرنا کیسا ہے؟ اور اگر ہم آپ کی تشریف آوری کا اعتقاد نہ رکھتے ہوئے ایسی محفل آپ سے اظہار محبت کی بھی باعث برکت سمجھتے ہوئے بدعت سے خطرے ہو تو ہم علماء اور دیگر انبیاء تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ یا ہم محفل منعقد کرنے کا اہتمام نہ کریں، بلکہ بے اہتمام لوگ جمع ہو جائیں اور ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ و مبارکباد کہنے لگیں تو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک خواہ آپ کی عبادات نماز، روزہ، حج وغیرہ کا ذکر ہو خواہ عادات سونے، جاگنے، چلنے، پھرنے وغیرہ کا ذکر ہو خواہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا ذکر ہو، بلکہ آپ کی کوئی بھی نشانی، زرہ وغیرہ یا عرس ذات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی کسی چیز کا ذکر ہو بلاشبہ باعث خیر و برکت اور موجب اجر و ثواب ہے(۱)۔ جب تک اس میں کوئی قبیح بدعت یا خلاف شرع امور داخل نہ ہو جائیں اور دیگر ظنی شرائط سے پاک صاف ہو۔ درود شریف اور سلام کے فضائل بے شمار احادیث میں مذکور ہیں (۲)۔

---

(۱) کیف (کیسے) کوئی عاقل میلاد کو بدعت کہہ سکتا ہے جبکہ یہ ذکر ولادت آپ کا مثل دیگر عبادات کے مندوب ہے۔ (مواهب فاطمة، ص ۴، دار الاشاعت)

(۲) "عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه، ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: من صلی علیّ واحدة، صلی الله علیه عشراً" (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعد التشهد، قدیمی)

قرآن پاک میں بھی یہی حکم ہے (۱)۔

آج کل جشن میلاد شریف کا جو فیشن چلا ہوا ہے اس میں بہت سی غیر شرعی چیزیں داخل ہو گئی ہیں اور اس نام سے جو مجلس کی جاتی ہے اس کی ابتداء ۹۰۰ھ کے بعد شہر اربل (۲) میں ہوئی تھی اس وقت سے علماء حق نے اس کا رد کیا ہے، چنانچہ علامہ محدث ابن الحاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدخل میں اس کی مذمت میں اس کے شرعی قباحتیں بیان فرمائی ہیں (۳)۔

خلاصہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا عقیدہ جس بے اصل اور بنیاد ہے، حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام آپ سے مختلف اوقات میں سوال کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آتے تو صحابہ کرام تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے، اس پر فرمایا گیا ہے کہ تم قیام مت کرو (۴)، جب ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود قیام سے منع فرمایا تو پھر اس تخیل میں قیام کیوں کر جائز ہے، جبکہ یہ حضور اقدس صلی

---

(۱) عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من صلى علي صلاة واحدة، صلى الله عليه عشر صلوات، وحطت عنه عشر سيئات، ورفعت له عشر درجات".
(سنن النسائي، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي: ۱/۱۹۱، قديمي)
(وسنن ابن ماجة، إقامة الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ۶۵، قديمي)

(۲) قال ابن خلكان: "إن لفظ الموالد يقصدون على النبي بأنهم النبيل صلوا عليه وسلموا تسليما". (الاعراب: ۲۶)

(۲) (الحاوي للفتاوي، حسن المقصد في عمل المولد: ص ۲۰۰، رشيديه)

(۳) (المدخل لابن الحاج العبكري، فصل في المولد: ۲/۲، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۴) عن ابي امامة رضي الله تعالى عنه قال: خرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم متكئا على عصا، فقمنا له، فقال: "لا تفعلوا كما يقوم الاعاجم يعظم بعضها بعضا". (سنن أبي داود، كتاب الادب، باب الرجل ينهض لرجل يعظمه بذلك: ۲/۶۷۰، مكتبه دار الحديث ملتان)
(وكذا في جمع الفوائد، باب العطاس والتثاؤب والمصافحة: ۲/۵۲۳، رقم الحديث: ۸۰۰۰، ادارہ القرآن كراچی)
(وكذا في مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث ابي امامة الباهلي: ۵/۲۵۳، رقم الحديث: ۲۲۳۶۶، دار احياء التراث العربي بيروت)

ملک والوں میں کوئی بھی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہیں تھا مگر جب آپ کو دیکھتے تھے تو قیام نہیں کرتے تھے(۱)۔ کیونکہ یہ قیام مروجہ اور تعالیت وعظ اور قرآن پاک وحدیث شریف کی ہدایات سنانے کے لئے لوگوں کو جمع کیا جائے، پھر صحیح حالات واکرامات اور ہدایات بیان کیا کریں اور زیادہ سے زیادہ اصلاح کی فکر میں لگ جائیں۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۲/۱/۸۷ھ۔

میلاد مروجہ اور ختنہ کی دعوت

سوال [۶۹۸۴]: لوگ میلاد کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ شب میں ختنہ کراتے ہیں، گویا کھانے میں میلاد اور ختنہ دونوں کی نیت ظاہر کردی جاتی ہے، ایسی صورت میں مولوی صاحب جو میلاد کے کھانے کے لئے مدعو ہیں کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ختنہ پر دعوت کو بدعت اور دعوت کرنا شرعاً ثابت نہیں(۲)، میلاد مروجہ میں بھی چند قباحتیں ہیں۔ مثلاً: اس میں جو روایات سنائی جاتی ہیں وہ اکثر محدثین کے نزدیک موضوع یعنی غلط ہیں، حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جو شخص ایسی بات منسوب کرتا ہے، جو کہ آپ نے نہیں فرمائی، اس کا ٹھکانا جہنم میں ہے(۳)۔ اس لئے ایسی مجلس نہ کی جائے، البتہ کسی محقق عالم کا وعظ کرایا جائے۔ جس میں ولادت

---

(۱) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: لم يكن شخص أحب إليهم من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، وكانوا إذا رأوه لم يقوموا، لما يعلمون من كراهيته لذلك". (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب القيام، الفصل الثاني: ۳۰۳/۲، قديمي)

وجامع الترمذي، أبواب الاستيذان والآداب، باب ماجاء في كراهية قيام الرجل للرجل: ۱۰۳/۲، سعيد)

(۲) "فأما الدعوة في حق فاعلها، فليست لها فضيلة تختص بها تعلم وورود الشرع بها" المغني لابن قدامة، كتاب الوليمة، حكم الدعوة إلى الختان والإجابة إليها: ۸/۸ ۱، دار الفكر)

(۳) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار". (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله -

شریف کو بھی ذکر واذکار، اوراد، اشغال، اقوال، خیرات، عبادات کا بھی ذکر ہوتا رہتا ہے، اس سے اتباع سنت کی توفیق ہوتی اور خلاف سے بچنے اور اپنی زندگی کو سدھارنے کی بھی توفیق ہوتی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

احمد گنگوہی عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۹۵ھ۔

الجواب صحیح: زین العابدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۹۵ھ۔

دعوت وصیلہ

سوال (۴۹۸۱): زید ایک مولوی صاحب کی دعوت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے یہاں شام کا کھانا کھا لینا، بیچ میں مولوی صاحب جاتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں اور زید کھلانے کے بعد طبیب خاطر مولوی صاحب کو کچھ پیش کرتا ہے، زید اپنی خوشی سے دیتا ہے مگر ایسے مواقع کے اندر مولوی صاحب کا کچھ لینے کا دل نہیں ہوتا ہے اور اس کے بعد رخصت کے وقت کچھ روپیہ دینے سے مولوی صاحب کو خوش کرتا ہے ان صورتوں کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور صلہ (انعام) کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محض خوشی وثواب کے لئے دعوت کرنا یا کچھ نقد دینا درست ہے مگر دعوت کرانے کا اس کو عادت بنانا شرعاً درست نہیں، اور دعوت کرنے والے کو مستقل طور پر دعوت کی تعمیل اور ماہانہ تنخواہ مقرر کرکے ملازم رکھا جائے تو یہ بھی ناجائز ہے(۱)،

---

(۱) "الاستئجار على الطاعات كتعليم القرآن والفقه والمدرس والواعظ لا يجوز اي لا يجب الاجر لهؤلاء الا عند الشافعي والمتأخرون على جوازه والحيلة ان يستأجر المعلم مدة معلومة ثم يأمره بتعليمه ولده" (الفتاوى التاتارخانية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الاجارة، نوع في تعليم القرآن والفرائض ۱۵/۳۸۹، زكريا)

(۲) كذا في سفيح الفتاوى الحامدية، كتاب الاجارة، مطلب استأجره ليؤم الناس ۲/۱۱۲، مكتبه قيمه مصر)

طریقہ مروجہ پر مجلس مولود منعقد کرنا، اور اس میں مولود خوانی کرانا شرعاً ممنوع ہے(۱) اور نبی کریم حضور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک جو محفل میلاد شریف میں ہوتا ہے، یا تعین تاریخ اور التزام وہیئت، وبالالتزام شکرات شرعیہ، بدون قیام فقائد، خواہ وہ آلات وادات ہو یا عبادات ومعاملات، جہاد، اکمال دفیہ دینا کفار ہے، بالاتر ہے، درست، باعث ثواب اور موجب خیر وبرکت ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "تنویر الحق"(۲) "المدخل"(۳) "براہین قاطعہ"(۴)۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/ ۱/ ۶۰ھ۔

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں چراغاں کرنا

س [۵۹۹۱] : ہمارے یہاں ربیع الاول (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے دن

---

(۱) وكذا في رسائل ابن عابدين، رسالة: شفاء العليل، ۱/ ۱۹۲، سهيل اكيدمي لاهور)

(۲) "والمولد والاذكار التي تفعل عندنا كثيرها مشتمل على خير، كصدقة وذكر، وصلوة وسلام على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ومدحه، وعلى شرط لم يرد نهي، لو لم يكن منها إلا وزيارة النساء للرجال الأجانب، وبعضها ليس فيها شر، لكنها قلت نادر، ولا شك أن القسم الأول مسوغ لقاعدة المقررة المشهورة أن درء المفاسد مقدم على جلب المصالح، فمن سمع ولم ير شرا فيما يفعله من ذلك فليس بمخاطب شرعا." (الفتاوى الحديثية، مطلب الاجتماع للمولد والأذكار وصلوات الخواتيم مطبوع عالم بترتب عليه شر وإلا فيستحب، ص: ۲۰۲، قديمي)

"فصل في المولد: ومن جملة ما أحدثوا من البدع مع اشتمالها على ما مر من أكبر العبادات، وإظهار الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد، وقد احتوى على بدع ومحرمات عديدة." (المدخل، فصل في المولد: ۲/ ۲، مصطفى البابي الحلبي مصر)

"والتوسع في الطيب بالمولد في المساجد، ومع اشتماله على الغناء واللعب الخ" (رد المحتار، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف: ۲/ ۴۳۱، سعيد)

(۲) تنوير الحق، ص: ۸۹، بحواله فتاوى محموديه: ۲/ ۲۲۵، ۲۲۶، ۱۲۱، والفاروق كراچي)

(۳) المدخل لابن الحاج المكي، فصل في المولد: ۲/ ۲، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۴) (براہین قاطعہ مجموعہ آثار مصطفیہ، مولفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری، رحمہ اللہ تعالیٰ، تتمہ میں تمہیدی طور پر رائج ہونے والی کئی رسموں کا مطلب، ص: ۴۹، دار الاشاعت)

www.ahlehaq.org

سمجھوں اور گھروں میں روشنی کرتے ہیں اور شیرینی تقسیم کرتے ہیں، کیا شرعاً درست ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ قرآن کریم، حدیث شریف، اکابر سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت نہیں۔ اس سے پورا اجتناب کیا جائے(۱)۔ البتہ یوم عاشورہ کے دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سبیل ونذر اور شہادت کی محافل منعقد کرنا

سوال [۱۱۹۰]: امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس نام لے کر اگر کوئی یہ کہے کہ نذر

---

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود: ۱/ ۳۷۰، قديمي)

"قال العلامة المناوي رحمه الله تعالى: أي: أنشأ واخترع، والذي يأمر حدثت من قبل نفسه (ما ليس منه) أي: وليس له في الكتاب أو السنة عاضد ظاهر أو خفي، ملفوظ أو مستنبط (فهو رد) أي مردود على فاعله لبطلانه" (فيض القدير: ۶/ ۵۵۹، رقم الحديث: ۹۳۳۳، مكتبه نزار رياض)

وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول: ۱/ ۳۶۵، رقم الحديث: ۱۴۰، رشيديه)

(۲) "عن أبي قتادة رضي الله تعالى عنه قال: سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن صوم الاثنين، فقال: فيه ولدت، وفيه نزل علي" (مشكاة المصابيح، كتاب الصوم، باب صيام التطوع، الفصل الأول: ۱/ ۱۸۱، قديمي)

(وصحيح مسلم، كتاب الصوم، باب استحباب ثلاثة أيام من كل شهر وصوم يوم عرفة وعاشوراء، والاثنين والخميس: ۱/ ۳۶۸، قديمي)

(وكذا في مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي قتادة الأنصاري رضي الله تعالى عنه: ۳۵/ ۳۰۵، رقم الحديث: ۲۲۰۳۴، دار إحياء التراث العربي بيروت)

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص ہے اور نہ تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ ہے، تو تنقیص و تفخر کا سبب ہی نہیں ان امور کو دلیل کرکے کسی خواص عالی مقام کے متعلق ذم سے منسوب کیا گیا ہے، وہاں تو سب اشتمال کر سکتے ہیں اور ذریت حسین کی تنقیص اشارات حسین سے مخل منقصت ہے اور ان کا قلم کرانا ان سے علوم بیت نبوت کے ورثہ کے ورثاء کو ان کا حق نہ ملنا اور قلم کرانا خود شاہزادی اور شہزادوں کے ساتھ ایسا سلوک حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذریت کے متعلق یہ بیان کرنے سے کہ ان میں منقصت پائی جاتی ہے یا پہلے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل بیان کئے جائیں، پھر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات ذاتیہ کی تشریح و روایت سے بیان کئے جائیں، کہ ان کی نسل کو کوئی ادنیٰ پیشہ کی وجہ سے کمتر نہیں سمجھتا اور ذرا بھی شبہ ہو تو شرح اتقیاء کا مسئلہ بیان کیا جائے، اس طریق سے تنقیص کرنے سے کچھ بالکل نقص نہیں ہوتا، ہاں کچھ نہ کچھ ان کو ان پاک خصائص کے ساتھ کچھ نہ کچھ مناسبت اور تعلق ضرور ہے، سخت مخالفت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ

---

(۱) "أفضل الناس بعد النبيين عليهم الصلاة والسلام أبو بكر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان ذو النورين ثم علي بن أبي طالب المرتضى رضوان الله عليهم أجمعين، هؤلاء الخلفاء الراشدون والأئمة المهديون لا يذكر أحد من أصحاب رسول الله إلا بخير".

وقال العلامة الشيخ علي القاري في شرحه "وفي شرح العقائد النسفية وعند السلف والظاهر أن رؤساء بكر لهم ذيل هاك ما حكموا بذلك، وكان السلف كانوا على هذا في تفضيل متضمن على علي رضي الله تعالى عنه حيث جعلوه من علامات السنة والجماعة لتقديم الشيخين وصحة الخلافة" انتهى الاكمال مع شرحه، ص ۲۱ ج ۱۲، (قديمي)

(۲) "عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ليس منا من ضرب الخدود، وشق الجيوب، ودعا بدعوى الجاهلية" (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب) ۱۷۰ ج ۱، (قديمي)

"أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "الصلاة والسلام تسع في موضع، ثلاثة منها واجبة وعليها سؤال من قطران ودرع من جرب". (صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب التشديد في الإباحة) ۱۶۳ ج ۱، (قديمي)

"عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم النائحة والمستمعة" (سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في النوح) ۴۰۲ ج ۲، (امداديه).

نام پر نذر کا عام مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس سے غیر اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے، شرعاً اس کی اجازت نہیں، غیر اللہ کے نام پر کوئی چیز دی جائے یا نذر مانی جائے، یہ سخت معصیت اور ایک قسم کا شرک ہے۔

بحر(۱) شامی(۲) وغیرہ میں اس کی تصریح ہے، لہٰذا اس سے پرہیز واجتناب کیا جائے، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب مقصود ہو تو ان کا کوئی بھی کام کر کے ثواب پہنچا دینا بہتر ہے(۳) مثلاً مسجد بنوا دی جائے، مسجد میں چٹائی بچھا دی جائے، پانی کا انتظام کرا دیا جائے، مدرسہ بنوا دیا جائے، قرآن پاک اور دینی کتابیں مدرسہ میں وقف کر دی جائیں، یا پڑھنے والوں کو سیدھی جائیں رائج کر دیا جائے، غریب حاجت مند کے کھانے کپڑے وغیرہ ضروریات کا انتظام کر دیا جائے، قرآن تسبیح نماز روزہ حج کر کے بھی ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔

غرض جس قدر بھی اخلاص سے ہو زیادہ فائدہ مند ہے۔ مروجہ طریقہ تو کسی طریقہ پر بھی نہیں کی جاتی ہے کہ اس روز حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیاسے شہید ہوئے تھے، لہٰذا پانی اور شربت پلایا جائے، حالانکہ ان کے پاس یہ پانی پہنچا ہے نہ شربت، نہ ان کو اس کی حاجت، ان کو جنت کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں ملتی ہیں، جن کے سامنے اس پانی

---

(۱) "وأما النذر الذي يقع كثيرا من العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض فيقول حاجة مقضية، فلله علي إن قضيت حاجتي، فعلي من الذهب ومن الفضة كذا، أو من الطعام كذا، أو من الشمع كذا، أو من الزيت كذا، فهذا النذر باطل بالاجماع لوجوه، منها أن المنذور للمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز، لأنه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق ومنها أن المنذور له ميت، والميت لا يملك ومنها أنه ظن أن للمخلوق تصرفا في الأمور دون الله تعالى، واعتقاد ذلك كفر". (البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في النذر ۲: ۳۰۰، رشيديه)

(۲) "الصحيح أن المنذور الذي يقع للأموات من أكثر العوام بأي صريح أو كناية الكرام تقربا إليهم، فهو بالإجماع باطل وحرام ولا يقصدون صرفها لفقراء الأنام". (الدر المختار، كتاب الصوم، ۲: ۴۳۹، سعيد)

(۳) "الأصل أن كل من أتى بعبادة ما، له جعل ثوابها لغيره كالصلاة، سواء كانت صلاة، أو صوما، أو صدقة، أو تلاوة، أو ذكرا، أو طوافا، أو حجا، أو عمرة، أو غير ذلك". (رد المحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ۲: ۵۹۵، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ۳: ۱۰۵، سعيد)

وكذا في الهداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ۱: ۲۱۶، شركت علميه)

[illegible]

[illegible]

۱۲/ربیع الاول پر عید الاضحیٰ کو ترجیح دینا

[illegible] ۱۲/ربیع الاول کے [illegible] قرآن وحدیث کی روشنی میں [illegible] ۱۲/ربیع الاول کو [illegible] اہمیت وفضیلت حاصل ہے یا عید الاضحیٰ کو کیوں کہ تمام مسلمانوں کی تقریر ہے کہ اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲/ربیع الاول کو ہوئی تھی اس لئے ۱۲/ربیع الاول کو [illegible]

[illegible] عید الاضحیٰ میں یا [illegible] ۱۲/ربیع الاول پر ترجیح دیتا ہے تو اس کا [illegible] حسن [illegible] ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عید الاضحیٰ کے متعلق حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ ایام کھانے پینے اور ذکر اللہ کے ہیں اور ان میں قربانی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلہ میں نیکی ملتی ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے اور قربانی کرنا ہر صاحب نصاب پر واجب ہے اور ۱۲/ربیع الاول کے متعلق [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible] اہل سے متعلق ثروت سے اپنے خاندان کو پوری طرح نہیں سنبھال سکتے تو ان کو اس کی اجازت ہے جس کے بارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے تھے (۱) اور فرمایا تھا کہ اس دن میری والدت ہوئی ہے (۲) اس تفصیل سے امید ہے کہ سوال خود بخود حل ہو جائے گا۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

[illegible] ابو الوفاء محمود غفرلہ، دار الافتاء، ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ۔

www.ahlehaq.org

---

(۱) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقسم بين نسائه فيعدل ويقول اللهم هذا قسمي فيما أملك فلا تلمني فيما تملك ولا أملك. سنن النسائي، كتاب النساء، باب ميل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ص ۳۲۵، دار السلام.

وسنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حبه يوم لأنس والجميس، ص ۱۴۹، دار السلام.

ومشكاة المصابيح، كتاب الصوم، باب تبويب الصوم، الفصل الثاني ۱/ ۱۸۹، دار الكتب العلمية بيروت.

(۲) أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مسح على رءوس الناس وأفال [أفبه] ولدت، وفيه ابن لي. صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ص ۳۷۸، دار السلام.

ومشكاة المصابيح، كتاب الصوم، باب صيام التطوع، الفصل الثاني ۱/ ۱۸۹، دار الكتب العلمية بيروت.

(مخصوص ایام کی مروجہ بدعات کا بیان)

شب ولادت میں رات بھر جاگ کر عبادت کرنا

سوال [۹۹۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ بعض علاقوں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یوم پیدائش اور شب معراج میں رات بھر مسجدوں میں گزارتے ہیں اور عبادت وذکر میں پوری رات بیدار رہتے ہیں اگر کبھی کسی مسجد میں نہ جائیں تو گھروں میں ہی رات بھر جاگتے اور ان راتوں میں پورا سونا بدعت جانتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ان راتوں سے پوری رات نفلی عبادت کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے یا نہیں؟ نیز اس خصوصی عبادت کا حکم کیا ہے؟ جبکہ اس واقعہ میں بخاری شریف کی یہ روایت شامل ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چاشت کی نماز کو بدعت قرار دیا جب لوگوں نے اجتماعی حالت میں کثرت سے اہتمام شروع کیا تو اس حالت میں عبادت کرنا کیسی بدعت میں تو داخل نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی زید الاحترامہ!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

یوم پیدائش یا شب پیدائش میں یا شب معراج میں بیدار رہ کر تمام رات خصوصیت سے عبادت کرنا، حضرات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں، جن راتوں میں مثلاً شب برات وشب عید وغیرہا میں بیدار رہ کر عبادت کرنا ثابت بھی ہے، ان میں بھی مسجد میں بجماعت اور پر شب بیداری کرنے کو فقہاء نے مکروہ وبدعت قرار دیا ہے، جیسا کہ مراقی الفلاح میں (۱۳۳۱) پر

---

(۱) ویکرہ الاجتماع علی إحیاء لیلۃ من اللیالی في المساجد وغیرھا، لأنہ لم یفعلہ النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا أصحابہ فأنکرہ أکثر العلماء من أھل الحجاز، منھم عطاء وابن مقاتل وفقہاء أھل المدینۃ وأصحاب مالک وغیرھم وقالوا: ذلک کلہ بدعۃ اھـ. مراقي الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل =

قصہ ہے کہ ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں ایک ہزار مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھوں گا، اس کی قید سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب صحیح: حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۳/۹۱ھ

شب برات وشب معراج میں لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت کرنا

سوال [۴۴۴۲]: شب برات وشب معراج میں بااہتمام بعد نماز عشاء مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت لاؤڈ اسپیکر پر کرنا اور اس کی آواز ساری بستی میں پہنچنا نیز اس کا ثواب میت کو پہنچنا شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس کی فضیلت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شب برات میں پوری رات جاگنے کی عبادت سے بعض اہل علم، یا اکثر علماء نے منع فرمایا ہے، اور اس وجہ سے کہ اس کی کوئی خاص فضیلت احادیث سے ثابت نہیں ہے، اگر چہ قرآن شریف کا زیادہ سے زیادہ حصہ تلاوت کرنا فضل ہے، لیکن بلند آواز سے پڑھنے میں دوسروں کا حرج ہے، نیز جو لوگ نماز پڑھنے والے یا وظیفہ پڑھنے والے کو تکلیف دیتے ہیں وہ آیت پڑھنے والے ہیں۔

شب قدر اور بعض دیگر شبوں میں قرآن عظیم الصوت میں پڑھنے سے بہت سے اس شب میں نفل پڑھنے والے اور وظیفہ پڑھنے والے یا نفل پڑھنے والے ہوتے ہیں، ایسے شب کو سب پر رکھنے سے ان کی شب بیداری ضروری ہے، لہٰذا ان کو تکلیف پہنچنے کا احتمال ہے، اور ان کی خلل میں خلل پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے، اگر جہاں آواز نہ پہنچتی ہو وہاں آواز سے پڑھنا یا لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو تو حرج نہیں ہے۔

في نخبة المسجد وصلاة التسبيح وإحياء الليالي عن ۲۰۲ قديمي.

أخرج ابن عساكر رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" وصحيح البخاري كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۱۰۷ ۳، قديمي.

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۲/ ۹۳، رشيديه.

وكذا في عمدة المستملي المعروف بالحلبي الكبير، ص: ۳۲۲، ۳۲۳، سهيل اكيدمي لاهور.

سے خواص (اہل اختصاص) سمجھا جاتا ہے، جس کا سبب قاری القرآن بنتا ہے، لہٰذا ان امور العامہ کے پیش نظر نفس سنت پر قرآن پڑھ کر دوسروں تک آواز پہنچانا درست نہیں ہے، نیز شب قدر اور شب برأت جتنی راتوں میں اجتماعی قرآن خوانی کو اہل سنت والجماعت نے مکروہ لکھا ہے، لہٰذا اجتماع چھوڑنا افضل ہے اور ایسا کرنے والوں کو ثواب کا باعث ہے۔ جس اجتماع شب بیداری نہیں کرنا چاہیے۔

"لا يقدر احد على الاجتماع لأجل الأفضل في قراءة القرآن." خلاصة الفتاوى الجنس" عالمگيري، ج ۱، ص ۳۱۶ (۱).

"ولو كان القارئ واحدا في المكتوبة يجب على الجار ان لا يستمع، حتى يشتغل القارئ بما هو واجب، والواجب مقدم على العمل بخبر ان لم يرث الاستماع" عالمگيري، ج ۱، ص ۱۲۷ (۲).

"يخشى عليه ان يواظب على الاستماع وتمامه يكره (قاضي) أي لانه يكون سببا لاعراضهم عن استماعه او لانه يؤدي به بمداظبته وتقل محبوبه عن استماعه فاقتضى ان يجب التأخير على قاضي زاده ان ترك جمعة جمعوا فيها ان سماع القرآن فرض عين" شامي شرح درمختار، ج ۱، ص ۵۷ (۳).

"وكره الاجتماع على احياء ليلة من هذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها لانه لم يفعل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وأصحابه

---

(۱) الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع من آداب المسجد والتسبيح والقراءة، ۵: ۳۱۶، رشيديه)

(۲) الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع من آداب المسجد والتسبيح والقراءة، ۵: ۳۱، رشيديه)

وكذا في الحلبي الكبير، القراءة خارج الصلاة، ص ۴۵۹، سهيل اكيدمي لاهور)

(۳) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ۱: ۵۳۶، سعيد)

فما ذکرہ أکثر العلماء من أهل الأعصار". مراقي الفلاح شرح نور الإیضاح، ص: ۳۲۶(۱). فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۸/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: نعمہ اللہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

شب برأت کو جمع ہوکر عبادت کرنا

سوال[۱۹۵۴]: شب برأت میں بعد نماز مغرب قرآن خوانی ہوتی ہے اور شیرینی تقسیم ہوتی ہے، تقریباً ہوتی ہے، لوگ قبرستان جاتے ہیں، شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شب برأت میں نوافل پڑھنا، تلاوت کرنا، پہلے سے قبرستان جاکر اموات کے لئے دعائے مغفرت کرنا تعدد بات اور مفید ہے۔ کارِ ثواب ہے، لیکن اس کے لئے اجتماع کرنا اور اس کو تقریب بنانا غلط ہے(۲)۔ ۱۵/ شعبان کو روزہ رکھنا بھی روایت میں ہے(۳)۔

---

(۱) حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، کتاب الصلاة، فصل في تحیة المسجد وصلاة الضحی وإحیاء اللیالي، ص: ۳۰۲، قدیمی)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۹۳/۲، رشیدیہ)

(۲) "وبکرہ الاجتماع علی إحیاء لیلة من اللیالي في المساجد وغیرها، لأنه لو یفعله النبي صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ولا أصحابه، فالکراهة أکثر العلماء ... وقالوا: ذلک کله بدعة اهـ". (مراقي الفلاح، کتاب الصلاة، فصل في تحیة المسجد وصلاة الضحی وإحیاء اللیالي، ص: ۳۰۲، قدیمی)

"عن عائشة رضي اللہ تعالیٰ عنها قالت: قال النبي صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد". (صحیح البخاري، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود: ۳۷۰/۱، قدیمی)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۹۳/۲، رشیدیہ)

(وکذا في عمدة المستملي المعروف بالحلبي الکبیر، ص: ۴۳۳، ۴۳۴، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۳) "عن علي رضي اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: إذا کانت لیلة النصف =

شب برأت کے اعمال، حلوا وغیرہ

سوال [۹۹۲۵]: ۱۔ یہاں پر علاقہ کو یکن (چاول کے ملک میں) شعبان کی ۱۵/تاریخ کو عید سمجھ کر ثواب کی نیت سے چاول کا حلوا بنایا جاتا ہے، تو ایسا حلوا بنانا جائز ہے یا نہیں؟

۲ یہاں ایک عالم صاحب کا قول ہے کہ ۱۵/تاریخ کو شعبان کو ہلکی غذا کھا کر اس رات کو مسجد میں آنا جائز ہے، یعنی چاول کا حلوا ہلکی غذا ہے، یہ کہنا سچ ہے یا غلط؟

۳ بہت لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ رسم حلوا ہمارے بڑے بزرگوں کا ہے، اس کو ہم ثواب کی نیت سے کرتے ہیں تو یہ رسم شعبان میں کر سکتے ہیں یا نہیں، جائز ہے یا ناجائز؟

۴ اس عالم کا قول یہ ہے کہ خطبۂ واعظ الحسنات اور بہشتی زیور اور دوسری فقہ کی کتابوں میں جو لکھا ہے کہ حلوا پکا کر کھانا منع ہے، یہ قائل سنت نہیں ہے، یہ اختلافی مسائل ہیں، ایسی کتابوں کو باہر مت نکالو، یعنی مت پڑھو، مجھے قرآن کے ثبوت کی ضرورت ہے، ایسے عالم کے لئے آپ کا کیا کہنا ہے؟ یہ کس عقیدے کا ہے؟

۵ ... جو عالم قرآن ہی کو سند مانتا ہے اور دوسری کتابوں کو مانتا نہیں، اس کے لئے فتویٰ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ ۔۔۔ اس کو عید سمجھ کر ثواب کی نیت سے چاول کا حلوا بنانا بے اصل اور غلط ہے(۱)۔

= من شعبان، فقوموا ليلها، وصوموا يومها ... فإن الله تعالى ينزل فيها لغروب الشمس ... الخ". (سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان" ۱/ ۹۹، قديمي)

(ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، ص: ۱۱۵، قديمي)

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها: من أحدث في أمرنا مالیس منه فهو رد". (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود: ۱/ ۳۷۰، قديمي)

"كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه، فهو مكروه، كتعيين السورة للصلاة وتعيين القراءة بوقت". (تنقيح الفتاوى الحامدية، مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة، مطلب: كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال: ۴/ ۳۷۷، المكتبة الميمنة، مصر)

"فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروه". (مباحة=

۲ اس نوشتی کتنا ثابت ہے، البتہ اس سے اتنا تو دلائل پر غور و تدبر کرنا، دعا کرنا ثابت ہے(۱)۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ قبر ستان میں کثرت کی طور پر جانا بھی ثابت ہے، وہاں بھی مجمع نہ کیا جائے۔

۳ جو رقم علماء کو اگر چندوں سے کئی ہو، وہ قابل ترک ہے(۲)۔

۴ کسی چیز کو ثواب سمجھنے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے، ان عالم صاحب سے دریافت کیا جائے کہ ان کو اس کی دلیل سے ثابت ہے، شرعی دلیل چار ہیں: قرآن پاک، حدیث شریف، اجماع، قیاس مجتہد(۳)۔

جو چیز ان میں سے کسی دلیل سے ثابت نہ ہو، وہ ثواب نہیں، عبادت نہیں، اس کے حاصل ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ پس ہر شخص ایک چیز کو عبادت سمجھے اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے۔

= تفكروا في الحفر ما ذكر. الباب الأول: تحت الثاني والأربعون، ص ۳۴۲، مجموعه رسائل اللكنوي، ج ۲، ص ۲۹۳، (إدارة القرآن)

(۱) عن علي رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان، فقوموا ليلها وصوموا يومها، فإن الله ينزل فيها لغروب الشمس إلى سماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له؟ ألا مسترزق فأرزقه ... الخ، (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، ۱: ۱۱۵، قديمي)

وعن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب ما جاء في قيام شهر رمضان، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ص ۹۹، قديمي)

(۲) واجع إلى الحاشية

(۳) "فإن أصول الفقه أربعة: كتاب الله، وسنة رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم، وإجماع الأمة، والقياس" (أصول السرخسي، ص ۱، قديمي)

"اعلم أن أصل الشرع لغة والأصول جمع أصل ... والمراد بها ههنا الأدلة والشرع إن كان سمعي المشروع فالأدلة فيه للحس إن دلالة لأحكام المشروعة ... الكتاب، والسنة، وإجماع الأمة، والأصل الرابع القياس" (نور الأنوار، ص ۵، سعيد)

"فإن أصول الشرع ثلثة: الكتاب والسنة وإجماع الأمة والأصل الرابع القياس المستنبط من هذه الأصول ... الخ" (الحسامي، ص ۴، قديمي)

www.ahnafmedia.org

۵ یہ حدیث تو کسی تکلیف کی نہیں کہ اس کو واجب یا مستحب کہا جائے، یہ تو ایک واقعہ ہے جس کو بیان کرنا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعہ سے ثواب حاصل ہوتا ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) دار الافتاء دار العلوم دیوبند، ۲۹/۹/۸۹ھ۔

(۲) دار الافتاء دار العلوم دیوبند، ۲/۱۰/۸۹ھ۔

شب معراج کی رسوم

سوال [۱۴۴۱۹]: ہمارے یہاں تک معراج میں چند باتیں خصوصی طور پر کرتے ہیں، وہ یہ ہیں، ان میں صحیح اور غیر صحیح کو واضح فرمائیں۔

ان رات مجلس کے اندر کسی سے کوئی چیز نہ لی جائے اور نہ دی جائے، ایسی ممانعت کرنا کیسا ہے؟

۲ اس رات میں روزہ رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، بعد اس کے نفل میں مشغول ہوتے ہیں، ان میں ایک نفلی یہ ہوتی ہے کہ اس رات میں نوافل یا قضائے عمری پڑھتے ہیں، اس میں ثواب کی کثرت سمجھتے ہیں، اگر عام رات اس نیت سے نفل پڑھے تو کیا ثواب ہوگا؟ اگر نہ ہوگا تو اس رات میں کیا ہوگا؟ اس رات کی عبادت کی کوئی خاص حدیث ہے؟ اگر حدیث میں اس رات کو خصوصی طور پر آنا ہے تو کیا شب قدر یا شب معراج کے متعلق کہی آیا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

---

(۱) وفي الخلاصة لو رد حديثا هل يصير به كافرا يكفر وقال لم أعلم أن كان هو أو لم أدر يكفر، قلت هذا هو الصحيح لأن الكافر رد حديث الآحاد من الأخبار على وجه الاستخفاف و الاستخفاف بالأخبار واضح. الطف الأكبر، فصل فيما يتعلق بالكفر و الإسلام، ص ۱۶۲، قديمي.

أقول ظاهر كلام المصنف الاكتفاء بمجرد رواي الإجماع، فالمفهوم من كلام غيره من الشراح ... وهو ما جزم به الحصكفي على ما في الشرنبلالية من أنه يكفر لنوعه قطعا، لأن مناط التكفير وهو التكذيب أو الاستخفاف عند ذلك يكون أمرا واضحا لم يعلمه إلا الآحاد أن يذكر له أهل العلم ذلك فيلج. رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في حكم الإجماع ۴/۲۲۴، سعيد.

و حكمه في الأصل أن ثبوته ظني على سبيل الظن، يعني أن الإجماع في الأمور الشرعية في الأكثر ظني و لقطعي لكثير جدا ... إلخ. نور الأنوار، باب الإجماع، ص ۲۲۱، سعيد.

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱، ۲ نوافل کا پڑھنا جو شب میں ہو ثابت اور موجب ثواب ہے۔ شب معراج میں پڑھنے پر زیادتی ثواب کی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، دیگر یہ کہ استحباب ثابت ہے زیادہ ہتیاں جانا مالک ہے، جس کی ممانعت ثابت نہ کور ہے (۱) اس کی تعیین بھی ثابت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح والعبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳-۹-۹۹ھ۔

۲۷ رجب اور ۱۲ ربیع الاول کو تقریر اور جلسہ

سوال [۱۹۹۰]: شب معراج میں بعد نماز عشاء تقریر ہوتی ہے، معراج شریف کے بیان پر روشنی ڈالی جاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے یا بدعت و ممنوع ہے؟

۲ ۱۲ ربیع الاول کو بھی بعد نماز عشاء تقریر ہوتی ہے اور قرآن کریم ختم کرکے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایصال ثواب کرتے ہیں، دودھ بانٹی میں بیچ کر آٹا لگائی جاتی ہے، پھر روٹیاں سب بچوں کو دیا

---

(۱) "من البدع المکروهة ما یفعل في کثیر من البلدان من إیقاد القنادیل الکثیرة العظیمة والسرف في لزال معروفة من السنة کثیرة الضرر من لمعان، فیحصل بذلک مفاسد کثیرة منها مضاهاة المجوس في الاعتناء بالنار في الإکثار منها، ومنها إضاعة المال في غیر وجهه ... وفي شرح المهذب للإمام النووي رحمه الله تعالیٰ: وصرح الشیخ الإمام رضي الله تعالیٰ عنه بأنه لایجوز أن یزاد علی سراج مسجد سواء کان في شهر رمضان أو غیره، لأن فیه سرفا کما في الذخیرة وغیرها" (تنقیح الفتاوی الحامدیة، فوائد ومسائل شتی من الحظر والإباحة، مطلب من البدع المکروهة إیقاد القنادیل الکثیرة، ۲/۳۵۹، المکتبة الحقانیة)

"ومن المفاسد مایفعل في الجوامع من إیقاد القنادیل وترکها إلی أن تطفأ الشمس وترتفع، وغیر ذلک من التبذیر في کثیر منها، وأکثر مایفعل ذلک في لعید وهو حرام" (غمز عیون البصائر، شرح الأشباه والنظائر، الفنون في أحکام المسجد، ۲/۹۲، رقم ۳، ادارۃ القرآن کراچی)

"الاستصباح: إسراج السرج الکثیرة الموقدة عن الحاجة لیلة القمر، وربما تفعل في الأسواق والمساجد کما تعارف في أعیاد، هل یجوز؟ "الاستبشار": هو بدعة کما في خزانة الروایات عن القنیة" (تنقیح الحامدیة والمسائل، کتاب الحظر والإباحة، المتفرقات من مجموعة رسائل عبدالحي اللکنوی، ۲/۴۰۳، ادارۃ القرآن کراچی)

جاتا ہے، یہ بدعت کو کیسے ہے؟ الجواب تمہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ اس شب میں جو کچھ مخصوص عمل مسنون نہیں جیسا کہ عوام کا حال ہے وہ بدعت ہے اس کا عمل ہے، بلکہ اس رات سے کوئی چیز ایجاد نہ کی جائے (۱)۔

۲ حضرت نبی آخر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں عادت کا بیان فرمایا ہے وہاں عبادت ہے اور تقاضائے ایمان ہے، اس شب کے ساتھ اس کو خاص کرنا بدعت ہے، جو صورت سوال میں تحریر ہے، یہ قرآن کریم سے ثابت ہے، نہ سنت کریم، نبی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا، نہ ائمہ مجتہدین نے، لہٰذا یہ بدعت ہے، اس کی چیز کو ثواب اور قرب سے سمجھ کر عمل کرنا غلط ہے، اس میں شرکت نہ کی جائے، نرمی اور شفقت سے سمجھ کر اصلاح کی جائے، فقط واللہ تعالیٰ علم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵ شعبان ۱۳۹۰ھ۔

کون سی راتیں افضل ہیں؟

سوال [۱۰۹۵۸] شب بیداری کے لئے کتنی راتوں کی حدیث میں فضیلت آئی ہے؟ کیا شب معراج بھی ان میں داخل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

رمضان کے اخیر عشرہ کی، نیز ماہ ذی الحجہ، عیدین کی راتیں، عشرہ ذی الحجہ کی راتیں، نصف

---

(۱) "وتكره الاجتماع على إحياء ليلة من الليالي في المساجد وغيرها، لأنه لم يفعله النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا أصحابه، فذكروا أكثر العلماء ... وقالوا: ذلك كله بدعة اهـ" (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في نافلة المسجد وصلاة الضحى وإحياء الليالي، ص ۴۰۲، قديمي)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه، فهو رد" (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود: ۱/ ۳۷۶، قديمي)

(۲) كذا في المحمودية، (كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۶/ ۹۳، زكريا)

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

کتاب العلم

مایتعلق بطلب العلم

(طلب علم کا بیان)

قرآن پاک کی تعلیم کا ثواب

سوال [۱۰۰۰۱]: کوئی کسی کو قرآن پاک پڑھانے اور پڑھنے میں کامیاب ہو تو مجھ اس کو کیا فائدہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تعلیم کا ثواب تو ملے گا ہی، اگر اخلاص ہو(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیمیا

سوال [۱۰۰۰۲]: علم کیمیا(۲) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، اگر معلوم ہو جائے تو کرنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر واقعۃً کیمیا ہو جائے اور ظلم نہ ہو تو جیسے دوسری صنعتیں جائز ہیں یہ بھی جائز ہے، مگر ماہرین

---

(۱) "طلب العلم والفقه إذا صحت النية أفضل من جميع أعمال البر، وكذا الاشتغال بزيادة العلم إذا صحت النية لأنه أعم نفعا لكن بشرط أن لا يدخل النقصان في فرائضه". (الفتاوى البزازية، كتاب الاستحسان، ۶/۳۸۶، وشيده)

(۲) علم کیمیا وہ علم ہے جس کے ذریعہ سونا بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (فتح الملہم، ۱/۹۵۵، فیصل، دیوبند)

www.ahlehaq.org

سے عدم ادائیگی کے سبب کیسا ہے کہ کیا ہے کی گرفت ہوتی ہے اور اس شخص میں لگنے والوں کا حصہ پیسے والا لیتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ، دار العلوم دیوبند ۲ / ۳۷۸ ج ۸۔

اپنی بیوی سے تعلیم حاصل کرنا

سوال [۱۰۰۰۲]: کیا شخص اپنی بیوی سے تعلیم یافتہ ہے اور ہر ماہ تنخواہ پاتا ہے، کیا شخص اپنی بیوی سے تعلیم حاصل کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو شوہر کے ذمہ کیا واجب آتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بیوی سے تعلیم حاصل کرسکتے ہیں، جہاں تک استحقاق ہونے کا تعلق ہے، اس کا تعلق تو ان امور میں جہاں تک بیوی کا حق ہے، اور اس اعتبار سے اس کے ساتھ درست ہے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ، دار العلوم دیوبند ۲ / ۳۷۹ ج ۸۔

---

(۱) وفی الدر المختار: ولا یمنعها من حضور الجمعة والجماعة وکل ما هو من إقامة الدین بعد أداء الفرض، وفی الشامیة: قوله: بعد أداء الفرض، أی بعد أداء الفرائض الخمس، وقوله: وکل ما هو من إقامة الدین، أی کالعلم والوعظ، وقوله: ولا یمنعها من حضور الجمعة والجماعة، أی إذا لم یکن فتنة، وإلا فلها المنع

(علمی اصطلاحات اور عبارات کا حل)

سنن ہدیٰ اور سنن زوائد

سوال[۱۰۰۰۳]: کچھ اوپر ہوا اور چیزیں داہنی جانب سے شروع کرنا یا اور کام داہنی جانب سے شروع کرنا اور بہت سی سنتیں لکھی ہیں، تو مطلب یہ ہے کہ یہ سنتیں زائدہ ہیں، جیسے نماز، وضو وغیرہ میں بتایا ہے، یا سنت مؤکدہ یا مستحب یا زوائد ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ سنن زوائد ہیں، جب کہ ان کا تعلق عادات، معاشرات سے ہو۔ اور سنن ہدیٰ ہیں جب کہ ان کا تعلق عبادات سے ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۳/۹۴ھ۔

مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق

سوال[۱۰۰۰۴]: بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ حرام اور مکروہ تحریمی میں صرف دلیل کے اعتبار سے فرق ہے، یعنی حرام دلیل قطعی سے ثابت ہوتا ہے اور مکروہ تحریمی دلیل ظنی سے، کیا یہ قول صحیح ہے؟

---

(۱) "وهي نوعان الأول سنة الهدى كالجماعة والثاني الزوائد كسير النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في لباسه وقعوده فإن هؤلاء كلها لا تصدر منه صلى الله تعالى عليه وسلم على وجه العبادة بل على سبيل العادة" (نور الأنوار، فصل في أحكام المشروعة، بحث سنن الهدى والزوائد الخ، ص: ۱۲۷، سعيد)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السنة وتعريفها، ۱/۱۰۳، سعيد)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الطهارة، ۱/۳۱۰، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ قول صحیح ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۲/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: احمد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۲/۹۲ھ۔

تأویل

سوال[۱۰۰۰۵]: "کردمی تاویں بکر را خویش را تاویل کن بے ذکر و" اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شعر کا حاصل یہ ہے کہ اپنے ذہن اور مذاق کی وجہ سے الفاظ قرآن میں تاویل نہ کرو کہ اصل معنی کو بدل کر دوسرے معنی کو مراد لیتے گئے، بلکہ اپنے ذہن اور مذاق میں تاویل کرو کہ اس کو قرآن کے موافق بناؤ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۲/۹۲ھ۔

لفظ درست نہیں سے کیا مراد ہے؟

سوال[۱۰۰۰۶]: فقہاء جب لفظ "درست نہیں" بولتے ہیں تو اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟ اور مکروہ تحریمی جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی اجازت نہیں، مکروہ تحریمی ناجائز ہی ہے(۲)، یعنی ایسا کرنا جائز نہیں، بعض

---

(۱) "بيان ذلك أن الأدلة السمعية أربعة: الأول قطعي الثبوت والدلالة. الثاني قطعي الثبوت على الدلالة. الثالث عكسه. الرابع ظنيهما. فالأول يثبت الافتراض والتحريم. والثاني والثالث الإيجاب والكراهة لتحريم". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۳۷، سعيد)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة: ۴/۱۲۹، دارالمعرفة بيروت)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية: ۵/۳۰۹، رشيديه)

(۲) "كل مكروه حرام عند محمد، وعندهما: إلى الحرام أقرب". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: =

چیزیں ایسی ہیں کہ مثلاً نماز میں مشغول رہنا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی کرے تب بھی کہا جائے گا کہ نماز کراہت کے ساتھ ادا ہوئی، پھر بعض صورتوں میں فرض نہ ہونے کے باوجود ان کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۱۲/ ۱۴۲۱ھ۔

معذور و مجبور میں فرق

سوال [۱۰۰۰۰]: معذور و مجبور میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہمارے عرف میں معذور وہ ہے جس کے لئے ختم پر عمل کرنے میں مشقت بن زیادہ اضافہ نہ ہو، بلکہ معمولی ہو (۲)، جیسے کوئی شخص جنگل میں ہو، وہاں پانی موجود نہیں، وہ معذور ہے تیمم کے لئے۔ مجبور وہ ہے جس کے لئے [illegible] جیسے کوئی شخص کو کوٹھری میں بند کر دیں اور پانی اس کو نہیں دیتے (۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۱۲/ ۱۴۲۱ھ۔

= ۱ ـ ۳۳، سعید)

"الاشتغال بعمل اخر مکروہ کراھة تحریمه فانه فی نفسه، ویصح الطلاق اسیما الحرام علمه"

(البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ۲/ ۲۰۴، رشیدیه)

وکذا فی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ۲/ ۱۶۱، سعید)

(۱) "کل صلاة أديت مع کراهة التحريم يجب اعادتها، والمختار انه خلاف الاولى" (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۴۵۳، سعید)

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۳۲۳، رشیدیه)

وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فی بیان واجب الصلاة، ص ۲۴۸، قدیمی)

(۲) "العذر عند الحنفية: ما يتعذر عليه المضي على موجب الشرع إلا بمحض ضرر زائد"

في قول ابن حجر: "هو الوصف الطارئ على المكلف المناسب للتسهيل عليه" (القاموس الفقهي، حرف العين، ص ۲۴۵، ادارۃ القرآن کراچی)

وکذا فی قواعد الفقه، ص ۳۵، الصدف پبلشرز)

(۳) "قال ثعلب في فصيحه: حيرت الكسر فحيحته واحيرت فانا فهو نه حيرا في الأول واحارا في =

اباحت اور تملیک

سوال [۱۰۰۰۸]: اباحت اور تملیک میں کیا فرق ہے؟

محمد شمس الحق غفرلہ، از اول نہاوند، اعظم گڑھ

الجواب حامداً ومصلیاً:

تملیک ایک شئی ہے، جس سے تملیک شدہ انواع میں سے ہبہ، صدقہ، وقف، نظر، جزیہ، صدقہ فطر وغیرہ متعلق ہوتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۹/۹۴ھ۔

دور اور تسلسل

سوال [۱۰۰۰۹]: دور وتسلسل کی تعریف فرمائیے۔

محمد شمس الحق غفرلہ، از اول نہاوند، اعظم گڑھ

الجواب حامداً ومصلیاً:

الدور هو توقف كل واحد من المتضايفين على الآخر" كليات أبي البقاء، ص: ۳۳۰(۱)

التسلسل هو إما أن يكون في الآحاد المجتمعة في الوجود، أو يكون الثاني كالمتسلسل في المحمولات، والأول إما أن يكون فيها ترتب أولا، فالثاني كالمتسلسل في العلل والمعلولات والصفات الموجودة فإنها، والأول إما أن يكون على الترتب فيها كالتسلسل في العلل والمعلولات والصفات المجتمعة فإنها، أو يوجد كالتسلسل في الأجسام والتسلسل في جانب العلل فاعل بالتجلي،

= الثاني: فهو محصور من جهة ومحير من أخرى، قال في المغرب: جرد سمي أخيره لغة ضعيفة، ولهذا قيل متسلسل المحصور بمعنى المحير": حاشية شلبي على العيني، كتاب الصوم، فصل في العوارض ۳/۱۲۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) (كليات أبو البقاء، المسمى الكليات، الفصل الدال ۳۳۵/۲، منشورات وزارة الثقافة والإرشاد القومي، دمشق)

www.ahlehaq.org

فصاحت و بلاغت

سوال [۱۰۰۰۱]: بلاغت فصاحت کے کیا معنی ہیں؟ اردو میں آپ کی کوئی کتاب ہو تو بتلائیں۔

محمد شمس الحق گجرات، اول نباہان اعظم گڑھ

الجواب حامداً ومصلیاً:

واضح ہو کہ فصاحت کی تعریف میں [۱] کلام یا متکلم کی صفت ہونا اور [۲] کلام کا صحیح لغت و صحیح قواعد کے مطابق ہونا اور [۳] کلام کا مانوس ہونا اور [۴] کلام کا ہر قسم کے تنافر و ثقل سے پاک ہونا وغیرہ وغیرہ کئی قول ہیں، اور بلاغت کی تعریف میں [۱] کلام کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا اور [۲] کلام کا فصیح ہونا اور [۳] متکلم کا ملکۂ بلاغت سے متصف ہونا وغیرہ وغیرہ کئی قول ہیں۔ (۱)

کلام فصیح ہونے کے لئے جن چیزوں کی رعایت ضروری ہے ان کا بیان علم صرف و نحو میں ہے، اور کلام بلیغ ہونے کے لئے جن چیزوں کی رعایت ضروری ہے ان کا بیان علم معانی میں ہے، اور کلام کا فصیح ہونا علم بدیع میں بیان کیا گیا ہے۔ (۲) قرآن کریم

---

(۱) الکلیات لأبي البقاء أیوب بن موسی الحسیني الکفوي، فصل الفاء، ص ۶۷۱، مصطلحات وزارة الثقافة والإرشاد القومي، دمشق۔

(۲) "أما فصاحة الکلام فخلوصه من ضعف التألیف ومن التنافر ومن التعقید وأما بلاغة الکلام فمطابقته لمقتضی الحال مع فصاحته" (کلیات أبي البقاء، فصل الفاء، ص: ۶۷۵، دار الاشاعت کراچی)

"فالفصیح هو الکلمة السلامتها من تنافر الحروف ومخالفة القیاس والغربة، والفصاحة الکلام سلامته من تنافر الکلمات مجتمعة، ومن ضعف التألیف، ومن التعقید مع فصاحة کلماته، فالبلاغة الکلام مطابقته لمقتضی الحال مع فصاحته" (التروس البلاغة، مقدمة في الفصاحة والبلاغة، ص: ۱۰، ۱۱، قدیمی)

(۳) کذا في مختصر المعاني، مقدمة، تعریف الفصاحة في الکلام، ص ۱۷، ۱۲، ۲۵، بعنایه کوشه)

نسبت دیا ثابت کے اعلیٰ مرتبہ پر ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۳/۹۳ھ۔

ناری اور نوری میں فرق

سوال[۱۰۰۱۱]: اللہ جل جلالہ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو ملائکہ نے سجدہ کیا اور سردار (شیطان) نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ فرشتوں کی جماعت نوری، سردار (شیطان) کی جماعت ناری، تو نوری کا نام ملائکہ اور ناری کا نام کیا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس ناری کو نوری کا سردار تسلیم کرنے پر کون سی نص ہے، وہ لکھئے، تب اس کی وجہ تحریر کی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۳/۹۵ھ۔

"استعینوا علی أمورکم بالکتمان" کا مطلب

سوال[۱۰۰۱۲]: "استعینوا علی أمورکم بالکتمان" کا کیا مطلب ہے؟ مثال سے واضح فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو حاجت پیش آئے تو مخلوق سے نہ کہیے، اس سے پوشیدہ رکھئے، خالق سے کہئے کہ وہی خالق حاجت ہے، مثلاً بھوک لگے تو زید سے سوال کرنا نہ چاہئے، کسی کے سامنے ظاہر نہ ہونے دے کہ مجھے بھوک ہے۔ خالق

---

(۱) "إن إعجاز كلام الله إنما هو بهذا الطريق، وهو كونه في غاية البلاغة، ونهاية الفصاحة على ما هو الرأي الصحيح" (التلويح مع التوضيح، ص: ۱۰، نور محمد كراچی)

"إن وجه الإعجاز إنما يمكن في فصاحة ألفاظه وبلاغة عباراته، وجودة سكه، إذ هو في الدرجة العليا من البلاغة التي لم يجد مثلها". (البيان في عموم القرآن للعلامة الصابوني، الفصل الثامن إعجاز القرآن، آراء العلماء في الإعجاز، ص: ۵۱، المدونة العثمانية كراتشی)

عمل جوا ہی کی طرف سے انتظام ہوگا۔

فقط واللہ من حیث لا یحتسب ﷺ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۳/۸۹ھ۔

"تحفۂ مسئلہ" میں حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قیام کی تاویل

سوال [۱۰۰۱۳]: زید بعد میلاد قیام کرتا ہے اور حوالہ دیتا ہے "فیصلہ تحفۂ مسئلہ" کا کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مستحق ثواب ہے، نیز یہ فرمایا ہے کہ میں خود بھی قیام کرتا ہوں اور قیام کرتے ہوئے بہت لطف حاصل کرتا ہوں (۲)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

فقہی مسائل کے استنباط چار امور کی دلیل ہوتی ہے، کتاب، سنت، اجماع، قیاس مجتہدین (۳)۔ اگر کسی

---

(۱) (الطلاق: ۲)

"ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ﷺ فإنه اعترض بين المتعاطفين جيء به لتأكيد مناسبتي من الاحكام بالوعد على اتقاء الله تعالى فيها ... ويفرج عنه مايعتريه من الكروب ويرزقه من وجه لايخطر ولا يحتسبه الخ" (روح المعاني، الطلاق ۲/ سحت تأويل قوله ﷺ ومن يتق الله ﷺ الخ: ۱۳۵، ۲۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"روى الإمام احمد عن أبي ذر قال: جعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يتلو على هذه الآية ﷺ ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ﷺ حتى فرغ من الآية، ثم قال "يا اباذر لو أن الناس كلهم أخذوا بها كفتهم" وإذا كان الرزق وغيره من الأشياء لا يكون إلا بتقدير الله تعالى ولا يقع إلا بعلمه وفق علمه فليس للعاقل إلا التسليم للمقدر" (التفسير المنير، الطلاق ۲ ۲۸: ۳۰۲، ۲۰۰۵، دار الفكر بيروت)

(۲) (کلیات امدادیہ، فیصلہ تحفۂ مسئلہ، ص: ۸۰، دار الاشاعت)

(۳) "فإن أصول الفقه أربعة: كتاب الله، وسنة رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم، وإجماع الأمة والقياس" (أصول الشاشي، ص: ۵، فديمي)

"اعلم أن أصول الشرع لغة والأصول جمع أصل والمراد بها ههنا الأدلة والشرع =

ان میں سے کوئی قول یا عمل ایسا ثابت ہو، جس کے لئے چاروں دلیلوں میں سے کوئی دلیل نہ ہو، تو ان ولی کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے ان کے اس قول وفعل کے لئے کوئی حسن توجیہ کیا جائے اور اس کو خلاف شرع ہونے سے بچانے کی تدبیر کی جائے گی، یہ نہیں ہوگا کہ اس قول وفعل کو اصل قرار دے کر دلائل شرعیہ کو نظر انداز کر دیا جائے، قیام کرتے ہوئے لطف حاصل ہونا شرعی دلیل نہیں، جس سے فعلی سنت ثابت کیا جائے۔

فیصلہ: بہشتی مسئلہ کی اصل عبارت دیکھئے، اگر اس سے یہ ثابت ہو کہ شرعاً قیام کرنا چاہیے، تو اس کی وضاحت اس کے ضمیمہ میں دیکھئے، اس میں حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے۔

"نفس ذکر مندوب اور قیام بدعت ہے"۔

فتاویٰ رشیدیہ میں یہ مسئلہ متعدد مقامات پر مذکور ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۲/۷/۱۴۰۰ھ۔

"حفظ الایمان"، "تذکرۃ الرشید"، "براہین قاطعہ"، "بہشتی زیور" وغیرہ پر اشکالات کا جواب

سوال [۱۰۰۱۴]: ملا حظہ ہو:

مکرمی جناب مفتی صاحب اور دیگر علماء کرام حامیان دارالعلوم دیوبند دام ظلہم العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد عرض حال خدمت میں یہ ہے کہ ہم اہل مظفر نگر نگال ہیں، ہمارے علاقوں اور اطراف میں زیادہ تر اور اکثر لوگ ہمیشہ سے علماء دیوبند کے معتقد، معتمد، مقتدی ہیں، اس بناء پر ہمارے جملہ مسئلہ ومسائل اور فرق نقض اور فتاویٰ کو بلا چوں وچرا مانتے اور بسر وچشم تسلیم کرتے ہیں، لیکن ان دنوں میں چند مہینوں سے ہمارے اندر اختلاف شدید پیدا اور رونما ہو گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمارے اندر پہلے سے دو گروہ تھے، ایک شخص پیر پرست جن کو بس پیر پر یقین ہی کافی ہے اور موجب نجات ہے، ان کو شریعت سے کوئی سروکار نہیں، صرف پیر صاحب ہی پر توکل اور بھروسہ ہے اور ان کو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے "یا غوث پاک!" "یا خواجہ پیا!" "یا

- إن كان بمعنى المشروع فالملاهو فيه لدعس في أدلة الأحكام المشروعة الكتاب والسنة وإجماع الأمة، والأصل الرابع القياس"۔ (نور الأنوار، ص: ۳، ۵، سعید)

(۱) فتاویٰ رشیدیہ، کتاب البدعات، ص: ۳۰۹-۳۲۸، سعید۔

مولیٰ [illegible] علی شکل شیطان [illegible] دلیل ہو۔

(۲) مرزا کو وہ صفت سلوک کا پسند اور حق الزام دین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلاف نے شیخ و پیر سے۔ لیف صاحب یہاں "کہ چند لوگوں کو مرید کرتے ہیں اور وہ صاحب نہ ہیں کہ ان کو دینی حقیقے سے کے پیر ہیں ان کے یہاں بدعت کفر شرک کی کئی باتیں ہیں، بلکہ بدعت اغروشرک ہی درحقیقت اپنے لئے دین حق اور طریق مستقیم سمجھتے ہیں۔ بقول غالب

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب تماشا اے اہل کرم دیکھتے ہیں

یا اسلام کے مدعی ہیں ان جانے

مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے آپ ہی ٹھیکیدار ہیں جتنے پیر پرست مشرکین بدعت گمراہ لوگ تھے ان کو صاف صاف ضلالت کی کتاب بنا کر سب کو ملحد بنانے کی جاری کر دیتے ہیں

جتنے مزار پیر ہیں اور ان کے کل معتقدین کافر مشرک ہیں ان

سے مرنا مرنا حرام ہے، ہیں ان کی بیویاں بیوہ کرنا ان کا مال لوٹنا اور ان کے بچے یتیم کرنا

یہ صاف ظلمی ہو رہے ہیں۔

اس عبارت میں تم کیا کیا دیکھ رہے ہو، کون سا حرف ہے جو قابل اعتراض نہ پاتے ہو؟ تم آپ خود سے سمجھ سکتے ہو، ہم کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی تردید میں کوئی کتاب لکھی گئی ہو تو ہمارے خبر نہیں ہے۔ پتہ پر ضرور بالضرور بھیج دیں گے۔ ان لوگوں کا صحیح صحیح مقابلہ کیا ہے اور ان کو صحیح جواب دیا جائے، اپنا کر لگن ہو تو اپنے کسی عالم فاضل صاحب کو سب ذیل مقامات میں بھیج کر گمراہ لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے جتنی [illegible] کاوش ہو سکے کریں، ہم ان شاء اللہ ہر طرح سے ضرور دینی امداد کریں گے۔ مگر ہماری ہیں ان ملاقات کی آپ ضرورت نہیں، اشتہار کر دیں تاکہ وہ صاحب ذیل جاوں پر آ کر خاص دینی اور مذہبی خدمات اور صحیح صحیح اسرار حقیقت لوگوں کو آگاہ کریں اور شیاطین خبر دار لوگوں کی اصلاح کر کے ساتھ ہی کر اصلی خدمات سے لے رہے ہیں۔

تدبیر سمجھنے کی نہیں ہوتی کہ نہیں خدا

ہوتا ایک وہ ہوتی کہ نہیں خدا

دین کیا ہے مہدی آخر زماں کو بھیجے
تاکہ ان کے ساتھ ہم زندہ کریں اسلام کو

اس بریلوی عقیدہ کا ایک آدمی ایک اشتہار چھپا کر ہمارے اطراف میں عموماً تقسیم کر رہا ہے، ملاحظہ کے لئے ایک اشتہار اور مع اس کا ردوا ترجمہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، آپ کو جو مناسب معلوم ہو کارروائی اور اقدام کریں ضروری ہو، اس کا بندوبست فرما کر ہمیں نہایت ہی ممنون و مشکور فرمائیں۔ بین نوازش ہوگی، ہم اس کے عملی جواب اور عملی اقدام کے منتظر ہیں۔ عملی کارروائی اور اس کے اقدام کے مواضع اور اس کے پتے

۱- شیخ کلکتہ خاص کر

۲- بوبور، ثانی تلیغین کی بڑی مسجد ضلع بیر بھوم

۳- موضع سنگھی ضلع نرد یوپور، ڈاکخانہ نرد یوپور ضلع بیر بھوم

۴- موضع خوانچی، ضلع بردوان ڈاکخانہ اندال ۱۵ میل بجانب شرق (ان مقامات میں بس اور ٹرین کی آمد و رفت ہے)۔ جواب کے لئے اس درخواست کے ہمراہ ڈاک ٹکٹ بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ فقط والسلام۔

العارض الحقیر: غلام مولیٰ ندوی نقشبندی امام مسجد چیتا باڑہ مسجد

پتہ مراسلات: ۱۲۵، بلنگ بر ٹی لین کلکتہ ۱۲ مورخہ فروری ۱۹۷۶ء۔

بریلوی فرماتے ہیں کہ ایک اشتہار کا بنگلہ سے اردو میں ترجمہ: "وہاں نجدی سے ہوشیار رہنے کا حکم ہے اس اشتہار کو چھپا کر بانٹ دو، ہم کو جنا کا ثواب ضرور ملے گا۔ انگریزوں کے دور ان حکومت میں وہ بندہ انگریز کا ایجنٹ تھا اور اس زمانے میں بھی مسلمانوں کے درمیان فتنے، فساد انگریز کا کام کر رہا ہے، ہندوستان میں وہابی اور نجدی فرقوں کو سرکردہ بنا رکھا ہے۔ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے کی وجہ سے کافر اور مرتد اور اسلام سے خارج ہو گئے ہیں اور اس فرقے کی مختلف کتابوں میں سے چند مردود اور مفسد عقائد کی تفصیل ذیل ہے اور مثال حسب ذیل ہیں

۱- "رسول اللہ جیسے علم غیب ہر ایک بچے اور پاگل یہاں تک کہ چوپائے جانور کو بھی ہے"۔ (حفظ الایمان از: اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

۲۔ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت عوام الناس کے لئے ہے، مگر عقل مندوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے"۔ (تحذیر الناس از قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

۳۔ "کمالیات امت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالیات کے برابر ہے، یہاں تک کہ کبھی کبھی ہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جاتے ہیں"۔ (تحذیر الناس)

۴۔ "جو کہ ناعاقل ہے اور ناواقف بھی ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ)

۵۔ "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان کا علم زیادہ ہے"۔ (خلیل احمد انبیٹھوی)

۶۔ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیوبند مدرسہ میں اور تعلیم حاصل کی"۔ (براہین قاطعہ)

۷۔ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوبندی ملا کے سے کھانا پینے آتے تھے"۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول)

۸۔ "کسی کو اللہ کی طرح شرک اور کفر ہے"۔ (بہشتی زیور از اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ)۔

۹۔ "علی بخش، حسین بخش وغیرہ نبی کو ہم رتبہ کفر اور شرک ہے"۔ (بہشتی زیور)

۱۰۔ "مخلوقات سے بڑے چھوٹے یہاں تک کہ نبی اور ولی بھی اللہ پاک کی شان کے مقابلہ میں بیکار سے بدتر ہیں"۔ (التقویۃ الایمان از اسمٰعیل دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اول ص)

دیوبندیوں کے کفر پر افتاء کی تفصیل اور توضیح کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے، البتہ عوام اس مسئلہ کے اشتباہ میں صرف اس قدر پر اکتفا کرتے ہیں، وہابی فرقہ کی تردید میں جو کتابیں شائع ہوچکی ہیں، ان میں سے کسی عالم کی چند کتابوں کا ذکر کرتا ہوں (حسام الحرمین، حسام الحق، حسام الاسلام، تصحیح الجواب، تحذیر، التحفیظات، جزاء الحیم وغیرہ) ان میں علماء حرمین، اعلام احمد قادیانی، قاسم صاحب نانوتوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی۔ ان پانچ شخصوں کو کافر، مرتد اور خارج از اسلام کہہ چکے ہیں، جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک وشبہ کرے گا، وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (حسام الحرمین ملخصاً)۔ وہابی نجدی دیوبندی فرقے کے اوپر ان مولویوں کو وہابی جانتے ہیں، لہٰذا تمام وہابی، دیوبندی، تبلیغی، اہل حدیث وغیرہ کافر ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان سے شادی بیاہ کرنا حرام ہے، وہابی دیوبندی سے بچنا ایمان بچانا ہے۔ فقط۔

خادم اہل سنت محمد عبد القیوم حقانی غفرلہ، دارالافتاء جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب صحیح مرشد آباد۔

نوٹ یہ مسئلہ اشتباہ بھی اسی کے ذیل میں منسلک ہے۔ بمورخہ ۲ فروری ۱۹۷۶ء۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

[illegible] سے عوام بے خبر رہتا ہے اور اس مسئلہ میں جس قسم کے اختلافات اس نے اذہان میں پیدا کئے ہیں [illegible] تقریباً ایک صدی پہلے کی ان [illegible] کی تردید میں درجنوں کتابیں لکھی گئیں۔ [illegible] سے بات [illegible] کے ہزاروں اشتہارات تقسیم کئے گئے [illegible] اس مسئلہ کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں [illegible] قدر [illegible] ہو چکے ہیں [illegible] روشنی کی طرح واضح ہیں [illegible] کی [illegible] حدیث پاک کی [illegible] فقہ کے مسائل [illegible] اصول فقہ [illegible] دین اسلام کے [illegible] اس کی [illegible] آفتاب [illegible] آسمان پر [illegible]

آج [illegible] ہے جس [illegible] پر [illegible] اور [illegible] ہوا ہے [illegible] اور [illegible] ہوا ہے [illegible] اور [illegible] ہو رہا ہے مگر [illegible] اور [illegible] ہو رہے ہیں [illegible] مساجد [illegible] کی [illegible] ہو رہی ہے [illegible] اور [illegible] ہو رہا ہے اور [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] ہو رہی ہے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [

"لا یصیر الحرام حلالا بسبب" یہ سب "لا یحل" کی شرح اور توضیح کے لئے ہے میں شائع کی جاچکی ہیں۔

"لا یحل لأحد" میں یہ عبارت اس طرح متن عبارت سے بڑھا دیا ہے جس پر اصل کتاب میں دیکھ لیں ہے۔

۲۔ "تحفۃ الناس" کے مصنف حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی تین صورتیں لکھی ہیں اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کی ہیں اور لکھا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ کے اعتبار سے بھی خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہے اور وصف کے اعتبار سے خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کمال نبوت میں آپ سے بعد والی کسی نبی کی ذات آپ کی ذات مقدسہ کے اعتبار سے بھی آپ خاتم النبیین ہیں ختم نبوت کے جتنے طریقے تھے جب آپ کی ذات والا پر ان سب کا ختم کر دیا گیا تو اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس کے لئے جو آیات "حدیث" اور روایات متواترہ دیکھنی ہوں تو تحقیقات معلوم ہو۔

۳۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اسباب کی آڑی میں دو قسم کی قوتیں ہیں ایک قوت تامہ دوسری قوت ناقصہ، پھر ہر ایک کی دو دو صورتیں ہیں ایک "امر حسی" ایک "امر شرعی" جس میں قوت تامہ حسیہ "امر حسی" علی وجہ الکمال ہو دوسرا فی اس کے مقابل وہ ہے جو ناقص ہے اور جس میں قوت تامہ شرعیہ "امر شرعی" علی وجہ الکمال ہو دوسرا ہے۔

ان چار قسموں کے اثبات کو آیت کریمہ کی "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" سے تفسیر "النصف بقی" و "تفسیر النصف الباقی" و "تفسیر النصف الباقی" (صفحہ ۱۸) میں بیان کیا ہے، یہ مضمون بہت علمی اور دقیق ہے، بہت سے بڑے بڑے حضرات اپنے کو قاصر پاتے ہیں کہ دیکھنے میں ان کا عمل بہت قوی ہے، مجھے حضرت فقیہ النفس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی ایک مجلس میں چار آیات میں کر یہ ختم کیا ہے (۲) حضرت عبداللہ ابن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ بہت کثرت سے رکھے (۳)۔

---

(۱) (النساء: ۷۹)

(۲) "عن أنس بن مالك قال: قالت: مرالله عثمان بن عفان حيي فتوفي. فقد قتلتموه وربه ليحي الليلة ثلاثين في ركعة" (حلية الأولياء، عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه، ۱/۵۵، ۵۱، دار الفكر)

(۳) اس کی تفصیل کسی ان کے بارے میں تفصیلی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] [illegible] [illegible]

فتاویٰ عالمگیری (۱)، فتاویٰ قاضی خان (۲) فتاویٰ شامی (۳) وغیرہ میں کوے کی تحریم اور احکام مرقوم ہیں۔

ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ پر شائع شدہ ہے، جس میں ہندوستان کے بہت اونچے اہل علم، اہل فقہ، اہل فتاویٰ کے فتاویٰ مع الدلائل منقول ہیں، اس کا نام ہے: "فصل الخطاب في تحقيق مسئلة الغراب"۔

ایک جائز چیز کو ترک اگر حرام و ناجائز سمجھتے ہوں تو اس کی حرمت کی تردید کے لئے اس کو استعمال کرنا اور کھانا، تاکہ لوگوں کے عقیدے کی اصلاح ہو جائے اور وہ حلال کو حرام نہ سمجھیں، باعث اجر و ثواب بھی ہے۔

۵- یہ محض جھوٹ ہے: "براہین قاطعہ" میں کہیں ایسا نہیں لکھا ہے۔

۶- یہ بھی جھوٹ ہے: "براہین قاطعہ" میں کہیں بھی ایسا نہیں لکھا ہے۔

"براہین قاطعہ" بار بار چھپی اور چھپتی رہتی ہے، اس کو منگا کر دیکھ لیا جاوے۔

۷- "تذکرۃ الرشید" میں کہیں نہیں لکھا، اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوبندی علماء کے لئے کھانا پکانے آئے تھے۔

۸- جو شخص دہابی کا مفہوم سمجھتا ہے اور شریعت کے اصول سے بھی واقف ہے، اس کو تنبیہ نہ کرے گا، مثلاً کوئی شخص مصیبت میں مبتلا ہو جاوے، تو اے پاک سے دعا کرنے کے بجائے کسی کو پکارے کہ اے فلانے جن یا شیطان یا فلانے مردا مجھے اس مصیبت سے بچا، تو اس کی کہاں اجازت ہے (۴)۔

= الله تعالى، مكروه عند أبي يوسف رحمه الله تعالى. (قوله: وكذا الغراب) وهو غراب البقع لا يؤكل. والحاصل ذلك أن ما يأكل الجيف، فلحمه لمن المحرام. فيكون حرمها عادة، وما يأكل الحب ثم يرجع ذلك فيه، وما يخلط كالدجاج والعقعق فلا بأس بأكله عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى وهو الأصح" (الحماية شرح الهداية على هامش فتح القدير، كتاب الذبائح، فصل فيما يحل أكله وما لا يحل: ۹/۵۰۰، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الذبائح، الباب الثاني: ۵/۲۸۹، ۲۹۰، رشيديه)

(۲) (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصيد: ۳/۳۵۷، رشيديه)

(۳) (رد المحتار، كتاب الذبائح: ۶/۳۰۷، ۳۰۸، سعيد)

(۴) "وسمها أنه ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى، واعتقاده ذلك كفر". (رد المحتار، كتاب الصوم، مطلب الظن الذي يقع للأموات: ۲/۴۱۳، سعيد)

۹ خدا نے پاک کی جو صفت خاص ہے اس کو کسی غیر کی طرف منسوب کرنا یہ شریک فی الصفات ہے۔ مشرکین اللہ کے بندے ہیں، کسی کو غیر اللہ یا بندہ کہنا یا مثل سب اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں کسی ولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیدا کیا ہوا کہنا یا مثل سب کے گناہوں کو معاف کرنا اور بخش دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پھر یہ کہنا کہ فلاں گناہ ولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخش دیں گے فلاں کے گناہ ولی کو ضرور معاف کردیں گے اگر شرک نہ تصور اور عقیدہ ہے(۱)۔

۱۰ اس آیت پر جو اس طرح تشویش ظاہر کی ہے، اس کا مطلب یہی ہے تو اہل حضرت احمد رضا خان صاحب پر جو بلی نے اس آیت پر یوں کفر کا فتویٰ نہیں دیا کہ وہ بار بار کفر کے فتوے سے انکار کرتے ہیں، جب کہ وہ صراحۃً اپنی کتب میں تحریر کرتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ جو شخص ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے، پھر آخر میں لکھتے ہیں کہ ہم ان کو کافر نہیں کہتے، تو اپنے اس فتوے کی رو سے کافر نہ کہنے کی وجہ سے وہ خود کافر ہوئے یا نہیں؟

یہ سوال بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب سے بھی کیا گیا، بدر بریلوی بھی اور بدر بریلوی اشتہار اور اس پر رسائل بھی لکھے گئے اور آج تک ان کے متبعین سے سوال کیا جا رہا ہے مگر کوئی جواب نہیں آیا، اس مسئلہ پر مستقل تین چار کتابیں لکھی گئی ہیں، شائع ہو چکی ہیں، احقر راقم الحروف نے بھی تردید میں حسام الحرمین، غایہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے لکھی کتابیں شائع کی جا چکی ہیں، مطالعہ کیجئے

---

۱ وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في النفل، ۲: ۳۰۰، وشبيره؛

وكذا في نهر الفائق، كتاب الصوم، فصل في النفل، ۱: ۴۲۲، إعلاء؛

(۱) "والشرك أن يثبت مع الله سبحانه وتعالى شيئاً من الصفات المختصة كالتصرف في العالم بالإرادة الذي يعبر عنه بكن فيكون" أو العلم الذاتي من غير اكتساب بالحواس، ودليل العقل، والإلهام ونحو ذلك، أو الإيجاد بدعاء لمريض" (النور الكبير، ص ۱۹، مكتبه حبيبيه)

"فالشرك في الربوبية أن يثبت مع الله تعالى شيئاً من الصفات التي لا تعطى إلا للرب كالنفع الدافع الضار الرافع المحاسن الرافع المحامد، فمن شهد لمن يعطي أو يمنع أو يضر أو ينفع أو يعز أو يذل غيره فقد أشرك في ربوبيته" (مجموعة الفتاوى لابن تيمية، ۱: ۴۸، بيروت)

۲ وكذا في الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، النساء، ۴: ۱۶۹، ۲: ۱۷۰، دار إحياء التراث العربي بيروت.

www.ahlehaq.org

کے بارے میں تحقیق میں اگر اختلاف کے ساتھ اچھی یا بری رائے ظاہر کی جائے تو کیا حکم ہے؟ اور اس سلسلہ میں شرعی رہنمائی فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً: (دار العلوم دیوبند، ۱۲/۸/۱۳۸۰ھ)

ایضاً

سوال [۱۰۰۱۱]: ہمارے یہاں صوبہ بہار میں ۱۹۷۰ء میں ایک پرچہ شائع ہوا تھا جس کا ایک مختصر سا حصہ "پاکستان خلافت کی حقیقت اور تکفیری جماعت کی حقیقت" کے عنوان سے مشتمل شائع ہوا تھا، جس میں بہت سی باتیں قابل اعتراض تھیں، اس پرچہ کو ہم لوگوں نے ضائع کر دیا تھا، اب حضرت مولانا شریف علی قاسمی زید مجدہ خلیل کی کتاب "حفظ الایمان" میں اس کا ذکر ان عبارات کے ساتھ ہے کہ

"ظفر۔ حضرت مولانا اشرفی صاحب مدظلہ کے ذات مقدسہ پر ہم لوگوں کا حسن ظن تھا، یا ہونا چاہئے، کہ بحیثیت ایک مفتی کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک عالم کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک ولی کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مجاہد کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مفکر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مدبر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مصنف کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مترجم کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مقرر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مناظر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مبلغ کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مدرس کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک منتظم کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مربی کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مرشد کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مصلح کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مجدد کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مجتہد کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک محدث کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک فقیہ کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک محقق کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مدقق کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مفسر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مؤرخ کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک ادیب کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک شاعر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک صحافی کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مدیر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مبصر کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مقالہ نگار کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مضمون نگار کے ہوتا ہے، اور بحیثیت ایک مکتوب نگار

دوسرے بزرگ سے رجوع کر سکتے ہیں؟ اگر مرشد زندہ ہو تو کسی دوسرے بزرگ سے بیعت کر سکتے ہیں اور اس کے ذکر واشغال پر عمل کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی زید اخترامہ!

علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گرامی نامہ ملا۔ پڑھ کر آپ کی پریشانی کا حال معلوم ہوا، ایک مدت کا مستقل مشغلہ یہی ہے کہ وہ اہل حق علماء سے عوام کو بدظن کرتا رہتا ہے اور اس سلسلہ میں جس جس قسم کے اعتراضات اس کے امکان میں ہوتے ہیں، شائع کرتا ہے، تقریباً ایک صدی بیت گئی، ان اعتراضات کی تردید میں درجنوں کتابیں لکھی گئی ہیں، صدہا اخبارات میں جوابات دیئے گئے، ہزاروں اشتہارات شائع کئے گئے لیکن یہ طبقہ ہمیشہ اعتراضات کی تردید کرتا رہتا ہے، حق کی خدمت جس طرح دارالعلوم دیوبند نے کی ہے، وہ دوروز روشن کی طرح واضح ہے، قرآن کریم کی تفسیر، تراجم، حدیث پاک کی شروح، حواشی فقہ پر مسائل فتاویٰ، تزکیہ باطن، اصلاح نسب، وعظ وتذکیر، غرض دین اسلام کے ہر شعبہ میں اس کی خدمات نمایاں ہیں، جن کا انکار آفتاب پر خاک ڈالنا یا آسمان پر تھوکنا ہے، آج برصغیر کا کون سا خطہ ہے، جہاں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور پشمل موجود نہیں ہیں؟ جن کی بدولت باطل اور جہالت کی تاریکی دور ہو کر حق اور علم کی روشنی پھیل رہی ہے، بدعت کے بادل چھٹ کر سنت کا سورج طلوع ہو رہا ہے، مشرکانہ رسوم ختم ہو کر ایمانی اعمال جاری ہو رہے ہیں، قبر پرستی سے طبائع متنفر ہو کر مساجد آباد کرنے کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں۔

دارالعلوم کا یہ فیض بحمداللہ بڑھتا جا رہا ہے، جگہ جگہ دینی مدارس قائم ہو کر قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونج رہی ہیں، حلال وحرام کی تمیز قائم ہو رہی ہے، قدیم مدارس سے فارغ ہو کر فضلاء قوم کی ہدایت میں مشغول ہیں، اس باطل ان سب دینی احساسات کی بیداری کو دیکھ کر پریشان ہیں، بوکھلاہٹ میں جو جو نہ کرنا تھا، وہ کر رہے ہیں، لیکن بحمداللہ ان کے جھوٹ کا پردہ خود قوم چاک کر رہی ہے، سادہ لوح پڑھے لکھے صحیح دینی جذبہ رکھنے والے بھی فریب میں آجاتے ہیں اور اکابر اہل اللہ کی طرف سے بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، لیکن جب حقیقت حال پر ان کو اطلاع ہوتی ہے، تو فوراً اپنی بدگمانی سے توبہ کر لیتے ہیں، آپ دو در سالہ یہاں بھیج دیتے تو

ہوتو اس سے آپ کو شبہات پیدا ہوئے ہیں، ان کے تحریر کردہ اعتراضات کا جواب لکھوا کر تحریر کیا جاتا ہے، حق قبول کی توفیق دیں۔

(۱) سوال۔ اصل سوال یہ تھا کہ یہ علم غیب کی دو قسمیں مانتا ہے، ایک بالذات اس سے تو عالم الغیب خدا کے سوا کوئی متصف نہیں ہوسکتا اور دوسری قسم جو بعطاء عالم الغیب ہے مراد اصطلاحات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قاطع نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی ذریعہ عقل یا حس کامل نہ ہو، جیسے قولہ تعالیٰ ﴿قل لا یعلم من فی السموات والأرض الغیب إلا اللہ﴾ (۱) جیسے قولہ تعالیٰ ﴿ولو کنت أعلم الغیب﴾ (۲) وغیرہ وغیرہا آیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو، اس پر غیب کا اطلاق متناع قرید ہے، تو بالقرینہ مخلوق پر غیب کا اطلاق تو بعلم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا، قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت (۳) اور حدیث مسلم میں جھوٹی دعا دربی کہنے سے اسی وجہ سے وارد ہے (۴)، اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر علم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا، بعض

---

(۱) (النمل ۶۵)

(۲) (الأعراف ۱۸۸)

(۳) ﴿یا أیها الذین آمنوا لاتقولوا راعنا﴾ الرعي حفظ الغیر لمصلحته سواء کان بالغیر عاقلا أولا. وسبب نزول الآیة کما أخرج أبو نعیم في الدلائل عن ابن عباس رضي اللہ تعالیٰ عنه: أن الیهود کانوا یقولون ذلک سرا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وسب فیح ملتهم. فلما سمعوا أصحابه علیه الصلاة والسلام یقولونه أخذوا بها، فکانوا یقولون ذلک ویضحکون فیما بینهم، فأنزل اللہ تعالیٰ هذه الآیة. وروی أن سعد بن عبادة رضي اللہ تعالیٰ عنه سمعها منهم، فقال: یا أعداء اللہ علیکم لعنة اللہ، والذي نفسي بیده لئن سمعتها من رجل منکم یقولها لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، لأضربن عنقه. قالوا: ألستم تقولونها؟ فحرمت الآیة ونهي المؤمنون سدا للباب. وقطعا للأسف، وإبعادا عن المشابهة"

(روح المعاني، البقرة: ۱۰۴، ۱/۳۴۹، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

وکذا في تفسیر ابن کثیر، البقرة: ۱۰۴، ۱/۳۴۹، رشیدیه)

وکذا في جامع البیان للطبري، البقرة: ۱۰۴، ۱/۳۷۳، دار المعرفة بیروت)

(۴) "عن أبي هریرة رضي اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "لا یقولن أحدکم عبدي لمملوکه عبید اللہ ولکن لیقل: فتاي" ولا یقل أحدکم: "ربي" ولکن لیقل: "سیدي" (صحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب حکم إطلاق لفظة العبد والأمة والمولی والسید، ۲/۲۳۸، قدیمی) =

کے قبل کر دو تمہیں بیان فرمائی ہیں کہ زید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کس بنا پر کہتا ہے آپ کو عالم الغیب کا عالم مانتا ہے کہ کوئی چیز آپ کے علم سے خارج نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہر آپ کا علم برابر ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

اس کے خلاف ہے شمار نصوص (آیات) احادیث موجود ہیں، اگر ہر غیب کا عالم نہیں مانتا، بلکہ بعض غیب کا عالم مانتے ہیں کہ کسی چیز کا علم تھا اس کا نہیں تھا تو اس حالت میں یہ مقید عالم الغیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہی کیوں خاص قرار دیا جاتا ہے، جب کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی دینی چیز کا علم ہوتا ہے، دوسرے کو نہیں ہوتا اس کے اعتبار سے ہر غیب ہے، لہٰذا زید سب کو عالم الغیب کہے گا، پھر علم غیب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت دینی شمار کرنا کیوں پایا جاتا ہے، کیونکہ بعض غیب کے لئے تو سب دنیا بھی شرط نہیں، بلکہ انسان ہونا بھی شرط نہیں۔

لہٰذا زید کے قول پر دو خرابیوں میں سے ایک خرابی لازم آتی ہے، ایک صورت میں خرابی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دینا ہے، جو کہ شرک ہے (۱)۔ دوسری صورت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اتنی صفت کمال قرار دینا جس کے لئے سو میں دانسان ہونا بھی ضروری نہیں ہے، ان دونوں خرابیوں کی وجہ سے زید کے قول کو غلط قرار دیا ہے کہ جو بھی خرابی لازم آتی ہے وہ زید کے قول پر لازم آتی ہے۔

(۲) مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تو وہ قول نہیں ہے جو زید کا قول ہے، پھر زید کے قول پر جو خرابی لازم آتی ہے، اس کو مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کر کے تردید کی ہے، اس کو مولانا تھانوی کا قول قرار دینا

(وكذا في تفسير من كفر. انظر: ۱۰۳، ۲۲۹، وتصديره)

(ومشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأسامي، الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۷۶۰، ۲/ ۱۸۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "من عتقد نسبة علم الله تعالى ورسوله بكفر إجماعا. اهـ". (النور ضرعات الكبرى لملا علي القاري، ص: ۱۹۲، نور محمد)

"ولو لجملة كالعلم بالغيب أو غفر ما لله تعالى لا سبيل لعباد إليه". (شرح الشرح شرح العقائد، ص: ۳۲۳، مكتبه حقانيه ملتان)

"(اعتقاد يقدح) نحو (اعتقاد قدم العالم) بمعنى أن وجوده في وقت من الأوقات ليس بحادث". (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، ۴/ ۴۲۱، امجد اكيدمي لاهور)

سچ مکلم ہے، پوچھتا ہے، مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حفظ الایمان کی ایک شرح بھی لکھی ہے، اس کا نام ہے "اظہار الایمان" اس میں دریافت کیا تھا

"مولانا اندر شہر یوی یہ بیان فرماتے ہیں اور صاحب اظہر میں بھی آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور چارپائے کو حاصل ہے، اس لئے امور ذیل دریافت طلب ہے

۱- آیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں اس کی تصریح کی ہے؟

۲- اگر تصریح نہیں تو بطریق التزام بھی یہ مضمون آپ کی عبارت سے نکلتا ہے؟

۳- یا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے؟

۴- اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃ اور نہ عبارت ہے اور نہ آپ کی مراد ہے تو ایسے شخص کو جو ایسا اعتقاد رکھے یہ حضرات بشرح صدر کہہ سکتے ہیں کہ آپ اسے مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟

اس کا جواب حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔

"۱- میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔

۲- میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا، چنانچہ آخر میں عرض کروں گا۔

۳- جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا، پھر معلوم ہوا کہ یہ مضمون میری مراد کیسے ہو سکتا ہے؟

۴- جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا ایسا اعتقاد رکھنا صراحۃً یا اشارۃً یا دلالۃً کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں، اس لئے کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تکفیر کرتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔"

اور تفصیل سے دلائل اور نقل عبارات کے ساتھ زید کے اعتقاد کی تردید کی ہے، اسی حفظ الایمان میں موجود ہے کہ بعض لوگ نے جو علوم لازم اور شرعی بتلائے ہیں، وہ آپ کو بتلایا حاصل ہو گئے تھے، بسط الجنان میں ہے

"انصاف شرط ہے جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع علوم عالیہ شریفہ

متحقق ہونے کا پتا چلتا ہے، رہا یہ کہ وہ خطا بعد زیارت ہے یا قبل زیارت، اس کا تعین دلائل و بیانات سے ہو سکتا ہے، آپ نے علم کے تقاضے کا ذکر کیا ہے، اگر وہ خطا کو یہ علوم حاصل نہیں ہیں، یہ ہو سکتا ہے آپ کے مخلص احباب نے انہیں یہ علوم حاصل نہ کرائے ہوں، البتہ مولانا محمد رضا خان صاحب بریلوی کی کتاب خالص الاعتقاد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھکاری بلکہ شیدوں نے ہم سے کہا کیا ہے"

تیرھویں کا عرس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تعلق ہے؟ کیا کسی حدیث کے راوی یا صحابی نے بیان فرمایا ہے؟ پھر مختلف کتابوں میں مختلف تاریخیں ہیں، بعض جگہ اٹھارہویں بھی ہے، اس کو کیا کہا جائے۔

س: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب دیکھا اور خود ہی تعبیر بھی فرمائی کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کی اولاد کی پرورش کرنا ہوں، یعنی حضرت نانوتوی کے متوسلین حضرت مولانا نانوتوی کی وفات کے بعد حضرت گنگوہی کی طرف رجوع ہو گئے تھے، ان کی تربیت اور صحبت حضرت گنگوہی کی رہی، جو خواب میں تعبیر بتایا ہے، ناواقف ہیں، ان لوگوں کا خیال خواب کے ظاہر پر جاتا ہے، دراصل حقیقت سے دور ہیں، اگر خواب کا وہی مطلب ہو جو ظاہر ہے تو ۱۲ ربیع الاول کے عرس کے متعلق رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے، جیسا کہ ذکی صاحب کے مفوظات حصہ دوم میں ۲۲ پر ہے۔

ج: اس عبارت کی ایک سطر بعد ایک اور عبارت ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ خواب میں موجود نہیں نے یہ مشورہ دیا ہے، یہ عبارت بہتان ہے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے "ذکی صاحب نے مجھ پر یہ بہتان لگایا ہے، اس کا حساب وہ خود دیں گے"۔

ج: اصل تو یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعبیر امت اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید تھا، جب وہ خواب دیکھنے والا سامنے قصبہ پیش آئے تھے، بعد میں یہ ہوا ہو، اتفاقاً ہی سے ہو، اس خواب کی تعبیر کی نسبت رسول ہونے کا دعویٰ کیا، بلکہ فیصلہ اختیاری شورہ پاس کی زبان سے خواب میں یہ کہلوایا، اس کی وجہ سے یہ بدعتی میں اور پھر بہتان اور کفر تک آ گیا، ایک ایک سطر میں اس کا شاہد رہا ہے، اس کو چھپانے اور تعلق رکھنے کے لئے یہ حیلہ تھا، جس کی طرف قصر رجوع کرتے ہوئے علامہ نانوتوی قیچ سنت ہے، اسی کی عادت میں اس پر نکلی

ہو اپنی کسی تمنا اس نے متعلق تو اللہ پاک تمنا کو دبا لے ہو جائے اس کے بعد وہ پیدا ہو کر کسی کی حکومت اور کسی سلطان ہوئی۔

۲۔ جس کا شیخ مرشد ہو اور وہ اس کی خدمت میں عاشق ہو اور محبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملا، وہ اس کے ذریعہ اپنے عادات کو بدل کر ہدایات حاصل کر رہا ہے، لیکن اس مرشد کے ولی تربیت و لیاقت کو جانتا ہو یا مرشد سے قریب ہو تو اپنے مرشد سے بہت سے لوگوں کی خدمت میں عاشق ہو جاتا ہے مرشد سب کو اہل حق میں سے ہو، اور جس طریقت ہو اور اس طریقت میں تائید بھی کرتا ہو تو اس سے بیعت کا تعلق منقطع نہ کرے، بلکہ اگر وہ بیعت رہے تو اس سے استفادہ کرتا رہے اور اس کے بتائے ہوئے مناسب پر عمل کرتا رہے اور مخلص رہے، ہاں اگر مرشد میں صفت مذمومہ جیسے بدعات میں مبتلا ہو یا دنیا و مال کا عاشق ہو یا دنیا کا طالب ہو اور اس کی اصلاح نہیں کرتا ہے مرشد یا باپ کو ہدایت دے تو اس کی بات نہ مانے بلکہ وہ خود اس سے کسی مرشد برحق سے بیعت اطمینان کرلے یہ تقاضا اسلام۔

امداد المحبوب لخلق، دار العلوم دیوبند۔

اُمّی کی تشریح

سوال [۲۰۱۲] : حضرات علماء نے اُمّی کیا ہیں؟ ان پر جواب چاہئے، بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

صحیح بخاری باب قول النبی ﷺ میں اس حدیث کی تشریح اس طرح کی ہے:

[illegible]

جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا وہ اُمّی ہے

۱: مجموع بحار الانوار، حرف امی، ۱۰۲ مکتبہ دار الایمان، المدینۃ المنورۃ۔

۲: فرقہ عبد الصلاۃ والسلام امی منسوب الی الام لانہ بقی علی الحال التی ولدتہ امہ وہو بعلم قراءۃ ولا کتابۃ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب العلم، باب رؤیۃ الہلال، ۳: ۲۱۲، رشیدیہ)

وکذا فی فواتح الرحموت، ص: ۱۹۳، المنحۃ الغفور، دار الشدائد بیانپور)

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اُمی تھے، یعنی آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو تمام ضروری اور شانِ نبوت کے لائق اتنے علوم عطا فرمائے، کہ کسی کو نہیں ملے، لہٰذا اس موقع پر اُمی کا ترجمہ جاہل کرنا جہالت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۵/۳/۸۹ھ۔

امت اُمیہ کا مصداق

سوال[۱۰۰۱۷]: اُمت اُمیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"بعثت في الأمیین رسولاً" وقیل: نسبة إلی أم القری، قلت: الصواب فیہ الکتاب وأکثر من کتب یعرفون الحساب؟ قلت: أي أکثر هم أمیون والحساب حساب النجوم، وهم لا یعرفونه الخ" (مجمع بحار الأنوار: ۱/۹۰-۹۲، (مطبوعة دائرة المعارف عثمانیه، حیدر آباد) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۵/۳/۸۹ھ۔

کیا عرب سب "اُمی" تھے؟

سوال[۱۰۰۱۸]: اہل عرب کیا بالکل ان پڑھ، جاہل تھے اور ان میں کوئی پڑھا لکھا نہیں تھا اور ان میں کچھ پڑھے لکھے لوگ بھی تھے، تو اُمت اب کہنے سے اہل عرب مراد لینا صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان میں لکھے پڑھے بھی تھے، اسی وجہ سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحی کو لکھوا لیا کرتے تھے، خط وکتابت بھی کرتے تھے، عدالتیں بھی وہ حضرات لکھا کرتے تھے، مگر اس کا عمومی رواج

(۱) (مجمع بحار الأنوار، باب الهمزة مع المیم: ۱/۹۰، دار الإیمان مدینه منوره)

کتبہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۵/۸۹ھ۔

کم پڑھے لکھے کو مولانا کہنا

سوال[۱۰۰۲۵]: کیا کم پڑھے لکھے کو مولانا یا مولوی کہنا گناہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عرفاً کم پڑھے لکھے کو ہمارے اطراف میں مولوی صاحب یا مولانا صاحب نہیں کہا جاتا، بلکہ ان کو کہا جاتا ہے جو دارالعلوم یا مدارس دینیہ کے فارغ ہوں، اور جو ان کو کبھی کبھار کہہ دیتا ہے(۲) اس کو واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۵/۹۵ھ۔

---

(۱) "وفي حديث كعب بن مالك الذي رواه الإمام مسلم تصريح بأنه كان كاتباً، حيث قال: (ثم يطلي من بعد أهل الشام حين قدم القطار بيعه بالمدينة يسأل عني كعب بن مالك؟ قال: فطفق الناس ينعتونني لك إلى حتى جاء بني فدفع إلي كتاباً من ملك غسان وكنت كاتباً فقرأته" الصحيح مسلم، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك ۲/۳۶۲ قديمي)

"قيل: إنما سموا أميين؛ لأنهم كانوا لا يكتبون ولا يقرأون الكتابة، وأراد الأكثر الأعم وإن كان فيهم القليل ممن يكتب ويقرأ الخ" (أحكام القرآن للجصاص رحمه الله تعالى، الجمعة ۲ ۲۹۲/۳، قديمي)

"أكثر هم لا يكتبون ولا يقرأون" (روح المعاني، الجمعة ۲ ۲۸ ۹۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) لفظ "عالم" بولتے ہوئے کم پڑھے لکھے سے متعلق نہیں بولا جاتا ہے۔

"والمعروف في الشرع له اسم لا عليه فحكمه قد يدار

واعلم أن اعتبار العادة والعرف يرجع إليه في مسائل" (شرح عقود رسم المفتي، تعريف العرف، ص ۹ ۲، دار الكتاب)

(وكذا في رسائل ابن عابدين، نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف ۲ ۱۱۲، رشيديه)

"مرحبا" کا مطلب

سوال [۱۰۰۲۰]: لفظ "مرحبا" کی اصلیت اور اس کا اردو میں استعمال کا مطلب کیا ہے؟ امید کرم جواب میں ارقام فرمائیں کہ اردو نے تو اس لفظ مرحبا کو کس کلمہ سے، یعنی اسم ہے یا فعل یا حرف؟ اگر فعل ہے تو مصدر ہے یا مشتق؟ اگر مشتق ہے تو اشتقاق میں کون سی قسم ہے؟ بول چال میں اس مرحبا کو اسم و فعل ہونے کی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے یا اسم و فعل کی حیثیت سے؟ اور بطور مخاطب کے لئے مستعمل ہوتا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ اردو میں لفظ حاضر کے لئے مستعمل ہوتا ہے یا غائب کے لئے۔ لفظ مشترک کی حقیقت اردو نے تو قواعد معلوم ہو جانے، اس کے طریقہ استعمال پر کافی روشنی پڑے گی۔ امید ہے کہ اس معمولی استفتاء کے جواب میں مرحبا کے لغوی معنی اور اس کی حقیقت اردو نے تو عد سے رہنمائی کی جائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرحبا عربی میں ترکیب لغوی کے اعتبار سے مفعول مشتق مصدر تمی ہے یا صیغہ ظرف ہے، بمعنی خوش آمدید مستعمل ہوتا ہے یعنی آپ بہتر جگہ تشریف لے آئے، اس کو اپنا ہی مکان سمجھیں، بے تکلف ٹھہریے، کوئی پریشانی اور وحشت آپ کو نہ ہونی چاہیے، یہ کوئی غیر جگہ نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۱/۸۸ھ۔

☆ ...☆ ..☆.. ☆ .☆

---

(۱) "قوله "أهلاً" أي: أتيت أهلاً لا أجانب "وسهلاً" أي: وطئت سكاناً سهلاً عليك ولا وعراً. وقال المبرد: هي منصوبة على المصدر أي رحبت بلادك مرحباً أي: رحباً "أهلت أهلاً" أي: نأهلت تأهلاً، فقدر له فعلاً" (شرح الرضي على الكافية، المفعول به، ۱/۳۰۶، قديمي)

"مرحبا بك" و "أهلا بفلان" أي: هذا الدعاء مختص بك، هذا إن فسرت "مرحباً بموضع الرحب أي: أتيت موضعاً رحباً وإن فسرته بالمصدر أي رحب موضعك مرحباً أي: رحباً". (شرح الرضي على الكافية، المفعول المطلق، ۱/۳۵۳، قديمي)

www.ahlehaq.org

فتویٰ کا بیان

فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے؟

سوال[۱۰۰۲۲]: عالم یا مفتی یا قاری یا صوفی یا کوئی غیر فتویٰ دینے کے مستحق میں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس نے باقاعدہ فتویٰ کی کتابیں پڑھی ہوں اور ان کے اندر صلاحیت ہو اس کو فتویٰ دینے کا حق ہے(۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، سہارنپور، دارالعلوم، ۲۰/ ۱/ ۱۳۹۷ھ۔

غیر عالم سے مسائل پوچھنا

سوال[۱۰۰۲۳]: جو شخص عالم نہیں اس سے مسائل معلوم کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر معمولی باتوں سے زائد مسائل پوچھے تو اس سے پوچھنا حرام کہ ایسے میں گناہ میں مبتلا کرنا ہے اور معتبر غیر معتبر کو کیا پہچانتا ہے، وہ مسائل میں صحیح کو غلط کر دیتا ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم، ۲۰/ ۱/ ۱۳۹۷ھ۔

---

(۱) "لأنه في فتاوى العلامة ابن حجر مسئل في شخص يقرأ ويطالع في الكتب الفقهية بنفسه، وله ملكة تمكنه من الشرح والمعنى، ويعتمد على مطالعته في الكتب فهل يجوز ذلك أم لا؟ فأجاب بقوله: لا يجوز له الافتاء، لأن هذا لا يوجد إلا نادراً" (مجموعة رسائل ابن عابدين ۱/ ۵۲، سهيل أكيدمي لاهور)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من أفتى بغير علم كان إثمه على من أفتاه" (مسند أبي داود، باب التوقي في الفتيا ۲/ ۵۱۷، إمداديه)

وكذا في شرح عقود رسم المفتي في ضمن رسائل ابن عابدين ۱/ ۴۳، سهيل أكيدمي لاهور)

(۲) "لما في فتاوى العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى: مسئل في شخص يقرأ ويطالع في الكتب ـ

بغیر دلیل کے کسی چیز پر حکم لگانا

سوال [۱۰۰۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کے بارے میں بغیر کسی دلیل کے قول کرتے ہیں کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے یا نہیں ہے، ان کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں ہے؟ لہٰذا آپ اس مسئلہ کا شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

عرضت کتب خانہ قاسمی دیوبند

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی شخص پر ناجائز یا کفر ہونے کا حکم بغیر دلیل کے تو نہیں ہو سکتا، کفر کے پاس کوئی دلیل ہونی چاہئے، اس سے دریافت کرنے میں ہے کہ دلیل میں کیا چیز پیش کرتا ہے۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۹/۹۱ھ۔

عالم کا غلط رائے پر اڑ جانا

سوال [۱۰۰۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ اگر کوئی عالم اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے غلط مسئلہ پر بھی اڑ جاتے ہیں، کیا ان میں اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات نہیں کوئی اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے جس کا حکم کتاب وسنت سے اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس حکم پر دوسرے کو مطلع کرتا ہے، جو کہ غلط

الشفعة ستة، وسلم بكل له شيخ، يقتي ويعتمد على مقالته في الكتب، فهل يجوز له ذلك أم لا؟ فأجاب بقوله: لا يجوز له الإفتاء" (نفوح عقود رسم المفتي، من مجموعه رسائل ابن عابدين، ۱/۵۱، ۲۰۰ سهيل أكيدمي لاهور)

"وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من قال علمني عالم، فإن الجنة لمتعذه من البر، ومن افتى بغير علم كان إثم ذلك على من أفتاه" الخ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، ۲/۲۵۰، رقم الحديث ۹۵۵۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"من أفتى الناس وليس بأهل للفتوى، فهو آثم وعاص" (أعلام الموقعين ۱/۳۹، دار الكتب العلمية بيروت)

ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پختہ علم اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، کسی مسلمان کو کافر قرار دینا بہت خطرناک ہے، اس سے اپنا ایمان سلامت رہنا دشوار ہو جاتا ہے، اس لئے کسی مسلمان کو کافر کہنے سے پورا پرہیز کیا جائے۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج ۱، ص ۳۰۰)

بغیر علم کے فتویٰ دینا

سوال [۱۰۰۲۵] عدم تحقیق ثابت کی صورت میں نقل علماء پر مقلد کا کیا حکم ہے؟ اب اس کی تحقیق کے بعد اگر کسی کی تقلید ہو جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلا تحقیق مقلد کا [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج ۱، ص ۲۸، ۹۸)

تارکِ جماعت عالم کا فتویٰ دینا

سوال [۱۰۰۲۶] اگر کوئی عالم دین بلا عذر شرعی جماعت کی نماز پڑھنا اپنی آبادی میں ترک

---

(۱) عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: لا يرمي رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك. (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ۲/۹۰۱ قديمي)

وفي صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر، ۱/۵۴ قديمي.

وسمعت ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يقول: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أيما قال لأخيه يا كافر فقد باء بها أحدهما. (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، رقم الحديث ۵۹۵۹، ۲/۲۵۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) [illegible]

www.ahlehaq.org

کردے، جب کہ صرف ایک ہی مسجد ہے اور اذان اور جماعت وقت پر مسجد میں نہ ہو، بلکہ اکثر اوقات اذان وجماعت ہوتی ہی نہ ہو اور وہ عالم دین دوسرے کاموں میں بھی لگا ہوا ہے، لیکن دوسری جگہ فتویٰ بہت دیتا ہے کہ یہ جائز ہے، کیا جائز ہے، کیا وہ ایسا کرنا حرام ہے تو ایسے شخص کے فتویٰ پر عمل کیا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فتویٰ جو بھی صحیح ہو، وہ واجب القبول ہے، اگر اس کی صحت میں تردد ہو تو دوسرے معتمد علماء سے تصدیق وتوثیق کرالی جائے (۱)، ترک جماعت بلا عذر شرعاً نہایت قبیح ومذموم ہے (۲) جو شخص دوامًا اس کا مرتکب ہو، وہ فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۳)۔ مسجد میں اذان وجماعت کا نہ ہونا بڑے وبال کی

---

(۱) قال الشیخ والذي ینبغي للقواعد أن نفصل فنقول: إذا أفتاه المفتي بنظر فإن لم یوجد مفت آخر غیره لأحد سعة ولا توقف له على التزامه، لا له الأخذ في العمل به ولا بغیره، ولا یتوقف أیضا على سكون نفسه إلى صحته وإن وجد مفت آخر فإن استبان أن الذي أفتاه هو الأعلم الأولى لزمه ما أفاده به، بناء على الأصح في علیه كما مر، وإن لم یتبین ذلك لم یلزمه ما أفتاه بمجرد إفتائه؛ إذ یجوز له استفتاء غیره وتقلیده، ولا یلزمه اتباعها في الفتوى، فإن وجد الإتفاق، أو حكم به علیه حاكم لزمه حینئذ". (آداب المفتي لنووي، فصل في آداب المستفتي ، الخامسة، ص: ۹۵، دار الكتاب كراچی)

(۲) "عن أبي هریرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى علیه وسلم فقدنا شیئا بعض الصلوات، فقال لقد هممت أن آمر رجلا یصلي بالناس، ثم أخالف إلى رجال یتخلفون عنها، فآمر بهم فیحرقوا علیهم بحزم الحطب بیوتهم، ولو علم أحدهم أنه یجد عظما سمینا لشهدها" یعني صلوة العشاء". (صحیح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجمعة، وبیان التشدید في التخلف عنها وإنها لو تعلق كفایة: ۱/ ۲۳۲، قدیمی)

"والجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدي: "أرادوا بالتأكید الوجوب" وقیل: واجبة وعلیه العامة" قال في شرح المنیة والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر یعزر، وترد شهادته، وبه الجبر بالسكوت عنه". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۵۲، سعید)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۱۰۲، رشیدیه)

۳) "وكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى" (الدر المختار) "قوله (وفاسق) من الفسق وهو لغة الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من یرتكب الكبائر كشرب الخمر، والزنا وأكل الربا ونحو =

چیز ہے(۱)۔ تمام اہل بستی کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۴/۸۰ھ۔

فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ دارالعلوم سے مسئلہ بتانا

سوال[۱۰۰۲۱]: فتاویٰ رشیدیہ یا فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سے کسی کو مسئلہ بتانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی کو یہ کہنا کہ فلاں کتاب میں لکھا ہے، یا فلاں کی رائے ہے، یا فتویٰ وغیرہ ظاہر ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۵/۳/۹۰ھ۔

مفتی کا فتویٰ اگر واقع کے خلاف ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال[۱۰۰۲۲]: ایک شخص محمد یحییٰ پسر عبدالسمیع خان قصبہ مانصلع اعظم گڑھ، چوپائے کے رہنے والے ہیں، جو کہ اختر فقہ احمد یا پارچہ فروش وفتح محمد اور یٰسین خاں ساکن قصبہ مانپکچ کے ہمراہ ہوا تھا اور زید میرے مکان پر رخصت ہو کر گئی اور وہ یہ مقیم بھی رہی اور محسن وفوی یہاں سے رخصت ہو کر اپنے گئی۔

۲- اس کے بعد اختر متعدد بار اپنی سسرال مانپکچ گیا اور روپیہ روپیہ مقروض بھی رہا۔

۳- اختر نے رخصتی کے لئے بارہا کہا اور بارہا مطالبہ کرتا رہا، مگر ہر رخصت کرنے میں حیلہ کرتے

---

(۱) ذلک في ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۱/۵۵۲، ۵۵۶، سعید.

(۲) کما في الهدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۱/۱۲۲، شرکت علمیہ.

(۳) کما في مجمع الأنهر، کتاب الصلاۃ، فصل بجماعۃ سنۃ مؤکدۃ: ۱/۱۰۸، دار إحیاء التراث العربي بیروت.

(۱) عن أبي الدرداء رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ما من ثلثة في قریة ولا بدو لا تقام فیهم الصلاۃ، إلا قد استحوذ علیهم الشیطان، فعلیک بالجماعۃ، فإنما یأکل الذئب القاصیۃ". (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الجماعۃ وفضلها، الفصل الثاني: ۱/۹۱، قدیمي)

"وهي سنۃ الهدیٰ وترکها یستوجب إساءۃ ... کالجماعۃ والأذان والإقامۃ فإن هؤلاء من شعائر الدین والإسلام، ولهذا قالوا: إذا تصر أهل مصر علی ترکها یقاتلوا، والصلاۃ مع الجماعۃ". (نور الأنوار، فصل في الأحکام المتفرعۃ علی ما مر: ۲/۷، سعید)

ہے اس طرح سے اختیار واقع نہیں ہوا۔

۴۔ اب معلوم ہوا ہے کہ خلع نامہ دارالقضاء پر پہنچ کر لکھا گیا ہے اور تاریخ ۱۹۷۰ء اور دستخط ۱۹۷۱ء کے ہیں اس کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ تاریخ غلط لکھی گئی ہے اصل تاریخ ۱۹۷۱ء ہی ہے اور یہ تاریخ غلط لکھنے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ۱۹۷۰ء کے اخیر میں یہ معاملہ شروع ہوا تھا اور ۱۹۷۱ء کے شروع میں ختم ہوا ہے اس لئے غلطی سے ۱۹۷۰ء لکھا گیا ہے اور ۱۹۷۱ء کے شروع میں ختم ہوا ہے اس لئے غلطی سے ۱۹۷۰ء لکھا گیا ہے اس تحریر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق ۱۹۷۰ء میں نہیں دی ہے بلکہ ۱۹۷۱ء میں دی ہے اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق ۱۹۷۱ء میں دی ہے اس لئے عدت بھی ۱۹۷۱ء سے شروع ہوگی اور ۱۹۷۱ء میں ہی عدت ختم ہوگی اور ۱۹۷۱ء میں ہی عدت ختم ہونے کے بعد اس کی بیوی دوسرے نکاح کی مجاز ہوگی۔

کاتب محمد عفی عنہ دیوبند ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال وتحقیق کے بعد مفتی کی رائے اور اس نے اختلع کا جواب و سوال پڑھ کر جواب دیا ہے اور ان کی تحقیق سے اور مفتی کے خلاف واقع کی تحقیق سے جواب بدل گیا ہے تو واضح ہو کہ یہاں تین امور ہیں (۱) اختلاف اس میں ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو کس طلاق دی اور اس پر مفتی نے جواب دیا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو ۱۹۷۰ء میں طلاق دی ہے اور اب بیوی پر طلاق بائن واقع ہو چکی ہے اور عدت گزر چکی ہے یا مفتی نے کہا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو ۱۹۷۱ء میں طلاق دی ہے اور عدت ابھی گزری نہیں ہے اور رجعی طلاق ہے اور عدت ابھی باقی ہے اس سے رجعت کر سکتا ہے (۲) اختلاف اس میں ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو ۱۹۷۰ء میں طلاق دی ہے اور عدت گزر چکی ہے یا ۱۹۷۱ء میں طلاق دی ہے اور عدت ابھی باقی ہے (۳) اختلاف اس میں ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو ۱۹۷۰ء میں طلاق دی ہے اور عدت گزر چکی ہے یا ۱۹۷۱ء میں طلاق دی ہے اور عدت ابھی باقی ہے اس سے رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور مفتی نے جواب دیا ہے کہ عدت گزر چکی ہے اور رجعت نہیں کر سکتا ہے اور اس کو طلاق دی ہوئی کتنی ہوئی

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: إن الناس رکبوا کل حرام وکل محصنة، وإنی لا أدری لعلکم أن یکون أتی بعضکم محصنة من حیث لا تقضی له علی نحو ما سمع، فلم تقضوا له علی نحو ما سمع منه، فإنما أنا بشر، فأیما رجل حکمت له من حق أخیه شیئا فإنما أقطع له قطعة من النار۔ التصحیح للإمام البخاری، کتاب الحیل، باب رقم الحدیث ۱۰۰۰، ص ۴۰۱، دار السلام الریاض۔

وصحیح للإمام مسلم، کتاب الأقضیة، باب بیان أن حکم الحاکم لا یغیر الباطن، رقم الحدیث ۳۰۰۱، ص ۵۹۵، دار السلام الریاض۔

(۲) سنن أبی داود، کتاب الأقضیة، باب فی قضاء القاضی إذا أخطأ، رقم الحدیث ۳۵۹۳، ۲/۱۲۱۴، دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

عدت نہ گزرے، تو اس کا نکاح دوسرے سے درست نہیں ہوگا، یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج: ۳، ص: ۲۴۷، ط: زکریا دیوبند۔

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج: ۳، ص: ۲۴۷، ط: زکریا دیوبند۔

حنفی المسلک مفتی کا شافعی فقہ پر فتویٰ دینا

سوال [۲۰۰۹]: کیا شافعی المسلک مفتی حنفی المسلک سے طلاق اور حنفی المسلک حنفی مفتی شافعی المسلک سے طلاق کا فتویٰ لے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مفتی سے مراد یہ ہے کہ کیا حنفی مسلک کا حامل شافعی کا فتویٰ لے سکتا ہے، تو حنفی مفتی کا جواب اس طرح ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے (جس شرعی امر میں امام شافعی کا فتویٰ پوچھا ہو شافعیہ سے پوچھے) اگر قرائن سے یہ معلوم ہو کہ مفتی نے امام صاحب کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے تو لے سکتا ہے، اور یہ کہ فقہاء و مجتہدین سے کسی نے اس مسئلہ میں حضرت شافعی رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا ہے، اس نے چار سو فتویٰ دیا (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۱۳۹۷ھ۔

---

(۱) وأما المفتى فلا عبرة لقوله بخلاف مذهبه أصلاً كما في الخانية فلو أفتى بما يسهل على السلطان بناء على مشورته على غيره على القضاء بالأقوال الضعيفة فكتب بخلاف مذهبه فليكون معزولاً بالنسبة لغير المضمن في مسئلة لا علم فيها" (الدر المختار) "قوله (فكتب بخلاف مذهبه) أي فكتب بمسئلة قضى بخلاف مذهبه لأنه إذا نبه على القضاء بالأقوال الضعيفة في مذهبه لا يعد قاضياً فيها بخلاف مذهبه بالأولى" (الدر المختار مع رد المحتار، مقدمة، ۱/۱۰۱، سعيد)

(۲) وكذا في سوء اختيار المفتي مطلقاً للصحيح أن قضاء المقلد بمذهب باطل وبالصحيح لا يفتى به (۲۰۰-۲۰۹، دار الكتاب كراچی)

(۳) كذا في الصحيح والراجح من المذاهب، مذهب المؤلف، ص: ۱۰۹، ۱۳۰، مسعى پبلشرز كراچی۔

(۴) كما أفتى علماء المذهب المالكية في مسئلة المفقود والغيبة والصحبة

فرضی مسئلہ دریافت کرنا

سوال [۱۰۰۳۰]: اگر کوئی مسلمان مرد خدانخواستہ زبان سے کوئی کلمہ کفر کہہ دے جس سے کہ وہ کافر ہو جائے مثلاً خدا کو کوئی کہے یا کسی قرآنی بات کا انکار ہو جائے اور وہ اپنی حرکت سے تجربہ کرے، عمل پر جانے اور مقابل کی پیدا ہونے والی تاثیر سے یہ جان لے کہ اس کا یہ عمل کفر ہے، تو وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ کیونکہ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ اگر میں کافر ہو جاؤں تو میری بیوی مجھ پر حرام ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو بات واقعۃً پیش آئی ہو صحیح صحیح کلمۂ کفر کا حکم دریافت کرنا چاہیے، فرضی و فرضی مسئلہ کا حکم معلوم کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ اگر میں نے فلاں شخص کو قتل کر دیا ہو تو میرا کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

دارالعلوم دیوبند میں مفتی کی ضرورت

سوال [۱۰۰۳۱]: علماء دیوبند کا عمل صرف قرآن و حدیث سے ہے تو پھر دارالعلوم دیوبند میں مفتی کیوں ہوتے ہیں؟ ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ مفتی صاحب جو فیصلہ دیتے ہیں وہ قرآن کے چار رکوع سنا دیتے ہیں، یا حدیث کے دو باب سنا دیتے ہیں، کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس میں اتنی صلاحیت نہیں کہ قرآن کریم اور حدیث شریف سے مسائل نکالے اور سمجھے اس لئے مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں مفتی ہوتے ہیں، جو قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت شدہ مسائل بتلاتے رہتے ہیں اور قوم کو بہت بڑی سہولت حاصل ہو جاتی ہے کہ مسائل معلوم ہوتے رہتے ہیں، بہت سی ضرورت بلکہ اکثر حالات پیش آتے رہتے ہیں ان کا حکم جواب حاصل کرنے کا طریقہ آسان ہو جاتا ہے، ہزاروں لوگ جو جہالت یا لاعلمی کی وجہ سے دین میں نئی نئی باتیں نکالتے رہتے ہیں، تقریر سے یا تحریر سے ان کی تردید ہوتی رہتی ہے اور ان کی جہالت اسلام تعلیم کا عام طور پر اظہار کر دیا جاتا ہے اور برابر اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

www.ahlehaq.org

باب مایتعلق بالقرآن الکریم

(آیۃ کا بیان)

قرآن کریم میں صیغہ جمع واحد مفرد کی تفصیل

سوال (۱۰۰۳۲) شخصیے می گوید کہ در قرآن کریم صیغہ توحید نیست مگر جمع ہمہ جا زیرا کہ خدائے قرآن کریم بصیغہ جمع تلفظ می فرماید بناء علیہ در تصوف ہم موحد ذاتی نباید زیرا کہ در تصوف ہم توحید را منسوب کردہ اند در قرآن حکیم ہمہ جا [illegible] مگر [illegible] (۲۰۳) [illegible] (۲۰۳) [illegible] (۲۰۳) [illegible]

مسئول کہ قرآن کریم بصیغہ جمع تلفظ می فرماید

نحواں جامداً ومصباً:

صیغہ جمع صیغہ ہائے واحد غیر مستعمل می شود، در زبان عربی وفارسی ہم استعمال ہر سہ ہمہ است پس در شرح صیغہ جمع از برائے عظمت ہیچ دلیلے وبرہانے توحید ذاتی میسر نمی شود۔ قرآن کریم بنیاد ایمان بر توحید نہادہ است [illegible]

---

(۱) المحرر:

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

[illegible] ولہٰذا [illegible] ویلہٰذا [illegible] ولہٰذا [illegible] ولہٰذا [illegible] ول

"ادعونی استجب لکم" کا مطلب

سوال [۱۰۰۲۲]: آیت "ادعونی استجب لکم" کا مطلب کیا ہے، اگر یہ مطلب ہو کہ جو کچھ میں سوچتا ہوں وہ ضرور ہوگا، تو ایسا نہیں ہوتا، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دعا کرتے کرتے دل مضمحل ہو جاتا ہے، کہ کاش یہ کام نہ کرتا، تو بہتر ہوتا، تو ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کچھ بندہ مانگے وہ ضرور دیا جائے گا، حدیث میں ہے "ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیھا اثم ولا قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بھا احدی ثلاث اما ان یعجل لہ دعوتہ واما ان یدخرھا لہ فی الاخرۃ واما ان یصرف عنہ من السوء مثلھا" (۱) یعنی کوئی مسلمان ایسی دعا نہیں کرتا جس میں کوئی گناہ یا قطع رحمی کا مطالبہ ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کو تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا فرماتے ہیں، یا تو اس کی دعا دنیا ہی میں قبول فرما لیتے ہیں، یا آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتے ہیں، یا اس کے بدلہ کوئی مصیبت دور فرما دیتے ہیں۔

(۱) عبد بن حمید، المنتخب من مسند عبد بن حمید، دار الکلم الطیب، بیروت، ص: ۸۹، رقم: ۲۳۰۔

"فتلقیٰ آدم من ربہ" کلمات کی تشریح

سوال [۱۰۰۲۳]: سورۃ البقرۃ کے بارے میں کچھ معلومات چاہئیں، روشنی ڈالئے۔

آیت "کہ آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے، اور معافی مانگی، تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا، بے شک وہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

آپ لوگ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا میں کی کہ اللہ تعالیٰ تیرے نام کے ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے قصور معاف

---

(۱) عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: إذا دعا أحدکم فلم یعجب لہ فلیقل: ولا تقول أحدکم: "اللھم اغفر لی إن شئت فاعطنی، فإنہ لا مستکرہ لہ". (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسئلۃ فإنہ لا مکرہ لہ، ۲: ۱۳۸، قدیمی)

"المستجاب الذی یستجاب دعاؤہ ولا یرد لإجابتہ ویستدل رجاء قبولہ". (کتاب الأذکار، کتاب جامع الدعوات، باب آداب الدعاء، ص: ۴۸۰، مکتبہ دار البیان)

(۲) کما فی إحیاء علوم الدین، کتاب الأذکار والدعوات، الباب الثانی فی آداب الدعاء وفضلہ ... الخ، (باب الدعاء، رقم الحدیث: ۲۳۲۰، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

فرمایا یہ تو کیا یہ روایت درست ہے؟ یہ قرآن پاک کی آیت اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ خاص کلمات یاد کرائے، آدم علیہ السلام نے ان کلمات کو ادا کیا تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس آیت سے متعلق یہ بھی ایک قول ہے جس کو روح المعانی ص ۲۳ ج ۱ میں قیل نے ساتھ نقل کیا ہے۔

"وقیل رأی مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول اللہ فتشفع بذلک"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو قول مشہور ہے اور یہ ہے کہ اس کا مصداق [illegible]

[illegible] ہے (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا مصداق

"اللھم لا یحل لک ظلمت نفسی وبعد حدثا فاغفرلی انک انت الغفور الرحیم"

ہے (۳) تفسیر ابن کثیر، زبدۃ التفاسیر میں ہے قول کی مختار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فروا حیدگوہ غفرلہ والدہ محمود عفی عنہ ۲۳/۲/۶۲ھ

---

(۱) روح المعانی، البقرۃ ۳۷ ۱۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت)

"وقیل رأی مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول اللہ فتشفع بذلک" الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ ۳۷ ۱۲۲ دار احیاء التراث العربی بیروت)

وکذا فی الدر المنثور ۲۶ دار الفکر بیروت)

(۲) "والمروی فی المشہور عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان تلک الکلمات ہی ما حکی اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہ تلقاہ آدم علیہ السلام" روح المعانی، البقرۃ ۳۷ ۱۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت)

وکذا فی الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱ ۱۲۲ دار احیاء التراث العربی بیروت)

وکذا فی الدر المنثور ۲۶ دار الفکر بیروت)

(۳) اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال آدم یا رب الم تخلقنی بیدک قال بلی قال الم تنفخ فی من روحک قال بلی الحدیث

"وعن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہا سبحانک اللھم وبحمدک وبارک اسمک وتعالی جدک لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت" روح المعانی، البقرۃ ۳۷ ۱۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت)

وکذا فی تفسیر البغوی علی ہامش الخازن ۱ ۲۱ دار المعرفۃ

www.ahlehaq.org

﴿ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد﴾ کا مطلب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

www.ahlehaq.org

یہ بتلانے کے لئے ہے کہ حضرت عیسیٰ کی موت کی نسبت اللہ نے اپنی طرف فرمائی ہے اس لئے لفظ "قتل" یا "صلب" اور یہود کا قتل کرنا اور سولی دینے کا ان میں شمار ہونا صحیح نہیں ہے۔ (وما قتلوہ وما صلبوہ کے بعد ۱۰ صفحہ تک) یہ فرمانے سے ان کی تردید اور ان کے عقیدہ کا ابطال کیسے ممکن ہے۔ لہٰذا یہ عبارت صحیح سے رفع جسمانی ثابت ہے (۱) اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے (۲) جس کے مقابلہ میں قادیانی کی نہ دلالت کی کوئی حیثیت ہے نہ کوئی حیثیت بچتی ہے۔

عبارت پاک میں "لما نسی بعدی" ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور آخر الزمان خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آجانے کے بعد جب آپ کی تعلیمات کو کوئی نبی نہیں آئے گا آپ کی تعلیمات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ (حضرت عیسیٰ میرا سلام بھی جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ بھی تیس سال مستقل تعلیمات دینے کی حیثیت سے نہیں آئے ہوں گے بلکہ تم ہی میں سے تم ہی کو تعلیم کرنے کے لئے تشریف لائیں گے (۳)۔

= تأویل عیسیٰ" التفسیر الکبیر آل عمران ۱۲۸ ۸ (دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۱) انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا ومتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون فاما الذین کفروا فاعذبہم عذابا شدیدا فی الدنیا والآخرۃ وما لہم من ناصرین واما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فیوفیہم اجورہم واللہ لا یحب الظالمین ذلک نتلوہ علیک من الآیات والذکر الحکیم ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ان ہذا لہو القصص الحق وما من الہ الا اللہ وان اللہ لہو العزیز الحکیم فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراہیم وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون ہا انتم ہؤلاء حاججتم فیما لکم بہ علم فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ علم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین ودت طائفۃ من اہل الکتاب لو یضلونکم وما یضلون الا انفسہم وما یشعرون یا اہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ وانتم تشہدون یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون وقالت طائفۃ من اہل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلہم یرجعون ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قل ان الہدی ہدی اللہ ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم او یحاجوکم عند ربکم قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ومن اہل الکتاب من ان تأمنہ بقنطار یؤدہ الیک ومنہم من ان تأمنہ بدینار لا یؤدہ الیک الا ما دمت علیہ قائما ذلک بانہم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون بلی من اوفی بعہدہ واتقی فان اللہ یحب المتقین ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لہم فی الآخرۃ ولا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیامۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم وان منہم لفریقا یلوون السنتہم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ہو من الکتاب ویقولون ہو من عند اللہ وما ہو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ولا یأمرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین ارباباً ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون وإذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرہا والیہ یرجعون قل آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین کیف یہدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم وشہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات واللہ لا یہدی القوم الظالمین اولئک جزاؤہم ان علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین خالدین فیہا لا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینظرون الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم ان الذین کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتہم وأولئک ہم الضالون ان الذین کفروا وماتوا وہم کفار فلن یقبل من احدہم ملء الارض ذہبا ولو افتدی بہ اولئک لہم عذاب الیم وما لہم من ناصرین لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین فمن افتری علی اللہ الکذب من بعد ذلک فاولئک ہم الظالمون قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وہدی للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراہیم ومن دخلہ کان آمنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین قل یا اہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ واللہ شہید علی ما تعملون قل یا اہل الکتاب لم تصدون عن سبیل اللہ من آمن تبغونہا عوجا وانتم شہداء وما اللہ بغافل عما تعملون یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم آیات اللہ وفیکم رسولہ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینات واولئک لہم عذاب عظیم یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوہہم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون واما الذین ابیضت وجوہہم ففی رحمۃ اللہ ہم فیہا خالدون تلک آیات اللہ نتلوہا علیک بالحق وما اللہ یرید ظلما للعالمین وللہ ما فی السموات وما فی الارض والی اللہ ترجع الامور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ ولو آمن اہل الکتاب لکان خیرا لہم منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون لن یضروکم الا اذی وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لا ینصرون ضربت علیہم الذلۃ اینما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباؤا بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک بانہم کانوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون لیسوا سواء من اہل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ آناء اللیل وہم یسجدون یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ واللہ علیم بالمتقین ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم من اللہ شیئا واولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون مثل ما ینفقون فی ہذہ الحیوۃ الدنیا کمثل ریح فیہا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسہم فاہلکتہ وما ظلمہم اللہ ولکن انفسہم یظلمون یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ہا انتم اولاء تحبونہم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ وإذا لقوکم قالوا آمنا وإذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ان تمسسکم حسنۃ تسؤہم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدہم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط وإذ غدوت من اہلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم إذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیہما وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون إذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین بلی ان تصبروا وتتقوا ویأتوکم من فورہم ہذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتہم فینقلبوا خائبین لیس لک من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون وللہ ما فی السموات وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکافرین وأطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین والذین إذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وہم یعلمون اولئک جزاؤہم مغفرۃ من ربہم وجنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ونعم اجر العاملین قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ہذا بیان للناس وہدی وموعظۃ للمتقین ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولہا بین الناس ولیعلم اللہ الذین آمنوا ویتخذ منکم شہداء واللہ لا یحب الظالمین ولیمحص اللہ الذین آمنوا ویمحق الکافرین ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم ویعلم الصابرین ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رأیتموہ وانتم تنظرون وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا ومن یرد ثواب الآخرۃ نؤتہ منہا وسنجزی الشاکرین وکأین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وہنوا لما اصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین وما کان قولہم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا وإسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین فآتاہم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الآخرۃ واللہ یحب المحسنین یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین بل اللہ مولاکم وہو خیر الناصرین سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ومأواہم النار وبئس مثوی الظالمین ولقد صدقکم اللہ وعدہ إذ تحسونہم باذنہ حتی إذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ ثم صرفکم عنہم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین إذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم واللہ خبیر بما تعملون ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی طائفۃ منکم وطائفۃ قد اہمتہم انفسہم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاہلیۃ یقولون ہل لنا من الامر من شیء قل ان الامر کلہ للہ یخفون فی انفسہم ما لا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ہہنا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور حلیم یا ایہا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانہم إذا ضربوا فی الارض او کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبہم واللہ یحیی ویمیت واللہ بما تعملون بصیر ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لإلی اللہ تحشرون فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنہم واستغفر لہم وشاورہم فی الامر فإذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یأت بما غل یوم القیامۃ ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم لا یظلمون أفمن اتبع رضوان اللہ کمن باء بسخط من اللہ ومأواہ جہنم وبئس المصیر ہم درجات عند اللہ واللہ بصیر بما یعملون لقد من اللہ علی المؤمنین إذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وإن کانوا من قبل لفی ضلال مبین أولما أصابتکم مصیبۃ قد أصبتم مثلیہا قلتم أنی ہذا قل ہو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر وما أصابکم یوم التقی الجمعان فبإذن اللہ ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لہم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعناکم ہم للکفر یومئذ أقرب منہم للإیمان یقولون بأفواہہم ما لیس فی قلوبہم واللہ أعلم بما یکتمون الذین قالوا لإخوانہم وقعدوا لو أطاعونا ما قتلوا قل فادرءوا عن أنفسکم الموت ان کنتم صادقین ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ أمواتا بل أحیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم ألا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وأن اللہ لا یضیع أجر المؤمنین الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما أصابہم القرح للذین أحسنوا منہم واتقوا أجر عظیم الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم إیمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم إنما ذلکم الشیطان یخوف أولیاءہ فلا تخافوہم وخافون ان کنتم مؤمنین ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انہم لن یضروا اللہ شیئا یرید اللہ ألا یجعل لہم حظا فی الآخرۃ ولہم عذاب عظیم ان الذین اشتروا الکفر بالإیمان لن یضروا اللہ شیئا ولہم عذاب الیم ولا یحسبن الذین کفروا أنما نملی لہم خیر لأنفسہم انما نملی لہم لیزدادوا إثما ولہم عذاب مہین ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما أنتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فآمنوا باللہ ورسلہ وإن تؤمنوا وتتقوا فلکم أجر عظیم ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاہم اللہ من فضلہ ہو خیرا لہم بل ہو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ وللہ میراث السموات والأرض واللہ بما تعملون خبیر لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن أغنیاء سنکتب ما قالوا وقتلہم الأنبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق ذلک بما قدمت أیدیکم وأن اللہ لیس بظلام للعبید الذین قالوا ان اللہ عہد إلینا ألا نؤمن لرسول حتی یأتینا بقربان تأکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینات وبالذی قلتم فلم قتلتموہم ان کنتم صادقین فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءوا بالبینات والزبر والکتاب المنیر کل نفس ذائقۃ الموت وإنما توفون أجورکم یوم القیامۃ فمن زحزح عن النار وأدخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا إلا متاع الغرور لتبلون فی أموالکم وأنفسکم ولتسمعن من الذین أوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین أشرکوا أذی کثیرا وإن تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الأمور وإذ أخذ اللہ میثاق الذین أوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون لا تحسبن الذین یفرحون بما أتوا ویحبون أن یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ من العذاب ولہم عذاب الیم وللہ ملک السموات والأرض واللہ علی کل شیء قدیر ان فی خلق السموات والأرض واختلاف اللیل والنہار لآیات لأولی الألباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والأرض ربنا ما خلقت ہذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ربنا إنک من تدخل النار فقد أخزیتہ وما للظالمین من أنصار ربنا إننا سمعنا منادیا ینادی للإیمان أن آمنوا بربکم فآمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الأبرار ربنا وآتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ إنک لا تخلف المیعاد فاستجاب لہم ربہم أنی لا أضیع عمل عامل منکم من ذکر أو أنثی بعضکم من بعض فالذین ہاجروا وأخرجوا من دیارہم وأوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لأکفرن عنہم سیئاتہم ولأدخلنہم جنات تجری من تحتہا الأنہار ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم مأواہم جہنم وبئس المہاد لکن الذین اتقوا ربہم لہم جنات تجری من تحتہا الأنہار خالدین فیہا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للأبرار وان من أہل الکتاب لمن یؤمن باللہ وما أنزل إلیکم وما أنزل إلیہم خاشعین للہ لا یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا أولئک لہم أجرہم عند ربہم ان اللہ سریع الحساب یا أیہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

(۲) ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ان ہذا لہو القصص الحق وما من الہ الا اللہ وان اللہ لہو العزیز الحکیم فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراہیم وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون ہا انتم ہؤلاء حاججتم فیما لکم بہ علم فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ علم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین ودت طائفۃ من اہل الکتاب لو یضلونکم وما یضلون الا انفسہم وما یشعرون یا اہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ وانتم تشہدون یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون وقالت طائفۃ من اہل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلہم یرجعون ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قل ان الہدی ہدی اللہ ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم او یحاجوکم عند ربکم قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ومن اہل الکتاب من ان تأمنہ بقنطار یؤدہ الیک ومنہم من ان تأمنہ بدینار لا یؤدہ الیک الا ما دمت علیہ قائما ذلک بانہم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون بلی من اوفی بعہدہ واتقی فان اللہ یحب المتقین ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لہم فی الآخرۃ ولا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیامۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم وان منہم لفریقا یلوون السنتہم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ہو من الکتاب ویقولون ہو من عند اللہ وما ہو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ولا یأمرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین ارباباً ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون وإذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرہا والیہ یرجعون قل آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین کیف یہدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم وشہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات واللہ لا یہدی القوم الظالمین اولئک جزاؤہم ان علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین خالدین فیہا لا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینظرون الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم ان الذین کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتہم وأولئک ہم الضالون ان الذین کفروا وماتوا وہم کفار فلن یقبل من احدہم ملء الارض ذہبا ولو افتدی بہ اولئک لہم عذاب الیم وما لہم من ناصرین لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین فمن افتری علی اللہ الکذب من بعد ذلک فاولئک ہم الظالمون قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وہدی للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراہیم ومن دخلہ کان آمنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین قل یا اہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ واللہ شہید علی ما تعملون قل یا اہل الکتاب لم تصدون عن سبیل اللہ من آمن تبغونہا عوجا وانتم شہداء وما اللہ بغافل عما تعملون یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم آیات اللہ وفیکم رسولہ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینات واولئک لہم عذاب عظیم یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوہہم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون واما الذین ابیضت وجوہہم ففی رحمۃ اللہ ہم فیہا خالدون تلک آیات اللہ نتلوہا علیک بالحق وما اللہ یرید ظلما للعالمین وللہ ما فی السموات وما فی الارض والی اللہ ترجع الامور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ ولو آمن اہل الکتاب لکان خیرا لہم منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون لن یضروکم الا اذی وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لا ینصرون ضربت علیہم الذلۃ اینما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباؤا بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک بانہم کانوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون لیسوا سواء من اہل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ آناء اللیل وہم یسجدون یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ واللہ علیم بالمتقین ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم من اللہ شیئا واولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون مثل ما ینفقون فی ہذہ الحیوۃ الدنیا کمثل ریح فیہا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسہم فاہلکتہ وما ظلمہم اللہ ولکن انفسہم یظلمون یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ہا انتم اولاء تحبونہم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ وإذا لقوکم قالوا آمنا وإذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ان تمسسکم حسنۃ تسؤہم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدہم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط وإذ غدوت من اہلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم إذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیہما وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون إذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین بلی ان تصبروا وتتقوا ویأتوکم من فورہم ہذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتہم فینقلبوا خائبین لیس لک من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون وللہ ما فی السموات وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکافرین وأطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین والذین إذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وہم یعلمون اولئک جزاؤہم مغفرۃ من ربہم وجنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ونعم اجر العاملین قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ہذا بیان للناس وہدی وموعظۃ للمتقین ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولہا بین الناس ولیعلم اللہ الذین آمنوا ویتخذ منکم شہداء واللہ لا یحب الظالمین ولیمحص اللہ الذین آمنوا ویمحق الکافرین ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم ویعلم الصابرین ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رأیتموہ وانتم تنظرون وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا ومن یرد ثواب الآخرۃ نؤتہ منہا وسنجزی الشاکرین وکأین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وہنوا لما اصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین وما کان قولہم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا وإسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین فآتاہم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب ال

[illegible] کے ذریعہ سے اس شخص کی نبوت بھی باطل ہوئی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں نبوت کا دعویٰ کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اس حدیث کی ایک نظیر قرآن پاک سے اور پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے [illegible] یہ سب حضرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ہی میں نبوت کا دعویٰ کر کے جہنم واصل ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد غور طلب امر یہ ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق اجمالی عقیدہ رکھنے والے کو کفار اور دینے پر تجملی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا مدار ہے۔ اس دعویٰ اور دلیل میں کیا پایا جاتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر جہاں بشر ہیں ایک روز ان پر بھی موت آنے والی تھی لہٰذا یہ ان کی موت سے اس وقت تک تاخیر کی وجہ سے جو اس وقت مرزا کے زمانہ تک ایک طویل مدت آئی تھی اس وقت سب لوگ نبی بن گئے تھے مرزا کی نبوت کو ان کی وفات سے متعلق کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو جائے اور مرزا کی نبوت ثابت ہو جائے تو ان کی وفات سے مرزا کی نبوت ثابت ہو جائے گی۔

ایک اصولی بات بھی ذہن میں رکھیں، وہ یہ کہ قرآن پاک کا مخاطب وہ ہے جو حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ماننے سے آخری پیغمبر مانتا ہو، جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہ سمجھتا ہو۔ واللہ اعلم۔

- [illegible] عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام رفعہ حی وہو معدود فی اسماء الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فانہ اجتمع بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو حی مؤمنا بہ ومصدقا [illegible] انما یحکم عیسیٰ بشریعۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالقرآن والسنۃ، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم لیس بینی وبینہ نبی وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان کأن رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویترک الصدقۃ فلا یسعی علی شاۃ ولا بعیر ویرفع الشحناء والتباغض ویترک الخبث فیدعو الناس الی المال فلا یقبلہ احد فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔ کذا فی الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام (ص ۱۸۸، ۱۹۵، دار الفکر)

عن سعید بن المسیب سمع ابا ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما [illegible] قولہ حکما ای حاکما، والمعنی انہ ینزل حاکما بشریعۃ نبینا لا بشریعۃ نفسہ لانہ ینسخ ما یکون حاکما من احکام ھذہ الامۃ الخ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ۱: ۴۹۰، ۴۹۱، نور المحمدیۃ)

[illegible] الاعراف ۱۵۷

[illegible] ان [illegible] آن پاک نے [illegible] خطاب [illegible] [illegible] [illegible]

(تجوید اور ترتیب قرآنی کا بیان)

بغیر تجوید کے قرآن کریم پڑھنا

س ن ۲۰۰۰ ا آن شریف پڑھنے والے سے اگر کوئی غلطی ہو جائے
ہو جاتا ہے"

ج الحمد للہ آن شریف پڑھنے والوں کی بہت سی قسمیں ہیں کوئی
(اعراب یا وقف یا ابتدا یا تجوید کی غلطی کرتا ہے اور بعض
کوئی تجوید اور قرأت کی غلطی کرتا ہے اور بعض
کوئی ادا کرتا ہے اور بعض
کوئی ادا کرتا ہے اور بعض
عالم تقدیر اور ان کا یہ حکم

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن پڑھنے والوں کو چاہیے کہ تجوید و قرأت

---

(۱) قال الشیخ ابن الجزری رحمہ اللہ والتجوید

(۲) وسیأتی الشیخ رحمہ اللہ فی اثناء ذکر من اشتہر علی ما ذکرہ بعض حروف
لمعانی الیہ ص ۲۹ ا ذکر حماد الجزری رحمہ اللہ

فی شرح الشیخ رحمہ اللہ وسیأتی ذکر الشیخ رحمہ اللہ لاقوال فی الآیۃ وقال وقد اشتہر حرف
الشین فی قراءۃ حمزۃ فی لفظ لشین فی لفظ لشیء وقال فی علوم القرآن للشیخ محمد
والقاضی فی الوجہ الثالث والثلاثین

ذکر الشیخ رحمہ اللہ الحکم لقرآن للشیخ علی

[illegible] علوم [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

آیات قرآنیہ کی ترتیب

سوال [۴۰۰۴]: قرآن شریف کی ترتیب کس طرح سے ہے، ما مطلع پر مشہور ہے کہ ترتیب آیات بتوقیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۱) اور بعض لکھتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم (۲) نے آپس میں مشورہ سے مقرر کی تھیں کہ قرآن کریم کی ترتیب نزولی کے موافق ہے یا کسی اور طرح پر؟ اگر کسی اور طرح پر ہے تو کس طرح پر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

موجودہ ترتیب بالکل توقیفی ہے، جس آیت یا سورت کا جس جگہ پر نازل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے بذریعہ وحی کے معلوم ہوا اسی جگہ پر اس کو رکھنے کا حکم فرمایا، اس میں کسی کو اپنی طرف سے کچھ دخل نہیں (۳)، بلکہ جب سے ایک جگہ جمع کیا گیا تو اسی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ظاہر میں جمع کیا وہ بھی اسی ترتیب سے جمع کیا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخے بعد میں نقل کرائے وہ بھی اسی ترتیب سے لکھوائے (۴)، البتہ اس میں اتنا

---

(۱) البقرة: ۲۸۱.

(۲) البقرة: ۲۸۱.

(۳) روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا نزلت علیہ سورۃ دعا بعض من یکتب، فقال: ضعوا هذه السورة في الموضع الذي يذكر فيه كذا وكذا... (اسباب النزول للواحدي، نسبخت الناس في جمع القرآن بعهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ۱۸۰، دار احیاء التراث العربي بیروت)

فكان إذا نزل عليه الشيء دعا بعض من كان يكتب، فيقول: ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا... الخ (الإتقان في علوم القرآن، النوع الثامن عشر في جمعه وترتيبه: ۱/۱۱۱، دار ذوی القربی)

وكذا في مقدمة التفسير للنسفي، مقدمة المؤلف: ۵۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۴) عن زيد بن ثابت رضي اللہ تعالیٰ عنه قال: أرسل إلي أبو بكر مقتل أهل اليمامة، فإذا عمر بن الخطاب عنده، قال أبو بكر رضي اللہ تعالیٰ عنه: إن عمر أتاني فقال: إن القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن، وإني أخشى أن استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القرآن، وإني أرى أن تأمر بجمع القرآن، فقلت لعمر: كيف تفعل شيئاً

قرآن کو جمع فرمایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں نقل کیا اور اسی ترتیب و تالیف پر قرآن کریم کی ترتیب مبنی ہے (۱) اس روایت میں آخری سورت یا آخری آیت کا ذکر نہیں ہے، وہ بقیہ قرآن سے (۲) اور اب اس کتاب سے تحقیق مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) والعیاذ باللہ تعالیٰ (۲) علوم و معارف ۳۳ : ۹۸ ۔

آیات کے رموز و علامات کا حکم

سوال [۱۰۰۲۹] : اس بارے میں حکم شرعی کیا ہے کہ آج کل قرآن کریم کے پڑھنے والے [illegible]

صالح بقطعة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فذهبت إلى أبي بكر فقلت له فقال أبو بكر إنك رجل شاب عاقل لا نتهمك وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فتتبع القرآن فاجمعه فوالله لو كلفوني نقل جبل من الجبال ما كان يثقل علي مما أمرني به من جمع القرآن أخذت أتتبع القرآن أجمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال حتى وجدت آخر سورة التوبة مع أبي خزيمة الأنصاري لم أجدها مع غيره (لقد جاءكم) حتى خاتمة براءة فكانت الصحف عند أبي بكر حتى توفاه الله ثم عند عمر حياته ثم عند حفصة بنت عمر رضي الله تعالى عنهم (الصحيح للبخاري، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن ۲ : ۷۴۵ ط قديمي)

(۱) وقال الحاكم في المستدرك جمع القرآن ثلاث مرات احداها بحضرة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم [illegible] بحضرة أبي بكر رضي الله تعالى عنه [illegible] الجمع الثالث هو ترتيبهم السور في زمن عثمان رضي الله تعالى عنه [illegible] كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يترل عليه الشيء فيدعو بعض من كان يكتب فيقول ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا

الخ (الاتقان في علوم القرآن، النوع الثامن عشر في جمعها وترتيبه ۱ : ۱۱۹ دار ذوي القربى)

(۲) وكذا في مسند أحمد، المكثرون من الصحابة، جمع القرآن على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ۵ : ۱۸۳ دار احياء التراث العربي بيروت)

(۳) وكذا في الجامع لاحكام القرآن، تأليف أبي عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي ۱ : ۵۲ ط دار الكتب العلمية بيروت

ستے اعادہ [illegible] پڑھنے سے ثواب [illegible] اور علامات [illegible] سے [illegible] یا قل ثانی [illegible] یا کی تلاوت کرنے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] سے ہوتا ہے [illegible] آپ نے [illegible] آیات کے معنی معلوم ہوتے ہیں بغیر [illegible] (۱)

[illegible]

[illegible]

الجواب صحیح [illegible]

قرآن کریم کے اوقاف اور اس کی علامات کیا بدعت ہیں؟

سوال [illegible] قرآن مجید میں علامات [illegible] اور [illegible] اوقاف [illegible] کا [illegible] اوقاف [illegible] کا [illegible] اوقاف [illegible] کے [illegible] اوقاف [illegible] کے [illegible] اوقاف [illegible] کے

[illegible]

(۱) فرہان فی علوم القرآن، النوع الرابع والعشرون: الفصل والوقف: ۱/۳۵۰، دار احیاء الکتب العربیہ بیروت

(۲) الاتقان فی علوم القرآن، النوع الخامس والعشرون فی معرفۃ الوقف والابتداء: ۱/۱۳۴، دار الفکر

(۳) [illegible] مولانا محمد ادریس صاحب قاسمی شیخ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی نے مختلف اوقات میں مختلف حضرات سے علوم القرآن کا درس لیا ہے، لیکن علوم القرآن کے دروس میں سے صرف علم الوقف کا درس حضرت مولانا سید نفیس شاہ صاحب شہید سے لیا ہے، اس کے بعد ان کے دروس حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب سے مختلف اوقات میں حاصل کیے ہیں، اس کے علاوہ [illegible]

www.ahlehaq.org

مخالف کرنا خلاف ادب نہیں ہے، قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت سے اوقات نماز پہچاننے کے بارے میں اہل فن کی رائے کا مخالف ہونا ثابت ہوتا ہے، اس سے ان کی تنقیص لازم نہیں آتی، [illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱۰/۱۳۹۲ھ

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہمارے فن کی کتابوں میں اصطلاحات سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کے معنی علماء حدیث کے اصول حدیث کے آپس میں طے کرلینے کے بعد ان اصطلاحات کے ساتھ مخصوص ہوجاتے ہیں، مثلاً حدیث کے اصول طے کرلینے کے بعد ان تمام اصطلاحات کا جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں، حدیث کے ساتھ مخصوص ہوجانا، اور ان کے معنی کا حدیث کے ساتھ مخصوص ہوجانا، اور ان اصطلاحات کا حدیث کے ساتھ مخصوص ہوجانا، اور ان کے معنی

علامہ ابن عابدین شامی نے غایۃ التحقیق (۱) میں اور بعض دیگر فقہاء نے اپنی کتابوں میں بھی وقف کو بعض قول پر مستحب لکھا ہے، وقف نہ کرنے کو مکروہ نہیں لکھا اور ترجیح عدم کراہت کو دی ہے (۲) علامہ نووی نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۳) اور حضرت تھانوی نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۴) اور حضرت قاری صاحب نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۵) اور حضرت مفتی اعظم پاکستان نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۶) اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۷) اور حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۸) اور حضرت مفتی عبدالرؤف صاحب نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۹) اور حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۱۰) اور حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے (۱۱) اور حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نے بھی یہی تحقیق فرمائی ہے

الصلاۃ تحریماً لأن في مراعاۃ الوقف والوصل إیقاع الناس في الحرج لا سیما العوام والتحریم مدفوع کما في الضرورۃ والسراحیۃ والنصاب، وفیہ أیضاً لو یراعی الوقف في جمیع القرآن لایصیر صلاۃ محمداً۔ حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ص: ۲۰۹(۱) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

الجواب العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۱/۴۰ھ۔

قرآن کریم اردو میں لکھنا

سوال [۱۰۰۱۱]: اخبار "آزاد ہند" ۳۰ جون میں آپ کا فتویٰ روشن چراغ کے متعلق شائع ہوا، جس میں آپ نے جو فتویٰ دیا ہے، اس کا خلاصہ بندہ اس طرح ادراک کر رہا ہے، روشن چراغ کے مترجم محمد خان جالندھری نے جو کتاب لکھی ہے، وہ عربی میں ارادہ ہے، انگریزی الفاظ بازاری، روشن چراغ میں عربی کا پتہ نہیں ہے اور کاتب وشائع کنندہ یا کمپنی یا چھاپہ خانہ کا پتہ بھی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے مجھ اپنا فتویٰ اس کے متعلق بھی دیا ہے کہ کلام پاک چونکہ عربی زبان میں اللہ نے اپنی شان حکمت سے نازل کیا ہے، اس کو صرف اردو میں لکھنے سے اس کی تحریف اور نقطوں و معنی میں الٹ پھیر ہونے کا ڈر ہے، بندہ اس کے چھاپنے کی بھی ممانعت ہے، بندہ ناچیز نے بھی ایک کتاب روشن چراغ کا کاتب محمد خان جالندھری کی دیکھی ہے، اس میں آپ کا نام اور پریس کا نام تاج کمپنی لمیٹڈ اور کراچی لکھا ہے، بندہ اس فتویٰ کو اس کمپنی پر چسپاں کرتا ہوں۔

مجھ ناچیز کے ذہن میں یہ باتیں گردش کرتی ہیں کہ شاید جو کتاب آپ نے دیکھی ہے، وہ کسی صاحب فضل نے محمد خان جالندھر کے روشن چراغ کی نقل کرلی ہوگی۔ اور کاتب اور کمپنی کا نام لکھا ہو اور بطور بازاری کرکے اپنی دنیوی روزی حاصل کرنے کا ہار اڑھیا ہے، میرا خیال ہے کہ ایسا چور بازاری کی نقل نہ ہو اور صرف اردو میں قرآن پاک بھیج اللہ کے رشاد کو سمجھ سکے تو اس میں کون سی قباحت ہوئی، یہ فتویٰ کفر کی بات نہیں ہے، اگر ہے تو کوئی شرعی فیصلہ قرآن وحدیث کے حوالے سے ناچیز بندہ کو آگاہ کریں اور ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔

---

(۱) (حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ، فصل فیما لایفسد الصلاۃ، ص: ۳۴۰، قدیمی)

چونکہ میں ولی خاص علم یا تخصص نہیں رکھتا اس لئے آپ ان آیات کا صحیح مفہوم کسی اہل علم سے دریافت کرلیں تاکہ دل پریشان نہ ہو، ولی مفہوم معلوم حاصل ہوجائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم عربی میں نازل ہوا اس لئے اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے عربی زبان کا جاننا ضروری ہے، اور عربی زبان کا جاننا بھی اس طرح کہ عربی زبان کے محاورات اور اسالیب بیان کو اچھی طرح سمجھتا ہو، اور عربی زبان کے مختلف الفاظ کے مختلف معانی میں سے کون سا معنی کس جگہ مراد ہے، اس کو

غیر عربی سے کیسی زبان مراد ہے اور کون سی زبان مراد نہیں

[illegible]

قرآن شریف غیر عربی میں لکھنا

سوال[۱۱۰۹۰]: رومن یا چینی میں قرآن پاک لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کو عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں لکھنا جائز نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ قرآن پاک کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور اسی زبان میں اس کے الفاظ ہیں، اصل متن عربی ہی ہے، اس کو رسم الخط بھی عربی ہی ہے، اور یہ وہ رسم الخط ہے جو آیت کے وقت تھا، اس کی اصل عربی ہی ہے، اور یہ وہ رسم الخط ہے جس کی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے، اس رسم الخط کو تبدیل نہ کیا جائے، اس کی حفاظت کی جائے، اس کی تعلیم دی جائے، اس کی اشاعت کی جائے، اس کی تحریر کی جائے، اس کی طباعت کی جائے، اس کی تلاو

ایسے شخص کو کافر کہنا کیسا ہے جس کو قرآن کریم کے نقطے اور تشویش کا علم۔

حوالہ: والعہدۃ علی الراوی، دار الحمد، ج ۱، ص ۱۵، ۹۷۸ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

---

* والأفصح الضم كما تجوز قراءته بغير لسان العرب والفرنجية. الفتح احد التحسينين. والعرب لا تعرف فيما علمت غير العربي. وقد قال تعالى: لسان عربي مبين" اخرج ابن ابي داود عن ابراهيم النخعي قال: قال عبدالله لا يكتب المصاحف إلا عربي. قال ابن ابي داود هذا من احل اللغات" (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وادابه كتابته، ص ۳۲۴، ۵۴، دار الفكر)

"نعم التشنيع على تارك التي من اعتاد القراءة بالفارسية فإنه لو اراد أن يكتب مصحفا بها يمنع والظاهر ان الفارسية غير فيه" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، في بيان المواجب والشروط، ۶۰۲، سعيد)

(وكذا في مجموعة رسائل اللكنوي، اكام القاعدين، ص: ۵۳، ۲۱۵/۳، إدارة القرآن كراچي)

(آداب قرآن کا بیان)

جنبی کے لئے مس قرآن کریم

سوال [۶۶۰۲]: قرآن کریم کو جنبی شخص کیسے چھو سکتا ہے؟ قرآن کریم میں [illegible] ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی کے لئے چھونا جائز ہے، براہ کرم اس کی وضاحت فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جنبی کے لئے قرآن کریم کا چھونا جائز نہیں ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک ہوجائے، پاک ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وضو کرے، وضو کرنے کے بعد غسل کرے، غسل کرنے کے بعد پاک ہوجائے گا، اس کے بعد قرآن کریم کو چھو سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند

۲۲/۱۰/۸۷ھ

---

(۱) الواقعة: ۷۹۔

(۲) حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطہارۃ، باب الحیض والنفاس والاستحاضۃ، ص ۱۰۳، (قدیمی)

وکذا فی الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب الطہارۃ، الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضۃ ۱/۷۳، (رشیدیہ)

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحیض ۱/۳۲۷-۳۲۸، (رشیدیہ)

احتیاط شرط ہے اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، بے وضو ہونے کی صورت میں قرآن کریم کو ہاتھ لگانا سخت گناہ ہے، بعض لوگوں نے حمائل پر جو غلاف چڑھا رکھا ہے اس کے اندر سے قرآن کریم کو نکالنا بھی اسی میں داخل ہے، بعض لوگ اس میں بھی احتیاط نہیں کرتے۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ: لا یمسہ الا المطہرون، (الواقعۃ: ۷۹)

وعلی ھذا اذا کان علی جسد امرأۃ مکتوب فیہا اسم اللہ تعالیٰ او سمی القرآن فلا بأس بمسہ لانہ لم یخرج بکتابۃ اسم اللہ تعالیٰ عن کونہ جسدا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ والمصحف الخ، ۵: ۳۲۳، رشیدیہ)

وعن مسلمۃ بن ابد قال: قلت لقرأ القرآن ولم یمس المصحف حتی توضأ علی وضوء وعن محمد انہ اتی بدابۃ وضوء لیمس المصحف وکرہ الحسن والشعبی مس المصحف علی غیر وضوء۔ (احکام القرآن للجصاص، ۳: ۱۲۱، دار الکتاب عربی)

قرآن شریف جیب میں رکھنا

سوال [۱۰۰۲۱]: میں اپنا قرآن شریف پاکٹ سائز ہے اور دوران وقت میری جیب میں ہی رہتا ہے، ایسی حالت میں بغیر وضو کے ہاتھ لگانا ہوتا ہے، میں بہ وقت وضو نہ ہونے کی صورت میں قرآن شریف کو کیسے اٹھاؤں، کیا جیب میں رکھنے کا کوئی دوسرا طریقہ ہے، کوئی ایسی صورت بتائیں کہ میں قرآن شریف کو ہر وقت ساتھ رکھ سکوں اور تلاوت کر سکوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ قرآن کریم ہر وقت جیب میں رکھنے سے بچنا چاہیے، کبھی بے وضو کبھی باوضو ہونا ہوتا ہے، احتیاط مشکل ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قرآن کریم کو چومنا

سوال [۱۰۰۲۲]: قرآن کریم کو چومنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم کو تعظیماً اونچی جگہ پر رکھنا درست ہے۔

"وروي علي عمر رضي الله تعالى عنه أنه كان يأمر المصحف كي عدة وينسخه ويقول عهد بي عزرائيل رضي الله تعالى عنه بعض المصحف وبسنده على وجهه" كذا في رد المحتار (۱) (۳۵۲/۱) والله تعالى علم

كتبه العبد محمود غفرله دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۲ھ۔

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہ، ۲/۳/۹۲ھ۔

قرآن زانو پر رکھ کر پڑھنا

سوال [۱۰۴۵۶]: قرآن پاک زانوں کے اوپر رکھ کر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے، بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہتر یہ ہے کہ زانوں سے اونچی جگہ پر قرآن کریم رکھ کر پڑھا جائے، یہ افضل ہے، فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱۰/۹۰ھ۔

---

(۱) رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع والمصحف، باب الاستبراء وغيره، ۶/۳۸۰، سعيد)

الاستصباح بشحم المصحف هل يجوز؟

الاستصباح بشحم المصحف وقد روي ذلك عن الأصحاب روي عن عثمان رضي الله تعالى عنه أنه كان يأمر بالمصحف وينسخ ويبعثه على وجهه" (فتاوى اللكنوي، كتاب الصلاة، مايتعلق بتلاوة القرآن، ص ۱۴۳، رشيديه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في صفة الأذكار، فصل باب مايفسد الصلاة، ص ۳۰۰، قديمي)

بڑی مسجد میں قرآن شریف کی طرف پشت کرنا

سوال [۱۰۰۱۸]: صحن مسجد میں داخل ہے جس کی اونچائی فرش مسجد سے کچھ زیادہ ہی آتی ہے، چونکہ محراب تک جانا آسان نہیں ہوتا ہے، مسجد میں لوگ اعتکاف کرتے رہتے ہیں اور ان پر کچھ نہ کچھ بھروسہ کرتے رہتے ہیں، جس سے قرآن پاک کی بے حرمتی کا خیال پیدا ہوتا ہے، کیا ایسی جگہ کی فوقیت باقی رکھتے ہوئے اس سے ترقی سے نیچے کی طرف نکل سکتے ہیں؟ کیا قریب والی بھی چھوٹی مسجدیں معتبر ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صحن مسجد ختم ہونے پر دالان سے دو صفیں صحن سے بلند ہے اور مسجد کے اندر صحن میں لوگ وضو کی طرف پشت کرتے ہوئے وضو کرتے ہیں اور وضو پاک ہوتا ہے، تو شرعاً یہ صورت درست ہے، کراہت کے دلائل جو سوال میں لکھے ہیں وہ یہاں نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۸۹ھ۔

اس کمرہ کی چھت پر چلنا جس میں قرآن مجید موجود ہو

سوال [۱۰۰۱۹]: ایک کمرہ جس میں ہزاروں قرآن پاک رکھے ہوئے ہیں، اس کمرہ کی چھت پر آدمی کا جانا درست ہے یا نہیں؟ جبکہ اس پر چلنے سے آواز وہاں سے آتی ہے یا نہیں؟

جب کہ یہ معلوم ہے کہ یہاں سے حرج کا ہے جس کو بند کیا جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

پوچھنے سے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں قرآن کی مثال الماری ہے، جس میں قرآن شریف ہو، اس کی چھت پر چلنا بے ادبی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جن اخبارات میں قرآن کی آیات ہوں، ان کا حکم

سوال [۱۰۰۲۰]: [illegible] "الجمعیۃ" اردو میں [illegible] ہوتا ہے؟ جب کہ اس

میں بعض جگہ قرآنی آیتیں بھی ہوتی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان کو پاک کپڑے سے لپیٹ کر زمین میں قبر بنا کر دفن کر دیں، ردی میں فروخت کرنے سے بہت بے حرمتی ہوگی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۹/ ۸۵ھ۔

قاعدہ بغدادی کی حفاظت اس کو جلا کر

سوال [۱۰۰۵۰]: قرآن کریم اور ان کے مانند کیا ہے قاعدہ بغدادی کے اوراق بھی واجب الاحترام ہوں گے جس میں حروف تہجی کے ساتھ چار انگار قاعدہ کو بیان کرنے والی کچھ عبارتیں ہیں، کیا ان اوراق کو کہیں نجاست سے بچا کر اور باوضو کہیں احتیاط سے رکھنے یا دفن کرنے کے بعد سے امام مسجد، مسجد کے عمامہ کی آگ روشن کرنے کے کام میں لے آئے، جب کہ یہ نیچے بیٹھ جاتا اور بوقت کے مقام تک اذان کر جاتا کرے، بلکہ امام چاہتا ہے کہ کسی قسم کے قاعدہ بغدادی کے اوراق اور اردو کے اخبارات اور دیگر کتب یا بیان اردو کے اوراق کا صرف اتنا ہی احترام ضروری ہے کہ ان کو جلا دیا جائے، کیا واقعی ہر کوا یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حروف تہجی کا بھی احترام ہے (۲)۔ قاعدہ بغدادی میں قرآن کریم کے الفاظ کا بھی موجود ہیں،

---

(۱) "المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه، ويدفن كالمسلم" (الدر المختار) "أن يجعل في خرقة طاهرة، ويدفن في محل غير ممتهن لا يوطأ" (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب يطلق الدعاء على مايشمل الثناء، ۶/ ۴۰۰، سعيد)

"وقال العلامة وهبة الزحيلي: ويدفن المصحف كالمسلم إذا صار بحال لا يقرأ فيه" (الفقه الإسلامي وأدلته، المطلب التاسع، ۴/ ۵۱۰، رشيديه)

(۲) كذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السادس في آداب المسجد والقبلة والمصحف، ۵/ ۳۲۳، رشيديه)

(۲) ولو قطع الحرف من الحرف أو وصله على بعض الحروف في البساط، أو المشلى حتى لم تبق

نیز قرآن مجید کی بے ادبی سے بچنے کی تاکید ہے، اس لئے قرآن مجید کو پیٹ کے نیچے رکھنا ادب کے خلاف ہے۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) ہدایہ، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۴، ص ۴۲۶، ۴۲۷، ط شرکۃ علمیہ۔

قرآن کے پارہ کو بغل میں دبا کر چلنا

سوال [۱۰۲۵۱]: زید قرآن مجید کے پارے کو بغل میں دبا کر چلتا ہے، اس کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ کیا قرآن نے ہدایت فرمائی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بغل میں پارہ دبا کر چلنا قرآن کی بے ادبی ہے، اس سے بچنا چاہئے۔ قرآن کریم

= الکلام متصلا لم یسقط الخیار فیہ، وکذلک لو کان علی الصفۃ المذکورۃ لا خیار لہ کذلک لأن الواو للجمع فجعلت بمنزلۃ ما لو کتب اسمہ فی جریدۃ علی حدۃ، ولأن الملک الواحد وقع جزءا کما فی السراجیۃ۔ الشامی، المحلس المحکم بذکر کتاب الحکم، باب الخیار فی باب البیع والقبض والمنحیص، ج ۴، ص ۲۲۳، زکریا دیوبند۔

ما فی الخانیۃ فی باب الربا والصرف، ج ۲، ص ۲۰۰، وما فی المحیط فی الخیار، کتاب الطہارۃ، فصل فی باب المیاہ، ج ۱، ص ۱۰۰، سعید۔

(۱) وعلیہ یتفرع ان لو سلم الی مسلمی عینا وقبضہ سلمہ الی مسلمی ہو مطرح فی احد الکنیف او نحوہ فی ارض غلبہ کما فی المنتقی الاختصاص والتسلیم عنہ عرفی کما فیہ عند ہؤلاء المسلمین فی ہو مانع یحترقونہ ویشربونہ فی الطرق والجامات والاسواق فی ذلک۔ المحیط عند بیان الحکم الذی وجد بہ مانع دفع المعنی والصفۃ، ج ۲، ص ۲۲۰، دار الکتب العلمیۃ، کراچی۔

الکتب التی لا ینتفع بہا المسلم شرعا کالکتب المضلۃ والکتب الرسومۃ بالمعانی الباطلۃ لا یباع من المسلم فی ما ظہر کما فی الولوالجی وغیرہ کما فی الاشباہ، والذی یتحصل من کلامہم فی الاشباہ والاسعاف ان کل کتاب یحل الانتفاع بہا شرعا یجوز بیعہ وشراؤہ والا فلا، وعلی ہذا فجمیع الکتب التی لا یحل الانتفاع بہا شرعا لا یجوز بیعہ وشراؤہ لخلو ہذا المعنی فیہ۔ الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۶، ص ۴۰۳، سعید۔

فرمایا

روز قیامت چون فیصلہ ہر دست ہم کسی دہی

می بینم حاضر می شود تفسیر قرآن ہر یکی را [1]

(فتاویٰ اہلحدیث، ج ۱، ص ۵۵۹)

www.ahlehaq.org

---

[1] اقتباس جمعہ ... [illegible]

(آدابِ تلاوت کا بیان)

ایک مجلس میں پورا قرآن مجید ختم کرنا

سوال[۱۰۰۵۲]: ہندوستان کے بعض علاقوں میں قرآن کریم تراویح میں باجماعت ایک ہی شب میں ختم کرلیا جاتا ہے، لیکن تمام سامعین اور شرکاء مجلس حضرات ختم قرآن کے جملہ مختلف طرح مجلس کا تذکرہ کرتے ہیں، تاکہ لوگوں میں حفظ قرآن کا جذبہ پیدا ہو اور حفاظت کی یاد داشت بھی پختہ ہوجائے، ختم قرآن کی ان مجالس میں عوام اعیان بھی معلوم ہوتے ہیں، اور بعض اس پر بھی مشتمل ہوتے ہیں اور چند حفاظ پہلے بعد دیگرے کئی کئی پارے ترتیب وار تراویح کی مختلف رکعات میں تلاوت کرتے قرآن حکیم ختم کرتے ہیں، اس تمہیدی روشنی میں سوال یہ ہے کہ ایک ہی مجلس میں لاؤڈ اسپیکر پر پورا قرآن مجید تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲ تلاوت قرآن کی آواز نادانستہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ جن لوگوں کو سنائی دے ان سب پر استماع قرآن فرض ہے یا صرف حاضرین مجلس کا سننا کافی ہے؟

۳ لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے تلاوت کی آواز قضائے حاجت کرنے والوں کے کانوں میں پڑتی ہے، کیا اس سے قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں ہوتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن پاک کی تلاوت اور اس کا استماع افضل القربات ہے(۱)، یہاں تک سننے کے لئے آتے

---

(۱) "عن حبیب بن یسیر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: إنکم لن تجعو إلی اللہ تعالی بمثل ما خرج منہ" یعنی القرآن" (مجمع الزوائد، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی ثواب قراءۃ القرآن، ۱۰: ۱۰۹، سعید)

(۲) صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن، ۱: ۲۷۹، قدیمی)

(۳) کذا فی الترغیب والترھیب، کتاب فی تلاوۃ القرآن، ۲: ۳۶۶، رقم الحدیث ۱۵، ۲۲: ۲۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ہیں(۱) اور ہر ایک کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے، اور حفظ قرآن پاک کا ثواب اس کے علاوہ ہے، اور جو شخص قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھتا ہے اس کا ثواب اس شخص سے زیادہ ہے جو زبانی پڑھتا ہے، اور قرآن مجید کی تلاوت سے حفاظت بھی رہتی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی تلاوت کی طرف اپنی شان رحمت متوجہ فرماتے ہیں(۲) اور جب بندوں نے اللہ کے کلام کی تلاوت چھوڑ دی تو رحمت بھی اٹھ جاتی ہے، اور بلا تلاوت کے دل سخت ہو جاتا ہے، اور بلا تلاوت کے زبان پر بھی بہت کم قرآن رہتا ہے، اور بعض اوقات بالکل بھول جاتا ہے۔

حدیث شریف میں تین دن سے کم میں ختم کرنے والے کو فقیہ نہیں فرمایا ہے(۳) اس میں اشارہ اسی طرف ہے کہ اس سے کم میں ختم کرنے والے کو تلاوت کا ثواب تو ملتا ہے لیکن تدبر اور تفقہ سے محروم رہتا ہے، اور تدبر اور تفقہ کے لئے تلاوت کا ثواب بھی چھوڑ دینا مناسب نہیں، اس لئے تدبر اور تفقہ کے لئے تلاوت کا ثواب بھی حاصل کرنا چاہئے، اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تدبر اور تفقہ کی دولت عطا فرمادیں، اور اس کے لئے تلاوت کا ثواب بھی نہ چھوڑے، اور اس کے لئے تلاوت کا ثواب بھی نہ چھوڑے۔

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله عز وجل: من شغله القرآن وذكري عن مسألتي أعطيته أفضل ما أعطي السائلين، وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه. رواه البيهقي في شعب الإيمان. وروى الترمذي نحوه. وقال: حديث حسن غريب. وروى الدارمي نحوه. وقال: أخبرنا محمد بن المنكدر مرسلا. وروى أبو نعيم في الحلية عن أنس رضي الله تعالى عنه نحوه. وقال: تفرد به عمرو بن مالك النكري عن أبي الجوزاء. وروى الطبراني في الأوسط عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما نحوه. وقال: لم يروه عن عمرو بن مالك إلا عبد الله بن نافع. وروى الطبراني في الكبير عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه نحوه. وقال: لم يروه عن الأعمش إلا أبو معاوية. (الترغيب والترهيب: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، الترغيب في قراءة القرآن ... ١: ٢٧٣، قديمي)

وروى الدارمي في مسنده: كتاب فضائل القرآن، باب من شغله القرآن عن ذكري أعطيته أفضل ما أعطي السائلين ٢: ٥٠٢، قديمي)

وروى البيهقي في شعب الإيمان: باب في تعظيم القرآن ... فصل ٢: ٤٩٩، قديمي)

وروى المشكاة المصابيح: كتاب فضائل القرآن، الفصل الأول ١: ١٨٧، قديمي)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ما أذن الله لنبي ما أذن لنبي حسن الصوت يتغنى بالقرآن يجهر به. (صحيح مسلم: كتاب فضائل القرآن، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن ١: ٢٧٣، قديمي)

وروى المشكاة المصابيح: كتاب فضائل القرآن، باب الترغيب في قراءة القرآن، الفصل الأول ١: ١٩٠، قديمي)

(۳) عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: لم يفقه من قرأ القرآن في أقل من ثلاث. (سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب تحزيب القرآن ١: ٢٠٠، رحيميه)

وروى الترمذي: كتاب القراءات، باب ١٠، باب بلا ترجمة ٢: ١٢٣، سعيد)

وروى المشكاة المصابيح: كتاب فضائل القرآن، باب بلا ترجمة، الفصل الثاني ١: ١٩١، قديمي)

www.ahlehaq.org

[illegible] [illegible] [illegible] [

خلاف ہو امید ہے کہ اب جداگانہ ہر نمبر کے جواب کی ضرورت نہیں رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۱۳۸۹ھ۔

"قل أعوذ برب الناس ناس ناس" پڑھنا

سوال[۱۰۰۵۲]: قل أعوذ برب الناس ناس ناس" طرح ہر ناس کو تین مرتبہ کر کے پڑھنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ درست نہیں، اس سے آیت قرآنی مسخ اور مبطل ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۴/۸۶ھ۔

الجواب صحیح: مہدی حسن، دارالعلوم دیوبند۔

بعض آیتوں کے ساتھ فرشتوں کے نام لکھنا

سوال[۱۰۰۵۳]: بعض آیتوں کے ساتھ فرشتوں اور مالائکہ کے نام پڑھے جاتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ملائکہ کا وجود حق ہے (۱) انسان کی حفاظت کے ساتھ رہتے ہیں (۲) اور اعانت کے لئے مامور من اللہ

= للقرآن فرض كفاية: ۱/۵۳۶، سعيد)

"وفي المحيط: "يكره رفع الصوت لقراءة القرآن عند المشتغلين بالأعمال". (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى: ۴/۳۳۰، امجد اكيدمي لاهور)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع من آداب المسجد والتسبيح والقراءة: ۵/۳۱۶، رشيديه)

(۱) قال الله تعالى: ﴿وَمَن عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ﴾ (الأنبياء: ۱۹)

"(والملائكة عباد الله عاملون بأمره) قوله: والملائكة فالقول بوجود الملائكة . مما انعقد عليه إجماع الأنبياء، نطق به كلام الله، وكلام الأنبياء عليهم السلام". (شرح العقائد مع حاشيته، مبحث الملائكة عباد الله تعالى، ص: ۱۴۳، قديمي)

=

ہیں، اگر کوئی شخص ان کے کلام اور طریق امانت کو جانتا ہو وہ ان کا نام لے کر اس طرح پڑھے کہ آیت کے ساتھ مخلوط ہو کر جزو قرآن ہونے کا شبہ نہ ہو تو درست ہے۔ جس طرح کہ بعض آیات مثلاً: سورۃ الرحمن، سورۃ والمرسلات، سورۃ والتین وغیرہ میں حدیث شریف میں ایسے کلمات منقول ہیں جو کہ جزو قرآن نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ان کے کلام اور طریق امانت سے واقف نہیں اور اس طرح پڑھے کہ جزو قرآن ہونے کا شبہ ہو یا ان کو مشتبہ متصف بالذات تصور کرتا ہو تو ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: عبدالحسن، دارالعلوم دیوبند۔

قرأت قرآن کا تقابل

سوال [۱۰۰۵۵]: ہمارے شہر میں تقریباً تین چار سال سے ہر سال ایک جشن بنام جلسۂ قرأت کیا جاتا ہے، جس میں شہر و بیرون شہر کے قرأ حضرات بلائے جاتے ہیں اور وہ اپنے فن قرأت کا اظہار مختلف لہجہ میں کرتے ہیں، حتیٰ کہ وہ ایک تقابل تو ازن کی صورت ہو جاتی ہے، بعد ختم جلسہ قرأت ان قرأ کو حسب الہام طبع قرأت قرآن پاک انعام دیئے جاتے ہیں، یعنی کہ جس سے اچھے پڑھنے والے کو سب سے اونچا انعام دیا جاتا ہے، اسی طرح درجہ بدرجہ یہ تقابل فی القرآن جو کہ ایک امر قبیح ہے، اس کو درجہ رکھتا ہے، نیز تلاوت قرآن پاک کے وقت اس مجلس میں یا اس سے دور بیٹھ کر سننے والے، چرچا، شور وغیرہ تمام امور نامناسب ہیں، تمنا کرنا ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس جشن کی شریعت مطہرہ میں کیا رتبہ ہے؟

---

(۳) وكذا في البزاز، صحت الملائكة الخ، ص ۳۸۶، مكتبه حقانيه)

(۴) قال الله تعالى: ﴿له معقبت من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من أمر الله﴾ (الرعد: ۱۱)

"أي: للعبد ملائكة يتعاقبون عليه حرسي بالليل وحرس بالنهار، يحفظونه من الأسواء والحادثات"

(تفسير ابن كثير، الرعد: ۱۱، ۲/ ۴۹۲، المكتبة دار الفيحاء دمشق)

(۵) وكذا في الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۹/ ۱۸، ۱۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اقوال اور تتمہ خراب اور اس کا انداز غلط طریقہ ہے، بعض قراء نے اس کو ذریعہ کسب بنالیا ہے(۱)، اس سے پرہیز کیا جائے، ادلۂ شرعیہ سے یہ ثابت نہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۸/۱۳۰۰ھ۔

ریڈیو کی تلاوت کا سننا

سوال[۱۰۰۵۶]: اگر کوئی ریڈیو کے پاس تلاوت کلام اللہ کرنے، ریڈیو بند کرنے کو دوم حکم کرتا ہے، لیکن بچے بھی وہاں نہیں آتے تو ایسی صورت میں ہمارے قیم حرمت کلام سلسلہ تلاوت کلام پاک ملتوی یا منقطع کریں یا شروع کیا تو پھر اختیار کریں؟

---

(۱) "عن رائان قال: سمعت سفيان يقول: من قرأ القرآن يأكل به، جاء يوم القيمة ووجهه عظم ليس عليه لحم" (مصنف ابن أبي شيبة، باب في الرجل خوم بالماء في رمضان فيعطى، ۵/۲۳۸، رقم الحديث: ۸۶۲۳، المجلس العلمي)

"قال في الهداية: الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم، لايجوز الاستئجار عليها عندنا، لقوله عليه السلام: "اقرأوا القرآن ولا تأكلوا به" فالاستئجار على الطاعات مطلقاً لا يصح عندنا لثلاثة ولا شك أن التلاوة المجردة عن التعليم من أعظم الطاعات التي يطلب بها الثواب، فلا يصح الاستئجار عليها؛ لأن الاستئجار بيع المنافع، وليس للتالي منفعة سوى الثواب، ولا يصح بيع الثواب" وقال العيني في شرح الهداية معزياً للواقعات: ويستفاد من الذخيرة والخلاصة والمحيط الجواز". (تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الإجارة، مطلب في حكم الاستئجار على التلاوة، ۲/۳۷، مكتبه مجتبائي مصر)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ۶/۵۶، سعيد)

(۲) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من أحدث في أمرنا هذا مالیس منه فهو رد". (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ۱/۲۷، قديمي)

(وصحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ۱/۳۷۱، قديمي)

(وسنن أبي داود، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، ۲/۲۹۰، رحمانيه)

www.ahlehaq.org

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر کوئی شخص تلاوت کلام پاک میں پہلے سے مشغول ہے، پھر سجدۂ تلاوت شروع ہوجائے اور اس میں بھی تلاوت کرے تو اختیار ہے کہ اپنی تلاوت کو بند کرکے سجدۂ تلاوت کرلے یا اپنی ہی تلاوت میں مشغول رہے(۱)، اور سجدہ میں تلاوت کے ساتھ ساتھ دوسری چیزوں کا تجانا شرافت ہوتو یہی تلاوت میں مشغول رہے، بند کرکے دوسری جگہ سے تلاوت کرے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

www.ahlehaq.org

---

(۱) "وفي الدرة المنيفة عن الخلاصة: يكره للقوم ان يقرأ القرآن جملة لصمهم ترك الاستماع والانصات، وقيل لايأثم" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل في صفة الاذكار، ص: ۳۸۸ قديمي)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح، ۵/ ۳۱۹، رشيديه)

وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية، ۱/ ۵۴۰، سعيد)

(۲) "وفي خزانة المفتين أن لايقرأ في الاسواق وفي جوامع الكلم" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة، ۵/ ۳۱۹، رشيديه)

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱/ ۷۸، دارالكتب العلمية بيروت)

المتفرقات

مسئلہ خلق قرآن

سوال [۱۰۰۵۵]: قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کا کیا مسئلہ ہے؟ مخلوق ماننے کا کیا مطلب ہے؟ اور اس سے کیا خرابی لازم آتی ہے؟ بہر حال خدا کا کلام ہے، یہ مخلوق و غیر مخلوق کا شوشہ چھوڑنے کی وجہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ مسئلہ تو آپ اس وقت سے جانتے ہیں، جب بخاری شریف میں یہ باب پڑھا تھا(۱) اور اس میں ۱۰ کے اقوال اور استدلالات آپ کے سامنے پیش کئے گئے تھے، نیز شرح عقائد نسفی میں بھی بحث ہوئی تھی (۲)، آج اسی شوشہ کا کیا آخر ہوا؟ مامون الرشید کے دور میں جتنے شوشے نکل چکے، انہیں سے یہ بھی رنگین ہے، اب ان شوشوں کو باقی رہنے دیں تو کیا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۳/۸۶ھ۔

الجواب صحیح: مہدی حسن، دارالعلوم دیوبند۔

۷۸۶ لکھنے کی وجہ

سوال [۱۰۰۵۸]: ایک بندہ سوال کرتا ہے کہ ۷۸۶ کے عدد تم لکھتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ بسم اللہ کے عدد ہیں لہٰذا گزارش یہ ہے کہ اس کا جواب کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کہ ۷۸۶ بسم اللہ کا عدد ہے، تو اس پر اعتراض کیا ہے تاکہ اس کا جواب دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۱۰/۸۵ھ۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ: ﴿وانتم حلقکم وما تعملون﴾ الخ ۲/۱۱۲۰ (قدیمی)

(۲) شرح العقائد النسفیۃ، القول بکلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق، ص: ۵۸ (قدیمی)

کیا سورۂ لہب کا پڑھنا مکروہ ہے؟

سوال[۱۰۰۵۹]: سورۂ لہب کا فرض نماز میں پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سورۂ لہب بھی قرآن کریم کی سورت ہے، اس کا فرض نماز میں پڑھنا درست ہے۔

حدیثہ تعالیٰ: فاقرؤا ما تیسر من القرآن (۱)، واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح: احمد نظام الدین غفرلہ ۱۲/۳/۹۲ھ

آیت قصب اور اس کے پڑھنے کا طریقہ

سوال[۱۰۰۶۰]: ۱ قرآن کریم میں آیت قصب کون سی آیت ہے۔

۲ اس کے پڑھنے کا طریقہ اور اس کے اثرات کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پ۳۰ سورۂ انشراح میں فاذا فرغت فانصب الخ (۲) کو آیت قصب کہتے ہیں۔

فرض نماز کے بعد سات مرتبہ اس آیت کا پڑھنا مختلف ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۷/۸۹ھ

قرآن پاک کا معنی سمجھے بغیر تلاوت کرنا

سوال[۱۰۰۶۱]: قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معنی پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص قرآن شریف کے معنی نہیں سمجھتا اور تلاوت کرتا ہے، وہ بھی مستحق اجر ہے۔

لحدیث: من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالہا لا أقول

---

(۱) المزمل ۲۰

(۲) الم نشرح ۷

۴ حرف، ۱۰ حرف، و ۱۰ حرف، و میم حرف "رواہ الدارمی" (۲) و المشکاۃ

مرعاۃ، ص: ۱۸۶، ج: ۳، (۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح: عبد الحق عفا اللہ عنہ، ۲/۳/۹۲ھ۔

قرآن کریم بواسطہ جبرئیل آیا اور تورات بلاواسطہ

سوال [۱۰۰۲۲]: از جانب مفتی سلمان صاحب!

الحمد للہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو نہایت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اس پر عمل بھی ہے لیکن بعض مرتبہ غیر مسلموں سے ایسی باتیں ان میں آتی ہیں، جو غور طلب ہوتی ہیں، مثلاً حسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیلنج آپ کے سامنے پیش کرتا ہے کہ آپ اپنی کتاب کو ثابت کریں، مسئلہ یہ معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتابیں جلیل القدر پیغمبروں پر نازل فرمائی ہیں جس میں چار کتابیں بڑی ہیں ان کی کتابیں بھی بذریعہ وحی مانی جاتی ہیں لیکن غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے تورات کو بواسطہ نازل فرمایا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن شریف بواسطہ جبرئیل علیہ السلام قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر ہے، مدلل جواب سے مشرف فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی زید اللہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تورات کتاب بصورت اوراق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی (۴) جیسے کسی شخص کو کسی ضرورت

---

(۱) رواہ الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء من قرأ حرفاً من القرآن ماله من الاجر، ۲/۱۹۰، (سعید)

(۲) رواہ الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل من قرأ القرآن، ۲/۵۲۱، رقم الحدیث: ۳۳۴۰، (فیصل)

(۳) مشکاۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی، ۱/۸۶، (قدیمی)

(۴) قال اللہ تعالیٰ: "وکتبنا له في الألواح من كل شيء موعظة وتفصيلا لكل شيء" (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، الأعراف: ۱۴۵، ۷/۲۲۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[illegible] ایک جماعت، مستشرقین سے متاثر ہو کر یا اپنے [illegible] کے موافق عمل کرتے ہوئے [illegible] کی علمی اصلاح کے اس پر عمل کیا اور [illegible] کی [illegible] قرآن پاک [illegible] ۲۳ سال کی مدت میں آہستہ آہستہ جب جس [illegible] کا واقع [illegible] یا [illegible] کی [illegible] کتاب ہونے سے انکار ہے اس حقیقت سے کہ یا یہ ہے کہ اس کو [illegible] یا [illegible] کی [illegible] سے اس [illegible] کا [illegible] یا [illegible] ۲ [illegible] جیسے کہ [illegible] کی [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] یا اس [illegible] کا [illegible] کہ اس [illegible] کی [illegible] کا [illegible] کتاب [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اس حقیقت کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

وقال تعالیٰ: ﴿یکتبون الکتاب بأیدیهم ثم یقولون هذا من عند الله﴾ (۱)۔

اس دنیا میں کلام فرمانے اور مقام قاب قوسین پر بلا کر کلام فرمانے کے فرق کو بھی ملحوظ رکھیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

(۱) (البقرة: ۷۹)

باب مایتعلق بالحدیث النبوی

(حدیث سے متعلق مباحث کا بیان)

طبقاتِ حدیث

سوال[۱۰۰۲۳]: شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بجاۂ ناقد میں طبقات بیان فرمائے ہیں، وہ کیا ہیں؟ احناف کا مسلک احادیث کی روشنی میں اور مسیح ہے؟ اس کا مفصل بیان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بجاۂ ناقد میں کتب حدیث کے طبقات بیان فرمائے ہیں (۱)۔ یہ مضمون اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لیا ہے، جس کو انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ میں بیان فرمایا ہے (۲)۔

تعدادِ حدیث کے لئے محدثین نے جو قوانین تجویز فرمائے ہیں ان کے لحاظ سے کتب حدیث چند طبقات پر ہیں، سب سے اعلیٰ طبقہ میں تین کتابیں شمار کی ہیں۔

۱-موطا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ (ام الصحیحین) ۲-بخاری شریف ۳-مسلم شریف

فالصفة الأولى منحصرة بالاستقراء في ثلاثة كتب الموطأ، وصحيح البخاري، وصحيح مسلم (حجة الله البالغة: ۱/۳۲۲) (۳) البتہ ترمذی شریف میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ کتابوں کا ذکر ہے۔

الصفة الثانية كتب لم تبلغ مبلغ تلك الصحاح، وهي صحيح أبي

---

(۱) عجالہ نافعہ، فصل اول، طبقات کتب حدیث، ص ۳-۵، نور محمد کتب خانہ کراچی۔

(۲) (حجۃ اللہ البالغہ، باب طبقات کتب الحدیث، ۱/۳۲۲-۳۲۳، زمزم پبلشرز)

(۳) (حجۃ اللہ البالغہ، باب طبقات کتب الحدیث، ۱/۳۲۳، زمزم پبلشرز)

داود رحمہ اللہ تعالیٰ جامع الترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ، ومجتبیٰ النسائی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۱۳۳۰ (۱) میں مقدمۃ الکتاب میں مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، مسند دیاکی کتب تحقیق بالبرانی، شیرویہ، وائل آیا ہے (۲)۔

جلد رابع میں کتاب الضعفاء لابن حبان، کامل ابن عدی، کتب خطیب رازی وغیرہ کو ذکر کیا ہے (۳)۔

جلد خامس میں کسی خاص کتاب کا نام نہیں لیا، بلکہ اس کو اجمالاً ماقبل ہی کی طرح ذکر فرمایا ہے۔ آخر میں بالجملہ کا مقام بیان کیا ہے۔

"اما الصنعة الاولى والثانية فعملهما عماد المحدثين وحجة حفاظ المسلمين وهو حفاظهم ومراتبهم وامر حقيقتهم، واما الثالثة فلا يباشرها العلماء والقول فيها الا للمحدثين الجهابذة الذين يحفظون الاسناد الى رجال علل الاحاديث، ومعها رجالها يؤخذ منها الصحاح، والشواهد، ويوقف حمل الله لكل شيء قدرا لهم

واما الرابعة فالاشتغال بجمعها والاشتغال بها نوع احمق من العمل آخر من، وان تشبث فيها بعض الفضلاء عن من الجمعة والجمعة وغيرهم يمكنون دادى عدم ان يحصروا فيها تواعد معاصيهم، فالانتصار بها غير صحيح في مجال المحدثين الخ" (حجة الله البالغة: ۱/۱۳۹)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم واحکم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۲/ ۸۵ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

"إنما أنا قاسم والله يعطي" کی تحقیق

سوال [۱۰۰۶۲]: کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ دارالعلوم دیوبند کے صدر دروازے پر درج ذیل

---

(۱) (حجة الله البالغة، باب طبقات كتب الحديث: ۱/ ۳۸۰، زمزم پبلشرز)

(۲) (حجة الله البالغة، باب طبقات كتب الحديث: ۱/ ۳۸۰، زمزم پبلشرز)

(۳) (حجة الله البالغة، باب طبقات كتب الحديث: ۱/ ۳۸۱، زمزم پبلشرز)

(۴) (حجة الله البالغة، باب طبقات كتب الحديث: ۱/ ۳۸۲، زمزم پبلشرز)

www.ahlehaq.org

حدیث الدہ ہے

"اے محمد! اگر وہ کہ تمہارا خدا تمہیں دیتا ہے اور تم سب کو دیتے ہیں"۔

آپ جناب سے گزارش ہے کہ یہ روایت جہاں تک صحیح ہو یا جیسی بھی ہو، از راہ کرم حدیث ہونے کا حوالہ بھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

إنما أنا قاسم والله يعطي" (صحیح بخاری)۔

بخاری شریف، جلد اول ص ۱۶ پر موجود ہے (۱)۔ امام بخاری کا اس حدیث کو لینا اور اس کی تخریج کرنا خود اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور یہی حدیث دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہے، ترمذی صحیح ہے۔

ثبوت: یہ حدیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے، جس میں یہ نہیں فرمایا ہے کہ (۲) لفظ واضح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۲/ ۸۶ھ۔

بیان کعبہ کے وقت ازار مبارک اتار دینا

سوال [۲۰۱۲] قبل اس کے جناب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر اپنا ازار مبارک رکھا، یا کعبہ کے موقع پر دوش پر رکھا تھا، یہ واقعہ بخاری کے کس باب میں ہے اور کیا گیا ہے؟ اس کا ترجمۃ الباب کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر اس وقت کیا ہوگی؟

---

(۱) (صحیح البخاري، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين، رقم الحديث ۷۱، ص ۱۶، ج ۱، دار السلام)

(صحیح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة، رقم الحديث ۱۰۳۷، ص ۴۱۰، ج ۱، دار السلام)

(۲) "وعن معاوية رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين، وإنما أنا قاسم والله يعطي" (مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الأول، ص ۵۱، دار الكتب العلمية بيروت)

الحوب حامداً ومصلیاً:

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) بخاری شریف بعد اول شین کے تین واقع پر پڑھا گیا ہے(۴) ۔ تراجم لغات نقل کر دیے ہیں۔

بعض شراح کی رائے ہے کہ عمر مبارک اس وقت پچھتر سال تھی، لیکن عام مورخین وشراح نے ۶۳ سال لکھی ہے(۵) ۔ فقیر واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۸۴ھ

---

(۱) أخرجه عمر بن شبة قال: سمعت جابر بن عبد الله يحدث أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان ينفر بعقبه الحجون وعليه إزار. فقال له العباس عمه: يا ابن أخي! لو حملت إزارك فجعلت على منكبيك دون الحجارة. قال: فحله فجعله على منكبيه، فسقط مغشيا عليه. فما رؤي بعد ذلك عريانا". (صحيح البخاري، كتابه الصلاة، باب كراهية التعري في الصلاة: ۱/ ۵۲، قديمي)

(۲) (صحيح البخاري، كتاب الحج، باب فضل مكة وبنيانها: ۱/ ۲۱۵، قديمي)

(۳) (صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب بنيان الكعبة: ۱/ ۵۵۶، قديمي)

(۴) "وذكر ابن إسحاق وغيره أن قريشا لما بنت الكعبة كان عمر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم خمسا وعشرين سنة". (فتح الباري، كتاب مناقب الأنصار، باب بنيان الكعبة: ۷/ ۱۸۵، قديمي)

وكذا في عمدة القاري، كتاب مناقب الأنصار، باب بنيان الكعبة: ۱۲/ ۳۹۵، دار الكتب العلمية بيروت.

(قوله: بنيان الكعبة) أي: على يد قريش في حياة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في بعثه كما في الفتح، قال العيني قال الزهري: أما بناء قريش للكعبة لم يبق للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيه شيء، وقيل بل بناها إبراهيم وكان عمره خمس عشرة سنة، والمشهور أن بناء قريش الكعبة بعد تزويج خديجة رضي الله تعالى عنها بعشر سنين فيكون عمره صلى الله تعالى عليه وسلم إذ ذاك خمسة وثلاثين سنة وهو الذي أمر عمه محمد بن إسحاق أن موسى بن عقبة قال بناء الكعبة قبل المبعث بخمس عشرة سنة، وهكذا قال مجاهد وعمرة". (حواشي لمحافظ لشيخ المحدث محمد علي المنهوري على صحيح البخاري، باب بناء الكعبة: ۵۲۰، قديمي)

سات ناکھوالی حدیث کا ثبوت

سوال (۲۰۲۲): آپ نے جو سات آیتیں لکھی ہیں ان سے الگ الگ مختلف احادیث سے جواب بیان کرتے ہیں آخر میں لکھا ہے کہ یہ حدیث تو ان کے پاس نہیں ملی اخ سے نہیں فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

رسالہ اول کی تحقیق میں (۱) اسد بن کرز والی روایت جامع مظاہری کی ترتیب تہذیب میں موجود ہے (۲) ابوداؤد والی روایت عبداللہ بن عمرو والی روایت جامع مظاہری میں حضرت عمر سے ہے (۳) عام کتابوں میں جہاد کا ثبوت قرآن کی کتنی سات آیتوں سے ہے اور جہاد کا ثبوت کتنی حدیثوں سے ہے آپ نے آیتیں تو لکھ دی ہیں حدیثیں نہیں لکھیں جہاد بالمال کی آیت سے (۴) جہاد بالنفس کی آیت سے (۵) جہاد بالقتال کی آیت سے (۶) جہاد بالسیف کی آیت سے (۷) جہاد بالرمی کی آیت سے ان کی تائید

---

(۱) فتح الملہم شرح صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الغدر و لزوم الجماعۃ فی السفر والحث علی مکارم الاخلاق ۲: ۱۲۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲) عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا بأس بہ وقد روی فی ہذا الباب عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ... وہذا غریب لا نعرفہ فی مسند عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... وقد روی ہذا الحدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ... وہذا غریب

خدائے پاک کی ذات ہوئی سراسیت واستغناء اور اپنی رحمت سے رحم فرماتی ہے، یہ مفہوم ہر نوع کے جہاد کو شامل ہے(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۵/ ۸۵ھ۔

ایک حدیث کا مطلب

سوال [۱۰۰۰۱]: اس حدیث شریف کا کیا مطلب ہے؟

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ: لا تغزی بعد الیوم ولکن جہاد ونیۃ"(۲)۔

= علیہ وسلم في الجہاد، رقم: ۲۰۰۴، ۲/ ۲۰۲، دار الفکر)

"وشرعا صار قوۃ في قتال الکفار، ویطلق بمعنی مجاہدۃ النفس والشیطان والفساق فالمجاہدۃ التي فعلی تعلم أمور الدین، ثم عمل بہا، ثم علی تعلیمہا، وأما مجاہدۃ المبتدعۃ فعلی دفع ما یأتي بہ من الشبہات، وما یزینہ من الشہوات، وأما مجاہدۃ الکفار فتقع بالید، والمال، واللسان والقلب وأما مجاہدۃ الفساق فبالید، ثم باللسان، ثم بالقلب" (فتح الباري، کتاب الجہاد والسیر، ۶/ ۳، قدیمي)

(وکذا في مدی المجہود، کتاب الجہاد، ۲/ ۲۲۴، إمدادیہ)

(۱) "أن الجہاد لا یختص بمباشرۃ القتال، وإنما ہو کل جہد یبذل في سبیل إعلاء کلمۃ اللہ وکسر شوکۃ الکفر والکفار، سواء کان بالسلاح، أو بالمال، أو بالعمل، أو بالقلم، أو باللسان" (تکملۃ فتح الملہم، کتاب الجہاد، ۳/ ۳، دار العلوم کراچی)

(وکذا في بدائع الصنائع، کتاب السیر، ۶/ ۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(وکذا في بذل المجہود، کتاب الجہاد، ۲/ ۹۲، إمدادیہ)

(۲) یہاں ظاہر وہ سبب کی نفی معلوم ہوتی ہے، حالانکہ بعض احادیث میں اس کے سوا دوسرے اسباب کی بھی اجازت معلوم ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ

"إن ہذا الحدیث خرج جوابا عما قال یوم الفتح، وإنما أحلت لي ساعۃ من نہار" (صحیح البخاري، کتاب اللقطۃ، باب لا یحل لقطۃ مکۃ إلا لمنشد، رقم: ۲۲۰۱، ۱/ ۳۲۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(وفي السنن الکبری للنسائي، مناسک الحج، تحریم القتال فیہ، رقم: ۲۸۵۹، ۵/ ۲۲۱، المعرفۃ بیروت)

www.ahlehaq.org

حدیث پاک میں لفظ "غربا" آیا ہے اس کے تحت میں صحیح راجح کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس حدیث کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ کس کتاب اور کس باب میں ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

"الإسلام بدأ غريباً"

سوال (۱۰۰۶۸): "الإسلام بدأ غريباً" کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اسلام کی جانی ہوئی باتیں، اخلاق، اعمال، عبادات کو جس طرح لوگوں نے پہلے اجنبی سمجھا اور تعجب اور انکار کی نظروں سے دیکھا، اسی طرح بعد میں بھی لوگ اجنبی سمجھیں گے اور تعجب و انکار کی نظروں سے دیکھیں گے، اس پر فرمایا گیا ہے(۱)۔

"فطوبى يومئذ للغرباء" قال: الذين يصلحون عند فساد الناس". (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱/۸۵ھ۔

---

(۱) رواه الخطيب البغدادي، كتاب الحرية والمراقبة، (رقم: ۳۱۱۹، عن ۳۵۱، دار السلام، الرياض)

ورواه الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنه، رقم ۲۳۵۳، ۱: ۲۸۰، عالم الكتب، بيروت)

(۲) مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ۱: ۳۹۱، رشيديه)

وكذا في فتح الملهم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريباً وسيعود غريباً، ۱: ۲۹۹، رشيديه)

وكذا في تحفة الأحوذي على هامش الترمذي، كتاب الإيمان، باب ما جاء أن الإسلام بدأ غريباً وسيعود غريباً، ۳: ۲۳۳، المكتبة القديمة، ملتان)

(۳) رواه الترمذي، كتاب الإيمان، رقم الحديث: ۲۶۲۹، ۳: ۲۶۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

ورواه ابن ماجه، كتاب الفتن، رقم الحديث: ۳۹۸۸، ۵: ۲۶۹، دار الجيل)

ورواه مسلم، كتاب الإيمان، (۱۴۱، قديمي)

حضرت شمس تبریز کی پیدائش سے متعلق ایک بے سند واقعہ

سوال [۴۰۰۹] : زید نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب پیدا ہوئے تھے تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا تھا، اس کے بعد میں پڑھا ہے کہ ان کے جسم پر کچھ بال تھے، جو بچپن ہی میں ختم ہو گئے تھے، آپ سے فرمایا گیا کہ دنیا میں تمہاری شہرت ہوگی، اس میں ہے کہ ان کا ختنہ نہیں ہوا تھا، انہوں نے ایمان پر اس حالت میں ایک دوسری شہرت ہوگی تھی، اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نکاح ہوا تھا، ان کا ختنہ ہوا تھا، ان کا معمول قرار پایا، ان کا ختنہ نہیں ہوا تھا، ان کا ختنہ ہوا تھا، ان کا ختنہ ہوا تھا، ان کا ختنہ

تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنکھ میں انگوٹھی دیکھی، جو انگوٹھی ساتویں آسمان پر دیکھی تھی، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ انگوٹھی کس کی ہے؟ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ انگوٹھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے، لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کھانے میں شریک تھے۔

آیا یہ مطلب صحیح ہے یا نہیں تو ایسے پیر مشائخ جو ایک خدا داد بزرگ تھے، ان کے لکھنے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟ تحقیق مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ روایت اردو، فارسی، عربی کی کسی کتاب میں نہیں دیکھی، بے سند بات کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا ہرگز جائز نہیں، سخت معصیت ہے(۱)۔ یہ معراج نامہ میں نے نہیں دیکھا، نہ ان بزرگ سے واقف ہوں، اس قصہ کا غلط اور ثبوت کے خلاف ہونا ظاہر ہے، بعض آدمی کتاب لکھ کر کسی بزرگ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۹۳ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار". (صحيح مسلم، مقدمة الكتاب، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ص: ۸، دار السلام)

(وصحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ص: ۳۴، دار السلام)

(وسنن ابن ماجة، كتاب السنة، باب التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ۱/ ۱۳، دار الجيل)

باب الكتب المعتمدة وغيرها

(معتبر اور غیر معتبر کتب کا بیان)

بخاری ومسلم کی شروح کا حال

سوال [۱۰۰۱۱]: ایک عالم صحیح مسلم شریف کی شرح کرتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح معتبر ہے یا نہیں اور ایسے علماء پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ نیز جیسے فتح الباری بخاری، مرقات، اشعۃ اللمعات، یہ سب معتبر ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے امام ہیں، انہوں نے مسلم شریف کی شرح کی ہے اور بھی متعدد کتابیں لکھی ہیں، بلکہ یہ کہنا امر شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذہب کے محقق ومنقح ہیں، شرح حدیث اور تراجم وتعلیل میں ان کا قول معتبر ہے، مگر نہ سب وہ غلطی ہیں۔ اس لئے فقہ میں ان کا قول مفتی بہ نہیں ہوتا ہے (۱)، فتح الباری بھی معتبر کتاب ہے، اس کا حال بھی ایسا ہی ہے (۲)۔ عینی (۳)، مرقات (۴)، اشعۃ اللمعات (۵) یہ

---

(۱) انه اعتنى بالتصنيف، فجمع شيئا كثيرا، منها ما أكمله، ومنها ما لم يكمله، فمما كمل شرح مسلم، والروضة، والمنهاج، والرياض، والأذكار، والتبيان، وتحرير التنبيه وتصحيحه، وتهذيب الأسماء، واللغات، وطبقات الفقهاء وغير ذلك، ومما لم يتممه ولو كمل لم يكن له نظير في بابه: شرح المهذب الذي سماه المحرر، وصل فيه إلى كتاب الربا، وشرح الفقه في المذهب وغيره وشرح الحديث على ما يليق، والتهذيب، واللغة وأسماء مهمة لا توجد إلا فيه الخ: البداية والنهاية، السنة السادسة والستين وستمائة، الشيخ محيي الدين النووي ج ۱۳، ص ۳۲۳، حقانيه پشاور)

(۲) فتح الباري شرح صحيح البخاري للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (۷۷۳ھ - ۸۵۲ھ)

(۳) عمدة القاري شرح صحيح البخاري للإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني -

تینوں کتابیں حنفیہ کی ہیں اور معتبر ہیں، ان کو غیر معتبر قرار دینا مذہب اور شرح سے عدم واقفیت کی بناء پر ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/۸۷ھ۔

کتاب "صلوۃ وسلام کا ثبوت" کا تجزیہ

سوال[۱۰۷۵۰]: ایک کتاب (صلوۃ وسلام کا ثبوت) کا اس مقام میں سلسلہ اشاعت بڑھتا ہی جارہا ہے، جس سے اہل بدعت کو کچھ نہ کچھ تقویت ہی ہوتی جارہی ہے، بایں وجہ اگر حضرت اقدس اس کتاب کا جواب عنایت فرمادیں، تو اس کی یہاں اشاعت کے لئے کوشش کی جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

کتاب "صلوۃ وسلام کا ثبوت" پوری پڑھی، ماشاء اللہ عقل وفہم سے مالا مال ہے، مسئلہ تو یہ تھا کہ نماز کے بعد اجتماعت بنا کر باتوجہ صلوۃ سلام پڑھنے کا ثبوت آثار شرعیہ سے ہے یا نہیں؟ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ مجتہدین، محدثین عظام، اولیائے ذوی الاحترام رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول ہے یا نہیں؟ مصنف دام فضلہ نے اس کے لئے کوئی عبارت نہیں پیش کی ہے، غیر متعلق مسائل کے لئے عبارت جمع کردی ہیں، لیکن جو اصلی چیز تھی، اس کے لئے ایک عبارت بھی نہیں پیش کرسکے، بے سروسامانی کے عالم میں مجبوراً لکھنا پڑا "اللہ اکبر! آج مسلمان کہنے والوں کا یہ حال کہ چند مسلمان بعد نماز فجر صلوۃ وسلام کہنے کو اپنا شعار بنالیں، تو اس پر شور برپا کیا جائے کیا ایمان والے ایسا کرسکتے؟ نہیں! ہرگز نہیں، ص:۳۳"۔

مصنف کا یہ آخری حربہ ہے، نفس صلوۃ سلام کے متعلق کس مسلمان کو انکار ہے؟! اس کی فضیلت اور اس کے ثبوت کا کوئی منکر نہیں، دیکھو! حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف، کس شان کے ساتھ فضائل درود شریف کو بیان فرمایا ہے اور کتنی آیات وروایات کو جمع کردیا ہے، دیدۂ دل اس سے روشن

= المتوفی سنۃ ۸۵۵ھ)

(۱) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح للعلامۃ المرحوم برحمۃ الباری علی بن سلطان محمد القاری، ۳/۹۳۰-۱۰۱۴ ط)

(۲) (اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ للشیخ عبدالحق محدث الدھلوی، المتوفی ۱۰۵۲ھ - ۱۰۵۲ھ)

ہوجاتے ہیں، نیز حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی شیخ الحدیث کی تصنیف، نیز علامہ شامی، علامہ نووی، ملاعلی قاری وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اس مسئلے کو بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

اب انہیں چیزوں کو نقل کرکے لکھنا مصنف علام کے لئے مفید نہیں، جب تک نقلی ثبوت پیش نہ کریں، شعار تو وہ ہے جس کو شریعت نے شعار قرار دیا ہو، جب کہ اصل مسئلہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں موجود ہے تو اس کے متعلق اور خود کسی خاص چیز کو شعار بنانے کا حق کہاں ہے؟ حضرت سید الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ساتھ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجتہدین، محدثین عظام، اولیاء، زہاد کے احترام رحمہم اللہ تعالیٰ کو تھی محبت نہیں تھی؟ کیا وہ عشق میں سرشار نہیں تھے؟ وہ تو ایسے سرشار تھے کہ اپنی زندگی کا ایک ایک گوشہ سنت سے معمور کیا اور چاردانگ عالم میں سنت کی اشاعت کی، اس کی خاطر دنیوی تاسیس پر لات مار دی، ماں، خاندان سے بے تعلق ہونے کی نوبت آئی، وطن چھوڑنا پڑا، کیا ان کی پوری زندگی سنت کے مطابق ہوجانے پر انہوں نے یہ صورت اختیار نہیں فرمائی، جس کو مصنف علام شعار بنارہے ہیں اور شعار بنانے کی دعوت دے رہے ہیں۔

غیر شعار کو شعار بنانا کس دلیل سے ثابت ہے؟ سماع تو اب اس سے خالی ہے، اس ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ یا آواز بلند پڑھنے سے دوسروں کی نماز وغیرہ میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وہ تو خود مصنف کو معلوم ہے، فقہی مسئلہ مسلم ہے کہ جس طرح دوسرا کوئی اپنے کام میں مشغول ہو، مثلاً قرآن کریم کی تلاوت، نماز وغیرہ میں، تو وہاں پر آواز بلند قرآن کریم پڑھنا منع ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری (۱)، شامی (۲) وغیرہ میں موجود ہے، تو صلوٰۃ وسلام پر آواز بلند پڑھنے کی کہاں اجازت ہوگی؟ نیز روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر جو کچھ صلوٰۃ وسلام پڑھ جائے، اس کو شخص نفیس حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے ہیں اور جو دور سے پڑھا جائے، وہ بواسطہ

---

(۱) "لا يقرأ عند المشتغل بالأعمال، ومن جملة القرآن أن لا يقرأ في الأسواق، وفي موضع للعوّاد في القبة" (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن، ۵: ۳۱۶، رشيديه)

(۲) "يجب على القارئ حتى لا يأثم أن لا يقرأ في الأسواق ومواضع الاشتغال، فلذا قراءة فيها كان هو المضيع لحرمة، فيكون الإثم عليه دون أهل الاشتغال دفعاً للحرج" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع تفرض فرض كفاية ۲: ۵۴۶، سعيد)

بالکنت الخنثیٰ کی روایت میں ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے (۱) اگر میں کسی کو سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا جو بغیر نکاح کے اپنے آپ کو پیش کرے۔

ذات اقدس پر جہاں سے بھی آنکھ پڑتا ہے سلام
اس سے وہ پوچھتے ہیں قدمت میں عائشہ من این
جاتے آتے پڑھے جو اس کو وہ بنتے ہیں نور
ہے یہ عادت اس پہ شہ ہیں ہدایت طین

مزید تفصیل کے لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور شروح حدیث خصوصاً ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرقات شرح مشکوٰۃ کا مطالعہ کافی ہے۔ اس قدر بھی بہت غنیمت ہے کہ آج کل کے مدعیان علم حدیث میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس کتاب کی تدریس کے لئے آگے آتا۔ ہاں یہ کافی ہے کہ اس مسئلہ کے لئے کوئی دلیل پیش نہیں کی جا سکی۔ صاحبین نے خلاف فرمایا ہے کہ اس کی سزا وہی ہے جو شوہر والے کی ہے۔ جمہور کا مذہب ہے کہ اس کی سزا حد ہے۔ صحیحین کی روایت میں ہے:

[illegible] (صحیح: ۶۸۲۷)

[illegible] ۲۰۱ نور

---

(۱) لاشک نے، اور یہ روایت عمر بن احمد کی نے بھی کی ہے۔ ابو عوانہ، ابو ملیکہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ (ابن ماجہ)

ب

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا بلغته۔ (شعب الایمان للبیهقی، باب فی تعظیم النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وتوقیره، رقم الحدیث ۱۶۱۲، دار الکتب العلمیة بیروت)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وفضلها، الفصل الثانی ۸۶، قدیمی)

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول ۲۷، قدیمی)

(صحیح البخاری، کتاب الصحیح، باب ما یذکر من ذم الرای وتکلف القیاس، مرکز الدراسات الاسلامیة ۳۴۰۲، رحمانیه)

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة ۳۹۹۲، رحمانیه)

تفہیم القرآن کا حال

سوال [۱۰۰۷۲]: تفہیم القرآن میں کس کس جگہ اختلاف ہے اور یہ اختلاف کس کس قسم کا ہے؟ برائے مہربانی تحریر کیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تفہیم القرآن میرے پاس نہیں ہے، بغیر اس کو سامنے رکھے تفصیلی جواب نہیں لکھا جا سکتا۔ اور سب جو پہلے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، وہ یہ ہے کہ اگر کتاب کہیں سے حاصل بھی کی جائے، تو جواب کے لئے ہر چیز کے متعلق پوری بحث کی ضرورت ہوگی کہ یہ تفسیر فلاں حدیث کے خلاف ہے، اس حدیث کی سند یہ ہے، اس سند میں فلاں فلاں راوی ہیں، اس راوی کے متعلق فلاں فلاں محدث نے ایسا ایسا کلام کیا ہے۔ اور یہ کلام فلاں فلاں کتاب میں موجود ہے اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے فلاں حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اور وہ حدیث محدثین کے نزدیک ایسی ہے کہ وہ فلاں حدیث سے متعارض ہے اور تعارض کے رفع کی یہ صورت ہے کہ وہ راجح اور وہ مرجوح ہے اور وجہ ترجیح یہ ہے، یا فلاں ناسخ ہے اور فلاں منسوخ ہے اور نسخ کی دلیل فلاں صحابی کی حدیث ہے، اس لئے کہ وہ متاخر الاسلام ہیں، یا فلاں آیت کی تفسیر خود فلاں آیت کے خلاف ہے، یا فلاں صحابی کے اثر کے خلاف ہے یا اجماع کے خلاف ہے یا فلاں آیت کی تفسیر بالکل سے۔ خود ہے اور بالکل تحریف شدہ ہے، پھر یہ کہ اس کی تحریف لفظی و معنوی ہے یا صرف لفظی ہے، یا صرف معنوی ہے۔

غرض یہ بہت بڑا بحر ہے، اگر کوئی شخص علم تفسیر، شرح غریب، استنباط، جرح وتعدیل، تطبیق، رفع تعارض، ناسخ منسوخ وغیرہ علوم سے واقف ہو تو اس کے لئے مختصر جواب بلکہ اشارہ بھی کافی ہوتا، جیسے قانونی دفعات کی بحث کا حال ہوتا ہے کہ وکیل، بیرسٹر، جج وغیرہ کو اس کا سمجھنا سہل ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی قانون سے ناواقف ہو، اگرچہ بہت بڑا ڈاکٹر، انجینئر، طبیب، قاری، حافظ ہو، مگر قانونی دفعات کا بالتفصیل اس کو سمجھانا دشوار ہوتا ہے، اب تک اس کا کوئی حل سامنے نہیں آیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۳/۸۶ھ۔

ایک کتاب کے متعلق لاعلمی

سوال [۱۰۰۷۳]: دارالاشاعت دیوبند سے ایک کتاب فتاویٰ محمودیہ شائع ہوئی تھی، اس پر

۳۴۷ حاشا عنہ ہے اپنی جگہ یا کہ ان میں طعن دینی اور کس طرح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی تحقیق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ۔

کتاب "جلوۂ طور" کا پڑھنا

سوال[۱۰۰۷۵]: مولانا محمد اسحاق دہلوی کی تصنیف "جلوۂ طور" دینی پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

میں نے یہ کتاب دیکھی نہیں، بغیر دیکھے کوئی رائے کیسے قائم کی جاسکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شبلی نعمانی کی کتاب "سیرۃ النبی" کا مطالعہ

سوال[۱۰۰۷۶]: حضرت قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف اشرف الجواب کے حصہ چہارم کے ص ۲۳ پر عنوان "قاضی سلیمان منصور پوری نے لاطائی ہونے سے" میں کتاب "سیرت النبی" مصنفہ مولوی شبلی نعمانی جس کی تکمیل مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے فرمائی ہے، اس پر اعتراض کیا گیا ہے[۱]۔ مصنف صاحب پر تنقید کی گئی ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ کتاب ۴ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور تقریباً ہر پس موجود ہے، کیا اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کی سند میں کچھ شک و شبہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کتاب "سیرت النبی" مصنفہ علامہ شبلی نعمانی میں بعض احادیث پر اعتراض کیا گیا ہے، جو کہ غلط ہے، اس نے ۱۹۱۴ء میں ان کی آنکھ اعتراض کی وجہ سے بعض غلطیاں ہیں، اہل حق تو سمجھتے ہیں اور اس پر چھوڑ نہیں چلتا، چونکہ ان کا مقصود اس کتاب سے علمیوں کو جواب دینا ہے، اس لئے جس مضمون کی پوری رعایت نہیں ہوسکتی، سید

---

[۱] (اشرف الجواب، حصہ چہارم، اغلاط مسمیٰ بہ فاضل سلیمانی، ص ۲۰۵ تا ۲۰۶، مکتبہ عمر فاروق)

طلبہ کی تعداد کے سبب سے بعض نے اپنے گھر میں پڑھنا شروع کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

وہ وہ صحیح راستہ پر ہے، اتوفی ما تضیق ... واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتح القدیر، فتاویٰ عزیزی، القرآن الکریم، شرح نقایہ، یہ سب کتابیں تحقیقیت تحقیقی معتبر اور قابل عمل ہیں۔

ان میں لفظ تحقیق کے سابق سماعل سرح ہیں، حاصل یہ ہے کہ خطاب کے ساتھ ہے، اور ان کتابوں میں کوئی مسئلہ بھول یا غلط ہے، تحت ہونے کی تو اس ... ہے تمام کتابوں کو غیر معتبر نہیں کہا جا سکتا، جس ان کتابوں کو معتبر مانتا ہے اس کی عبارت نقل ... فتوی جو ... پڑھا اس کا عالم کہا گیا ہے تو وہ اپنی بات کی جواب تحقیق بیان کرے ... اس کی بات پر عمل کرنے میں بھی ... واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲ ۸ ۸ھ۔

رسالہ آستانہ پڑھنا

سوال [۹۰۱۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رسالہ آستانہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

رسالہ مذکورہ میں صحیح اور غلط دونوں قسم کی باتیں ہیں، اس وجہ سے اس رسالہ کا پڑھنا صحیح نہیں، اکثر رسالہ کا ایسا ہی حال ہے اور گمراہ کرنے والے صحیح اور غلط میں فرق نہیں کر سکتے اس لئے ایسے لوگوں کو اشارات و رسائل دیکھنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ

الجواب صحیح: احقر الناس عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، سید مہدی حسن غفرلہ، ۱۶/۴/۹۶ھ۔

---

(۱) ... اللواحت عنی الخاص الاستفتاء عن الخاص لا لعمل مقرر (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الحدیث، فصل یکون مسنوحہ وقد یکون ظاہرہ ومتروکہ ... بدائع الصنائع، کتاب الصوم، باب شہد الصوم مع الکفارۃ ۲/۵۰۰، رشیدیہ)

(وکذا فی تفسیر الحقائق، کتاب الصوم، فصل فی العوارض ۱/۳۲۳، امدادیہ)

(وکذا فی فتح القدیر، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء والکفارۃ، فی رجل فعل فعلا ان جامع ۲/۲۹۲، رشیدیہ)

باب في تذكرة الرجال

(رجال کا بیان)

محمد عبدالوہاب نجدی

www.ahlehaq.org

ہیں، بلکہ یہ فعل دوسرے ایک فعل اور دین میں اختلاف ہے (۱) اس سے تو یہ بات کہاں سے آگئی ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک وہابی اور اہلحدیث ایک ہیں اور ایک کو دوسرا کہہ دینے میں معاملہ صاف ہوجاتا ہے، حق کیسے ہوگا ہے کہ حق ہوتا تو علماء دیوبند کی یہ طرز کیسے ہوتی، اب رہی بات وہابی اور اہلحدیث میں فاصلہ یا تداخل (۲) تو آپ کی نظر میں جو بات صحیح ہے اس کو تحقیق فرمائیں اور ایک رسالہ میں لکھا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین ہی وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد مذموم تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا، ابتداء ان کے زمانہ میں شدت تھی، کفر و اکفار کی متعدد بحثیں اٹھتی تھیں، یہ بھی نہ چلتا ہے کہ وہ کس امام کو مانتے (۳)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعض لوگوں نے محمد بن عبدالوہاب سے ملاقات نہیں کی بعض نے ان کی بعض تحریریں دیکھ کر یا سن کر موقف لیا، اس سے تعلق نہ اب اہلحدیث مسلمان سے ایک قدم بھی کہنا چاہئے اور نہ ایسے لوگوں کے لئے کسی وکیل کی ضرورت ہے (۴) البتہ مخلوط مجالس سے ایسے پروگرام کی تبلیل نہ ہو اس نے تنبیہ میں احتیاطی احتیاط کی ضرورت ہے۔

"کفر لکلام والفعل من یکفیر مسلم" الخ (۵)۔

---

(۱) (الہیئۃ علی السنۃ علی علماء علماء فی مسئلۃ دیوبند، جواب السؤال الثانی عشر، ص: ۳۰، ۳۱، احسان لاہور)

(۲) (فتاوی رشیدیہ، مسائل متفرقہ، باب عقائد، ص: ۵۵۱، سعید)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ﴿یا أیہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا﴾ (الحجرات: ۱۲)

"وروینا عن أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنہ قال: ولا یظن بکلمۃ خرجت من أخیک المؤمن الا خیرا، وأنت تجد لہا فی الخیر محملا" (تفسیر ابن کثیر، الحجرات، ۱۲، ۴، ۲۰۰، دار السلام)

"أخرج البیہقی فی شعب الإیمان عن سعید بن المسیب، قال: کتب إلی بعض إخوانی من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أن ضع أمر أخیک علی أحسنہ ما لم یأتک ما یغلبک" (روح المعانی، الحجرات: ۱۲، ۲۶، ۱۵۹، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۴) (أن السنۃ المتعلقۃ بالکفر إذا کان لہا تسع وتسعون احتمالا لکفر، واحتمال واحد فی عدم =

محمد بن عبدالوہاب سے متعلق متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، جس کو جیسا مناسب سمجھا لکھ دیا۔ اب اس بحث کی ضرورت بھی کیا ہے؟ اس کے گروہ میں بھی بعض لوگ متشدد ہیں، بعض نرم ہیں، سب پر تکفیر کا حکم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح وفقہ اللہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۵/ ۱۴۰۰ھ۔

سید قطب اور اخوان المسلمین

سوال [۱۰۰۸۱]: اخوان المسلمین اور سید قطب شہید کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اخوان المسلمین اور سید قطب شہید سے اصلاحی قدم اٹھانا حکومت وقت نے برداشت نہیں کیا، اس اصلاح کا تفصیلی نظام میرے سامنے نہیں کہ اس کے متعلق لکھ سکوں، کہ کس قدر وہ کتاب وسنت کے مطابق تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/ ۵/ ۱۴۰۰ھ

شاہ ابن مسعود وشاہ فیصل کے عقائد

سوال [۱۰۰۸۲]: شاہ ابن مسعود اور شاہ فیصل کے عقائد وہی تھے، جو محمد الوہاب نجدی کے تھے، آپ

– قال الأرکلي للمعتبي والقاضي أن يعمل بالاحتمال الثاني، لأن الخطأ في إبقاء ألف كافر أهون من الخطأ في إفناء مسلم واحد". (شرح الفقه الأكبر للملا على القاري، ص: ۱۲۳، قديمي)

وعنها إذا كان في المسألة وجوه توجه وجه واحد يمنعه يعمل العالم بما يمنع من الكفر، ولا يرجح الوجوه على الوجه؛ لأن الترجيح لايقع بكثرة الأدلة، ولاحتمال أنه أراد الوجه الذي لايوجب التكفير" (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب القاضي تكون إسلاماً ۶: ۳۴۱، رشيديه)

"المسايرة: ما في المحيط من باب المرتد نقلاً عن فتاوى الصغرى، الكفر شيء عظيم، فلا أحمل المسلم من كلامه إلا على وجه لا يكفر، ثم قال: والذي تحرر أنه لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن، أو كان في كفره اختلاف، ولو رواية ضعيفة" (شرح عقود رسم المفتي، الرواية التي تحرر بها من تكفير مسلم الخ، ص: ۱۳۶، دار الكتاب)

حکم ہے؟ اس کے بارے میں تحقیق کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

میں نے ان کے مقالہ کو کسی کتاب میں دیکھے، نہ کبھی زبانی تحقیق کی نوبت آئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

باب الفلکیات

(فلکیات کا بیان)

چاند پر پہنچنے والوں کی تکذیب کی جائے یا تصدیق؟

سوال [۱۰۹۲] : آج کل چند روز سے امریکہ نے امریکہ کے باشندوں کو چاند پر بھیجا ہے اور وہاں سے کئی قسم کی چیزیں لائے ہیں اور بہت سے اخبارات نے مختلف روایات میں اس کی طرف سے یہ شائع کیا ہے اور ریڈیو سے بھی یہ خبر نشر کی گئی ہے کہ امریکہ نے چاند پر جاکر اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود نہیں ہے، اس سے عام لوگوں کو بہت تشویش ہوئی ہے، اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امریکہ والوں کے بارے میں آپ نے جو سنا ہے یہ غلط ہے، ایسا کچھ نہیں ہوا، یہ خبر کس نے دی ہے؟ کوئی اخبار ہو یا ریڈیو ہو، کسی نے بھی یہ خبر نہیں دی ہے، البتہ اخبارات میں یہ شائع ہوا ہے کہ امریکہ والوں نے چاند پر پہنچنے کا دعویٰ کیا ہے اور وہاں سے کچھ چیزیں لائے ہیں، اس کی تحقیق نہیں کی گئی ہے کہ وہ چیزیں کیا ہیں، اس لئے ہم نے اس کی تصدیق بھی نہیں کی ہے اور تکذیب بھی نہیں کی ہے، اس لئے ہم نے اس کو شائع نہیں کیا ہے، اس کی تصدیق اور تکذیب کی ہم کو ضرورت نہیں

کرنے کتنی ہی شہرت ہوتی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ہم جاہلوں سے تو اب لوگ طب کرتے ہیں اور جانتے ہیں اور ہم یقین کی باتیں یا کامل وہابی اب لوگ سے نکلے دیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمت۔ کتبہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷ ۳ھ۔

دعدار ستارہ

سوال [۱۰۰۱۲]: آج کل یہاں پر شہر نے تمبن پیدا کر رکھا ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا ستارہ بتاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میرا ستارہ شمال کی جانب نکلتا ہے اور اب مشرق کی جانب نکلتا ہے اس نے بارے میں حرام میں بہت سی باتیں مشہور ہو رہی ہیں۔ دراصل ستارہ کیا چیز ہے؟ اور اس نے بارے میں شرعاً کوئی چیز ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس ستارے کی ٹوٹی پھوٹی پیشین گوئیوں کے بارے میں عوام کے قیاسات پر یقین کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور کہاں تک یقین کیا جا سکتا ہے؟ کس حد تک؟ بالتفصیل جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کو لے مرفوعاً منقول ہے کہ جب فلاں فلاں کام ہونے لگیں تو [illegible] روشن ہو (۱)، اس کا حاصل یہ ہے کہ جہالت میں انہماک زیادہ ہو جائے، معاصی کی شہرت ہو جائے، جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، تو اس وقت ان قسم کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں، جن سے مقصد مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طاعات کی طرف توجہ دلانا ہے، تاکہ معاصی کم ہوں۔ مگر خلاص پیدا کرنیوالا اور یہ علم ہے کہ عادت ایسی آسمانی گڑبڑوں کو آج کل ذرا ذرا بات پر جوڑ لیتے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسی تحقیقات کی جاتی ہے اور عبرت حاصل کرنے اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے

فقط۔ ستارہ جو ہوتا ہے تو اکثر مختلف قسم کے ہوتے ہیں، کبھی وہ ستارہ یا ہالہ کبھی دھوئیں کی شکل میں بھی ہوتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمد عفی عنہ از مقام شاہجہانپور، ۱۵ ۳ھ۔

---

(۱) [illegible] طیبر کو کف لہ [illegible] عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] مسلمان اذا کثر فیہم سوء کف ہو [illegible] والاعلان بالمعاصی وشرب الخمر [illegible] والغناء رئی وسمعہ [illegible] ذلک یظہر بعضہم لبعض [illegible] ولا یتناہون فاشعر اللہ عند ذلک ریحا وصیہا [illegible] ویکون [illegible] عن نفسہ [illegible] الکف [illegible]

اللہ تعالیٰ نے زمانہ حال کے مخترعات کے متعلق کچھ نہیں بتایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

چاند کی خبریں

سوال [۱۰۰۹۵]: چاند پر جانے والے سائنس دانوں کی خبریں ریڈیو اور اخباروں میں شائع ہوتی رہتی ہیں یہ کہ "وہ چاند سے مٹی لائے، پتھر لائے اور چاند کو ہمارا گھر بتاتے ہیں اور وہاں پہاڑ وغیرہ کی نسبت بھی ہیں"۔ کیا یہ خبریں صحیح ہیں اور ان کی قرآن وحدیث میں کوئی تصدیق ملتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب اور بہت سی خبریں کاذب ثابت کی جاتی ہیں، اسی طرح یہ خبریں بھی ہیں، اگر یہ بھی صحیح ہو جائیں تو قرآن وحدیث کی اس سے مخالفت لازم نہیں آتی، ہو سکتا ہے کہ صحیح نہ ہوں۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۹/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: احقر محمد نعمان عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب التبلیغ

(تبلیغ کا بیان)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

سوال[۱۰۰۸۲]: اس زمانہ میں عام رواج خاموش رہنا چپ رہنا ہے، وقت پر بھی اور بے وقت پر بھی ہر جگہ ہر مجلس میں تقریر کرتے رہنا چاہئے، علماء کیوں خاموش ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم شریعت نے لازم کیا ہے (الفتاویٰ اللہ تعالیٰ اعلم۔

تردد، محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۲/۱۳۲۷ھ

تبلیغی جماعت کی حقیقت

سوال[۱۰۰۸۳]: تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اور تبلیغ کن لوگوں کو کرنی چاہئے؟ اور کن لوگوں کو تبلیغ کرنے کا حق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دلائل اور براہین سے مزین جواب حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ کا تحریر فرمودہ

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان". (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، مقدمة باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ص ۵۲، دار السلام)

قال بعض العلماء: الأمر الأول للوجوب، والثاني للندب، والثالث للجواز. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول: ۹/۹۲۱، رشيديه)

ومشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، ص ۴۳۶، قديمي)

جو کی حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ سے بیعت تھے اور ان کے پاس تربیت پائی تھی، پھر ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور ان سے بھی سلاسل رابعہ میں خلافت و اجازت پائی۔

دہلی کے قریب علاقہ میوات ہے، وہاں مسلمانوں کا یہ عالم تھا کہ اکثر مسلمانوں کی تعداد تھی مگر ان کے دلوں پر پڑے تھے، نام ہندوانہ رسم مشرکانہ، نماز سے ناواقف کلمہ سے بھی نا آشنا تھے، ان میں بعد از مولانا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ شروع کی اور لوگوں میں شوق پیدا کیا کہ دین سیکھنے کے لئے چلو، چنانچہ بھوے بھرے پتے لے کر ایک چلہ کے لئے ایک جماعت دس دس بارہ بارہ آدمیوں کی نکلی، جس میں ایک شخص ایسا ساتھ کر دیا، جو وضو، نماز، نیت، روزہ، قرآن شریف پڑھا ہوا ہے اور وہ اس جماعت کو تعلیم دیتا اور وضو نماز سکھاتا اور چلہ بھر جا کر وہاں کے لوگوں کی خوشامد کر کے اپنے ساتھ کام میں شامل کرنے کی دعوت دے کر جماعت کو بڑھاتا، چنانچہ اس روز سے شراب اخلاق والحمان سے یہ لوگ بچنے لگے کہ شراب نہیں پی، زنا نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں ڈالا، کسی کی غیبت و بدگوئی نہیں کی، کسی نے پوری نماز نہیں پڑھی، کسی نے چھوڑ دی، کسی نے قرآن نہیں پڑھا، جب یہ جماعت واپس آئی تو اپنی بستی سے دوسری جماعت کو تیار کیا، غرض دین سیکھنے کے واسطے نکلنے کا شوق عام ہو گیا، اس سے بہت بڑا فائدہ مسلمانوں کو ہوا اور ہو رہا ہے، اس کا نام تبلیغی کام ہے اور اس کے کرنے والوں کا نام تبلیغی جماعت ہو گیا، یہ اصول پیچھے اس لئے مقرر کر دیئے گئے، جن کے سیکھنے یاد کرنے سے چھ باتوں دین کی طرف رہنمائی ہوتی ہے، تقریر بھی انہیں چھ باتوں کی ہوتی ہے، جو اہل علم ہوں، وہ تفصیل سے تبلیغ تقریر کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

تبلیغی جماعت کا کام اور فائدہ

سوال [۴۰۸۱]: ہمارے شہر نظر نگر میں تبلیغی جماعت کا کام ہوا ہے، وہاں پر جب اس جماعت میں جو حضرات کام کرتے ہیں، وہ ہمیں کو اللہ جل جلالہ کا کام کرنے کی صلاح دیتے ہیں:

۱- یہ کہ اپنی زندگی میں چار مہینے اللہ کے راستے میں لگاؤ۔

۴-ایک سال میں ایک بار نماز جنازہ کے لئے جمع ہونا۔

۳-عید میں تین دن اللہ کے گھر میں اکٹھا ہونا۔

۴-ایک وقت مقرر کرکے گھر میں تجلی شباب کی تعلیم ہونی ضروری ہے۔

۵-ایک وقت مقرر کرکے مسجد میں تجلی شباب کی تعلیم ہونی ضروری ہے۔

۶-ایک جلسہ میں ایک روز اپنی قریبی مسجد میں جو اجتماع ہوتا ہے، اس میں بھی ضرور شریک ہوں اور ایک جلسہ میں ہر گزرنے والی مسجد میں اجتماع ہوتا ہے اس میں بھی ضرور شریک ہوں۔

۷-صبح کے وقت نماز فجر پڑھنے کے فوراً بعد اپنے محلہ میں گشت کرے، جس میں دو آدمی کو اس بات کی دعوت دے، ایک آدمی ان تین حضرات یا دو آدمی کا گشت کرنے والوں کے جانے کے بعد اس وقت یہ جماعت مسجد سے روانہ ہوتی ہے، اس وقت یہ جماعت خاص خاص گھروں کو روانہ ہوتی ہے، یہ تمام پروگرام جو کہ ان ملاقات کرنا ہے وہ بھی کرے اور جو دعوت پیش کرنا ہے وہ بھی کرے۔ یہ جماعت کرتے ہیں جس جگہ ملازمت کرتے ہیں وہاں یہ دعوت بھی کرے، جب بھی جانا چاہئے۔ ان تمام باتوں سے ہمارے دوست و احباب کی روحانی زندگی کی تکمیل کی کوشش میں ملاقات کی تکمیل کوشش کریں۔ واللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے (وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون) (۱) تو ہم دنیا کو کمانے کے لئے پیدا نہیں ہوئے، ہم کو آخرت کے لئے پیدا کیا۔

"انما الدنیا لعب ولہو ولکم خلقت للآخرۃ" (۲)

اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہماری زندگی کا ہر نفس اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور فرض کی ادائیگی

---

(۱) الذاریات: ۵۶

(۲) "وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم في بعض خطبہ" الحدیث رواہ ابن مردویہ عن أصل محمد الفقیہ نا أبو بکر بن مردویہ نا محمد بن علي نا أبو بکر بن أصل محمد بن علي نا أبو بکر بن فارس نا أحمد بن علي نا محمد بن یحیی نا أبو عاصم عن عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن الدنیا لعب ولہو، وإن الدنیا حلقت لکم وأنتم حلقتم للآخرۃ الخ. التحفۃ الاسدادیۃ للمقبلي بشرح جواہر العقود المدنیۃ، کتاب ذو الدنیۃ، بیان ذو الدنیا ۲/۶۹۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

عبادت کے لئے استعمال کیا جائے، جس چیز کے استعمال سے منع کردیا گیا ہے، اس سے پورا پرہیز کیا جائے، مگر افسوس کہ ہمارا موجودہ زندگی اس کے بالکل برعکس ہے، ہمارے سامنے انتہائی دنیا دوستی، ساری زندگی دنیا کمانے میں اور دنیائی چیزوں کے حاصل کرنے میں صرف ہورہی ہے، آخرت کی طرف سے پوری غفلت ہے، زندگی کے اس رخ کو بدلنے کے لئے تبلیغی جماعت نے یہ نظام تجویز کیا ہے کہ جس قدر محنت اس فانی دنیا پر ہورہی ہے، آہستہ آہستہ وہاں سے ہٹ کر یہ محنت آخرت پر ہونے لگے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک دین زندہ ہو، مسلمانوں کی پوری زندگی میں سرایت کرجائے، تجربہ یہ ہے کہ تجربہ کردہ نظام پر عمل کرنے سے زندگی کا رخ بڑی حد تک بدل جاتا ہے، مگر اچھے اصولوں کی پابندی بے حد ضروری ہے، ورنہ حد درجہ قائم رہنا دشوار ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۵/۱۴۰۱ھ۔

تبلیغی جماعت کے امیر کے لئے ضروری شرائط

سوال (۱۰۰۸۴): تبلیغی جماعت میں ایک امیر ہوتا ہے، ان کے لئے کن کن باتوں کا ہونا شرط ہے، آنوالی بالکل نہ ہوں، تو اس کو امیر بنانا کیسا ہے؟ جس طرح ابھی تبلیغ کا کام مسلمانوں کی ٹولی میں چند لکھا کر جانے وغیرہ سب مل کر کرتے ہیں، ایسا کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا چاروں امام میں سے کسی کا ایسا طریقہ رہا ہے کہ مسلمانوں میں جاکر تبلیغ کریں اور وہ بھی چند لکھا کر، پہلے کی تاریخ دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بزرگان دین چلہ ۴۰ روز یا اس سے بھی زائد ایک جگہ بیٹھ کر عبادتوں میں مشغول رہتے تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جیسے امام نماز کے لئے اعلیٰ صفات کی ضرورت ہے، مگر جب ان صفات کا امام نہ ملے، تو مجبوراً کم درجے کے آدمی کو امام بنالیا جاتا ہے، اس طرح تبلیغی جماعت کے امیر کا حال ہے، جو شخص نماز کے لئے مسجد میں نہ آتا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے متعلق تحقیق فرماتے، مکان پر آدمی بھیجتے تھے(۱)، یہاں تک کہ

---

(۱) عن أبي بن كعب (رضي الله تعالى عنه) قال صلى بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوما الصبح فقال: أشاهد فلان قالوا: لا قال: أشاهد فلان قالوا: لا قال: إن هاتين الصلاتين تثقلان المنافقين الخ". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة: ۸۳/۱، رحمانيه) -

ارشاد فرمایا کہ دونوں صحیح ہیں نماز میں نہیں آتے، نبی ہوتا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں آسمانی کتابیں (۱) ہیں یعنی ہدایت میں موجود ہے کہ ترک جمعہ کی سخت مخالفت کبھی نہیں ہوئی تھی (۲) اسی وجہ سے میں نے عرض کیا تھا کہ لوگوں پر چھاتے اور گھونسے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب آپ خود دیکھ لیں کہ کتنے لوگ ہیں جو نماز میں نہیں آتے (۳) اور کتنے لوگ ہیں جن کی نماز نہیں آتی (۴) اور کتنے لوگ ہیں جن کو نماز ہی نہیں آتی (۵) اور نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کا مطلب سمجھنا۔ سے تو بہت ہی کم ہیں ان کے اب خاتمہ ہے۔

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سلیمان بن أبي حثمة في صلاة الصبح، وابن عمر عبد إلى السوق، وسكن سلیمان بین السجدة والسوق فمر على النساء أم سلیمان، فقال لها: أين سلیمان في الصبح؟ قالت: إنه بات يشتكي فعدته غداة، فقال عمر رضي الله تعالى عنه: لأن أشهد صلاة الصبح في جماعة، حب إلي من أن أزور تبيذا، موطأ إمام مالك، كتاب الصلاة، باب ماجاء في العتمة والصبح، ص ۱۱۵، قديمي،

ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الجمعة وفضلها، الفصل الثالث، ص ۹۷، قديمي،

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لقد هممت أن آمر بالصلاة فتقام، ثم آمر رجلا فيصلي بالناس، ثم أنطلق معي برجال معهم حزم من حطب إلى قوم لا يشهدون الصلاة، فأحرق عليهم بيوتهم بالنار، صحيح أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، ۹۴، رحيميه،

وصحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها، ۲۳۲، قديمي،

ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب وجوب الصلاة، الفصل الثالث، ص ۶۰، قديمي،

(۳) عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: حافظوا على هؤلاء الصلوات الخمس حيث ينادى بهن، وإنه والله لقد شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدى، وإنهن من سنن الهدى، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم، وما من رجل يتطهر فيحسن الطهور ثم يعمد إلى مسجد من هذه المساجد إلا كتب الله له بكل خطوة يخطوها حسنة، ويرفعه بها درجة، ويحط عنه بها سيئة، ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق معلوم النفاق، الحديث، رواه أبو داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، ۹۴، رحيميه،

وصحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها، ۲۳۲، قديمي،

ومسند النسائي، كتاب الإمامة، باب المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن، ۱۳۲، قديمي،

جیسے کہ دینی مدارس اور اساتذہ کے طلبہ کے لئے کتابیں، اور رسالے، کمرے، مطبخ، اسکان، وغیرہ تعمیر کی چیزیں، جس کا انتظام کیا جاتا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت نہیں تھی، یہ سب دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے اور دین کی اشاعت کے لئے ہے، جو امر خیر ہی خیر ہے۔ واللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: احقر محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۳/۷/۱۴۰۰ھ۔

کیا تبلیغی جماعت فتنہ ہے؟

سوال [۱۰۰۱۰]: مسلک دیوبند سے وابستہ ایک عالم نے حال میں ایک رسالہ تحریر کیا، جس کا نام ہے "مروجہ تبلیغی جماعت" کتاب لینے کا پتہ "مدرسہ ذوالقرنین، اکراون ضلع امروہا" اس رسالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت ان جملہ فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے، جن میں شرکت بدعت و گمراہی ہے، ان عالم صاحب کا کہنا ہے کہ مروجہ تبلیغی جماعت اپنی موجودہ ہیئت کذائیہ مثلاً: چلہ، دعا، خیر، بیداری شب جمعہ وغیرہ وغیرہ بدعت ہے، اس کا قرآن وسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے، تو کیا حضرات علماء کے حق کا اس میں شریک ہونا، اعانت کرنا حرام ہے؟ بعض حضرات کا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ رسالہ خود ایک زبردست فتنہ ہے، اس سے عوام میں گمراہی کے شیوع کا خدشہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس رسالہ کے مصنف کے شیخ حضرت مولانا یحییٰ اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مروجہ تبلیغی جماعت اور اس کے کام کو پسند فرمایا اور تائید کی ہے، نیز مصنف رسالہ کے استاذ و مربی حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خیر حیات تک تائید فرماتے رہے، نیز دیگر اکابر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے تائید فرمائی ہے، ایک کتاب ہے، جس کا نام ہے "تبلیغی کام ضروری ہے" اس میں اکابر مذکورین اور موجودین کی تحریرات ایک صاحب نے شائع کردی ہے، اصل یہ ہے کہ آپ بہت کام میں لگے کر دیکھ لیجئے تو صحیح رائے قائم کی جائے اور جو اشکالات لکھے ہیں، وہ خود ہی حل ہو جائیں، میرے خیال میں اس کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں کہ قلمی لڑائی کا دروازہ کھلتا ہے، جس کو اشکال ہو، وہ حل کرے، حضرت شیخ حدیث صاحب مدظلہ نے اعتراضات کے جوابات شائع کرا دیئے ہیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۸/۷/۱۴۰۰ھ۔

www.ahlehaq.org

طلباء کا تبلیغی جماعت میں جانا

سوال [۱۰۰۹۱]۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دینی مدارس کے طلباء اگر کبھی کبھی زمانۂ تعلیم میں کچھ دنوں کے لئے رخصت لے کر دین کے لئے تبلیغی جماعت کے ساتھ چلے جائیں تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا، اول تو طلباء کو توفیق شرکت کی ہوتی ہے دوسرے اساتذہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ جاہلوں کی جماعت ہے، بینوا توجروا۔ مفصل جواب مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

طلباء کو دینی تعلیم کا ترک کرکے تبلیغی سفر میں نہیں جانا چاہیے، جو دینی تعلیم میں جانا ضروری ہے اگر وہ سفر میں جائیں یاد کرنا ضرورت کی وجہ سے رخصت پر ہوں جس سے تعلیم کا ترک نہ ہو تب بھی طلباء کو سفر میں مشغول نہیں ہونا چاہیے، الحاصل تعلیم کا ترک نہ کریں، اگر کسی جانب علم کی اضطراری ترک کرنے کا ارادہ ہو جائے تو بجا، تجویز کریں تو ابتداء سے مدرسہ میں ضروری تقریر فرمادیں کہ ہم مدرسہ کے لئے سفر نہیں کرتے ہیں اور اس کے لئے سفر نہ کرتے ہیں اور طلباء کے لئے بھی اس کو نافع سمجھتے ہیں اسی غرض سے ایک دو دن کے لئے وقتی طور پر بھی تجویز کریں تو ان کی تجویز قبول کرنا چاہیے، اس طرف رخ رکھنے سے تعلیم کا بڑا مقصد پورا ہوتا ہے اور اساتذہ کے تبلیغی جماعت ہونے کا جو اس کے کام کے متعلق اکثر ان کی تحریرات بالکل غلط معلوم ہوا، مختلف مدارس سے شائع ہو چکے ہیں بالخصوص میں بالاختصار لکھا ہے، ترمیم مادہ طلباء اس پر تنقید کرتے ہیں اور اختتام میں شرکت کرتے ہیں یہ بات کہ جاہلوں کی جماعت ہے اور بڑی حماقت ہے، اس عنوان سے کہ جاہلوں کو یہ کہہ کر گھر میں نکالا گیا کہ دین سیکھنے کے لئے چلو، چنانچہ انھوں نے قدر دینوں کی ایسی ہوئی کہ تبلیغی سفر سے ان کا ایمان درست ہوگیا، گھر بار، صلاۃ، صدقات، اخلاق سب کچھ درست ہوگیا، اخلاق، تعلق اللہ درست کرنے، نماز، قرآن سیکھنے کا ذہن ہوگیا، الحاصل دین کی باتیں دین کرنے کا جذبہ پیدا ہوگیا، بعض جاہلوں کی کئی کئی گھنٹہ بیان کرتے ہوئے میں نے خود سنا ہے اس میں کئی کئی سو علمی بیان کیں اور ان کے مخاطب کو سمجھا کر بیان کیا، ایسے بیان کرنا اس نے بہت سے اہل علم حضرات کو بھی حیران رکھا، ایسے مدارس پڑھے ہوئے ان میں اتنا مضمون کا تحمل کہاں سے پیدا ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/ ۶/ ۸۶ھ۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

موجودہ وقت میں مسلمانوں کی اصلاح کا طریق کار

سوال [۱۰۰۹۲]: اس زمانے میں ہندوستانی مسلمانوں کا ازروئے موافق شریعت کیا چار کار ہونا چاہیے؟

منیر احمد مدرسہ عربیہ چین الصحمانہ فیض آباد، یوپی

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایمان ویقین پختہ کریں، عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ اہتمام سے حاصل کریں، آپس میں ہمدردی اور خیر خواہی سے رہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو اپنے اندر بنائے اور دوسرے بھائیوں تک پہونچانے اور ظلم معصیت کے مٹانے میں منہمک ہوجائیں، تو خدائے پاک کی نصرت ہوگی۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (۱) الآیہ۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت ہوئی تو پھر کوئی دوسرا غالب نہیں ہوگا۔

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ (۲) الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۸/ ۹۳ھ۔

کیا دیوبند کے علماء تبلیغی جماعت کو غلط سمجھتے ہیں؟

سوال [۱۰۰۹۳]: ہمارے مقام کے کچھ احباب موجودہ تبلیغی کام پر (جس کی سرپرستی مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اعتراض کرتے ہیں، مسجد میں ایک اشتہار لگایا گیا ہے کہ دیوبند کے چند علماء جن کے کچھ نام بھی لکھے گئے ہیں، اس کام کو غلط سمجھتے ہیں اور یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، میں تو بالکل مطمئن ہوں کہ یہ ان حضرات کا اعتراض بالکل غلط ہے اور اشتہار بھی غلط ہے، پھر بھی اس بات کی یہاں ضرورت ہے کہ اس کی تصدیق ہوجائے، براہ کرم تبلیغی کام کے تعلق سے علماء دیوبند کا کیا خیال ہے؟ معلوم فرمایئے! تاکہ

---

(۱) محمد: ۷۔

(۲) آل عمران: ۱۶۰۔

جلد ۔۔۔ پارہ ۔۔۔ صفحہ ۔۔۔ سطر ۔۔۔ میں ایک شخص کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ توجہ طلب امر کا نظر پر ہوں تحریر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

عامہ و بلدۂ تبلیغی جماعت میں برابر گشت کرتے رہتے ہیں اور بندہ بھی بارہا اس جماعت کام کرتی ہے اور یہاں کے علماء اس کی حمایت میں رہتی رہتی ہیں، دیوبندی تو اپنے حساب سے ہی وفات کہتے ہیں، ان کی حیات سے متعلق [illegible] قولی اظہر

[illegible] ۱۴۰۱ھ

کیا تبلیغی جماعت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے؟

سوال [۱۰۰۰۰]: تبلیغی جماعت جو دین کے متعلق ہے، وہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بالکل خلاف ہے، ان کی کوئی کتاب نہیں پڑھتے، عقائد میں بھی بہت فرق ہے، اللہ کے نام کا ذکر کرنے سے منع کرتے ہیں، کیا ایسے مسائل سے جماعت بچ پائی ہے؟؟؟ جب حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم کو روکنے والوں کا طریقہ کیوں نہیں اپنایا، اس جماعت کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

واضح ہو کہ تبلیغی جماعت کے متعلق یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے بالکل خلاف ہے، یہ بالکل غلط ہے، اس نے جماعت کے دورے پر اس حضرت تھانوی کی تصنیفات بھی ہیں، جو ان کے مواعظ میں داخل ہیں، بزرگوں کا تو یہ معمول ہی رہا ہے کہ حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ کو پڑھا کرتے ہیں، اور ان کے بیان کئے ہوئے مسائل پھیلاتے ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا تو یہ معمول تھا کہ جب بھی تشریف لاتے تھے تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان اور مواعظ کا ذکر فرماتے تھے، اور اس تبلیغی جماعت کے لئے بھیجنے والے بھی اکثر علماء ہی ہوتے ہیں، جو حضرت تھانوی کے مسلک کے ہوتے ہیں، اور اس جماعت کے ساتھ جانے والے بھی اکثر علماء ہی ہوتے ہیں، جو حضرت تھانوی کے مسلک کے ہوتے ہیں، اور اپنی اصلاح کے لئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] ۱۴۰۱ھ

امامِ مسجد اگر تبلیغی تقریر کو منع کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۱۰۰۹۵]: تبلیغی جماعت اکثر مساجد میں جاتی ہیں تو وہاں سے مسجد کے ذمہ دار کہتے ہیں کہ بغیر اجازت امام کے تقریر نہیں کرسکتے، دوسری طرف سے جماعت کہتی ہے اور امام بھی ہمارا ہی مقلد ہے تو ہم عالم ہیں ان کا یہ قول درست ہے یا نہیں؟ اگر کوئی دلیل منصوصات میں سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام آخر بزرگ ہی جاتا ہے، اپنا حلقہ قائم کرتا ہے اور کتاب خانے بناتا ہے، اس لئے امام بھی روکتا ہے تو مختار پائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا تبلیغ و تعلیم ہفتہ میں صرف ایک روز ہونی چاہیے؟

سوال [۱۰۰۹۶]: تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں ہر دن تعلیم ہونی چاہئے یا کم سے کم ہر پانچ دن بعد ہونا چاہئے، اگر مشورہ اس میں ایک ہفتہ میں ایک بار ہی تعلیم ہونی شروع ہے تو فرق کی نظر سے محفوظ رہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زمانہ خیر القرون میں تبلیغ کا طریقہ کیا تھا؟ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے جاتے تھے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچتے ہی تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع ہوجاتا تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی پڑھتے تھے، اس کے بعد وہ اپنے اپنے علاقہ میں جاکر اپنے اپنے حلقہ میں تعلیم کے لئے متعین اور وقف فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ تعلیم دیا کرتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ حضرات بھی یہی کام کیا کرتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ درس میں ایک وقت میں سو سو پڑھنے والے تھے، ان سب کو مدینہ منورہ میں ٹھہرایا جاتا تھا، یہ کام روزانہ ہوتا تھا، آج بھی دارالعلوم دیوبند میں روزانہ ہی تعلیم ہوتی ہے، کیا وہاں بھی ہفتہ میں دو روز کی تعلیم کا حکم دیا جائے گا؟ اصل بات یہ ہے کہ جس قدر دین سے لاپرواہی اور بے توجہی وقف کرنے کے ذمہ داری محسوس ہوتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۴/۹۲ھ۔

کیا تبلیغ میں جانا محبت شیخ کے قائم مقام ہے؟

سوال [۱۰۰۱۱]: تبلیغی جماعت گاؤں گاؤں شہر شہر جا کر لوگوں کو کلمہ اسلام ایمان مجمل ومفصل، وضو، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور مسنون اعمال وغیرہ سکھاتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایمان کو قلب میں راسخ کرنا، اطمینان ولی حاصل کرنا، احسان، حدیث جبریل علیہ السلام والی کیفیت پیدا کرنے کے لئے حسب تحریر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف کا راستہ اختیار کرکے کسی کامل بزرگ کو مرشد کی حقیقت سے پکڑنا ضروری ہے یا تبلیغ میں چند دے کر ہر کس وناکس کے ساتھ تبلیغ میں جانے سے یہ سعادت حاصل ہو جاتی ہے، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الخیاء فی سلاسل اولیاء اللہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"ولا تحصل هذه السعادة لمعتنا بغير تصرف بحضرة الإلهية ولا سبيل في تحريق القضية الكونية على سنة الشيخ الذي سلوكه بطريق المحادثة الخ" (۱)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصل مقصود اتباع سنت ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی اقتداء "إنما الأعمال بالنيات" (۲) سے ہے اور اتباع "أن تعبد الله كأنك تراه" (۳) پر ہے۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ "تصوف: وصول إلى الله تعالى بعدد أنفاس الخلائق"

مگر عام طور پر وصول شیخ محقق کی تربیت سے ہوتا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر سے آپ نے بھی نقل کیا ہے، پھر تربیت اگر تبلیغی جماعت کی جد وجہد کے طرز پر ہو تو اس کے درجہ نسبت قویہ حاصل ہوگی اور خطرات کم ہوں گے، جن کا تعلق کسی شیخ محقق سے نہیں، وہ تبلیغی جماعت کی جد وجہد صحیح طریقہ پر کریں، تو وہ بھی مقامات قرب پر فائز ہوں گے اور یہ کام ان پر واضح کر دے گا کہ تعلق مع الشیخ کی کس قدر

---

(۱) (نقل رسالة شيخ تاج الدين سهلي رحمه الله تعالى. ص ۳۱. كتب خانه محموديه رحيميه سهارنپور لائل پور)

(۲) (صحيح البخاري، أول كتاب الإيمان، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ۱: ۲، قديمي)

(۳) (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي عن الإيمان والإسلام الخ ۱: ۱۲، قديمي)

ضرورت ہے، پھر تحقیق کرکے بہت جلد وہ کام میرے ذمہ کردیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۹۴۰ھ۔

حج کو جائے یا تبلیغی اجتماع میں؟

سوال[۱۰۰۹۹]: امریکہ میں تبلیغی اجتماع ہونے والا ہے وہ وہاں کا مصرف تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے، تو کیا اجتماع میں جانا ضروری ہے یا وہ شخص اجتماع میں نہ جاکے حج بیت اللہ کرے، وہ نہ جانے کی صورت میں وہ فضائل کا کار ثواب نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حج کی جب حج فرض ہے، تو اس فرض کو ادا کرنے کی تبلیغی جماعت میں بھی جاتی ہیں، ان کے ساتھ رہ کر تبلیغ کا بھی کام کرتا ہے، اگر اس کے ذمہ حج فرض نہیں تبلیغی اجتماع یا حج سے بہت پہلے ہے، تو وہ اجتماع میں شرکت کرلیں، پھر اگر حج کے مصارف پر قدرت رہے تو حج بھی کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۲۰۰۰ھ۔

والدین کی اجازت کے بغیر تبلیغی جماعت میں جانے کا حکم

سوال[۱۰۰۱۰۰]: ایک صاحب اپنے بھائی اور والد صاحب کے ساتھ تجارت شرکت میں کرتے ہیں، ہر سال کے آخر میں منافع اور سرمال کا پورا فرق دیکھ لیا جاتا ہے، منافع سب بھائیوں اور والد صاحب میں تقسیم ہوکر ان کے کام آتا ہے اور کچھ کا پورا فرق نہیں ہوتا ہے بھائیوں کے منافع میں سے فرق جمع کیا جاتا ہے، چھوٹے بھائی اور والد صاحب بھی کاروبار میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ الحمد للہ والد صاحب کسی بھائی کی خدمت کے محتاج نہیں، چلتے پھرتے ہیں، اب اگر بڑے بھائیوں میں سے ایک بھائی تبلیغی جماعت کے ساتھ تین چار مہینے کے لئے باہر جانا چاہے، تاکہ اپنی اصلاح، ایمان الیقین درست ہو تو کیا والد صاحب کے لئے اس بھائی کو روکنا درست ہے؟ نیز لڑکا والد صاحب کی اجازت کے بغیر جاسکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ چار آٹھ دن کھو مئے جاتا ہو تو بغیر اجازت بھی ہوتے ہیں اور والد صاحب کو کوئی اطلاع بھی نہیں ہوتی، نیز گر تبلیغ میں جانے والا بھائی تین چار ماہ کا اپنا منافع چھوڑ دے اور تبلیغ میں جائے، تو کیا حکم ہے؟

الحج ب حامداً و مصلیاً

اگر والد صاحب اس کی خدمت کے بارے میں فکرمند ہیں اور اس کے بارے میں وہ مشکل محسوس کرتے ہیں تو ان سے بھائی خوشی اجازت دیتے ہیں اور اگر والد صاحب اس کی اجازت نہیں دیتے تو والد صاحب کو راضی کرنا چاہیے اس حالت میں والد کی نافرمانی نہیں ہوگی۔ اگر والد صاحب اجازت دے دیں، لیکن قرض کے حاصل کرنے کا ارادہ ہے، اس میں والد صاحب کی اجازت کی ضرورت نہیں اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس میں والد صاحب کی اجازت و رضامندی کے لئے کوشش کرے (۱) والد صاحب کو سمجھا کر راضی کرنے کے لئے اجازت دیتے ہیں اور آخرت کی فکر نہیں کرتے ہیں تو اس کا پھل ہے کہ وہ مشکل اور خوشحالی سے والد صاحب کو بھی تبلیغی جماعت میں لے جائے۔ اب ان کو اس کا نفع معلوم ہوگا تو پھر خود ہی کہیں گے اور دوسروں کو بھی تبلیغ کی کوشش کریں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۱۴۰۰ھ

سنن و نوافل کے وقت تبلیغی پروگرام

سوال (۶۰۰۰): عموماً نماز مغرب کے بعد جماعت کی طرف سے تقریری مذاکرہ ہوتا ہے۔ اکثر لوگ سنن و نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ جس مسجد میں تقریر شروع ہو جاتی ہے عوام تو عوام کبھی کبھی خواص بھی نماز میں الجھن محسوس کرتے ہیں، آپ تحریر فرمائیں کہ یہ اوقات تعلیم و تعلم میں بھی بدل دیئے جاتے ہیں یا تبلیغی پروگرام مسجد

---

(۱) قولہ الخروج لطلب العلم الخ في الأذان والخطبة لو مصحراً ... الدر المختار: أي إن لم يحضر عالم و لم يجد استفتاء إن كانا بموضع و لم تكن نفقتها عليه. وفي الخانية لو أراد الخروج إلى الحج وكره ذلك قالوا إن كان أبواه على حالة لا بأس، وإلا فلا يسعه الخروج. وفي بعض الروايات لا يخرج إلى الجهاد إلا بإذنهما و إن أذن أحدهما فقط لا يسعه الخروج. لأن مراعاة جانبه فرض عين والجهاد فرض كفاية" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب التحفر والإباحة، فصل في البيع ۶/۴۰۱، سعيد)

وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل الأول، ۴/۳۲۶، سهيل أكيدمي لاهور)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السادس والعشرون، ۵/۳۶۵، رشيديه)

سے پڑھا جاتا ہے تو سامعین کی آمین پوری نہیں ہوتی۔

کیا ایسی تبلیغ کے لئے نماز کے اوقات میں تعلیم و تعلم واجب کفائی نکل سکتی ہے؟ اور فضائل سے تبلیغ کی حاجت نہیں نکل سکتی تو دونوں باتوں کے لئے کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فضائل اعمال کا تذکرہ بھی رہنا چاہئے اور تبلیغی پروگرام کو ترک نہیں کیا جائے، اچھے کام ہیں، تذکرہ مسئلہ کا بیان اور ہدایت کی باتیں سب آتے ہیں، احتیاج اور کوشش صحیح معلوم نہیں جانتے، بعض کی نماز میں توجہ نہ ہونا اور نماز کی اہمیت (دین) نہ سمجھنا کمزوری کی طرف راجع ہے، بہرحال فضائل سے تو عام اور قاعدہ تبلیغ ہے، فضائل کا خواص حضرات بعد میں مسجد کی بیٹھکوں پر بھی دوسرا دن کے بعض وقت کر کے اور فرشاہ کر کے جس طرح لوگوں کو پہنچ میں آیا کیا ہے، ان کا کچھ انتظام رائج ہو، مشغل ہونا اور فضائل کو جماعت سے پڑھے جاتے ہیں، اس کے بعد بھی بعض حضرات کو مختلف کی رعایت کرتے ہیں، آنے والے حضرات والے اعتراض نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الملا محمد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند

مسجد میں اوراد پڑھیں یا تبلیغی وعظ سنیں؟

سوال [۴۱۰۰]: مسجد میں جماعت تبلیغی بعد نماز مغرب تعلیم کرتی ہے، جو حضرات بعد نماز اوراد پڑھتے ہیں، وہ اس کے خلاف ہیں، تعلیم نمازوں میں خلل پڑتا ہے، اور بعد میں تعلیم کرتے ہیں تو لوگ رہتے نہیں ہیں، تو کیا تعلیم ترک کردیں یا کیا صورت ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فضائل کے لئے افضل وقت اس طریقہ سے ہے کہ مسجد میں بھی متعین نہ ہو، بیچ بیچ (۱)

---

(۱) وروی نضر عنه بما بین اثنین أفضل وعند غیر مختص بما بعد التویضة بل جمیع الوقت ما عدا الشروق وتحیة المسجد الأفضل فیها النزول. لما روی عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم أنه کان یقضی جمیع النهار والوتر فی اثنین، علی ما تقدم من حدیث عائشة حین صلاها عند ما شغل عن صلاته علیه السلام وغیره من الأحادیث. وفی الصحیحین أنه علیه السلام عتم حجرة فی مسجده من =

www.ahlehaq.org

شرح منیہ میں اس کی روایت بھی ذکر کی گئی ہے، خصوصاً مغرب کی نوافل کے لئے، لیکن لوگ تعلیم کے مقابلہ میں نوافل کو اہمیت دیتے ہیں، ان کو بروقت نوافل سے پہلے نہ پڑھا جائے، بلکہ نرمی سے سمجھایا جائے کہ نوافل بعد میں بھی ہو سکتے ہیں درمیان میں بھی ادا ہو سکتے ہیں لیکن لوگ دین سیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے، اس لئے کہ ان کو توبہ ہے نہ فرصت اور وہ صرف نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں، اذان کے کان میں پڑتی کچھ باتیں پڑ جائیں تو بہتر ہے، لیکن نمازوں میں خلل پڑتا ہو تو ترک جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

تبلیغی اجتماع میں کچھ چیزیں لوگ بھول گئے، ان کا حکم

سوال [۱۱۱۲۲]: یہاں کچھ عرصہ قبل تبلیغی اجتماع ہوا تھا، جس میں لوگ کثرت سے اپنے ذاتی رومال بھول آئے ہیں، اجتماع گاہ میں بھول گئے ہیں، چنانچہ اجتماع کے موقع پر بھی بار بار مکرر اعلانات کیا گیا، مگر اس وقت سے لے کر اب تک ان کا کوئی مالک نہیں، خصوصاً ذاتی رومال کو تو ہم میں سے کوئی لینے آیا بھی نہیں، تو کیا ہم ان سب چیزوں کو فروخت کرکے کسی غریب کو صدقہ کر سکتے ہیں؟ یا کچھ بھی یہ چیزیں صدقہ کرنی ہوں گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعید ان کو خیرات کرنے میں نیت سے کہ ان کے مالک کو ثواب ہے مگر یہ اس وقت ہے کہ مالک کے

= حضير لي رمضان الحديث إلى أن قال فصلوكم بالصلاة في بيوتكم فإن خير صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة. وأخرج أبو داود صلاة المرء في بيته أفضل من صلاته في مسجدي هذا إلا المكتوبة

وذكر الإمام أحمد رحمه الله تعالى عن السائب بن يزيد أنه قال لقد رأيت الناس في زمن عمر بن الخطاب إذا انصرفوا من المغرب انصرفوا جميعا حتى لا يقي في المسجد أحد كأنهم لا يصلون بعد المغرب حتى يصيروا إلى أهليهم والبعض يقولون النطوع في المسجد حسن وفي البيت أحسن كما قال المصنف. وبه أفتى الفقيه أبو جعفر (الحلبي الكبير، ص ۵۰۰، سهيل أكيڈمي لاهور)

وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۲ ۴۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل ۱ ۱۲۰، رشيديه)

ملے سے بچ جاتے ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۴/۹۲ھ

اجتماعی جمع کی گئی رقم سے بچے ہوئے پیسوں کا مصرف

سوال [۱۰۱۰۳]: ایک دینی کام کیلئے اجتماعی اجتماع کے لئے چندا جوب سے کچھ رقم جمع کی، اب وہ کام پورا ہوگیا اور خرچ سے بھی رقم خرچ ہوئی تو اگر بچی ہوئی رقم اپنے داخل کو واپس کردینے جائیں؟ یا اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟ اور کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کل رقم کا چوتھائی حصہ خرچ ہوا ہے، تو اب جو رقم بچی ہے اس میں سے چوتھائی حصہ اجتماع کرنے والی رقم میں واپس کردی جائے، یا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اس کام کے لئے یہ رقم دی تھی اب ہم خود اپنے استعمال کریں تو کیا یہ جواب خود استعمال کرسکتے ہیں؟ اور یہ کہنے سے کہ ہم نے دینی کام میں دی ہے کیا رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طرح پیسہ دینے والوں کی طرف سے خرچ کرنے کی اجازت ہے کہ ان کی اجازت سے دوسرے دینی کام تبلیغی اجتماع یا دینی مدرسہ میں خرچ کرادے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۴/۸۲ھ

---

(۱) قوله: لمستحق الرفع: أي: من دفعها من الأرض أو لمتقطها، وإلى ملتقطها، فادل على أنه ليس لمتقطها بيعها لغيره والتصريح إلى ربها، وغصب على أنه إن باعها لا يطلبها، والمراد: جواز الانتفاع بها والتصدق ... وإلى العلائية: لم يعلما أيضا" (ردالمحتار، كتاب اللقطة، ۶/۴۰۰، سعيد)

وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب اللقطة، ۲/۲۹۰، رشيدية)

وكذا في الهداية، كتاب اللقطة، ۲/۱۵۰، مكتبه شركت علميه)

(۲) "ويشترط أن يكون الموكل ممن يملك التصرف في الذي وكله لأن التوكيل بمنزلة ولايته فيتصرف في الموكل ويقدر عليه من قبله" (شرح المجلة لسليم رستم باز، كتاب الوكالة، ۲/۵۷۶، رقم المادة: ۱۴۵۲، مكتبه حنفيه كوئته)

"الإذن والإصدار للوكيل" (شرح المجلة لخالد الأتاسي، كتاب الوكالة، ۲/۵۵۲، رقم المادة: ۱۴۵۲، حقانيه)

جماعت والوں کا مسجد میں قیام وطعام وغیرہ کرنے کا حکم

سوال [۴۱۰۲]: عوام میں دینی بیداری اور مسائل کا شوق پیدا کرنے کے لئے تنظیم اہل حدیث کی طرف سے تنظیم ابتدائی کی جانب سے تنظیم جدید بھیجنے کے لئے ہندوستان میں آنے والی ہے، ہم جماعت تیار کریں گے، ہمارا مقصد ملک کے باہر نکل کر کے دعوت پہنچانی ہے، ہم جماعت کی تیاری کرتے وقت ہمیں جماعت میں نکلنے والوں میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو نماز پنجگانہ کا پابند نہیں ہے، کیونکہ اس جماعت سے واپس آنے والے زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جن کے ان لوگوں کے ان روایوں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اندر ایسے عمل کی بدگمانی پیدا ہو رہی ہے۔ اس بات معلوم کرنا ہے جو حاصل کرنے کے لئے جماعت میں آپ کی خدمت میں ارسال ہے، امید ہے کہ قرآن وحدیث روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں گے تاکہ اس کی روشنی میں جماعت میں رائی ہوئی خرابی کو دور کیا جائے اور مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں سے ان کی اعانت کی کوشش کی جائے۔

مسجد کی جماعت والوں نے کھانا وغیرہ کا انتظام کیا ہے، مسجد کے امام پانچوں وقت کی نماز پڑھاتے ہوئے کھانا بھی کھاتے ہیں، مسجد کی آمدنی پیش امام کی ضروریات کے لئے ہے، مہمان مسجد میں رکھے جاتے ہیں، ان کے نمازوں کی تعریف ہوتی ہے، جماعت کے لوگ جو مسجد میں آتے ہیں ان سے مسجد کا کام لیا جاتا ہے، جماعت والوں کے ساتھ مستورات بھی ہوتی ہیں، وہ مسجد میں جاتے ہیں، بعض مسجد میں سونے والوں کی زیادتی میں تعداد کثیر ہوتی ہے، مسجد کو ان حالت میں دیکھ کر مسافر خانہ سمجھتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ جماعت کے لوگ طعام وقیام کا انتظام کیوں کرتے ہیں، اگر جواب نفی میں ہے تو ایسا کہنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرات علماء کرام کا تعلیم دعوت و تبلیغ کا

عوام مسلمین کو مسجد میں

مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنے والے کوئی مسافر ہوں یا مقیم، ان کو کھانا دینا مختلف ہو تو انتظام کرنے کا اجازت دی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے

کل کلی وہ ولا ہو مختلف ہو ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] (۶۱۹/۱)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اول شخص اعتکاف کے علاوہ بھی کسی اعتکاف کی نیت کرے اور مسجد میں جا کر نماز کا ارادہ یا تحریمہ باندھ لے تو اس کے لئے بھی کھانے وغیرہ کی ضرورت کی اجازت ہے، مگر مسجد کو سونا اور بوریا خانہ بنانا یا مسجد کے آس پاس کہیں کوئی جگہ ہونا کھانے پینے کا انتظام اس مناسب نہیں ہے، آج کل بعض مساجد میں کتب خصوصی بنی ہوئی ہیں کسی جگہ ان پر بالکل کسی غیر کا قبضہ ہے جس میں اور رہتے ہیں اور ان کے جانور بھی وہاں پلتے ہیں، کوئی جگہ ایسی ہے کہ کتابیں ہیں مساجد متصل ہیں، بعض صرف بعد کے لئے مختلف ہیں اور بعض میں صرف کبھی کبھی ایک دو وقت کے لئے بھی نماز پڑھی جاتی ہے، بعض مسجد متصل کسی نہیں بھی نہیں آیا، اس لئے نماز پڑھنا بعض مساجد سے متعلق ہو سکتا ہے (۱) (من کان) واقف ہیں، دوسرے لوگ ان پر قبضہ کر لیتے ہیں، ان سے متعلق کوئی بات نہیں کی ہے اور بعض جگہ متولی بھی طاقت نہیں۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے اگر متصل جماعت مسجد میں جا کر وہیں اعتکاف کی نیت کر کے اگر دینی تعلیم میں مشغول رہے وہیں کھانا پینا لے جائیں اور سو بھی جائیں تو اس سے لوگوں کو زیادہ وحشت ہونا نہیں چاہیے کیونکہ وہاں دین کا کام ہو رہا ہے، بے نمازی بھی ان کی وجہ سے مسجدوں میں آتے اور نمازی بن جاتے ہیں، آپس میں آنا جانا ہے، ان جماعت پابندی سے ہوتی ہے، لوگوں کے قبضہ سے حفاظت ہو جاتی ہے، اس لئے نظام شرعیہ سے [illegible] (۲) اس سے دلیل کی حدیث نمبر ۱ اور دوسرے باب مطلوبہ سے (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في أحوال المسجد: ۶۶۱/۱، سعيد

وكذا في النهر الفائق، فصل في أحكام المسجد: ص ۲۱۲، سهيل أكيدمي لاهور

وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد: ۳۲۱/۵، رشيدية

(۲) صحيح البخاري، كتاب الصلاة: ۱۳۰/۱، قديمي

(۳) صحيح البخاري، كتاب الصلاة: ۱۳۰/۱، قديمي

(۴) صحيح البخاري، كتاب الصلاة: ۱۵۱/۱، قديمي

امر باب (۱) التفاصی والسلام فی المسجد، باب (۲) الامر والعرض والحلف فی المسجد، باب (۳) البحبحة فی المسجد لغیر من وغیرھم، باب (۴) الاستلقاء فی المسجد وغیرہ، ملاحظہ کرنے سے بہت سے مسائل واضح ہوں گے۔ نیز الاشباہ والنظائر میں ہے: القول فی احکام المساجد، (۵) میں بہت سی تفریعات موجود ہیں، کتب احادیث میں بھی موجود ہے، مال صدقہ مسجد میں رکھا جاتا تھا، وہیں سے تقسیم ہوتا تھا (۶) اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب حکومت فارس کو فتح کیا گیا تو مال غنیمت مسجد ہی میں لا کر ڈالا گیا، شاید آج کل کے کوئی تبلیغی صاحب یہ نہیں فرماتے کہ یہ مسجد نہیں، بلکہ

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ: ۱/ ۶۵، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ: ۱/ ۶۹، قدیمی)

(۳) (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ: ۱/ ۶۶، قدیمی)

(۴) (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ: ۱/ ۶۸، قدیمی)

(۵) (الأشباہ والنظائر، الفن الثالث، الجمع والفرق، القول فی احکام المسجد، ص: ۳۳۴، دار الفکر بیروت)

(۶) بخاری شریف میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر مستقل باب باندھا ہے۔

"باب القسمة وتعليق القنو في المسجد"

"عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: "أتي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بمال من البحرين، فقال: "انثروه في المسجد، وكان أكثر مال أتي به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم" الخ"

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب القسمة وتعليق القنو في المسجد: ۱/ ۶۰، قدیمی)

"قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى في شرح هذا الحديث:

"وموضع الحاجة منه هنا جواز وضع ما يشترك المسلمون فيه من صدقة ونحوه في المسجد، ومحله ما إذا لم يمنع مما وضع له المسجد من الصلاة وغيرها مما في المسجد لأجله، ونحو وضع هذا المال وضع مال وكذا العصير" (فتح الباري، کتاب الصلاۃ، باب القسمة وتعليق القنو في المسجد: ۱/ ۶۸۰، قدیمی)

(وکذا فی عمدۃ القاری، کتاب الصلاۃ، باب القسمة وتعليق القنو في المسجد: ۴/ ۲۳۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[illegible]

الف: [illegible]

ب: [illegible]

عورتوں کی تبلیغ

سوال (۲۰۰۰): [illegible] عورتوں کو تبلیغ کے لئے کہنا کیسا ہے؟

بینوا توجروا

۱ یہ تبلیغ فرض ہے یا نفل؟ اگر فرض ہے تو کیا عورتوں کو بھی فرض ہے؟ اگر نفل ہے تو کیا عورتوں کو نفل تبلیغ کے لئے کہنا درست ہے؟

۲ اگر عورتوں کو حاصل کرنا ضروری ہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ کیا عورتوں سے عورتیں ہی ملیں یا مرد بھی ملا سکتے ہیں؟ کیا اس کا ملانا ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ اور اگر ضروری نہیں تو کیا عورتوں کے لئے علیحدہ جماعت بنانا درست ہے؟ اور کیا عورتوں کے لئے علیحدہ جماعت بنانے میں یہ خرابی نہیں ہے کہ عورتوں کی آواز سے فتنہ ہوگا؟ اور کیا عورتوں کے لئے علیحدہ جماعت بنانا درست ہے؟

۳ بعض عورتیں جو کہتی ہیں کہ ہم تبلیغ کے لئے تیار ہیں مگر ہمارے شوہر ہمیں نہیں جانے دیتے تو ان کا کیا حکم ہے؟ کیا ان عورتوں کا جانا ضروری ہے؟ اور کیا عورتوں کا جانا ضروری نہ ہونے کی صورت میں ان کا نام لکھوانا درست ہے؟

۴ بعض تبلیغی حضرات اپنے خطاب میں آیات و احادیث پڑھتے ہیں اور بعض اوقات ان کے معنی میں غلطی کرتے ہیں تو ایسی صورت میں تبلیغ میں ان آیات و احادیث کا پڑھنا درست ہے؟ [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ تبلیغ فرض کفایہ ہے (۱)، عورتوں کو بھی فرض ہے (۲)۔

---

(۱) [illegible]

(۲) عن انس رضي الله تعالى عنه قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة الحديث. كذا في ما حاشية نصب الراية للزيلعي ۱ ۳۳، فليحرر.

ومشكاة المصابيح كتاب العلم الفصل الثاني ۲ ۳۳، فليحرر.

تو والدین و دیگر عزیز نہیں نکالتے بلکہ وہ بھی خوشی خوشی ان کو رخصت کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی دنیا بھی بنتی ہے اور آخرت بھی بنتی ہے۔ اور ان تعلیم یافتہ لوگوں کے مقابلہ میں جو اپنے والدین کو اپنے گھر میں رکھتے ہیں اور دینی تعلیم کا انتظام گھر میں بھی ہو سکتا ہے بہت آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نہیں کرتے تو کم از کم مخالفت میں دینی تعلیم سے تو محروم نہیں ہوتے۔ اس اعتبار سے قابل عمل میں دیا جاتا ہے۔

کریم بخش نہیں تو جہاں وہ رہتی ہیں وہاں بچوں کو بھیجا جائے۔ انہیں اس میں بھی عمل دشوار محسوس ہوتا ہے تو وہ بھی عمل کے سبب ہے بھی عاجز ہے۔ اعتقادات، اخلاق، اعمال صالحہ، اقوال امر معاشرت میں عمومی خرابی سے ہر شخص عمل رہا ہے۔ اور مسلمان ذات در ذات میں مبتلا ہیں۔ اس عمومی خرابی کی اصلاح کے لئے اپنی تعلیم کو عام کرنے اور دینی فضا بنانے کے لئے تبلیغی جماعت کا کام اس وقت سب سے اہم ہے۔ لیکن یہ بھی اسی وقت مفید ہے جب کہ اس میں دعوت شرعی کی پابندی کی جائے۔ ورنہ بعد اشر سے تباہ ہوتا ہے تو یہ کام بھی فتنوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔

ان لئے اب مشترین کو انتہائی احتیاط اور بصیرت کے ساتھ تحریر کرنا لازم ہے۔ کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔ کسی عمل دیانت کے خلاف نہ ہو۔ عام لوگوں کی غلط فہمی کے لئے کسی پہلو کی گنجائش نہ رہے۔ اور ضرورت اپنے دائرہ سے نہ نکلے۔ [1] [2] [3] [4] [5] [6] [7] [8] [9] [10] [11] [12] [13] [14] [15] [16] [17] [18] [19] [20] [21] [22] [23] [24] [25] [26] [27] [28] [29] [30] [31] [32] [33] [34] [35] [36] [37] [38] [39] [40] [41] [42] [43] [44] [45] [46] [47] [48] [49] [50] [51] [52] [53] [54] [55] [56] [57] [58] [59] [60] [61] [62] [63] [64] [65] [66] [67] [68] [69] [70] [71] [72] [73] [74] [75] [76] [77] [78] [79] [80] [81] [82] [83] [84] [85] [86] [87] [88] [89] [90] [91] [92] [93] [94] [95] [96] [97] [98] [99] [100] [101] [102] [103] [104] [105] [106] [107] [108] [109] [110] [111] [112] [113] [114] [115] [116] [117] [118] [119] [120] [121] [122] [123] [124] [125] [126] [127] [128] [129] [130] [131] [132] [133] [134] [135] [136] [137] [138] [139] [140] [141] [142] [143] [144] [145] [146] [147] [148] [149] [150] [151] [152] [153] [154] [155] [156] [157] [158] [159] [160] [161] [162] [163] [164] [165] [166] [167] [168] [169] [170] [171] [172] [173] [174] [175] [176] [177] [178] [179] [180] [181] [182] [183] [184] [185] [186] [187] [188] [189] [190] [191] [192] [193] [194] [195] [196] [197] [198] [199] [200] [201] [202] [203] [204] [205] [206] [207] [208] [209] [210] [211] [212] [213] [214] [215] [216] [217] [218] [219] [220] [221] [222] [223] [224] [225] [226] [227] [228] [229] [230] [231] [232] [233] [234] [235] [236] [237] [238] [239] [240] [241] [242] [243] [244] [245] [246] [247] [248] [249] [250] [251] [252] [253] [254] [255] [256] [257] [258] [259] [260] [261] [262] [263] [264] [265] [266] [267] [268] [269] [270] [271] [272] [273] [274] [275] [276] [277] [278] [279] [280] [281] [282] [283] [284] [285] [286] [287] [288] [289] [290] [291] [292] [293] [294] [295] [296] [297] [298] [299] [300] [301] [302] [303] [304] [305] [306] [307] [308] [309] [310] [311] [312] [313] [314] [315] [316] [317] [318] [319] [320] [321] [322] [323] [324] [325] [326] [327] [328] [329] [330] [331] [332] [333] [334] [335] [336] [337] [338] [339] [340] [341] [342] [343] [344] [345] [346] [347] [348] [349] [350] [351] [352] [353] [354] [355] [356] [357] [358] [359] [360] [361] [362] [363] [364] [365] [366] [367] [368] [369] [370] [371] [372] [373] [374] [375] [376] [377] [378] [379] [380] [381] [382] [383] [384] [385] [386] [387] [388] [389] [390] [391] [392] [393] [394] [395] [396] [397] [398] [399] [400] [401] [402] [403] [404] [405] [406] [407] [408] [409] [410] [411] [412] [413] [414] [415] [416] [417] [418] [419] [420] [421] [422] [423] [424] [425] [426] [427] [428] [429] [430] [431] [432] [433] [434] [435] [436] [437] [438] [439] [440] [441] [442] [443] [444] [445] [446] [447] [448] [449] [450] [451] [452] [453] [454] [455] [456] [457] [458] [459] [460] [461] [462] [463] [464] [465] [466] [467] [468] [469] [470] [471] [472] [473] [474] [475] [476] [477] [478] [479] [480] [481] [482] [483] [484] [485] [486] [487] [488] [489] [490] [491] [492] [493] [494] [495] [496] [497] [498] [499] [500] [501] [502] [503] [504] [505] [506] [507] [508] [509] [510] [511] [512] [513] [514] [515] [516] [517] [518] [519] [520] [521] [522] [523] [524] [525] [526] [527] [528] [529] [530] [531] [532] [533] [534] [535] [536] [537] [538] [539] [540] [541] [542] [543] [544] [545] [546] [547] [548] [549] [550] [551] [552] [553] [554] [555] [556] [557] [558] [559] [560] [561] [562] [563] [564] [565] [566] [567] [568] [569] [570] [571] [572] [573] [574] [575] [576] [577] [578] [579] [580] [581] [582] [583] [584] [585] [586] [587] [588] [589] [590] [591] [592] [593] [594] [595] [596] [597] [598] [599] [600] [601] [602] [603] [604] [605] [606] [607] [608] [609] [610] [611] [612] [613] [614] [615] [616] [617] [618] [619] [620] [621] [622] [623] [624] [625] [626] [627] [628] [629] [630] [631] [632] [633] [634] [635] [636] [637] [638] [639] [640] [641] [642] [643] [644] [645] [646] [647] [648] [649] [650] [651] [652] [653] [654] [655] [656] [657] [658] [659] [660] [661] [662] [663] [664] [665] [666] [667] [668] [669] [670] [671] [672] [673] [674] [675] [676] [677] [678] [679] [680] [681] [682] [683] [684] [685] [686] [687] [688] [689] [690] [691] [692] [693] [694] [695] [696] [697] [698] [699] [700] [701] [702] [703] [704] [705] [706] [707] [708] [709] [710] [711] [712] [713] [714] [715] [716] [717] [718] [719] [720] [721] [722] [723] [724] [725] [726] [727] [728] [729] [730] [731] [732] [733] [734] [735] [736] [737] [738] [739] [740] [741] [742] [743] [744] [745] [746] [747] [748] [749] [750] [751] [752] [753] [754] [755] [756] [757] [758] [759] [760] [761] [762] [763] [764] [765] [766] [767] [768] [769] [770] [771] [772] [773] [774] [775] [776] [777] [778] [779] [780] [781] [782] [783] [784] [785] [786] [787] [788] [789] [790] [791] [792] [793] [794] [795] [796] [797] [798] [799] [800] [801] [802] [803] [804] [805] [806] [807] [808] [809] [810] [811] [812] [813] [814] [815] [816] [817] [818] [819] [820] [821] [822] [823] [824] [825] [826] [827] [828] [829] [830] [831] [832] [833] [834] [835] [836] [837] [838] [839] [840] [841] [842] [843] [844] [845] [846] [847] [848] [849] [850] [851] [852] [853] [854] [855] [856] [857] [858] [859] [860] [861] [862] [863] [864] [865] [866] [867] [868] [869] [870] [871] [872] [873] [874] [875] [876] [877] [878] [879] [880] [881] [882] [883] [884] [885] [886] [887] [888] [889] [890] [891] [892] [893] [894] [895] [896] [897] [898] [899] [900] [901] [902] [903] [904] [905] [906] [907] [908] [909] [910] [911] [912] [913] [914] [915] [916] [917] [918] [919] [920] [921] [922] [923] [924] [925] [926] [927] [928] [929] [930] [931] [932] [933] [934] [935] [936] [937] [938] [939] [940] [941] [942] [943] [944] [945] [946] [947] [948] [949] [950] [951] [952] [953] [954] [955] [956] [957] [958] [959] [960] [961] [962] [963] [964] [965] [966] [967] [968] [969] [970] [971] [972] [973] [974] [975] [976] [977] [978] [979] [980] [981] [982] [983] [984] [985] [986] [987] [988] [989] [990] [991] [992] [993] [994] [995] [996] [997] [998] [999] [1000]

---

[1] والعلم ان تعلم العلم مكتوب فرض عين، وهو بقدر ما يحتاج اليه وفرض كفاية وهو ما زاد على ذلك ليتولى القضاء. (البحر الرائق، كتاب الحدود، ج ۵، ص ۴۴، سعيد)

[2] قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون (التحريم: ۶)

[3] قال العلامة الجصاص: روى عن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال: "لتحفنكم الزبانية" وروى عن أبي نجيح عن مجاهد: "لتحلبن" لتحلبن أيها حوار. ولا يعرض لهم فاسق. وروى محمد بن سيرين عن عبيدة: "يبدئين صلعهن" من جلابيبهن. قال: تقنع نبيذة. وأخرج نحوه عن عبيدة. (أحكام القرآن للجصاص، ج ۵، ص ۲۰۳، قديمي)

[4] عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: المرأة عورة. (ترمذي، ج ۱، ص ۲۲۹، قديمي)

[5] خرجت المشرفة للتبصال. (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني، ص ۲۶۹، قديمي)

جانے سے قرآن کو رواج کا جائے اور تبلیغی اجتماع میں بے پردہ زیب زینت کے ساتھ خوشبو لگا کر اجازت دی جائے، بلکہ دونوں جگہ سے پردہ جانے سے روکنا ضروری ہے۔

غرضیکہ ہر محل معصیت گاہ ہے، جس کو سب ہی ناجائز جانتے ہیں، وہاں کسی طرح بھی جانا کسی کے لئے بھی درست نہیں، تبلیغی اجتماع میں اگر ان کے بے پردہ جانے سے فتنہ پیدا ہو جائے، تو اور زیادہ معصیت کا مرتکب ہوگا، وہاں پردہ کے ساتھ اپنے محرم کے ساتھ جانے سے ان کی اصلاح محلہ والوں کے لئے مفید اور درست ہے، بغیر محرم کے سفر کرنا درست نہیں۔ اگر شوہر ایسا ظالم ہے جس سے خدا کا حکم نوٹتا ہو تو پھر اس کی اطاعت جائز نہیں (۱)، لیکن اگر وہ احکام شرعیہ کے مطابق حکم دے تو اطاعت لازم ہے۔ جہاد کا مفہوم بہت عام ہے، اسی لئے ہر جدوجہد کو جہاد کہا جاتا ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے بہت سے شراح حدیث نے جہاد کی بہت سی قسمیں لکھی ہیں (۲)۔

قلم کے ذریعہ دین کے احکام لکھنا بھی جہاد ہے، دینی کتابیں پڑھنا بھی جہاد ہے، مدارس و مکاتب قائم کرنا بھی جہاد ہے، تبلیغ کے لئے جانا بھی جہاد ہے، وعظ و نصیحت کرنا بھی جہاد ہے، اس پر بعض اعتراض

---

(۱) "عن علي رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: لا طاعة في معصية الله، إنما الطاعة في المعروف" (صحيح مسلم، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية: ۲/۱۲۵، قديمي)

"سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: لا طاعة لأحد في معصية الله تبارك وتعالى". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، بقية حديث الحكم بن عمرو الغفاري، رقم الحديث ۱۶۰۴۱: ۵/۷۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "والجهاد بكسر الجيم أصله لغة "المشقة" وشرعاً بذل قوة في قتال الكفار. ويطلق أيضا على مجاهدة النفس والشيطان والفساق، فأما مجاهدة النفس فعلى تعلم أمور الدين، ثم على العمل بها، ثم على تعليمها، وأما مجاهدة الشيطان فعلى دفع ما يأتي به من الشبهات وما يزينه من الشهوات، وأما مجاهدة الكفار فتقع باليد والمال واللسان والقلب، وأما مجاهدة الفساق فباليد ثم اللسان ثم القلب" (فتح الباري، كتاب الجهاد والسير: ۶/۳، قديمي)

(و كذا في بذل المجهود، كتاب الجهاد: ۱۲/۴، إمداديه)

(و كذا في زاد المعاد، فصل في مراتب الجهاد، ص ۴۰۳، دار الفكر)

رکتے ہیں [۱] یا [۲] اب ان سے متعلق ابن عمر کی حدیث کا جواب امام طحاوی رحمہ اللہ نے دیا ہے [۳]

[illegible] یہاں بیان کیا جا چکا ہے کہ حیض والی عورت کے لئے طواف وداع معاف ہے۔ اس میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ حیض والی عورت کے لئے طواف وداع کی معافی کی وجہ یہ ہے کہ اس کے رکنے سے مسجد میں گندگی پھیلنے کا خطرہ ہے۔ اور یہ وجہ نفاس والی عورت میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس لئے نفاس والی عورت کے لئے بھی طواف وداع معاف ہونا چاہئے۔ اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام میں [۴] اور امام حدیث ابوداؤد نے [۵] اس کو اپنا مذہب قرار دیا ہے [۶]

اس سے معلوم ہوا کہ جماعۃ المسلمین کے لئے ایک عام مصلحت کے پیش نظر کسی خاص شخص کے لئے کوئی حکم معاف کر دینا یا کوئی حکم بدل دینا جائز ہے۔ دوسری طرف زمانہ کے بدلنے سے بعض احکام کا بدل جانا بھی اس سے ثابت ہوا۔ اس تحقیق کی روشنی میں آپ کے بہت سے ان سوالات کا جواب آ گیا ہے جو اس آرٹیکل کے شروع میں مذکور ہوئے۔ (محمد عبدالمعید خان عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹۷۹ء)

عورتوں کے لئے تبلیغی سفر

سوال [۱۰۱۰] [illegible] مقصد سے خود اپنے محرم کے ساتھ تبلیغ کرنے کی غرض سے [illegible] کرتی ہیں تو کیا یہ عام اور خاص محرموں کا ساتھ ہونا ضروری ہے؟ بعض جگہ پر دیکھا جاتا ہے:

۱۔ اور خاص تبلیغ کرنے کی نیت ہوں؟

۲۔ اور جو تبلیغ کرنے کا حق نہیں ہے تو چار مسئلہ بتا دینے کے مسائل اس طرح نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ شرعاً اس کی اجازت نہیں کہ وہ بغیر محرم کے سفر کرے خواہ کسی مقصد سے ہو [۳]۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب المشی إلی الجمعۃ، ۱: ۱۲۲، قدیمی۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ، ۱: ۳۹۲، قدیمی۔

(۳) فی الہندیۃ: لا یحل لہا ان تحج بغیر محرم او زوج والمحرم ان کان بینہا وبین مکۃ ثلاثۃ ایام فصاعداً بخلاف ما اذا کان بینہا وبین مکۃ اقل من ثلاثۃ ایام [illegible] یحل لہا الخروج معہ فی ظاہر الروایۃ کذا فی المحیط [illegible] ۱: ۲۳۰، رشیدیہ۔

۲ عورتیں بھی عورتوں کو وعظ شرعیہ میں رہتے ہوئے تبلیغ کر سکتی ہیں۔ ہمکہ کرنی چاہیے، کسی مکان میں جمع ہو جائیں، کوئی عورت ان کو کتاب پڑھ کر سنا دیا کرے، کلمہ نماز درست کرا دے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بتائے ہوئے حقانہ اخلاق و اعمال سکھا دیا کرے۔

۳ اس کا جواب اسی سے ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ۔

عورت کا مخلوط مجمع میں وعظ کہنے کا حکم

سوال [۱۰۱۰] عرض کرنا ہے ہمارے محلہ میں ہزار دو ہزار آدمی ہیں، ۱۲ ربیع الثانی کو یہاں زنانہ اجتماع میں ایک خاتون صاحبہ بیان کریں گی، باضابطہ وہ اسپیکر کے ساتھ جس میں عورتوں اور مردوں کا انتظام رہتا ہے، کیا پیش ہے کہ ایک عورت اپنے مخلوط مردوں کو سنا سکتی ہے؟ اس کا جواب آیات قرآن و حدیث کی روشنی میں دیجئے اور خاتون صاحبہ کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنا وعظ مردوں کو برابر سنا سکتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

عورت کا تبلیغی اجتماع میں اسپیکر پر تقریر و وعظ کرنا، جس سے نامحرم مردوں تک آواز جائے، ممنوع ہے، لہٰذا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس کو چاہیے کہ وہ اس کے لئے تبلیغی جماعت کے مرکز نظام الدین دہلی سے دریافت

= وشمال في الفتح: كذا في الصحيحين. "لا تسافر امرأة ثلاثا إلا ومعها ذو محرم" وفي لفظ لهما "فوق ثلاث" وفي لفظ للبخاري "ثلاثة أيام" (فتح القدير، كتاب الحج، ۲/۳۰۲، مكتبه نوري رضويه، سكهر)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، ۲/۳۵۱، (رشيديه)

وكذا في رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحج، ۲/۴۶۰، ۴۶۵، سعيد)

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى "(و) العورة (الحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين) وصوتها على الراجح"

"قال عليه السلام "تسمع موحل و تصفق للنساء" فلا يحسن أن يسمعها الرجل، وفي الكافي ولا تسمي جهرا لأن صوتها عورة" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، قبيل مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ۲/۴۰۶، سعيد)

"قال العلامة الحصكفي بحث قوله تعالى "ولا يضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن"

[illegible] ان کی اجازت نہیں ہے واللہ اعلم۔

الدر المختار و قول: وإذا اختلفوا، ج: ۲، ص: ۴۳، ۴۴۔

عورتوں کا تسبیحی جماعت بنا کر نکلنا

سوال[۱۰۱۱]: آج کل عورتوں میں عورتوں کی جماعتیں بنا کر تبلیغ کے لئے نکلنے کا رواج ہو گیا ہے، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ بعض عورتوں نے اس کو اختیار کر لیا ہے اور اس کی وجہ سے ان کی معاشرت پر بھی اثر پڑ رہا ہے، کیا عورتوں کو اس طرح جماعت بنا کر نکلنا جائز ہے؟ اور کیا عورتوں کے لئے کوئی امیر مقرر کرنا ضروری ہے؟ اور کیا عورتوں کے لئے کوئی محرم ساتھ ہونا ضروری ہے؟ اور کیا عورتوں کے لئے کوئی مدت مقرر کرن

ابو جہم کی مظلوم بچوں کی ماں پر کوئی تہمت نہیں لگائی، بلکہ ان کی عدم مناسبت کی وجہ سے ان کو طلاق دینے کا مشورہ دیا، اور ایسا مشورہ دینا جائز ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضرت! ابو جہم اور معاویہ نے میرے پاس نکاح کا پیغام بھیجا ہے، کیا میں ان سے نکاح کر لوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں، وہ ان میں سے کسی کو نہیں چاہتیں، تم اسامہ سے نکاح کر لو، اس میں تمہارے لئے بہتری ہے۔ (۱)

لہٰذا اگر کسی عورت کے کسی موقع پر عورتیں جمع ہوئیں اور بعض عورتوں نے وہیں ہم کو ان دونوں کے نکاح کی تبلیغ کی (۲) اس طرح سے کسی کو کوئی اطلاع عورتوں کو ہوئی ہے، یہ سب باتیں طلاق کا سبب نہیں بن سکتیں، ہاں اگر شوہر نے کسی سے یہ کہا ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، اور پھر تین عورتوں کے سامنے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، تو اب یہ طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر شوہر نے طلاق دینے کی بات نہیں کہی، بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اس کو محض لغو بات کہا جائے گا، اور اصول پر قائم رہیں، تم کل کو پھر میں ہم دونوں کی طرح ہو جائیں گے۔

واللہ اعلم۔ حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ۔ ۱۵ رجب ۱۴۰۰ھ

---

(۱) أخرجه مسلم في صحيحه عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قالت: لما انقضت عدتي خطبني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت: أمري بيدك، فزوجني ممن شئت، فقال: إن أسامة بن زيد كان لها حجابا من النار، فتزوجت أسامة. (صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها إلا إذا كان لها حمل فالنفقة له، ١: ٤٨٦، قديمي)

(۲) وكذلك ما في صحيح البخاري عن عائشة رضي الله تعالى عنها: والله ما علمت على ظهر الأرض من أهل بيت من المهاجرين أصيب في الجاهلية بالبنات أكثر من أهل بيت أبي بكر. (صحيح البخاري، كتاب الحيض، باب إقبال المحيض وإدباره، ١: ٤٦، قديمي)

(۳) [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کے بھی تو [illegible] میں [illegible] کی تحریر پائی جاتی ہے، اصل تو یہ ہے کہ ماں باپ دونوں کا نام ہونا چاہئے، بچوں کو [illegible] میں [illegible] کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، اگر ان [illegible] ماں باپ دونوں کا نام ہو جائے تو پھر مشکلات پیش نہ آئیں، واللہ اعلم قال علم۔

ما ذکرہ محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: زین العابدین عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند۔

مستورات کا اجتماع

سوال [۶۰۱۰]: آج کل مستورات کے بڑے بڑے جلسے ہوتے ہیں، عورتیں بھی بڑی تعداد میں جمع ہوتی ہیں، ایک عورت آتا ہے جو کسی بے دین تنظیم سے متعلق ہے، وہ عورتوں کو بتاتا ہے کہ ہماری تنظیم میں عورتوں کو بھی [illegible] کے برابر حقوق دیئے جاتے ہیں، ان میں کون سی چیز اسلام کے خلاف ہے، ایسے اجتماعات کیسے ہیں؟ کیا مستورات کے ایسے جلسے ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] عورتوں سے [illegible] ہے [illegible] کے ذریعہ [illegible] ہو سکتا ہے، [illegible] اپنے [illegible] وغیرہ وغیرہ کو [illegible] کے ذریعہ [illegible] سے [illegible] کے [illegible] پر [illegible] عورتوں نے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

شرح سے تدریس اور تشفی سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین، ۸/ ۸۸ھ۔

کیا مرکز تبلیغ آمدنی کا ذریعہ ہے؟

سوال[۱۰۱۰۰]: وہی نظام الدین والیاس جو تبلیغی مرکز ہے، وہاں پر زائد کمیٹی والے جو کھانا کھاتے ہیں، اس کے لئے پیسہ دیتے ہیں یا کھوکھلی لوگ اس کام کو چلاتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چندہ لانے کا کام ہم نہیں، اگر اس کی تحقیق مطلوب ہو تو ان سے ہی تحقیق کی جائے۔ ہمیں کوئی تحقیق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ایک واقعہ کی تحقیق

سوال[۱۰۱۰۱]: سائل کا بیان ہے کہ ایک مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بیان کیا کہ ایک عرب یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اشاعت اسلام کے لئے ملک چین گئے وہاں تجارت شروع کی اور اس طرح سے غلہ کے ذخیرہ کرنے کے بعد غلہ وہاں کی قیمت سے کم قیمت پر بیچنا شروع کیا، اللہ تعالیٰ کا شکر کہ اس میں برکت ہوئی، تو اس کے دانے گھٹتے نہیں کرتا ہے اور ہم تو تیری مخلوق پر صرف کر رہے ہیں، کیا تو ہمارے دانوں کو بڑھا نہیں دے گا، اس دعا کے بعد یہ لوگ اپنا غلہ کم قیمت پر دوکانوں کو دیتے رہے، جو غلہ ان لوگوں کے پاس تھا اس میں اللہ پاک نے اتنی برکت دی کہ پھر وہ ختم نہ ہوا اور یہ اپنی تجارت میں ۲۰۰ سو گنا تک نفع پر پہنچ آئے اور پھر وہاں ان کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہوئی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ کن سے مخاطب تھے، ان کے نام کیا تھے، ان کا یہ واقعہ کس کتاب میں ہے؟

= على حدة في الصوم، ۲۲، دار السلام)

و صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، باب الفضل من يموت له ولد فيحتسبه، ص ۱۱۹، دار السلام)

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان مقررِ تبلیغ سے جب سے دریافت کرلیں، تو پھر کتاب میں تلاش کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

عزیز احمد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: احمد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۱۳۸۹ھ۔

بریلوی مکتب فکر کی طرف سے اکابر علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات

سوال[۴۱۱۱]: حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم!

گزارش یہ ہے کہ بریلی کے تبلیغی جماعت اور اکابر علماء دیوبند پر کچھ اعتراضات اور اس سلسلہ میں سوالات آئے ہوئے ہیں، جن کا ترجمہ اردو میں پیش خدمت ہے۔ برادرم مولانا ارشاد احمد صاحب کے ذریعہ دارالعلوم سے ان کے جوابات مطلوب ہیں۔ وھو ھذا:

"۱ قولہ تعالیٰ: جزاہما کما معذبین حتی بعث رسولاً (۱) فنظر في هذه الآية الشريفة: إن مات كفار العصر الأول حتى كذهم هل يعذبون أو لا؟ فإن قيل: إنهم غير معذبين بعد التبليغ إذ ليس كل يكون المعذبين عقاباً لهم من فحسب، ويكون مجانباً للحديث الشريف (أي كثرة أهل الجنة وقلة أهل جهنم) وإن قيل: هم معذبون، فقد وجدوا مخالفاً لنظر إلى الآية السابقة فيكون هذا التبليغ تحصيل الحاصل وهو محال. وإن قيل: ليس المقصود من هذا التبليغ دعوة الكفار إلى الإسلام بل المقصود تقريب المسلمين الذين يعيشون بعيداً عن الإسلام ويعرضون عن وجه الله الكفار إلى الجنة الحسنة حتى يعبدوا الله مع قطع النظر عن

(۱) (بني إسرائيل: ۱۵)

لا حد لاکثرہ بشیء وقد قال احمد لا بأس أن یسافر فی طلب العلم الی الصین وقال علیہ الصلاۃ والسلام من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ او کما قال وفی الحدیث الآخر اطلبوا العلم ولو بالصین وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲ قد تواتر عن بعض اکابر الامۃ ان یرد الشیخ ویرد الحدیث اذا خالف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ... ما ذکرہ الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فی ... (۱) والمحدثون ... الأخبار (۲) وکیف یعمل بمسئلۃ قد ... العمل بہ ... فی ... من ... (۳) ... قد ... الاحادیث ... قد ... الحدیث ... الطالب ... والعامی ... ان ... ولم ... ولم ... ولم

خرجوں فی سبیل اللہ بعد دعوۃ ولی میت؟"

مروجہ بدعتیہ مع انہیہ مخصوص مثل عدد الأفعال والأسنۃ

۴ - اما ما ذکرہ فی السؤال من الشائع فی زماننا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بحقیقتہ والظاہر انہ قد یکون بعضہ أزید وبعضہ أکثر لاختلاف الأشخاص والأحوال وہذہ شنشنۃ أعرفہا من الأسلاف والخلف یدل علی حقیقۃ الحال ما یعرفہ کل عاقل بلا خلاف فإن الجمعۃ تقدم یومہا أکثر الأحیان أو لأمر مہم أکثر المسلمین لتساہل العوام من الحمل وسائر المتخلفین فی عذاب أنہم کثیر ازدیاد الأعداد لا یخفی ثم کان الجمعۃ ولا یستقیم علی الدوام والتقدم والجمعۃ والمسلمون فی تدہورہم ہذہ خلاف عادۃ الإسلام والأمر واضح فإن قیل أنہم یحسبون بالحکمۃ ولیس وظیفۃ الجمیع کما علی القرآن والمحدثین الأعظم کثیرا ویحضرون عامۃ کثیر الفائدۃ فعلی ہذا القول یسقط أبی دعوۃ المرسلین والأنبیاء علیہم الصلاۃ والسلام۔

۵ - الاقتصار علی الأعمال الخمسۃ وعدد الحروف عصمہا ولیس من وحشۃ اللہ لیدرک ابن عباس کما ذکرنا کما جاء فی الحدیث وعدد الجمعۃ فلیتأمل الأمر فی عذاب اللہ إلی من خرج معہم أو علی یوم أنہ لم یعد أشہر ویقدرون لہما فرسخ وجئت فی الآخرۃ وقد سمعت أغلبی ہذا القول کثیرا ومرارا منہم۔

۶ - ثبت عن ابن ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیہ وسلم "اللہم اجعلنی من المرحومین"۔

---

(۱) (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنہا وأنہا فرض کفایۃ ۱: ۲۳۲، قدیمی)

(وسنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ ۱: ۹۱، رحیمیہ)

أن الذين أخرجوا من الجمعة والجماعة كانوا موجودين في عهد الرسالة كما هو معلوم، وأن النبي الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم والصحابة الكرام رضي الله تعالى عنهم لم يذهبوا إلى ديارهم للدعوة إلى الجمعة والجماعة، واكتفوا بالدعوة العامة، فأي شيء يمنع من اتباع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والصحابة رضي الله تعالى عنه في الاكتفاء بالدعوة العامة؟

٧ - من بين الأنبياء والمرسلين والأصحاب والأتباع في الأصول والأحكام يقول أولئك الجماعة: أيجوز الانضمام في جماعتنا لكل من تلك المذاهب أم المذاهب الأربعة المعتبرة التي ليس لهم اختلاف في الأصول، وإذا كان أسلافهم على الصواب فما الداعي لهم يتحفون في حقهم من لا يعتبر بالسلف الصالحين ومن لا يؤمن بالقدر.

٨ - في هذه الجماعة يخرج قدر وقت لهم الفرائض كثيراً وعديمها قضاء هذا لأربعة أشهر وأربعين يوماً، ومع ذلك لا يأمرهم أمراء هذه الجماعة بقضاء الفرائض، ولا يرى كونهم يقضونها، ولا يأمرونهم بتأخير الزراعات كمهنة العيال والأهل، ولا يعلمهم بهم عموم الواجبة، ولا يرى كونهم معلمها، بل يشوقهم في تعليم فضائل الأعمال ويحضهم إلى الأعمال المسنونة فما حكم هذه الأفعال في الشرع.

٩ - بماذا ترى أوقاتك في مشية الله تعالى وقدره؟

١٠ - هذا الذي سمعه مولانا إلياس رحمه الله تعالى مع التنبيه الخطيرة أهم خير من جميع العلماء الذين مضوا قبله؟ هذه بدعة حسنة أو سيئة أو واجبة؟

= ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب وجوب الجمعة، الفصل الثالث ١٢٠/١ ، المقدمي.

۱۱ لا یکفر أصحاب التسبیح فی ذلک لأنہ لیس بخروج عنہم من الأنبیاء بل کذا، أي من جمیع ھؤلاء عن أمر الناس بالزکاۃ؟

۱۲ یقسم الصحابہ حسب مصطلحہم علیہم إن ھذہ الجماعۃ من مستحسن ترکہا وھو قسم من المباحۃ الذي ذکرت في الحدیث وھم قسم في سبیل اللہ وھم یأخذون الرواتب وکونہ من الأنبیاء لا أثر لہ في ھذہ الدعوی أفادہ صحیحۃ أم لا؟

۱۳ أمر الجماعۃ بمنعون من بخروج معہم في الجماعۃ إن ثبت کما ھو عنہ یذکر، ولو کان ھو صدقت فصحیح فما في أن ھذہ الشرائط ۱۲ فطلب الأجرۃ تحقیقاً لا یزال ناقلاً کون الأئمۃ المتقدمین وصنیعتہ من الأدلۃ والأحادیث علیہ؟

مولانا اسماعیل شہید علیہ الرحمہ کے متعلق

۱ اس پر تسلیم نہیں کروں گا کہ خدائے تعالیٰ کو جھوٹ بولنا محال ہے۔ (ایک روزہ ص: ۱۲۵)۔

۲ ایسا کہنا بدعت ہے کہ خدا تو مکان و جہات سے پرہیز ہے اور مومن لوگ خدا کو بہشت میں بر مکان و جہات دیکھیں گے۔ (ارشاد الحق ص: ۳۵)

۳۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یاد دلانا کہ اوہ کا تمہارے خیال آنا محض وہم و وسوسہ ہے اگرچہ اپنی بیوی یا دوسری عورت کے ساتھ جماع کرنے کا خیال آنا اس سے کچھ درجہ کم ہے۔

۴۔ خدا تعالیٰ کا غیب کا علم صرف مشیت کے وقت ہوتا ہے۔ یعنی جب ارادہ کرتا ہے تب ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص: ۱۹)۔

۵۔ خدا کا عقل و دانست نہ کرسکنے کی وجہ سے عرش میں چار چار انگشت ہوتی ہے۔ (ص: ۲۰)

۶۔ انبیاء کے معجزات سے جادو اور ساحروں کے اعمال غریب کا درجہ ہے۔ (ص: ۲۴)

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس خیال سے "یا محمد" پکارنا شرک ہے کہ وہ ہماری دعا سنیں گے۔

ہیں۔

۸۔ جو کسی انبیاء یا اولیاء کو وسیلہ پکارتا ہے وہ شرک ہے۔ جو ان کی تعظیم کرے، وہاں بھجوا دے، یا ان کو پانی پلائے وہ بھی مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)۔

رشید احمد گنگوہی:

۱۔ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سب فتووں کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۱۴ میں جواز توسل بالنبی و الولی کی روشنی میں اسمٰعیل دہلوی کو وہابی اہل سنت قرار دیا ہے اور تقویۃ الایمان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ بہت عمدہ کتاب ہے، شرک و بدعت کو سب کھول کر بتلا دیا ہے۔ الجواب کتاب ہے، اس کا استدلال قرآن احادیث سے ہے۔ لہٰذا اس والے پاس رکھنا، پڑھنا، اس پر عمل کرنا عین الاسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۱)۔

۲۔ خدا کے ولی کو محبوب بنوانا جائز ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۴۔

۳۔ انبیاء و اولیاء سے جو غیر معمولی کام ہوتا ہے اس کو لوگ حیرت سے دیکھتے ہیں لیکن ساحر اور جادوگروں سے اس سے بھی زیادہ عجیب کام دیکھ سکتے ہیں۔ (رشیدیہ ص ۲۲)۔

۴۔ محمد بن عبدالوہاب کے معتقد یوں کہتے ہیں وہ پانچ آدمی تھے ان کا عقیدہ اچھا تھا، وہ قریب سنت تھے، بدعات کو مٹانے والے تھے، ان کے معتقدین بھی اچھے لوگ تھے۔ (ص ۲۳۵)۔

۵۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا اور نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم غیب کا دعویٰ کیا، نبی کے علم غیب نہ ہونے پر استدلال کرنے والی احادیث آیات سے زیادہ وارد ہیں اور رسول خدا کی طرف علم غیب کی نسبت کرنا کفر ہے۔ (رشیدیہ ص ۹۶)۔

۶۔ علم غیب خدا کی خصوصیت ہے، اسے کسی ولی کی طرف منسوب کرنا، توہم الکفر سے خالی نہیں ہے، کوئی تاویل کے ساتھ ہو۔ (رشیدیہ ص ۱۳)۔

۷۔ انبیاء اللہ کو اس عقیدہ سے خیال رکھنا واجب الکفر ہے کہ وہ یہ خیال رکھتے ہیں واقف ہیں۔ (رشیدیہ ص ۴۹)۔

۸- [illegible] کہنا اور والشکر کہنے والوں کی تائید ہے تو (رشید یہ ص ۵۶)۔

۹- اس نیاز سے نبی کو اور سے پڑھنا کہ وہ سن لیتا ہے کفر ہے۔ (ص ۹۲)۔

۱۰- [illegible] (ص ۹۳)۔

ان بیت کو اور سے اس طرح سے پڑھنا شرک ہے کہ وہ سن لیتے ہیں۔ (ص ۹۸)۔

۱۱- "جو معاملین" یہ صاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح ہے کہ (ص ۹۹)۔

۱۲- [illegible] (ص ۹۱)۔

۱۳- [illegible] (ص ۱۰۳) اگرچہ شرح کے خلاف نہ ہو (ص ۱۰۵)

۱۴- [illegible] (تذکرہ رشید ص ۷)۔

خلیل احمد انبیٹھوی

۱- خدا کی طرف جہت کا جائز ہونے کے بارے میں جو کچھ ہے وہ اول تو ہوائی نہیں کیونکہ قرآن اس کے قائل ہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۲)۔

۲- کذب، ظلم، خیانت، خباثت اور ظلمت سب صفات خدا کے لئے ثابت ہیں محال نہیں جانا جاتا ہے۔ (تذکرہ خلیل ص ۹۲)۔

۳- شیطان اور ملک الموت کا علم جتنا وسیع ہے اتنا علم نبی و ولی کا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ علم کی طرف منسوب کرنا یا اعتقاد کرنا شرک ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵)۔

۴- مولود رسول اور بندہ و غلام کی مولود میں دونوں جہتیں ہیں جدا جدا سے ہر ایک ہیں کیونکہ وہ الگ الگ سے ایک صحیح کرتے ہیں۔ جیسے مہمان جب چاہتے ہیں کرتے ہیں، ہیں کہا جاتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۱۹۸)۔

اشرف علی تھانوی

۱- [illegible] اگر خدا نے بعض صدقہ بنایا ہے اس سے کوئی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ علم غیب

بیٹے رسول کہتے ہیں، تو بچہ اور بچی کامل، بلوغ تو بارہ برس کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ (حفظ الایمان، ص ۷-۸)۔

۲- کسی کے یہاں حاجت و قضاء، یوم انتقال و یوم الختوم منانا، فاتحہ کرنا، نذر کرتے ہوئے پیسے متعین کرنا، کسی دن کو منحوس خیال کرنا، بزرگوں کے نام کا روٹی کرنا، یہ سب بدعت ہے اور شرک بھی ہے۔ (بہشتی زیور)

تبلیغی جماعت کے بارے میں

۱- مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد رشید احمد گنگوہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ اس زمانہ کے بڑے بڑے ولی تھے اور قطب تھے اور ان سے بڑھ کر کوئی ولی ظاہر نہیں ہوا لیکن ان کے تعین و معتقد ہونے کا کافی ہے۔ (ملفوظات، ص ۱۲۳)۔

۲- اس میں شبہ نہیں کہ مقصد اصلی تبلیغ کا یہی ہے جو حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے، لیکن اس کے لئے جو طریقہ بیان فرمایا ہے وہ صحیح نہیں، اگر یہ طریقہ ہی ہے تو چھ ماہ لگانا ہے لیکن اس کے پورا کرنے کا پتہ نہیں کیونکہ یہاں شرک بھی ہے۔ (کفریات الیاس، ص ۱۵۰)۔

۳- اور بھی کچھ فرمایا، "اسے دنیا میں آنے کا مقصد عبادت سمجھ کر کرتے رہو، عبادت کے دو رکن ہیں ایک ذکر اور دوسرا فکر، یہ ایسا ہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش سب ہوئی تو ان کے ساتھ یہ برکات بھی تو ہوئی لیکن اصل اس سے بعد کی شروع ہوا، اسی طرح مجھے بھی سمجھو، میں تم سے کہتا ہوں کہ میرا وہ حقیقی کام ہے وہ اب تک شروع بھی نہیں ہوا اور جس دن تمہارا یہ حقیقی کام شروع ہونے کا وقت آئے گا اس سے سات سو صدی پہلے پہلے مسلمان تھے، وہ زمانہ آنے والا ہے"۔ (ملفوظات، ص ۳۴)۔

۴- مجھے زیادہ میں جس بات سے نصیحت حاصل ہوتی ہے اس وجہ سے مجھے زیادہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، خواب میں کہتے ہیں، ہم میں تمہیں الہام کر دیا ہوں، اس وجہ سے مجھے اچھی نیند آتی ہے اور خواب میں مجھے خوشخبری دی گئی کہ تمہیں عبرت کا کام اور باعث نصیحت تم کو اور تم انبیاء جیسے ہو اور لوگوں کے لئے تم کو بھیجا ہے۔ (ملفوظات، ص ۴۰)۔

شیخ الہند محمود الحسن کے بارے میں

۱- یہ بالکل غلط ہے کہ کوئی دنیا یا خدا کے لئے یا فیشن میں پڑا رہے۔ (جہاد اکبر، ص ۳)۔

۲-اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان قرآن شریف کے بعد سب سے اہم کتاب ہے، کیونکہ کتاب اللہ سے چند لوگ ہدایت پاتے ہیں اور چند لوگ ضلالت، یہ بھی حال تقویۃ الایمان کا بھی ہے، کیونکہ جس کے دل میں پہلے سے ہدایت ہے وہ فائدہ حاصل کرتے ہیں اور جس کے دل میں نفاق اور تعصب ہے وہ اس سے ضلالت حاصل کریں گے۔ (کلید مقبل ص ۵)۔

حضرت نانوتوی کے بارے میں

۱-اگر نبی کوئی خصوصیت ہے تو وہ صرف علم کے بارے میں ہے اور عمل میں سب امت برابر ہیں اور کبھی سے غلطی بھی آجاتے ہیں۔ (تحذیر الناس ص ۵)۔

۲-لفظ خاتم النبیین کو آخر نبی کے معنی جو خواجاؤں کا خیال ہے، کیونکہ قبلیت زمان یا بعدیت زمان سے کوئی خصوصیت نہیں ہے، اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی آئے تو خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہوگا۔ (تحذیر الناس ص ۲-۳-۱۲-۲)۔

مولانا حسین احمد کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ہر قول و فعل کو مولوی کے قول سے جو تولتے ہیں، اس کو قرآن و حدیث یا عمل صحابہ یا تابعین کے عمل سے بھی دلیل نہیں لیتے، بلکہ یہ عادت ہندوؤں کے پاس سے مسلمانوں نے لیا، عجب و غریب عادت ہے۔ (اجوبہ)

الجواب حامداً ومصلیاً:

سوال نامہ میں عربی اردو و فارسی کی ملی جلی صورت اختیار کی ہے، اسی لئے جواب بھی اسی طرح موجود ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض تینوں زبانوں پر قدرت رکھتے ہیں، اور دونوں کو سمجھتے ہیں۔ نیز جس کتاب پر اعتراضات ہیں وہ اردو میں ہیں، اس لئے مناسب یہی معلوم ہوا کہ جوابات اردو میں تحریر کئے جائیں۔

فانوا ہو بالله التوفیق وهو حسبی ونعم الوکیل

۱ تبلیغی جماعت جس کا مرکز نظام الدین دہلی میں ہے، اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میوات کا بہت بڑا علاقہ دینی اعتبار سے نہایت ناخواندہ علاقہ تھا، جرائم چوری، ڈاکہ، زنا، قتل وغیرہ میں بہ کثرت غرب کے

مشابہ تھا، نہ تو بھی اسلامی نہیں تھے، لباس اور وضع قطع بھی اسلامی نہیں تھی، سروں پر چوٹی موجود تھی، کھدیاں میں بہت رکھے ہوئے تھے، عجم اور اخلاق سے بالکل بیگانہ تھے، اس حالت کو دیکھ کر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ بہت ہی قلق محسوس کیا، حضرت اقدس مولانا اسمٰعیل احمد صاحب ذرانہ مرقدہ سے رشد و ہدایت سے وہاں کام شروع کیا، سب سے پہلے بنیادی چیز کلمہ طیبہ ان کو سکھایا، الفاظ صحیح کروائے، تجربہ بتایا، تقریر کی، اس کا مطلب سمجھایا، پھر نماز کی فرضیت بتائی، اس کا طریقہ سکھایا، پابندی کی تاکید کی، اہم سیکھنے کی ترغیب دی، اگر اتنی کی تلقین کی، ہر مسلمان کے اکرام و اعزاز کی اہمیت بتائی، ہر کام میں اخلاص کا طریقہ سمجھایا، لایعنی بیکار باتوں سے پرہیز کا حکم دیا، دین کی ان اہم باتوں کو سیکھنے کے لئے گھروں سے نکلنے کی ترغیب دی۔

شروع شروع میں سخت دشواریاں پیش آئیں، لیکن حق تعالیٰ کی نصرت شامل حال رہی، اس کا مالک ان لوگوں کی سمجھ میں آیا اور وہ جان گئے، خالق و مالک اللہ ہے، جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، ظاہری اسباب معمولی حیثیت رکھتے ہیں، بغیر خدا کے چاہے ان میں تاثیر نہیں، ہر شئی پر تاثیر میں خدا کے پاک کی جھلک ہے اور خدا کے پاک کسی شئی کی محتاج نہیں، لہٰذا خدا کے پاک سے تعلق کے بغیر کچھ بھی اس کو پہچانے اور اس کے حکموں پر عمل کئے بغیر زندگی بیکار ہے، ایمان جانے ہے، اس کے عذاب کو لانے والی ہے، یہ باتیں ذہنوں میں جب آئیں تو دین سیکھنے اور مذکورہ باتوں کو حاصل کرنے کے لئے جماعت بنا کر نکلنے کا رواج ہوا اور ہر شخص اپنا خرچ اپنے ساتھ لے کر اپنے مشاغل سے نکل کر باہر جانے جماعت کا ایک امیر مقرر کر دیا جاتا ہے۔

پھر پھر جماعتیں نکلنی شروع ہوئیں، کسی کے پاس تھوڑے دن رہتے ہیں اور کسی کے پاس سو گھنٹے روکی ہے، کسی کے پاس آتا ہے، غیر وہ غیر، دس آدمیوں کا ایک امیر ہے، جو ہر پارہ دم پڑھا ہو، ہے وہ ہر ایک وظیفہ سکھاتا ہے، دعا سکھاتا ہے، الحمد پڑھاتا ہے اور قل ہو اللہ احد یاد کرواتا ہے اور التحیات درود شریف یاد کرواتا ہے، پانچ وقت کی نماز کے ساتھ اشراق، تہجد وغیرہ بھی پڑھواتا ہے، ہر ایک کو دوسرے کی عزت، خدمت کی تاکید کرتا ہے، یہ چیزیں تو اس جماعت کی آپس کا مشغلہ ہے، پھر جس بستی میں یہ لوگ جاتے ہیں، وہاں مسجد میں قیام کرتے ہیں، اعتکاف کی نیت کرتے ہیں، اپنا مشغلہ جاری رکھتے ہیں، اہل بستی کے پاس جا کر ان کو خوشامد کر کے مسجد میں لاتے ہیں، نماز کی اہمیت بتاتے ہیں، اپنا سبق ان کو سناتے ہیں، وہ ان سے دعا درود کی درخواست کرتے ہیں، آپ بھی ہمارے ساتھ ہو جائیں، ان میں سے حسب توفیق کچھ لوگ وقت نکال کر ساتھ جاتے ہیں،

www.ahlehaq.org

جو تین کی مذکورہ باتیں یہ لوگ جانتے ہیں، وہ اس جماعت کو سکھاتے ہیں اور جو نہیں جانتے ہیں، وہ سیکھتے ہیں، غرض مثلاً: ایک چلہ گزار کر یہ جماعت واپس آتی ہے، تو دین کی مذکورہ بہت سی باتیں سیکھ کر آتی، اس مدت میں شراب، زنا، چوری، ڈاکہ، گالی وغیرہ رذائل سے محفوظ رہی، اپنے مقام پر پہنچ کر بھی، اس مشغلے کو حسب حیثیت باقی رکھا، جس قدر ان کی اصلاح ہوئی، ان کو خود بھی اس کی قدر ہوئی اور دوسروں کو بھی، احساس ہوا کہ فلاں شخص کس قدر جرائم کا مرتکب تھا، اہل بستی اس سے خائف تھے، لیکن ایک چلہ جماعت کے ساتھ گزارنے کے بعد آیا، تو دیکھا کہ اب سب کی عزت کرتا ہے، خدمت کرتا ہے، راحت پہونچاتا ہے، دین کی ترغیب دیتا ہے، چوری، ڈاکہ چھوڑ چکا ہے، زکوٰۃ، صدقہ دینے کی نیت کر چکا ہے اور کچھ شروع بھی کر دیا ہے۔

لہٰذا کچھ عرصہ کے بعد پھر یہ جماعت اور دوسرے لوگوں کی نکلی، غرض اسی طرح تمام علاقہ میوات میں دین سیکھنے کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور ان کی محنت سے دوسرے علاقے کے لوگ بھی متاثر ہوئے اور خدائے پاک کے فضل سے انہی دینی جد وجہد کی بدولت جگہ جگہ ایسے مدارس بھی قائم ہو گئے جن میں حدیث وتفسیر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، بے شمار لوگ حافظ، عالم بھی ہو گئے، تاجروں، ملازموں، عہدہ داروں، کاشتکاروں، مزدوروں غرض ہر طبقہ کے بے شمار لوگ اس محنت میں لگے ہوئے ہیں، یہ جماعتیں اپنی غربت وافلاس کی وجہ سے پیدل بھی طویل طویل سفر کرتی ہیں اور باحیثیت لوگ بس، ریل، ہوائی جہاز سے بھی سفر کرتے ہیں، بندرگاہوں پر اور جہازوں میں بھی کام کرتے ہیں، جدہ، مکہ مکرمہ، عرفات، مزدلفہ، مدینہ منورہ میں بھی کام کرتے ہیں۔ جس کی برکت سے بہت لوگوں کا حج صحیح طریقہ پر ادا ہوتا ہے، حرم شریف اور احرام کے حقوق بھی بجالاتے ہیں، زندگی کے ہر شعبے میں اس کی برکات نمایاں ہیں، اس جماعت کے اصول کو اختیار کرنے سے تمام دین کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔

اب یہ ہے کہ ہر چھوٹا اپنے بڑے سے دین کو حاصل کرتا ہے اور ہر بڑا اپنے چھوٹے کو اس کی حیثیت کے موافق سکھاتا ہے، اسی جماعت کا نام تبلیغی جماعت ہو گیا، کیونکہ یہ جماعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس پہونچاتے ہیں، پھر پہونچانے والے کو تبلیغی کہتے ہیں تبلیغ کے معنی پہونچانے ہی کے ہیں(۱)۔

---

(۱) "البلاغ: الاسم من الإبلاغ و التبليغ، و العمل: الإيصال، يقال: أبلغه الخبر إبلاغاً، و بلغه تبليغاً. =

یہاں (نظام میں بھی) یہ مستقل شعبہ ہے، جس کا نام "شعبۂ تبلیغ" ہے، اس میں متعدد حضرات مامور ہیں۔ ان کو مبلغ کہتے ہیں، مبلغ کے معنی ہیں پہنچانے والا، تو جو کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اس کو کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پہنچانے کی اجازت ہے، مختصر کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف احکام پہنچانے کے لئے مختلف حضرات کو مامور فرمایا اور وہ مبلغ قرار پائے (۱)، مگر ان کو رسول اللہ قرار نہیں دیا، رسول اللہ اور مبلغ کے درمیان تو بڑی نسبت ہے، ہر مبلغ کو رسول اللہ کہنا جائز ہو جس کو تبلیغ کی گئی، اس سے تو تمام ہو جاتی، اس نے نہیں کی، ان کا تو یہی نہیں کہ کوئی رسول ہو، یہ تو اس درجہ کا عقیدہ کہ جو پہنچائے ان کا حال خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب عقائد و اصول میں منقول ہے (۲)، فقہ

ج والذي أكثر. (تاج العروس: ۲۲ ۳۳۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"أبلغ إليه: أوصله وبلغ عنه الرسالة إلى القوم: أوصلها إليهم". (المصباح في اللغة والأعلام، ص ۸۸، انتشارات اسلامی، تهران ایران)

"والإبلاغ: الإيصال، وكذلك التبليغ، والاسم منه البلاغ". (لسان العرب: ۸ ۳۱۹، دار صادر بيروت)

(۱) "وكان عدة يعلمون أهل الصفة القرآن، وكان فيهم المصعب بن عمير بن الخطاب، وابن أم مكتوم ممن جمع وأبا الدرداء رضي الله تعالى عنهم، ليعلموا الناس القرآن فانشغلوا ويفقهوهم في الدين، وأقام عدة بحمص، وأقام أبو الدرداء بدمشق ومعضى معاذ رضي الله تعالى عنه إلى فلسطين ... الخ" (أسد الغابة في معرفة الصحابة، رقم ۴۷۸۹، ۵ ۵۵، دار الفكر)

"وعن حذيفة: إني عند الله من مسعود رضي الله تعالى عنه بمنزلة ... وسيد قد عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه إلى الكوفة، وكتب إلى أهل الكوفة: إني قد بعثت عمار بن ياسر أميرا وعبد الله بن مسعود معلما ووزيرا، وهما من النجباء من أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من أهل بدر فاقتدوا بهما، واسمعوا قولهما، وقد آثركم بعبد الله على نفسي". (أسد الغابة في معرفة الصحابة، رقم ۳۱۷۰، ۳ ۲۱۳، دار الفكر)

وكذا في الإصابة في تمييز الصحابة: ۴ ۲۰۱۰، رقم ۵۰۲۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "قال بزرجمهر رحمه الله تعالى: "لو بعث الله تعالى رسولا لوجب على العقلاء معرفته بعثر لهم" (أصول السرخسي، الأصل الأول، فصل في الأمر: ۲ ۳۲، قديمي)

وكذا في تفسير روح البقاعي: سبي إسرائيل ۵ ۱۵ ۳۹۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

مسلموں میں آج بھی رسم و رواج ہے کہ وہ تقریر سے پہلے وعظ تبلیغ جاری ہے اس سے تبلیغ بھی ہو رہی ہے۔

۲ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ پر مامور تھے۔

[illegible]

اسلام و ایمان کی تبلیغ کا کون ادعا کرتی ہے اہل اسلام کوئی یہ کہتا ہے [illegible] کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

یہ اس تعلیل کے خلاف ہے تبلیغ کا حکم دینے سے اغراض سے تخصیص ہوا بلکہ یہ آج تک ہے کام میں ایسا نہیں کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تبلیغ کا حکم دیا ہو اور صحابہ نے تبلیغ کرنے سے انکار کیا ہو اگر ایسا کچھ ثابت ہو تو بتائیے ہاں یہ ثابت ہے کہ تبلیغ دین کی تبلیغ کا اشاعت کرنے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں یہ ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد بھی مسلمانوں نے تبلیغ جیسا کہ آگر یا ہے (۲) یہ کہنا کہ ہر محل تبلیغ کرتے ہیں غلط کاری ہے بلکہ واقعیت یہ ہے کہ اس کی تعلیم جو ہے بہت سے میں مذکور ہے جاہل لوگ علماء کو ستر خاتے ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

۳ دین کے لئے مسجد میں وعظ کہنا اور مدارس میں تعلیم دینا بھی دین کے دخول و داخل ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں تبلیغ کے لئے نکلنا بھی دین کے ہے جو شخص ایک عمل میں مشغول ہے اس کو دوسرے عمل کی مذمت کا حق نہیں ہے یہ بھی مسلم ہے کہ ایک عمل دوسرا کرنے سے اس کا ثمر ملتا ہے جو شخص نہیں کرتا اس کا ثمر نہیں ملتا۔ واللہ

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

نماز پڑھنے سے نماز کا ثمرہ ملے گا، روزہ نہیں رکھا تھا، روزہ کا ثمرہ نہیں ملے گا۔ یہی حال تمام اعمال واقوال کا ہے۔ فی سبیل اللہ کا اطلاق ہر نیک کام کے واسطے نکلنے پر آتا ہے۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے موقع پر بھی اور نماز پڑھنے کے لئے نکلنے کے موقع پر بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے، جس میں فی سبیل اللہ کا لفظ آیا ہے(۱)۔ رہا یہ کہ کیا کریں، مشغول علماء وشیوخ وعمدہ دل سے تعاون کریں، انشاء اللہ تعالیٰ جتنے ثمرات مرتب ہوں گے۔

۴ میات کا علاقہ جہاں سے اس کام کی ابتداء کی گئی نہایت مظلوم اہمال علاقہ ہے کہ لوگ ان میں اہل ثروت نہیں، غریب لوگ ہیں، اول اس دعوت پر لبیک کہنے والے ہیں، دوسرے علاقے میں کمزور، عامۂ غرباء، ضعفاء ہیں، دیر سے پہنچتے ہیں، لہٰذا طبقہ بہت بعد میں متاثر ہوا، اونچی بہت کم ہے، صحابہ کرام میں حضرت عثمان غنی، حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم صاحب دولت اور ضعیف دولت کے حضرات نہیں تھے(۲)، ہاں اکثریت ابتداء میں ضعفاء وغرباء کی تھی، یہ (ضعفاء کا قبول کرنا) دلیل قطعی نہیں، حسب قرائن ہے، دلیل قطعی اور قرینہ میں فرق ہے۔

۵ کسی عمل حسن پر جو بشارت جواں کو ملنے سے یہ کیسے لازم آیا کہ وہ عمل ہر عذاب سے مامون ہے، خوف کرنا گناہ کبیرہ کا، اور یہ عمل بشارتیں (اور بھی) مثلاً جو نیں روزہ جماعت سے نکلنے والی

---

(۱) "حدثنا عبادة بن رفاعة قال: أخبرني أبو عبس رضي الله تعالى عنه وأنا أذهب إلى الجمعة لقال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "من اغبرت قدماه في سبيل الله حرمه الله على النار" (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب المشي إلى الجمعة: ۱/ ۱۲۰، قديمي)

"أخبرني أبو عبس: اسمه عبد الرحمن من جبر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ما اغبرت قدما عبد في سبيل الله فتمسه النار" (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب من اغبرت قدماه في سبيل الله: ۱/ ۳۹۲، قديمي)

(۲) "حدثنا هشام عن أبيه، أسلم أبو بكر رضي الله تعالى عنه وله أربعون ألفا فأنفقها في سبيل الله" (الإصابة في تمييز الصحابة: ۷/ ۱۳۷، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في تاريخ الخلفاء، ص: ۷۰، مؤسسة الكتب الثقافية)

(وكذا في أسد الغابة: ۳/ ۲۲۱، دار الفكر)

سے نماز پڑھنے پر نماز سے برأت اور نفاق سے برأت وارد ہیں(۱) اس کو تارک یا ظالم کیا عذاب خداوندی سے مامون کردیتا ہے۔

نیز اس قال لا إله إلا الله دخل الجنة" بھی وارد ہے(۲)۔

نیز یہ غور کریں کہ تبلیغی نصاب میں فضائل نماز وغیرہ کتب میں جو جماعت میں پڑھی اور سنائی جاتی ہیں ان میں ترک جماعت اور دیگر معاصی پر سخت وعید یں ہیں، وہ بھی یہ جماعت سناتی اور بیان کرتی ہے۔ پھر خوف سے مامون ہوجانے کا شبہ کیسے کیا جاسکتا ہے؟

۶ جو شخص جماعت میں نہ آتا، اس کے پاس آدمی بھیجا جانا، کتب حدیث میں مذکور ہے(۳)۔ نیز مذاکرہ والے سوال میں تبدیع بہت کافی ہے، آدمی بھیجنا کافی نہیں، اس کی قدرت بھی نہیں۔

۷ کیا اہل زیغ کی اصلاح واجب نہیں، اگر ان کو ساتھ لے کر محنت کا کام درست کیا جائے اور اعمال صالحہ کی تعلیم کی جائے، تو کیا یہ کام معصیت ہے؟ یا اگر وہ خود نہ آئیں، تو ان کو منع کردیا جائے؟ کیا مناقشین

---

(۱) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال، قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من صلى لله أربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الأولى، كتبت له براءتان: براءة من النار وبراءة من النفاق" (جامع الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل التكبيرة الأولى: ۱/ ۵۲، سعيد)

(۲) (جامع الترمذي، كتاب الإيمان، باب ماجاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله: ۲/ ۴۲، سعيد)

وكذا في صحيح ابن حبان، كتاب الإيمان، باب فضل الإيمان: ۲/ ۴۳۹۳، ۴۳۹۴، رقم الحديث: ۱۵، مؤسسة الرسالة)

وكذا في مستدرك على الصحيحين، كتاب التوبة والإنابة: ۴/ ۲۷۰۳، رقم الحديث: ۷۶۳۹، ۳۸ دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) "ان عمر ابن الخطاب فقد سليمان بن أبي حثمة في صلاة الصبح، وأن عمر غدا الى السوق، ومسكن سليمان بين المسجد والسوق، فمر على الشفاء أم سليمان فقال لها: "لم أر سليمان في الصبح"؟ فقالت "إنه بات يصلي فغلبته عيناه، فقال عمر رضي الله تعالى عنه: "لأن أشهد صلاة الصبح في جماعة أحب إلي من أن أقوم ليلة" (موطا امام مالك، كتاب الصلاة، باب ماجاء في العتمة والصبح، ص ۵۱، قديمي)

(ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثالث: ۹۸، قديمي)

جماعت میں نہیں آتے تھے؟ اور کیا حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح کی فکر نہیں فرمائی؟

۸ فضائل نماز میں ترک فرض نماز اور وجہ ہے قضا کو مستقل چھوڑ دیا اور نہ یہ جائز ہے کہ ترک پر کوئی سخت وعید ہے اور قضا میں قدر ضروری ہے، فضائل صدقات میں اہل دیہات کے تعلق یہ بات اہمیت بیان کی گئی ہے، وہ بھی پڑھائی جاتی ہے، تعمیل حکم کا مستقل نمبر ہے، جو کہ اصول میں داخل ہے۔

۹ ۔ ایمان بہ اللہ تعالیٰ وقدرتہ پر لازم ہے(۱)۔

۱۰ ۔ جس طرح آٹھ دس سال دینی تعلیم کا نصاب ہے مختلف فنون کی کتابیں کچھ علوم آلیہ ہیں، کچھ مقصود ہیں، مدارس میں ان کے لئے گھنٹے مقرر ہیں۔ چار، شش ماہی، سالانہ امتحانات ہوتے ہیں، فراغ مستقل ایک نظام ہے، یہ نظام دور صحابہ وتابعین میں نہ تھا، کیا اس کو بدعت کہہ کر ترک کر دیا جائے؟ یا اس کے منافع سامنے ہیں اور کوئی چیز اس میں اصول شرع کے خلاف نہیں، زیادہ سے زیادہ نظم سے کام ہیں، تو تبلیغی جماعت کے کام کی حیثیت واضح ہو جائے گی۔

۱۱ ۔ فضائل صدقات میں زکوٰۃ نہ دینے پر جو وعیدیں ہیں، ان کو سن کر بے شمار لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کیا ہے جس کا نفع کو ہر اور راست عمر ہے۔

۱۲ جو شخص صاحب نصاب ہے، وہ مستحق زکوٰۃ نہیں (۲)، اس جماعت کے غیر اہل علم کو مسائل

---

(۱) "وكل شيء بقدر الله وقضائه ومشيته، ومشيته تتقدم" (العقيدة الطحاوية، ص ۵، إمداديه ملتان)

"أصل التوحيد ومايصح الاعتقاد عليه يجب ... والله تعالى واحد ... لم يزل ولا يزال بأسمائه وصفاته الذاتية والفعلية ... فالذاتية كالحياة والقدرة ... والإرادة" (الفقه الأكبر، ص ۱۶، ۱۸، قديمي)

"والمعتمد للعالم وهو الله تعالى الواحد ... الحي القادر العليم السميع البصير المتكلم" (شرح العقائد النسفية، ص ۳۲-۳۳، قديمي)

(۲) "ولا يجوز الدفع إلى الغني" (خلاصة الفتاوى، كتاب الزكاة، جنس آخر من أداء الزكاة ۱/ ۲۲۲، مجدد اكيڈمی لاہور)

وكما في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف ۱/ ۱۸۹، رشيديه)

وكذا في الهداية، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز ۱/ ۲۰۰، طبع شركت علميه ملتان)

بتانے، فتویٰ دینے کی اجازت نہیں، اس کے نصاب میں تو تاریخ پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں، ان میں لکھے ہوئے مسائل کو اہل علم و اہل فتویٰ سے سمجھ کر عمل کرنے کی تاکید ہے، خود نظام نصاب میں نہ ہو، اس کو اہل علم اور اہل فتویٰ سے پوچھ کر عمل کریں۔

۱۲ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی طالب علم اپنے مدرسہ میں رہتا ہے، اس کی تربیت کے لئے قانون بنا دیا گیا ہے کہ دوسرے کمرہ میں نہ جائے، دوسری جماعت کے طالب علم سے بات نہ کرے، مدرسہ سے باہر کوئی رشتہ دار آئے تو بلا اجازت اس سے ملاقات کے لئے نہ جائے، اس قسم کی پابندی کے منافع پر غور کریں کہ کس قدر اوقات کا تحفظ ہے فتنوں سے امن ہے، اصل مقصد تعلیم ہے، اپنے علم اور مقصد کے ساتھ تعلق ہے، یہ پابندی ایسی نہیں بھی ہوا اور توقید پر پابندی ہے کہ طالب کرنے سے منع کر دیا جائے گا یا فیس کم کر دی جائے گا جس کے بدلہ کی ضرورت نہ ہو اور وہ اس کو بھی زیادہ عرصہ تک کو بہت سی مصیبتوں سے بچا لیتا ہے، ان سے کوئی خرابی اصل نہیں، زیادت نہیں کی جاتی، بلکہ عرصہ تک کی مصیبت اور اس کے لئے ان کے تحریر پر اوقات ضائع کی جاتی ہے۔

یہاں تک عربی عبارت میں تحریر کردہ شبہات و اعتراضات کے جوابات ذکر کئے گئے، اب اردو عبارات میں لکھے ہوئے اعتراضات کے جوابات تحریر ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا گل احمد صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ پر جو اعتراضات آپ نے لکھے ہیں، یہ بے اصل ہیں، پلی کے اہل حضرت اللہ تعالیٰ خاندان سے ایک عورت لونیں پر بیاہی گئی تھی، ان کی وہیں پر بے کسی اور بے وطنی کی حالت میں اس نے بچے کو پیدا کر کے مرنے کی وصیت کی، ان صاحب کو اطلاع کی گئی، یہ آئے، نماز جنازہ امام مسجد پڑھائی، اس چیز میں حضرت مولانا کے جرأت و اجتہاد کی کیا بات ہے، کیونکہ قرآن کریم اور حدیث شریف آثار صحابہ اس مسئلہ میں متفق ہیں، مجتہدین نے بھی یہی فرمایا ہے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ ثابت نہیں، لیکن اس میں حضرت کی توہین ہے، ایسے عورت کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دادی ہونا ہے اور اس نے اپنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پالا ہے اور آپ کو اس مجلس میں ولادت ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ اعلم، اگر حضرت کے والد کی ولادت کا اس طرح پیدا ہونا ہے تو خود بھی اس کو برداشت نہیں کر سکتا، کوئی غلام اور نیچ حیثیت بیٹا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک خود ولادت

شریف کا ذکر ہو، خواہ نماز میں کی تلاوت و عبادات، معاملات، عادات کا ذکر ہو جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی کسی چیز کا ذکر ہو، مثلاً نعلین، انگوٹھی، کپڑے، بال وغیرہ، ہر ایسی چیز کا ذکر و جذبات اور برکت کی وجہ سے ثواب ہے(۱) حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ محدث سارق ثم ذاکر ہمیشہ مسجد میں بیٹھ کر حدیث شریف پڑھتے رہتے، اتباع سنت کی تلقین کرتے رہتے، درود شریف کی برکت کرتے رہتے، دعائیں کراتے رہتے۔

۱۲ تذکرۃ الرشید میں ہے: اس میں یہ اغلاط نہیں، البتہ مولانا محمد اشرف خان صاحب نے خواہ مخواہ اپنی طرف سے کچھ ایسے مسائل لکھ دیئے ہیں جو دیوبندی کتب سے ثابت ہے، عمل کرنا چاہئے اور فرض ہے، اور جو باتیں ان کی کتب سے ثابت ہیں اور ان سے چھپانے پر شدید وعیدیں آئی ہیں، ان کے جوابات بھی چھپے ہوئے ہیں، محمد اشرف خان صاحب کا خیال ہے کہ اس طرح ہم حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر دیوبند کی عزت و عظمت بچا لیں گے، اس طرح حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر دیوبند کی عزت و عظمت نہیں بچا سکتے ہیں، ان کے جوابات بھی بتا دیئے جائیں [illegible] لیکن [illegible] صحیح [illegible] اصل [illegible] تعبیر [illegible] کشف حقیقت، [illegible] صحیح [illegible] حقیقت معلوم ہو، اور اس طرح کی اکابر دیوبند کی عبارتوں کو جمع کیا ہے، اس میں قدر تصرف ان کی طرف منسوب کرکے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ کوشش اب بھی برابر جاری ہے، اگر حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے خدائے پاک کی شان میں اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان

---

(۱) [illegible] ہے [illegible] ہوئی [illegible] ہے، بلکہ [illegible] آپ کی مشابہ [illegible] ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

"ولا بأس بالجلوس على المحفة إذا قصد به وجه الله تعالى." (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن ۵: ۳۱۱، رشيديه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ۴: ۱۰۰، دار المعرفة بيروت)

وكذا في جد الممتار، كتاب البيوع ۵: ۲۶۶، مكتبة دار العلوم كراچی)

میں کتنا فی وہے اوفی کو ہے تو ان پر صاف صاف فتویٰ خود بریلی سے ہی دریافت کریں۔ اگر ان سے کفر کا فتویٰ ملتا ہے، تو جو ان کو کافر نہ کہے، حالانکہ وہ ان کی کفریات سے خوب واقف ہے، تو اس پر کیا فتویٰ ہے؟ اور مرحوم پر کفر کا فتویٰ نہیں تو کیوں نہیں؟ عبد پالی فرما کر ان باتوں کا جواب بریلی سے منگا کر ہمارے پاس بھیج دیں۔

اب ان کے متعلق نمبروار جوابات مختصراً عرض ہیں

۱- یہی مسئلہ ہے، مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریر کا بھی دیکھنا ضروری ہے، لہٰذا ہم توقف کرتے ہیں۔

۲- مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ عبارت نہیں۔

۳- یہ بھی ہے، مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے، انہوں نے یہ عبارت نہیں لکھی۔

۴- یہ بھی غلط ہے، انہوں نے ایسا نہیں کہا۔

۵- سنن ابوداؤد شریف میں یہ حدیث پائی موجود ہے(۱) بریلوی مکتب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا فتویٰ لگائیں گے، اور جو صحابہ کرام اس کو روایت کرتے ہیں اور محدثین لکھتے ہیں، وہ قائم دینی بڑے مدارس میں یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے، صحیح ہے، ان سب پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟ اگر حدیث کے معنی کسی کو معلوم نہ ہوں، تو وہ اہل علم سے دریافت کرے، فتویٰ لگانے کا اس کو کیا حق ہے؟؟؟

۶- نبی پر وحی آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی نصرت ہوتی ہے، معجزات کا ظہور ہوتا ہے، صحابہ جہاد اور دیگر بہت سے اعمال خیر پیش کرتے ہیں، وہ اس کے لئے مستقل عبادت و ریاضت کرتے ہیں، شیاطین ان کی مدد کرتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ سب آثار ان سے ظاہر ہوتے ہیں، اس لئے ایک چیز دل کو دیکھ کر اپنا ایمان کمزور نہ کریں، وہ ان کو قریب نہ سمجھیں، اہمیت کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ قرب الٰہی ہوتے ہیں، بلکہ بلا نقصان ہونے والی چیز سے اس سے بچنے کی اہمیت ہے۔

---

(۱) عن حکیم بن معاویۃ بن حیدۃ عن ابیہ عن جدہ، قال: اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعرابی فقال: یارسول اللہ! جئت الانس وضاعت العیال ... قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ویحک اتدری ما اللہ؟ ان عرشہ علی سمواتہ فھکذا" وقال بیدہ مثل القبۃ علیہ، وانہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب" وقال ابن بشر فی حدیثہ: "ان اللہ فوق عرشہ، وعرشہ فوق سمواتہ". وساق الحدیث. (سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الجھمیۃ، ۲/۳۰۵، ۳۰۶، مکتبہ رحمانیہ)

ہے۔ یہ تو اللہ کی نعمتوں کی توہین ہوئی اور غیرہ میں بھی لکھا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا کہ ہماری ہر پکار کو اللہ تعالیٰ کی طرح ہر ایک سے براہ راست سنتے ہیں، شرک ہے (۱) حدیث پاک میں ارشاد ہے۔ جو شخص میری قبر کے قریب صلوٰۃ وسلام پڑھتے میں اس کو خود سنتا ہوں، جو شخص دور سے پڑھتے، وہ ملائکہ کے ذریعہ میرے پاس پہونچایا جاتا ہے (۲)۔

۸۔ جو عقیدہ نمبر ۷ میں لکھا ہے، اس عقیدے کے ساتھ پکارنے کا حکم تو وہی ہے، جو اوپر مذکور ہوا انبیاء، علیہم السلام، اولیاء کرام کی تعظیم تو لازم ہے، اس کی تنقیص تو شرک نہیں لکھا ہے، ایسا ان پر ایمان ہے، ان کو عبد کہنا شرک ہے، اس کی ہرگز اجازت نہیں، وہاں نفس عبد ہونا اور نفس پکارنے یا پانی پلانے کا شرک نہیں، جو کام اللہ پاک نے جس کے ساتھ خاص کیا ہے، وہ غیر اللہ کے ساتھ خاص کرنا ضرور شرک ہے، مثلاً یہ کہنا کہ مجھے بیماری سے یا ان کی قبر پر سجدہ کرنا وغیرہ، اس کو حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرک لکھا ہے، جس سے چارہ نہیں ہے۔

حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کے متعلق اعتراضات کے جوابات

۱۔ واقعی حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے عالم، محدث،

---

(۱) "ويكفر لقوله: يرزح الشائع حاضرة تعلم الخ" (مجمع الأنهر، كتاب الحدود، باب المرتد، النوع الأول، ۱/ ۶۹۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحدود، باب أحكام المرتدين، ۵/ ۲۰۹، رشيديه)

وكذا في التبيين على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق يكون صلاحا أو كفرا، الخ، الفصل الثاني، النوع الثاني فيما يتعلق بالله تعالى، ۱/ ۳۲۶، رشيديه)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائيا أبلغته" (شعب الإيمان، الخامس عشر من شعب الإيمان، باب في تعظيم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وإجلاله ونزوله، رقم الحديث ۱۵۸۳، ۲/ ۲۱۸، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في كنز العمال، كتاب الأذكار، قسم الأقوال، باب السادس في الصلاة عليه وعلى آله عليه الصلاة والسلام، رقم الحديث ۲۱۶۲، ۱/ ۲۷۹، دار الكتب العلمية بيروت)

ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وفضلها، الفصل الثالث، ص ۸۶، قديمي)

www.ahlehaq.org

بزرگ، صاحب نسبت تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھتیجے اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے تھے، خدا اور رسول کے دشمنوں سے جہاد کیا، بڑی مشقتیں برداشت کیں، جہاد ہی میں شہید ہوئے "سیرت سید احمد شہید" میں ان کے حالات دیکھئے، جن کو دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان میں انہوں نے اپنے دور کی بدعات، شرکیہ رسوم و عقائد کی خوب تردید کی ہے، جس طرح کسی کے پیٹ میں بادہ فاسدہ جمع چڑھا ہو جس کی وجہ سے صحت برباد ہو رہی ہو، اس کو مسہل دا دوائی جاتی ہے اور مادہ فاسدہ نکالا جاتا ہے اور صحت کو بحال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تقویۃ الایمان کے ذریعہ عقائد فاسدہ و شرکیہ رسوم کو انہوں نے ختم کیا ہے اور حضرت ہی اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو پیش کیا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے، مسہل کی وجہ سے مریض کے پیٹ میں درد بھی ہوتا ہے اور بار بار دست اخلاص بھی اس کو جاری پڑتا ہے، ذائقہ بھی خراب ہو جاتا ہے، مگر مادہ فاسدہ کے نکل جانے پر اس کی قدر معلوم ہوتی ہے کہ کتنی بڑی تباہی کی بلا سے نجات مل گئی۔ اس لئے تقویۃ الایمان میں بعض تعبیرات مسہل کی طرح تیز اور سخت بھی ہیں، مگر مضمون ان کا مفید ہے، اسی لئے حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی۔

۲ حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ عبارت نہیں لکھی، یہ تو ان پر بہتان ہے، فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں دو فرماتے ہیں:

"الجواب: ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک دمنزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جائے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ (۱) جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے، یا زبان سے کہے، وہ کذب بولتا ہے، وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے اور مخالف قرآن وحدیث اور اجماع امت کا ہے، وہ ہرگز مومن نہیں۔

لعن اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً" (فتاویٰ رشیدیہ: ۱/۱۶۱) (۲)۔

---

(۱) (النساء: ۱۲۲)

(۲) (الفتاویٰ رشیدیہ، کتاب الطہارۃ، اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت، ص: ۳۶۹، سعید)

دو تو ایسے شخص کو کافر اور ملعون کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ بتائے یا یہ کہے کہ حق تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے، ان کے نزدیک تو اللہ پاک کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں۔

۳- حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرنا غلط ہے۔

۴- پوری عبارت نقل نہیں کی گئی، میں نقل کرتا ہوں:

"الجواب: محمد ابن عبدالوہاب کے معتقدین کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد خود تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی، مگر وہ اور ان کے معتقدی اچھے ہیں، مگر ہاں! جو حد سے بڑھ گئے، ان میں فساد آگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا سا ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ۱/۱۱)(۱)۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"الجواب: محمد ابن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں، وہ اچھا آدمی تھا، سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل الحدیث تھا، بدعت و شرک سے روکتا تھا، مگر تشدد اس کے مزاج میں تھا۔ واللہ اعلم"۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ۲/۸۸)(۲)۔

پھر جب دوسری قسم کے حالات معلوم ہوئے تو حضرت گنگوہی نے تعریف نہیں کی، بلکہ سکوت فرمایا، کسی مسلمان سے نیک گمان قائم کرنے کے لئے مستقل دلیل کی ضرورت نہیں، بلکہ بدگمانی کی دلیل کا نہ ہونا کافی ہے(۳)، یہی ضابطہ ہے جس کی وجہ سے دلیل کسی مسلمان کے حق میں بد لفظ کہنے سے مانع ہے، دلیل ہونے پر

---

(۱) (فتاویٰ رشیدیہ، مسائل متفرقہ، وہابی کا عقیدہ، ص: ۵۵۱، سعید)

(۲) (فتاویٰ رشیدیہ، مسائل متفرقہ، وہابی کا عقیدہ، ص: ۵۵۱، سعید)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: یٰأیها الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا (الحجرات: ۱۲)

"روینا عن أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضي اللہ تعالیٰ عنه قال: ولا تظنن بکلمة خرجت من أخیک المؤمن إلا خیرا، وأنت تجد لها في الخیر محملا". (تفسیر ابن کثیر، الحجرات: ۱۲، ۴/۲۰۱، دار السلام)

"عن سعید بن المسیب رحمه اللہ تعالیٰ قال: کنت إلی بعض إخواني من أصحاب رسول اللہ-

کتنی بڑی ضرورت ہے کہ ہر زبان بولنے والے کو اپنی زبان میں قرآن کریم پڑھنے کی اجازت دی جائے، اور اس کی تلاوت کی جائے، اور اس کی تلاوت کو عبادت سمجھا جائے، اور اس کی تلاوت پر ثواب ملے، اور اس کی تلاوت سے نماز ادا ہو جائے، اور اس کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے، اور اس کی تلاوت سے سجدۂ سہو واجب ہو جائے، اور اس کی تلاوت سے سجدۂ شکر واجب

اگر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے اور علم الغیب واللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہونا ثابت ہے۔

﴿قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ﴾ (۱)

﴿وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو﴾ (۲)

﴿وما ہو علی الغیب بضنین﴾ (۳)

﴿قال لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب﴾ (۴)۔ وغیرہ وغیرہ۔

احادیث میں مذکور ہے کہ (۵) بیع الثمار (۶)، حدیث (۷)، ناقہ (۸)، ام حرام (۹)، شہادت (۱۰)

---

(۱) النمل: ۶۵۔

(۲) الانعام: ۵۹۔

(۳) التکویر: ۲۴۔

(۴) الانعام: ۵۰۔

(۵) "عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمع اصواتا، فقال: ما ہذا الصوت؟ قالوا: النخل یؤبرونہ، فقال: لو لم یفعلوا لصلح، فلم یؤبروا عامئذ فصار شیصا، فذکروا ذلک لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: ان کان شیء من امر دنیاکم فشأنکم بہ، وان کان من امر دینکم فالی" (مسند ابن ماجۃ، ابواب الرہن، باب ملقح النخل، ص ۱۷۰، مطبع مجتبائی لاہور)

(۶) "عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت استاذن الی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر فی الخروج حین امتحن علیہ الاذی فقال عامر بن فہیرۃ یوم بئر معونۃ فقلن: ان اصحابکم قد اصیبوا وابقیہ قد سألوہ ان یرجعہ، فقالوا: ربنا أخبر عنا اخواننا بما رضیت ورضینا، فأخبرہم عنہم" (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان الخ، ۵۸۶/۲، قدیمی)

(۷) "عن المسور بن مخرمۃ ومروان بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالا: خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الحدیبیۃ لا یرید قتالا، وساق معہ الہدی سبعین بدنۃ قال: کلمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، لیبلغ لمخرجہ انہ لم یات لحرب أحد، وانما جاء زائرا الیہذا البیت معظما لحرمتہ فخرج عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتی اتی مکۃ قال: واحتبسہ قریش عندہا، قالوا: وبلغ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد قتل الخ" (تفسیر ابن کثیر، الفتح: ۲۱، ۳۲۸، ۲۵۰، دار السلام)

وغیرہ ہے شائع ہوئی، جس سے مظہر نصیب کی لکھی ہوئی ہے، آپ حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دین بہت محرر فرمائی، جو کہ قرآن کریم اور احادیث میں موجود ہے، مولانا احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی عالم الغیب کہنے کو "الامن والعلیٰ" میں منع لکھا ہے۔ اسی طرح مطبوعات میں بھی منع لکھا ہے۔

۲- نمبر ۵ سے اس کا بھی جواب ہو گیا۔

۳- نمبر ۶ سے بھی واضح ہو گیا، نیز حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراضات کے روایات میں نمبر ۷ میں بھی اس کا جواب آ گیا۔

۸- اس کا جواب بھی نمبر ۵ میں آ گیا۔

- (۱) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها زوج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حين قال لها أهل الإفك فيما قالوا وهما بريئة منه فكل واحد منهما يقول: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم علي بن أبي طالب و أسامة بن زيد حين استلبث الوحي يستأمرهما في فراق أهله، فأما أسامة بن زيد فأشار على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بالذي يعلم من براءة أهله ... ثم قال: "أما بعد، يا عائشة! إنه قد بلغني عنك كذا وكذا، فإن كنت بريئة فسيبرئك الله، وإن كنت ألممت بذنب فاستغفري الله وتوبي إليه ... قالت: فلما سري عنه، وهو يضحك فكانت أول كلمة تكلم بها: "يا عائشة! أما الله فقد برأك" (صحيح البخاري، كتاب التفسير، النور، باب قول عز وجل "إن الذين جاؤا بالإفك عصبة" الخ: ۲/ ۷۲۹، ۷۳۸، قديمي)

(۲) "عن عبد الله بن عتبة قال: دخلت على عائشة رضي الله تعالى عنها فقلت: "ألا تحدثيني عن مرض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قالت: بلى. ثقل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال "أصلى الناس؟" قلنا: لا، هم ينتظرونك، قال: "ضعوا لي ماء في المخضب" قالت: ففعلنا، فاغتسل، فذهب لينوء، فأغمي عليه، ثم أفاق، فقال: "أصلى الناس؟" فقلنا: لا، هم ينتظرونك، قالت: وقعد رسول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلى أبي بكر، فأمر بأن يصلي بالناس" (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به: ۱/ ۹۵، قديمي)

(۳) "سمعت سهيل بن سعد يقول: سمعت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: أنا فرطكم على الحوض، من ورده شرب منه، ومن شرب منه لم يظمأ أبدا، ليردن علي أقوام أعرفهم ويعرفوني، ثم يحال بيني وبينهم ... قال: إنهم مني! فيقال: إنك لا تدري ما بدلوا بعدك، فأقول: سحقا سحقا لمن بدل بعدي" (صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب ما جاء في قول الله تعالى: واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة: ۲/ ۱۰۵۳، قديمي)

۵۔ اس کا جواب بھی لبھ دیا گیا۔

۶۔ اس لیے کہ اس نے اپنے کو بیٹھا ہوا ظاہر کیا ہے۔

۷۔ وہ یہ کہ اس نے اپنے کو بیٹھا ہوا ظاہر کیا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو بیٹھا ہوا دیکھا ہو اور اس کو یہ علم نہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا ہے(۱)۔

۸۔ اس کا جواب بھی گزر چکا(۲)۔

۹۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس میں روایات بھی مختلف ہیں کہ بعض روایات میں تو یہ ہے کہ وہ بیٹھا ہوا تھا اور بعض میں کھڑا ہوا تھا(۳)۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وما لہم بہ من علم إلا اتباع الظن﴾ (النجم: ۲۸)

(۲) عن عمر بن أبي قرة قال: كان حذيفة رضي الله تعالى عنه يعدنا فيقال: بدكر أنبأه فلان بكذا وكذا، فأتيته فأتيه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لأنس من أصحابه في الحضر ... ولقد علمت أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حلف فقال: أنت رجل من ستة أو تعت لحذيفة في نفسي، فيما أنا من ولده أحضب كما يحضبون، وأنه يعني رجعة المنافق في جماعتهم كذبة. (سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب المني يصيب الثوب، ۱/۴۹، رحمانیہ)

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال: إذا قضى أحدكم من صلاته فليتمكن من صلاته فليصل الله تعالى عنه فليقل: اللهم إنه كان من بين يديها فاغفرها وإن مؤخرها فاغفرها. (صحيح البخاري، كتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام وإذا فحش، ۱/۱۳۹، قديمي)

(۴) فيحب أن يختار من يقتفي على من أنسه من يوثق ويسكن حولا. فيكون الأكابر والأصاغر، ويعلمون ذلك. فيزيد وهي بعده عدالة، لأن الشاهد لم يختص بيوم دون يوم، ولا نصح إلا على الغفراء والأصاغر. (تبيين الحقائق، ۴/۲۰۹، نور الله كتب خانه كراچی)

(۵) قال عليه السلام: "إني أحدث في أمر هذا فليس منه فهو رد". (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/۳۷۰، قديمي)

(۶) عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "إن الله يرضى لكم ثلاثا ويكره لكم ثلاثا: يرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا، ويكره لكم قيل وقال وكثرة السؤال وإضاعة المال". (صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة، ۲/۷۵، قديمي)

(۷) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من كشف عن

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعلق

۱- یہ عبارت براہین قاطعہ میں نہیں، نہ تو بحوالہ اس میں ہے، اس کی نقل فقہ کی معتبر کتاب، والکلام سے پیش کردی ہے، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی یہ اعتراض قطعاً غلط بہتان ہے۔

۲- یہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی بہتان ہے، تذکرۃ الخلیل میں صاف صاف موجود ہے کہ علم کا تحقق خدائے تعالیٰ کے حق میں ممتنع نہیں تو مقدار حال ہو تو اس کا امکان بھی عقلاً ممتنع نہ ہوا۔ (تذکرۃ الخلیل، ص: ۸۹) (۱)۔

۳- یہ عبارت بھی براہین قاطعہ میں نہیں۔

۴- اس کا جواب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ پر کئے گئے اعتراضات نمبر ۱۳ کے جوابات میں آگیا۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تھانوی سے متعلق اعتراضات کے جوابات

۱- یہ عبارت ان الفاظ کے مرتکب حفظ الرحمٰن میں نہیں، اس میں اپنی طرف سے معترض نے جو بڑھا کر مطلب بگاڑا ہے، جو کہ صریح بہتان ہے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ خبیث مضمون کبھی میرے خیال میں بھی نہیں آیا، میں اس کو کفر سمجھتا ہوں، دیکھو "ایمان" اور "الہند والدوار" وغیرہ، ظالموں نے بہتان لگا کر پھیلا دیا ہے، اس مسئلہ کی تشریح حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر کئے گئے اعتراضات کے جواب نمبر ۵ میں ہے۔

= فتعمدا فليتبوأ مقعده من النار" (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱/ ۲۱، قديمي)

"ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات، وإظهار الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد، وقد احتوى على بدع ومحرمات جمة" (المدخل، فصل في المولد ۲/ ۳۰، مصطفى البابي الحلبي مصر)

"ينظر ذلك فعل كثير عند ذكر مولده صلى الله تعالى عليه وسلم، ووضع له من القيام، وهو مما يدعونه له يرد فيه شيء" (الفتاوى الحديثية، مطلب في أن الكلام أثناء مولده الخ، ص: ۱۲، قديمي)

(۱) وتذكرة الخليل، ص: ۸۹، مكتبة الشيخ)

۳- بزرگوں کا تذکرہ اور دین کا کام سے بیان کرنا اور سنت ادا کرنا اصل ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرح بھی وظیفہ ان کا ہے اور یہ چاروں کام ہی اپنے اپنے مقام پر ضروری بھی ہے اصل بھی ہیں۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں

۱- اس میں اعتراض کیا ہے؟ تشریح کریں۔

۲- اس کا جواب کیا ہے؟

۳- جب سے آدمی بدعت سے تائب ہو کر سنت پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس وقت سے سنت کی رحمت و برکت شروع ہو جاتی ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا رحمت و برکت ہیں (۱) جب سے اس دنیا میں تشریف لائے رحمت و برکت کا ظہور شروع ہوگیا، پھر جو وحی آتی اس وقت کی رحمت و برکت کا سبب بنتی تھی، وحی کے بعد عملی ہدایت دیتے تھے وہ بھی اس سلسلہ رحمت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے تھے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتباع کی جو شکل متعین کی گئی اس وقت سے اس کی برکت ظاہر ہونا شروع ہوگئی اور جس قدر کام پیغمبر نے کیا اسی قدر فیوض و برکت میں اضافہ ہوتا گیا اور ہو رہا ہے۔

۴- [illegible] ہے، جس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اللہ تعالیٰ قبول فرمالے (۲)، یہی انبیاء کا

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين﴾ (الأنبياء، ۱۰۷)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قيل يا رسول الله ادع على المشركين، قال: إني لم أبعث لعانا، وإنما بعثت رحمة" (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأدب، باب من لعنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أو سبه ۲/۳۲۳ قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إنما أنا رحمة مهداة" (تفسير ابن كثير، الأنبياء، تحت ۱۰۷، ۴/۲۷۱، والسلام)

(۲) "والظاهر أن الخطاب وإن كان خاصا بمن شافهه الوحي من المؤمنين أو بعضهم، لكن حكمه بعضهم أن يكون عاما كذلك كما يشير إليه قول عمر رضي الله تعالى عنه فيما حكي عنه: "أيها الناس من سرّه أن يكون من سكنى الأمة فليؤد شرط الله منها" (روح المعاني، آل عمران، تحت ۱۱۰، ۴/۲۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

=

طریقہ ہے، جو شخص اس طریقہ کو جس قدر اختیار کرے گا، نبی علیہ السلام سے اسی قدر اس کو قرب کی نسبت حاصل ہوگی، یا نسبت تمام واحد کو بھی حاصل ہوسکتی ہے اور جس شخص نے ذریعوں کو اپنی اس مبارک کام میں لگ جائیں، یہ ایک کی محنت میں اس شخص کا حصہ ہوگا اور اس کی نسبت زیادہ سے زیادہ قوی ہوگی، چنانچہ اللہ پاک نے یہ مقام حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کو عطا فرمایا۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعلق اعتراضات کے جوابات

۱- یہ بھی مضمون مجدد احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے، جیسا کہ "حیات طیبات" ص: ۲۰ میں ہے۔

۲- صحیح بخاری کتاب کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ جس نے اس کو پایا اس کو ہدایت ہوئی، جس نے نہیں پایا وہ غلط راہ پر چلا۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے متعلق اعتراضات کے جوابات

ذہن کو خصومت سے خالی کرکے غور کریں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صحابی دوسرے امت والوں کی دو تہائی امت سے بڑھ کر ہیں (۱) اور جو چوتھائی نے ایک دینار اس کا نصف صدقہ دیا ہے، دوسرے لوگ اگر پہاڑ برابر سونا صدقہ دیں تب بھی ان کے برابر نہیں ہوسکتے (۲) یہ اس وجہ سے ہے کہ

= "قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: هم الذين هاجروا من مكة إلى مدينة وضيقوا مدرا والحديبية. وقال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: من فعل فعلهم كان منهم". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، آل عمران ۱۱۰، ۴: ۱۷۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في كنز العمال، كتاب الأذكار، قسم الأفعال، آل عمر بن، رقم الحديث: ۴۲۹۰، ۲: ۱۲۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) یہ حدیث ابھی نہیں ملی۔

(۲) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى قال: قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه". (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب: ۵، ۱: ۵۱۸، قديمي)

(صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة، ۲: ۳۰۸، قديمي) =

ان کا ایمان نہایت قوی تھا جس کا تعلق قوتِ حافظہ سے ہے، بعد والوں کو یہ نہیں ہے، حضرت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذہانت نہیں لڑکی روز بھی ہزار یا پانچ سو لائنیں پڑھی ہوں، طالب علم حضرت سے یہ ذہانت ہے، تعالیٰ اللہ آپ ذہانت میں حضرت شان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، قرآن کریم پڑھا)

حضرت مولانا ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذہانت عقل میں پڑھا آپ کی تعریف کتنا ہے (۲) رمضان المبارک میں روزانہ ایک ختم کرتے تھے (۳) حضرت نبی کریم ﷺ کے بچپن کی کوئی بات نہیں ظاہر ہوئی جو نبوت کے خلاف ہو اور شان نبوت کی ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی پاک نے جو فرمایا اس کا ذکر ہوں کہ بچپن ان تمام باتوں سے محفوظ رکھا جو شان نبوت کے خلاف ہیں، یہ بات بالکل حق اور سچ ہے۔

۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحذیر الناس میں ہر گز ایسا نہیں لکھا وہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو پاتا ہوں کا قائل ہیں، وہ اس پر ہوتا ہے جس کی رکعت ہو، جواب لکھا ہے [illegible]

---

(۱) عن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی النبی عن سب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ۲/۶۵۲، امدادیہ۔

(۲) عن عثمان بن عبداللہ بن موھب التیمی قال: قال ابی لاجلس الطبلۃ علی اسعاد، قال: فمکثت لعمۃ حجتین، ثم اسعاد حتی ختمت فیہ، قال: ثم ان ابانا دار حل رجع بعد یوم ختمتی، فاذا ھو عثمان بن عفان، قال: فقرأ ابو القرآن، فلم یختم حتی ختم القرآن، فرکع وسجد، فما احد نعمۃ الا آتری اصلی فی ذلک شیئا او لا۔ عن عمرو بن مالک قال: قالت ام ابان بنت عثمان بن عفان حین قتلوہ: انہ لختلموہ، وانہ لیحی بالمصحف فی رکعۃ۔ (حلیۃ الاولیاء، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۵۵، ۱/۵۱، دار الفکر)

(۳) عن ابن المبارک: ان ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ صلی خمسا وعشرین الف رکعۃ، وختم فی الصوف الواحد، وکان یختم القرآن فی رکعتین۔ (تہذیب الاسماء واللغات، سرح النبی النکبی، الجزء السبعون، ۳۳۰، ابو حنیفۃ النعمان، ۴/۳۱۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

وکذا فی تاریخ بغداد: ذکر من اسمہ النعمان، النعمان بن ثابت ابو حنیفۃ النبی، ما ذکر من عبادۃ ابی حنیفہ ورعہ، ۱۳/۳۵۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۴) [illegible] کے وطن کے بعد بھی یہ بات نہیں آئی [illegible] اس سال تک ہر سال رمضان المبارک میں دو ختم قرآن کرتے تھے، رمضان شریف میں روزانہ ایک ختم کرتے تھے

وروی بشیر عن ابی یوسف: کان ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ یختم القرآن کل یوم ولیلۃ ختمۃ۔

www.ahlehaq.org

گزر چکے ہیں، جس کو پہچنے ہوئے سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، انہوں نے تحریرات سے یہ تین معنی بتائے ہیں، صریح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ثابت کیا ہے۔

حضرت مولانا سید حسین احمد رحمہ اللہ تعالیٰ مدنی پر اعتراضات کے جوابات

اور مجلس میلاد قرآن کریم، حدیث شریف، آثار صحابہ، اقوال مجتہدین سے ثابت ہو تو پیش کریں، ثابت یہ ہے کہ چوتھی صدی سے پہلے اس طرح کی مروجہ مجلس کہیں نہیں، حوالہ میں ملتا، تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے شاہ اربل نے یہ مجلس منعقد کی اور شروع کی، پھر اس کی نقل اس کے زیر اثر اور امراء نے کی، یہ تقریباً ۶۰۳ھ کا ہے۔ (۱) اھ

= حتى إذا كان شهر رمضان ختم فيه مع ليلة الفطر اثنين وستين ختمة" وكتاب تنوير بصائر المقلدين، الباب الأول، فصل في عبادته وكثرة صلواته، ص ۶۳، دار ابن حزم)

"كان يختم في كل يوم وليلة مرة، وفي رمضان كل يوم مرتين مرة في النهار، ومرة في الليل" (إقامة الحجة للإمام اللكنوي، الباب الثاني، أبو حنيفة النعمان، ص ۶۱، مكتب المطبوعات الإسلامية)

"حدثنا يحيى بن نصر قال: كان أبو حنيفة ربما ختم القرآن في شهر رمضان ستين ختمة" (تاريخ بغداد، ذكر من اسمه النعمان، النعمان بن ثابت، أبو حنيفة التيمي، ما ذكر من عبادته وورعه، ۱۳/ ۳۵۳، مؤسسة الرسالة)

(۱) "وأما احتفاله صلى الله تعالى عليه وسلم فإن الوصف يقصر عن الإحاطة به، لكن مذكر غرف منه وهو أن أهل البلاد كانوا قد سمعوا بحسن اعتقاده فيه، فكان كل سنة يصل إليه من البلاد القريبة خلق كثير من الفقهاء والصوفية والوعاظ والقراء والشعراء، ولا يزالون يتواصلون من المحرم إلى أوائل شهر ربيع الأول، فكان مظفر الدين (ملك إربل) ينزل كل يوم بعد صلاة العصر ويقف على قبة فوق باب إربل الخ، فاستمع عظاتهم ويقترح على حياتهم، وما يعجوه في الغالب، فكذا يعمل كل يوم إلى ليلة المولد، فإذا كان صبيحة يوم المولد نزل الجميع من القلعة إلى الخانقاه على باب الصوفية فإذا ذكر مولد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ظهر على كل إنسان بالموصل إلى جده، فيذبح لكل شخص شيئا من النعم، وقد ذكرت في ترجمة الحافظ أبي الخطاب بن دحية في حرف ص وصوله إلى إربل وعمله لكتاب "التنوير في مولد السراج المنير" لما رأى من اهتمام مظفر الدين به الخ" (وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان لابن خلكان، ترجمة مظفر الدين صاحب إربل ۴/ ۱۱۹، رقم الترجمة ۵۳۴، دار صادر بيروت)

اس وقت علامہ شامی نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ علامہ ابن الخاج نے "المدخل" میں ۳۲ صفحات اس کی تردید میں لکھے ہیں (۱) ۔۔۔ نے کچھ احسان کی بات ہے۔ چند صفات کے بغیر جن پیدا ہو جاتی ہے اگر اولاد ۔۔۔ میں کسی سبب سے محض میلاد ثابت نہیں ہوتا یا اس لئے کہ اس چیز کا اعلیٰ درجہ کی ثابت ہونا ۔۔۔ ہے بالکل ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۶/۱۳۹۱ھ۔

جو شخص خود عمل نہ کرے وہ دوسروں کو کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۳۱۰۱): یہ کہنا کیسی بات ہے کہ جو کام خود نہ کرے اس کو دوسروں کو کہنے کا حق نہیں ہے اور ایسا کہنا کیا حرکت کہا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جو بات کہی جاتی ہے اگر یہ کہنے والے کی نیت اس پر عمل کرنے کی نہ ہو تو اس سے دوسرا

---

(۱) مثل ہے بدعات

وهو جملة ما عنونه من لدن جمع عقائدهم من أكثر العبادات واظهار استعمار يتعلونه في الشهر ربيع الأول من اعوامه. وقد احتوى على مدح ومحرمات جمة ومضوا في ذلك على العوائد الشنيعة التي كونهم يستعلون في اكثر الأزمنة التي فضلها الله تعالى وعظمها مدح ومحرمات، ص ۳

فتعظيم هذا الشهر الشريف انما يكون بزيادة الاعمال الزاكية فيه والصدقات التي مير ذلك من الخيرات، فمن خصه من ذلك، فاتل احواله أن يحسب ما يحرم عليه ويكره له مخصصا لهذا الشهر المبارك، وإن كان ذلك مطلوبا في عموم الأيام في هذا الشهر اكثر احرم ... فيترك التحدث في النفس ومجتنب مواضع اللغو والملاهي، ص ۵ ... بل يزعمون انه ... هذا ليس من شرع الكتاب العزيز، ويظنون انى من هو كثير معرفة بالفقه وكل الطرق السليمة مغرب النفوس. فيقرأ عنهم، وهذا ليس من انصافه وحوده، ص ۶ ... ثم انظر كيف حبب عليهم هذه البدعة السخيفة والمذمة في النفس، ص ۱۰ ... الا ترى انهم لما فعلوا فعل العوام على ما نقلوه من غير ان يسألوا ذلك، فقد تقدم ما في مولد البرجال من المدخل ... فليعلم ذلك، ص ۱۲، وليعلم، فصل في المولد ۲ ۳۰۳ ۱۳ مصطفى البابي الحلبي مصر۔

عمل نہیں کرتا اور دوسروں پر یہ کہہ کر دوسرے وظائف اس لئے دوسرے وظائف سے بہتر ہیں، لیکن یہ رائے ہے، روزہ رکھنے سے معذور ہے وہ شخص معذور ہے روزہ نہ رکھنے والے کو اس میں کیا ملامت ہے، اس طرح یہ رائے ہے کہ ہر شخص کو یہ نہیں کہا جا سکتا، ہاں اپنے لئے جو معذور ہیں کہہ سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص اپنی معذوری سے روزہ نہ رکھے تو وہ عمل نہیں کرتا اور دوسروں کو اس کے لئے عیب لگاتا ہے تو اس کے لئے یہ بات نہیں ہوئی، البتہ عمل نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوئی (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

فساد معاشرہ کے وقت علماء کی ذمہ داری

سوال [۵۹۱۲]: آج کے معاشرہ میں بہت سی لعنتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً جہیز میں شامل ہیں کہ لڑکی والے شرعاً ضروریات میں شمار کرتے ہیں حالانکہ ہوتا ہے کہ ضروریات میں شامل نہیں ہوتیں، شادی بیاہ کے موقعہ میں شرعاً حاجت پوری کی مدتک ضرورت ہے، اس میں ہوائی پٹاخے وغیرہ داخل نہیں، کھانے وغیرہ داخل نہیں، کھانے میں اپنے وقار کے معیار کی پوچھ پڑتا ہے، اسی طرح دعوت ولیمہ وغیرہ کی بھی یہی حالت ہے، ان ضروریات میں کمی کرنے کو طعنہ کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور اگر ان باتوں کو ترک کر دیا جائے تو شاید ہی کوئی شادی بیاہ کی معاشرت اور مقابلہ کی نہیں، تو علماء کا کیا فرض ہے۔

دین دار لوگوں میں بھی یہ چیز ضروری ہے اور روزمرہ کے مشاہدات ہیں، علاوہ ازیں لباس، طعام

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مروا بالمعروف وان لم تعملوا به كله، وانهوا عن المنكر وان لم تنتهوا عنه كله. (فيض القدير، رقم الحديث: ۸۱۱۰، ۵/۵۵۵، مكتبه نزار مصطفى الباز مكه)

"لكن من الامر بالمعروف وفعله واجب لايسقط حقه بترك الاخر على اصح قولي العلماء من السلف والخلف ... والصحيح ان تعالم بامر بالمعروف وان لم يفعله، ونهيي عن المنكر وان ارتكبه" (تفسير ابن كثير، لقمان: ۲۲ - ۱۷، ۶/۵۲، مكتبه دار طيبة ومكتبه دار السلام)

وكذا في احياء العلوم، كتاب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر، باب الآداب المستحبة، ۲/۲۵۹، دار احياء التراث العربي بيروت

انبیاء کے مصداق میں تکلیف دہی گئی ہیں، جن کو آج کل کی نوجوان نسل برداشت نہیں کر سکتی۔ جدید حالات اور تعلیم سے دور رہتے ہیں مسلمان بچیاں (۱) ناخواندہ ہو جائیں گی اور آج کل جدید تعلیم کے لئے روپے کی ضرورت، اس ضرورت میں شامل کرنا ضروری ہے (۲) اس پر ایک بچے پر ہزاروں روپے آتے ہیں، اب اخراجات میں ان کا اظہار ہو گا یا نہیں ہو گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

معاشرہ کو خواہ وہ جس کا بھی ہو جائے اس کی اصلاح ضروری ہے، بشرطیکہ اس کی اصلاح میں ترجیح کی جائے (۲) اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس کام کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، انہیں نے اور خواہ مخواہ ہے روکا، دوبارہ آئے تو نہیں سے آئیں، شریف، جلیس بن گئے، روکا چھوڑ دیا، آپ سے بالخصوص ترکی دیا، کیا یہ حدیث میں صاف صاف مذکور ہے (۳) اور اصل معاشرہ کے بگاڑ سے عمومی خرابیاں

---

(۱) اپنے بچے اور بچیاں، ان تمام لوگوں میں شامل ہیں جن تک دعوت پہنچانا اپنی ذمہ داری ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس کی فکر کرنی چاہئے۔ (احسن الفتاوی، ج ۱، ص ۲۰۰)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم وجعلنا قلوبهم قاسية يحرفون الكلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذكروا به (المائدة: ۱۳)

"يحرفون الكلم عن مواضعه" أي فسرت فيهم، وساء تصرفهم في آيات الله، وما وبوا كتابه على غير ما أنزله، وحملوه على غير مراده، وقولوا عليه ما لم يقل، عمداً لما هم عليه من ذلك." (تفسير ابن كثير، المائدة: ۱۳، ج ۲، ص ۴۰، دار السلام، رياض)

"وقوله سبحانه وتعالى: يحرفون الكلم عن مواضعه: أصل التحريف التغيير والتبديل، ولا يخفى أن هذا مما يجري في كل كتاب، وإضافته إليهم في الآية لا تستلزم وقوعه على التحريف في جميع ما في أيديهم في العصر الحاضر، لاحتمال أن يكون المراد بعض ما في أيديهم في ذلك العصر، ونحن لا نكذب الذي سمعه المسلمون على بعض الوجوه كما هو الظاهر، أو مطلق التكلم في نقل عن المواضع التي وضع ذلك فيه إما لفظاً بالإضافة أو تغيير وصفه، وإما معنى بحمله على غير المراد، وإجراءه في غير موردة." (روح المعاني، المائدة: ۱۳، ج ۶، ص ۱۳۰، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۳) قال الله تعالىٰ: لعن الذين كفروا من بني إسرائيل على لسان داود وعيسى ابن مريم ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون (المائدة: ۷۸، ۷۹)

کے ارتکاب کی گنجائش نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

فتنہ کے وقت تنہائی

سوال [۱۰۱۱۵]: جب دورِ فتن ظاہر ہو تو خلوت وتنہائی میں سلامتی ہے، لہٰذا دور بھی ظاہر ہوا کہ نہیں؟

۲: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ الخ آیت کریمہ کا مصداق کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱: جو آدمی اپنے دین کی حفاظت اپنے معاشرہ اور ماحول میں رہ کر نہیں کرسکتا ہے اور تنہائی میں رہ کر کرسکتا ہے تو اس کے لئے اب بھی یہ وقت ہے(۱)، اُس کے پاس دین بھی نہیں ہے اور تنہائی میں رہ کر دین

= "إبليس ما كانوا يفعلون ذٰلك" وقال الإمام أحمد رحمه الله تعالى: ... عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لما وقعت بنو إسرائيل في المعاصي، نهتهم علماؤهم، فلم ينتهوا، فجالسوهم في مجالسهم" قال يزيد: وأحسبه قال: "وآكلوهم وشاربوهم، فضرب الله قلوب بعضهم ببعض، ولعنهم على لسان داود وعيسى بن مريم". (تفسير ابن كثير، المائدة: ۷۹، ۲/ ۸۴، ط: دار السلام رياض)

(وجامع الترمذي، أبواب التفسير، المائدة ۳: ۱۳۵، سعيد)

(۱) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "يوشك أن يكون خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر، يفر بدينه من الفتن". رواه البخاري (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، الفصل الأول ۲: ۴۸۲، دار الكتب العلمية بيروت)

"والآية تدل على أن من لم يتمكن من إقامة دينه في بلده كما يجب، وعلم أنه يتمكن من إقامته في غيره خفت عليه الهاجرة". (التفسيرات الأحمدية، النساء، ۹۷، ۱/ ۲۶۲، قديمي)

(وكذا في أحكام القرآن للجصاص، النساء، ۹۷، ۲: ۳۵۳، قديمي)

(وكذا في التفسيرات الأحمدية، النساء، ۹۷، ص: ۳۰۵، كريمي)

[illegible] کرنے کی وجہ سے [illegible] ہے اس کی وجہ سے [illegible] یا [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

مایتعلق بالمواعظ والنصح

(وعظ ونصیحت کا بیان)

غیر عالم کی تقریر سننا

سوال[۱۰۱۱۲]: یہاں کے مسلمانوں نے ایک سیرت کمیٹی مقرر کرلی ہے جس کی تقریر سے بعقیدہ دلوں کے تصحیح ہوتی ہے، سیرت ہوتی ہے، سیدھی راہ کی رہنمائی ملتی ہے، ان کے جلسوں میں مرد، عورتیں، بچوں، علاوہ خواص مردوں سب ہی کی تقریروں کو دلچسپی سے سنتے ہیں، جب بات قرآن وحدیث والے کے پاس سے جاتی ہے، اثر ہوتی ہے، اثر ہوتا ہے اور تقریریں بیان کرنے والے کے بعد دوسرے مقرر کھڑے ہوتے ہیں جو عالم نہیں ہوتے، قرآن واردو کا تلفظ صحیح نہیں، گو وہ بھی کچھ پڑھ لیتے ہیں، اردو بھی کچھ نہیں آتی، البتہ اردو کی کتاب کچھ پڑھ لیتے ہیں، دینی مطالعہ بہت اچھا ہے، بعض یہ مطالب قرآن سے، اب اللہ سب الفاظ نے ان کے منہ سے اپنی طرف سے بولنا چاہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان پڑھ لوگ تقریر سنانا اور ان کی تقریریں سننا درست نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

حافظ بدر حسین صاحب خانقاہی، پروفیسر دواخانہ مخلہ بازار سے ترین مراد آباد

الجواب حامداً ومصلیاً:

وعظ واصلاح اصالۃً مناسب اہل علم وخانقاہی کا منصب اور فریضہ ہے، غیر عالم عامۃ حدود الٰہی، رعایت کرنے اور حق وباطل میں تمیز کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، آج کل صحیح علم دین عمومی طور پر تو بالضابطہ تحقیق علوم دینی خدمت میں رہ کر مستقل پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے، کبھی کبھی کسی کو بالہبہ صحبت اور مطالعہ کتب سے بھی کچھ علمی ملکہ ہوجاتا ہے اور طبیعت میں سلامتی ہو اور خباثت وخونیت سے حق تعالیٰ محفوظ رکھے، تو یہ بھی ہوجاتا ہے کہ محض کاروبار کی صحبت سے حاصل ہوا ہے، صحبت نافع ہوجاتا ہے، پھر صحبت اکابر سے قوت مجاہدہ بھی پیدا ہوجائے، تو ایسے علم والے کے سامنے اونچا بھی بیٹھتے اور اس کی صحبت بہتیرے کو اکسیر سمجھتے ہیں، اس کی نظیر میں ماضی قریب وبعید میں بھی موجود

ہیں اور زمانہ حال میں خال خال نہیں، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے اونچے درجے کے محقق و متبحر علماء تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت سے وہ چیز حاصل کی جو مدرسہ میں ان کو نہیں ملی تھی، لیکن ایسی نظیریں خال خال ہوتی ہیں، پس اگر مقدر موصوف کو خدائے پاک نے اپنی رحمت تذکیر بتاثیر سے نوازا ہے اور علماء ان کی تقریر پر تحریر پر اصول شرع کے مطابق صحیح اور ان کے جوابات کو معتبر فرماتے ہیں تو ضرور ان کا وعظ خطاء اور تقریر سے مستفید ہوتا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۱/۸۶ھ۔

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہ، بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۱/۸۶ھ۔

علماءِ سوء اور ان کا علاج

سوال [۱۰۱۱]: آپ مولوی صاحبان جو کہ مفتا(۱) جو فروش ہیں، ہمیشہ وقوع کفر کا فتویٰ دیتے رہتے ہیں، دونوں میں اور ان کو کیا کہا جائے؟

"من بفرق بین النبی، فاضرب بالسیف" سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو لوگ اپنے نفس واقتدار کی خاطر قوم کو لڑاتے ہیں وہ "من تحت أدیم السماء" میں(۲) ان

---

(۱) "مفتا" جو فروش کندم نما جو فروش گندم نما جو بیچنے والا، جس کے ظاہر اور باطن میں فرق ہو مکار، دغاباز، دھوکا دینے والا۔ (فیروز اللغات ص ۱۹۸، فیروز سنز لاہور)

(۲) "عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم "يوشك أن يأتي على الناس زمان لا يبقى من الإسلام إلا اسمه، ولا يبقى من القرآن إلا رسمه، مساجدهم عامرة، وهي خراب من الهدى، علماؤهم شر من تحت أديم السماء من عندهم يخرج الفتنة". (شعب الإيمان للبيهقي، الباب عشرون باب في نشر العلم: ۲/ ۲۱۱، رقم الحديث: ۱۷۰۸، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في كنز العمال، المجلد السادس: ۱۰/ ۹۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(ومشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الثالث، رقم الحديث: ۲۶۹: ۱/ ۲۴۱، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

کا مدار یہ ہے کہ ان کی باتیں سنی جائیں "والانصات للخطیب" کا حکم ہر ایک کے لئے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۲/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ، ۳۰/ ۲/ ۸۸ھ۔

نماز کے بعد مسئلہ مسائل بیان کرنا

سوال [۱۱۱۱۱]: ایک شخص صبح کی نماز میں مختلف مسجدوں میں روزانہ جاتا ہے وہ سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ نماز میں جہر والی طرح پڑھو اس طرح پڑھو اگر تختے خشک رکھنے یا پیشاب کا قطرہ نکل یا اور کوئی چیز ایسی بیان کرتا ہے کہ یہ باتیں ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔ یہ تو ٹھیک ہے نماز پڑھ کر سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو جاتا ہے تو لوگ دوسری رکعت میں شریک ہوتے ہیں اس کا دھیان اس کے دعوؤں میں تبدیل ہو جاتا ہے، اس سے کہتے ہیں جب سب نماز سے فارغ ہو جائیں اس وقت بیان کریں، ہمارا قول ہے کہ امام جب نماز سے فارغ ہو جائے تو اس وقت بیان کریں اور مقتدی مانع ہوتا ہے، کہتا ہے کہ قرآن شریف بھی نماز سے پہلے ہو جائے، تو اس وقت بیان کریں اور مقتدی مانع ہوتا ہے، کہتا ہے کہ قرآن شریف بھی نماز سے پہلے ہو جائے، مسجد میں داخل ہو تو سلام بھی مت کرو، لوگوں کا دھیان بٹے گا، کیا اس کا یہ عمل جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس وقت لوگ نماز میں مشغول ہوں اس وقت اس شخص کو بیان نہیں کرنا چاہیے، اس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۵/ ۱۴۰۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۵/ ۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) "(جمع المسبحة سبعا سبعا وحلقا على المسبحات ذكر الحصاة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهره على مصل أو نائم أو محتضر) وفاقا لهما الخ" (الدر المختار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في رفع الصوت بالذكر: ۱/ ۶۶۰، سعيد)

"(وكره قراءة القرآن في الطواف كذا في الملتقط، لا بأس بجهر غير المشغلين بالأعمال" (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن والذكر والدعاء الخ: ۵/ ۳۲۱، رشيدية)

وكذا في شرح الطحاوي حتى لأئمة والنظار، انظر في أحكام المسجد: ۱/ ۴۹۱، إدارة القرآن كراچي)

کتاب السلوک والإحسان

اولیاء صالحین کیا پہلے بھی پیدا ہوئے تھے؟

سوال [۱۰۱۱۴] اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں بھی ایسے اولیاء اللہ ہوتے تھے، اگر نہیں تو کیا سبب، اور کیا حکمت ہوئی تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پہلے بھی پیدا ہوتے تھے، واللہ اعلم۔

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۰/۹۰ھ۔

تحقیقِ مجدد

سوال [۱۰۱۱۵] الف۔ مجددین امت کے تعین کی سند کیا ہے؟ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے نام بتلائے ہیں؟

ب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سے اب تک کتنے مجددین آئے ہیں، ان کے بعد قرن کی طرح پر بھی کوئی خاص بات ہے؟ نیز ان مجددین کے زمانہ میں کتنے مجددین کرام گزرے ہیں؟ کیا ان عددی کا تعین بھی کوئی طور پر کیا جاسکتا ہے؟

ج۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے بارے میں حضرت امام ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت شاہ اسحاق، حضرت علامہ انور شاہ، حضرت مدنی، حضرت تھانوی، حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے حوالہ میں مندرجہ بالا سوالات کی روشنی میں جواب باصواب سے نوازا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ابوداؤد شریف میں ہے (۱):

"اس امت پر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مبعوث فرماتے ہیں، جو کہ امت کے دین کی تجدید کرتا ہے، یعنی جو حقیقی معروف ہوگئیں ان کو جاری کرتا ہے اور جو بدعتیں جاری ہوگئی ہیں ان کو مٹاتا ہے" (۲)۔

اس شخص کی تعیین حدیث شریف میں نہیں ہے، البتہ اہل علم تقویٰ حالات احوال قرائن سے بطریق ظن غالب تجویز کیا کرتے ہیں کہ فلاں عالم میں یا اہل صفات دیکھے ہیں، جو اس حدیث کا مصداق ہوسکتا ہے، اسی حدیث کی بنا پر ائمہ کے فنون پر ہوتی ہوتے ہیں، ایک صدی کے ختم پر اور دوسری صدی کے شروع پر اس کے تجدید کی ذمہ داری ہوتے ہیں، یہ کبھی تنہا ایک شخص ہوتا ہے، کبھی ان سے زائد تھی کی ایک جماعت بھی ہوتی ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک صدی میں دو شخص ہوئے افضل یہ ہوتا ہے اور دین کی خدمت انجام دے کر رخصت ہوتا ہے، نئی صدی کا شروع پاتا ہے اور یہ صدی کا آخر اور دوسری شروع میں تفصیل مذکور ہے (۳)۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها. سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب ما يذكر في قرن المائة، ۲/۲۳۷، رقم: ۴۲۹۱.

وكذا في المستدرك على الصحيحين، كتاب الفتن والملاحم، رقم الحديث: ۸۵۹۲، ۵/۵۶۵، قديمي.

ومشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۲۴۵، ۱/۳۲، قديمي.

(۲) "بين النسخ على البدعة" ويكثر العلم، ويعز أهله، ويقمع البدعة، ويكسر أهلها. مرقاة المفاتيح، كتاب العلم، رقم: ۲۴۵، ۱/۳۶۰، رشيديه.

وكذا في بذل المجهود، كتاب الملاحم، باب ما يذكر في قرن المائة، ۵/۱۰۳، مكتبة الشيخ.

وكذا في عون المعبود، كتاب الملاحم، باب ما يذكر في قرن المائة، ۴/۳۰۵، دار الفكر بيروت.

(۳) اختلفوا أن المراد من رأس المائة في هذا الحديث، وقال النطبي: الرأس مختار على آخر المئة، وقيل: رأس مائتين أيضاً لمئة الأخرى. انتهى. ومما قال بعض السادات لا يخالف: إن قيد الرأس =

محقق رحمہ اللہ کی ان حدیثوں کی تشریح میں لکھے گئے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی، حضرت علامہ تاج الدین سبکی، امام جلال الدین سیوطی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس پر کافی بحث کی ہے۔ مجدد الف ثانی کے زمانہ کے بعد اہل صدق کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز، شاہ اسماعیل شہید، سید احمد بریلوی کے بعد امام شوکانی، احمد شاکر، محمد حامد فقی، قاضی ابوالحسن ابن مرتاح رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوالحسن (الاشعری) رحمہ اللہ تعالیٰ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بدوی رحمہ اللہ تعالیٰ، محمد بن ابراہیم الوزیر رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوبکر بن ابوالقاسم الاندلسی الاشبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوالحسن علی بن مہدی طبری رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوالحسن علی بن اسماعیل

حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق اکابر کی رائے ہے کہ انہوں نے ایک ہزار سال تک کی مردہ سنتوں کو زندہ کیا، بعض حضرات نے حضرت شاہ ولی اللہ کو بھی مجدد لکھا ہے مگر انہیں نے ہر صدی کا شروع پایا، ورنہ صدی کا آخر، جن اکابر کے نام لے کر آپ نے ان کے درجات و مراتب کو دریافت کیا ہے، میں ان حضرات کے درجات کو کیا پہچانتا، ان کے خدام کے خدام کے درجات کو بھی نہیں پہچانتا، بعض اکابر سے سنا ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ مع اپنی جماعت کے مجدد تھے کہ ان کے کام سے تیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں بہت نمایاں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/ ۱۱/ ۱۴۰۰ھ۔

اقطاب وابدال کا ممکن معلوم کرنے کا حساب

سوال [۱۰۱۱۲]: بعض کتب تصوف میں اقطاب وابدال کے ممکن کے بارے میں ایک حساب لگا کے یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں قطب فلاں وقت فلاں مدت میں رہتا ہے، آیا یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ابدال کے متعلق تو کتب حدیث میں کچھ تعیین ملتی ہے(۱)، باقی سب عالم کا بقرائن وعلم میں نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۵/ ۹۱ھ۔

---

(۱) "عن شريح بن عبيد قال ذكر أهل الشام عند علي رضي الله تعالى عنه وقيل: العنهم يا أمير المؤمنين! قال: لا، إني سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: الأبدال يكونون بالشام، وهم اربعون رجلاً، كلما مات رجل أبدل الله مكانه رجلاً يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الأعداء، ويصرف عن أهل الشام بهم العذاب" (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب ذكر الجن والمنام، ذكر أويس القرني، الفصل الثالث: ۵۸۲/۲، ۵۸۳، قديمي)

وكذا في مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه (۱۸۰/۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"عن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "الأبدال في =

کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

سوال [۱۰۱۲۲]: جمہ می فرمایند علمماء کرام ومفتیان کرام اندریں مسئلہ فقاء راشدین صحابہ کرام علیہم رضوان، ائمہ مظام کے بعد اولیاء کرام میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو اپنے مالک جل شانہ کو زیادہ خوش کرے اس کا مرتبہ زیادہ ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۵/۹۶ھ۔

روحانیت کا حاصل

سوال [۱۰۱۲۳]: روحانیت اور امامکاری ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر جمع ہو سکتی ہے تو کیسے؟

- هذه الأمة ثلاثون مثل إبراهيم خليل الرحمن عز وجل كلما مات رجل أبدل الله تبارك وتعالى مكانه رجلا". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه، ۳۶/۲۰۳، رقم الحديث: ۲۲۲۷۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "قوله تعالى "إن أكرمكم عند الله أتقاكم" وفي هذه الآية ما يدلك على أن التقوى هي العز عند الله تعالى وعند رسوله دون الحسب والنسب الخ". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، الحجرات: ۱۳، ۸/۲۲۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"إن أكرمكم عند الله أتقاكم" تعليل للنهي عن التفاخر بالأنساب المستفاد من الكلام بطريق الاستئناف التحقيقي كأنه قيل: إن الأكرم عند الله والأرفع منزلة لديه عز وجل في الآخرة والدنيا هو الأتقى، فإن تفاخرتم ففاخروا بالتقوى". (روح المعاني، الحجرات: ۱۳، ۲۶/۹۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"عن درة بنت أبي لهب رضي الله تعالى عنه قالت: قام رجل إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو على المنبر، فقال: يا رسول الله أي الناس خير؟ قال: خير الناس أقرأهم، وأتقاهم لله عز وجل، وآمرهم بالمعروف، وأنهاهم عن المنكر، وأوصلهم للرحم". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث درة بنت أبي لهب رضي الله تعالى عنه، رقم الحديث: ۲۷۴۹۸، ۴۵/۵۸۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

روحانیت سے غالباً یہ مراد ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا جاوے اور جسم کی خواہشات پر روح کو غلبہ حاصل ہوجاوے، ایسی حالت میں تو دل حرام کاری سے بہت بچتا ہے، مگر معصوم پھر بھی نہیں ہوجاتا، البتہ اگر کسی وقت نادانستہ کا معاصی سے ہوجاوے تو وہ شرمندہ ہوتا ہے، روتا ہے، خدا سے توبہ کرتا ہے، بغیر پکی توبہ کئے اس کو چین نہیں آتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۰/۶۸ھ۔

☆...☆...☆...☆...☆

www.ahlehaq.org

مایتعلق بصفات الشیخ وأهمیة التزکیة

(شیخ کے اوصاف اور تصوف کی اہمیت)

اپنا علاج کیسے شخص سے کرایا جائے

سوال[۱۰۲۲۰]: مجھے مذہب کی راہ سے کوئی طریقہ بتایئے جس کے مطابق عمل کرنے سے مجھے قلب وشبہ اور وسوسہ کی اس خطرناک اور مہلک بیماری سے ہمیشہ کے لئے نجات ملے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصل یہ ہے کہ بیمار کو اپنا علاج خود نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ماہر ڈاکٹر حاذق اور مصلح کی رائے پر عمل کرنا چاہیے، آپ بھی اپنے لئے کسی شخص کو تجویز کرلیں، جو عالم ہو، متبع سنت ہو، کسی کے نہ کسی بزرگ سے زیر تربیت رہا ہو، ان بزرگ نے اس پر اعتماد کرکے اس کو تربیت کے لئے خلافت دیدی ہو، دل کی اصلاح کی تربیت سے شغل ہو، تو اپنے آپ کو اس کے حوالہ کردیجئے اور اپنے حالات سے اس کو پوری طرح مطلع کیجئے اور اس کی ہدایت پر عمل کرتے رہیے، وقت نکال کر اس کے پاس جاکر وقت بھی کرتے رہیے، اللہ پاک سے دعا کرتے رہیے وہ مقلب القلوب ہے، آپ کو پریشانی سے نجات دے اور سکون عطا فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مثنوی شریف کے مطالعہ کا فائدہ اور طبیب روحانی کی پہچان

سوال[۱۰۲۲۵]: حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مثنوی شریف کو پڑھنے کے بعد کس علم وقوت اور ملکہ کا پتہ چلتا ہے اور اس سے کیا فوائد ہیں اور طبیب روحانی کی کیا پہچان ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف معرفت اللہ اور علوم کا بیش بہا خزینہ ہے،

جس سے اپنے نفس کے عیوب بھی منکشف ہوتے ہیں، طبیب روحانی کی پہچان کلید مثنوی (۱)، التکشف (۲)، فتاوی عزیزی (۳)، القول الجمیل (۴) میں مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۵/۸۵ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

(۱) (کلید مثنوی لمولانا اشرف علی التھانوی، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۲) (التکشف عن مہمات التصوف، حقیقت طریقت، ص: ۷، کتب خانہ مظہری)

(۳) (فتاوی عزیزی، فضائل شیخ: ۲/۵۰۰-۵۰۳، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

(۴) (شفاء العلیل (ترجمہ) القول الجمیل، شرائط مرشد، ص: ۳۳-۳۵، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

مایتعلق بالبیعۃ

(بیعت کا بیان)

بیعت کا حکم

سوال (۱۰۱۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بعض لوگ بیعت کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں تو کیا ان کا یہ عمل شرعاً درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصلاح نفس اور تزکیہ اخلاق کے لئے کسی کامل شیخ سے نسبت قائم کرنا بیعت کہلاتا ہے یا کسی دوسرے نام سے، فی نفسہ شیخ کا تصور بھی شیخ سے نسبت ہی ہے لہٰذا یہ امور فی نفسہ جائز بلکہ مستحب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(دار الافتاء فتحپوری، دار العلوم دیوبند، ۹/۶/۹۵ھ)

رویئے سے بیعت ہونا

سوال (۱۰۱۱): بعض لوگ بیعت ہوتے ہیں اور ان کو بیعت خلافی طور پر کرتے ہیں کیا آپ بیعت کو چھوڑ دیں وہ لوگ کے ساتھ رویہ ان کا کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب کسی پیر سے شریعت کے مطابق بیعت ہو اور صاحب نسبت ہے اور اس کی تربیت سے فائدہ بھی ہوتا ہے تو دوسرے پیر سے بیعت نہیں ہونا چاہیے اور اس کو رد بھی نہیں کرنا چاہیے اخلاق کا معاملہ سب کے ساتھ کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(دار الافتاء والارشاد، دار العلوم دیوبند، ۱۳۹۸/۳/۲۰ھ)

کیا پیر اور مرید کے لئے ایک امام کا مقلد ہونا ضروری ہے؟

سوال[۱۰۱۰۹]: پیر اور مرید کو ایک امام کی تقلید کرنی ضروری ہے یا ایک نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں؟ کیا وہ ایک دوسرے کی اقتداء کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصلاح باطن اور تزکیۂ نفس کے لئے بیعت کی جاتی ہے (۱) فقہی مسائل میں کہ پیر اور مرید کا مذہب ایک ہو تو بھی مضائقہ نہیں دونوں میں اختلاف ہوگا تو کچھ بھی تشویش نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/۹۲ھ۔

تمبو کے تاجر کو اجازتِ بیعت

سوال[۱۰۲۱۰]: زید بکر کے یہاں بیڑی مزدوری ہوتی ہے زید بعینہٖ بیڑی اپنے اہل تعلق میں سے دو صاحبین کو ستر بندی کرکے اجرت دیا جاتا ہے ہر دو صاحبین اس کو فروخت کرتے ہیں اور تمباکو خریدنی اور خوردنی کی تجارت کرنے والے ہیں کیا ان صاحبین کو اجازت دے سکتے ہیں اور بیڑی کی تجارت بھی کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر ان دونوں پارٹ نے اخلاق فاضلہ اتباع سنت احسانیہ سے آراستہ ہو گئے ہوں تو ان کو اجازت دینا درست ہے تمباکو خوردنی و نوشیدنی کی تجارت حرام نہیں ہے، ناپسند ہے بہ وجوہ متعددہ ہے۔ یہ ایسی چیز نہیں کہ کسی مذہب سے ایک قول کو لے کر جائز ہو جائے، چوڑیوں کی تجارت بھی فی نفسہ جائز ہے مگر اہل زمانہ کو بوجہ اس کے ان کا استعمال زینت کی جاتی ہے اور بیہودہ رسوم و کام کرتے ہیں ایسے پر فتویٰ سے گنجائش رہتا جائز نہیں، جو شخص صاحب نسبت ہو گا وہ بھی ایسی چیز سے خوش نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۶/۸۵ھ۔

---

(۱) "عن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وحوله عصابة من اصحابه بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا، ولا تسرقوا ولا تزنوا، ولا تقتلوا اولادكم" (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان ۱/۱۲، قديمي)

بغیر اجازتِ شیخ بیعت کرنا

سوال[۱۳۱۰۱]: اگر کوئی ایسا شخص جو کسی شیخ طریقت سے بیعت نہیں، تو اس کے لئے یہ بات جائز ہے یا نہیں کہ کسی کو اس طرح پر بیعت کرے جس طرح پر کہ مشائخ طریقت بیعت کرتے ہیں اور اس کو اس طرح پر ذکر وغیرہ بتائے بعینہ جس طرح پر کہ مشائخ اپنے مریدین کو بتاتے ہیں یا صرف نماز، روزہ، چوری، زنا وغیرہ کے کرنے اور نہ کرنے کی بیعت لیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے، کسی کو بیعت کرنے کے لئے اس بیعت کرنے والے کا کسی شیخ طریقت سے مجاز ہونا ضروری نہیں، لیکن اس سے اندر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا جائز ہو تو پھر اس زمانہ میں جیسا کہ بہت سارے غلط قسم کے پیر بغیر کسی نسبت شیخ کے قائم ہونے کے عوام کو بیعت کرتے رہتے ہیں ان کو تو یا ایک بہانہ ہو گیا کہ علماء نے اس کو جائز کہا ہے۔

دوسرے بھی اور مفاسد اس سے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، نیز جب کئی کتب تصوف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زہد تصوف میں کامل ہونا بیعت کا ہونا ضروری ہے، ورنہ شیطان اغوا کر کے کہیں سے کہیں لے جائے گا۔ جیسا کہ تصوف کی کتاب ترجیح الجواہر الملکیہ میں ہے:

"الا نفس أسوافل أهل من جهة أنها تعمل ما تعمل بشرفها وزانها. فلما في ذلك لذعت التصوف وإن طلاق وفي نفر انفض هي مقهورة تحت حكمه لذلك فيف وه من حيث أنها لا خطاها فيها وقد ث من جملة الحكمة باشتراط الدخول تحت توبه العرفه لتسلمل الفص تحت حراث فهوزه ونهيه فلا تعمل بحظها وشهوتها حتى قالوا لاتكون تحت حكم خلاه خير لك من أن تكون تحت حكم نفسك فقط(۱).

وفي الرسالة القشيرية، ص: ۱۸۲ (۲)

---

(۱) سائل کی ذکر کردہ عبارت درست نہیں ہے اور جس کتاب (ترجیح الجواہر الملکیہ) کے حوالے سے یہ عبارت نقل کی ہے، وہ کتاب حوالۂ بندہ کے بارہا دیکھنے میں نہیں آئی۔

(۲) الرسالة القشيرية للإمام أبي القاسم عبدالكريم بن هوازن القشيري، باب الوصية للمريدين، ص =

سمعت الأستاذ أبا علي الدقاق يقول: إذا سئلت مسألة من غير
علم فيها نورى لم تكن الآخرة كالدنيا لم يكن له أستاذ يأخذ به
طريقه بسبب فضل هو عائد هواه لا يجد نفاذ ثم إذا أراد السلوك فجاهد
الجملة وجد أن الله سبحانه من كل وجه فيجمع قرآنه
وسنته وجميعها وصدرها وكثيرها ويحتاج في زمن الحضور لا يدوس له
أرض خصومه لا يتبع له من عدو نصرة بشيء وعلى هذا فحرروا"

اس عبارت سے کسی کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی ضروری معلوم ہوتی ہے اور ایک ایسا شخص جو اگرچہ علم ظاہر ہو اور سنت کے تتبع ہو مگر راہ سلوک کے اندر کسی شیخ طریقت کے تحت رہ کر محنت و مشقت اٹھا کر اس کی کیفیت واقعاتی سے مطلع نہ ہوا ہو اور کسی راہ دان منزل شناس سے واقف نہیں ہوا ہو اس کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے یا نہیں کہ وہ کسی کی بیعت کرلے اور اس راہ کی تصحیح دے؟ بندہ کو یہ اشکال ہے اور یہ کہ عدم مسلک کی حقیقت سے بندہ کو مطلع فرمائیں۔ بین توجروا۔

نیز حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشادات شیخ الاسلام میں اور مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسائل تعلیم الدین میں بغیر اجازت یافتہ لوگوں کو کسی کو بیعت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مصلحتوں کے لئے عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ کی تحصیل ضروری ہے اور صرف درجہ علم تک اس کا جاننا یا سمجھنا کافی نہیں، بلکہ ان سے متصف و آراستہ ہونا اور اس میں ملکہ قویہ اور کیفیت کا حصول نہایت قابل اہتمام ہے، اس دور میں استعداد ہیں اتنی ضعیف ہیں کہ بغیر شیخ کامل محقق سے رابطہ قویہ قائم کئے اصلاح نہیں ہوتی، اخلاق رذیلہ کی اصلاح نہیں ہوتی، دل کو احسان اور اخلاص نہیں، نفس کی صحبت اور بیعت سے راہوں کو پہچانے بغیر کسی کی ایسے شخص کا شیخ بن کر دوسروں کو بیعت کرنا اپنے کو اور نافع تربیت و اصلاح کے شرف سے محروم رکھنا اور طالبین کے لئے بصورت اتباع حق سے صد راہ بنتا ہے، شیخ کامل کی علامت "التحفہ" وغیرہ میں مذکور۔

- ۲۲۱ - ۲۲۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ہے تو بیعت کے فرق نہیں بالکل ہے تو بیعت اور ہے اور ہے تو بیعت اور ہے اور ہے تو بیعت اور ہے۔

(۱) اور کتبوفتاویٰ (۱) ۱۳۹۳ھ، ج ۱۰، ص ۳۲۰ تا ۳۲۵ھ۔

پیر بدلنا

سوال [۱۰۱۲] | زید اپنے پیر سے مرید ہوا تھا، چند سال کے بعد اس سے بیعت بالکل ختم کر دی اور دوسرے پیر سے بیعت ہو گیا، کیا یہ جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کیا پہلے پیر کی اجازت ضروری ہے؟ اگر اجازت ضروری ہے تو پہلے پیر سے مرید ہونے کے بعد اس کو کتنے عرصہ کے بعد دوسرے پیر سے بیعت ہونا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جواب اس سائل سے تفصیل کے ساتھ دریافت کیا جائے، پھر اس کا جواب لکھا جائے گا۔

(۱) احسن الفتاویٰ، ج ۱، ص ۲۲۹، ۲۳۰۔

کتبہ محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۹/۹۹ھ۔

صحیح: عبداللہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۹/۹۹ھ۔

بے دین پیر سے بیعت کرنا

سوال [۱۰۱۳] | کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے ایک بے دین پیر سے بیعت کی، اس نے اس کو ذکر بتلایا، اس نے ذکر کیا، اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوا، اس نے اس پیر سے بیعت توڑ دی، اب وہ دوسرا پیر کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر پیر نے خود اپنا یہ مسلک ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ بے دین ہے اور اس کو اس کا علم نہیں ہوا تھا تو اس کو پیر بنانے میں گناہ نہیں ہوا، اب اس کو چاہئے کہ اس سے بیعت توڑ دے اور کسی دین دار پیر سے بیعت ہو جائے۔

---

(۱) ولو صح أن صنيعه لم يرتد بعد الإعادة عندنا لا ينفع بعد الإساءة ... ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری، باب فسخ الحج، ص ۲۰۰، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

ولا يفسخ حج الكافر إن أسلم ولا عن الفاسد إذا أسلم ولا الصبي إذا بلغ بعد الحج وإن وجب عليهما بما أدّيا ... منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الحج

[illegible] ایک شخص سے روایت ہوا جائے تو اس روایت کو علماء اس کے متن قرآن و حدیث کے موافق ہوں، ثابت پر عمل کرتا ہو، جس بات کی ثابت نہ ہوتا ہو، حرام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [illegible] اور اخلاق فاضلہ [illegible] کی روایت سے ثابت [illegible] اس روایت کو قبول کرتے ہیں، اہل بیت [illegible] ان پر اتنا [illegible] پاس [illegible] اور اس کی وجہ سے [illegible] ان کی احتیاج ہوتی ہے [illegible] ان کی رحمت [illegible] اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ (۱)

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۸/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: عبدالحق غفرلہ، حبیب اللہ عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۸/ ۸۸ھ

---

(۱) [illegible] ۳۲۹ [illegible]

(۲) [illegible] (دارالاشاعت کراچی) ص ۳۲ [illegible] (دارۃ القرآن کراچی)

(۳) [illegible] ص [illegible] [illegible] [illegible]

مایتعلق بمجالس الصوفیۃ واذکارھم

(صوفیاء کی مجالس اور ان کے اذکار کا بیان)

ختم خواجگان کی تاثیر

www.ahlehaq.org

۴ "تم کو اپنی بات سے متعلق نہ دوسرے کو تکلیف دینا چاہیے"

بجواب حامداً ومصلیاً:

تم کو اپنی بات میں خلاف شرع دلیل پیش نہیں کرنی۔ مطلب میں مذکور ہے (۱) [illegible] جاتا ہے [illegible] ہے [illegible] سے پہلے [illegible] میں [illegible] اور [illegible] پاتا ہے [illegible] ہے (۲) [illegible] اس نے [illegible] اس نے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کرتے [illegible] ہے [illegible] یہ [illegible] صورت [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۳۹۱ھ

[illegible]

[illegible] ہے

[illegible] ہے [illegible] یہ [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

چاہے شریک ہو، اس کا ثواب چاہے نہ شریک ہو، اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرمائیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (دار العلوم دیوبند، ۸/۲۱، ۳۱۹ھ)

پیر کے بتلائے ہوئے وظیفہ کی شرعی حیثیت

سوال [۱۰۱۳۶]: شیخ نے جو وظیفہ تجویز کیا ہے اس کا پڑھنا کیسا ہے؟ اس کا پڑھنا ثواب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

خدا تعالیٰ کی طرف سے نماز، روزہ وغیرہ میں جو تلقین نہیں [ہے] وہ تلقین نہیں [ہے] بتلانے والے کی تلقین محض از راہ مشورہ کے ہے، ثواب اللہ تعالیٰ دیں گے۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۹/۳/۹۷ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین، دار العلوم دیوبند۔

دل سے دعا پڑھنا

سوال [۱۰۱۳۷]: بعض دعائیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دعا پڑھتے وقت دعا کے الفاظ میں زبان سے حرکت نہ کرے، بلکہ الفاظ دل میں پڑھے، تو یہ عمل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ نہیں معلوم ہوسکا ہے کہ کون سی دعا ہے جس کا یہ عمل ہے، اس کا تعین کرنا چاہئے، تاکہ اللہ تعالیٰ علم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۳/۳/۹۷ھ۔

حلقۂ ذکر مخصوص ایام میں اور اس میں عورتوں کی شرکت

سوال [۱۰۱۳۸]: بعض لوگ ہر ماہ کی ۱۴ تاریخ کو اور بعض ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو ذکر کا حلقہ کرتے ہیں

۱۔ [illegible] ۳/۹۷ھ (جامعہ)

۲۔ وكذا في الهداية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/۶۳، (سهيل اكيڈمی لاهور)

۳۔ وكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الاذان والاقامة، ۱/۲۱۰، (فاروقی)

www.ahlehaq.org

[illegible]

قوالی اور عرس کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible]

الثانیہ میں [illegible]

[illegible]

كتاب السير والتاريخ

باب في شمائل النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

(شمائل نبوی کا بیان)

قدم شریف وغیرہ تبرکات کا حکم

سوال [۴۲۱۰]: [illegible] تبرکات ہیں جس امداد علی میں [illegible] ہے ان کا [illegible] ہے اس کا [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

الجواب صحیح [illegible]

کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے لئے بددعا فرمائی ہے؟

[illegible] کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے لئے بددعا فرمائی ہے؟ [

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

آیت کا اول نازل ہوئی تھا یہیں [illegible] ۱۲

اس سے بعد سے یا ماننا ہوا یا ماننا ہوا اب اس سے [illegible] خاص نے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی مخلوق لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا و سخاوت کیوں قربان کرتے تھے (۱۲ فقیر عفی عنہ)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لباس مسنون اور سر کے بالوں کا حال

سوال [illegible] پیغمبر [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیسا لباس تھا؟ آپ نے کیسا لباس پہنا فرمایا؟ آپ نے خلق و تکبر سے [illegible] بال رکھائے میں آپ کا معمول کیا تھا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کم از کم کتنے کیسے بال رکھا؟ آپ نے کیسے بال رکھنے کی تعلیم فرمائی اور کوئی عمل آپ نے مخصوص بال رکھے ہوں یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کی تعلیم دی ہو کہ اس کے علاوہ کوئی اس طرح کے بال رکھے یا کوئی خاص وضع اختیار کرے تو ثواب ملے گا یا [illegible] ہو بینوا توجروا

■ فی مستدرک علیہ عن عائشۃ [illegible] فقالت حبی شیء [illegible] فقیا سلم بذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحمد وحمدہ [illegible] وقعت علیہ سبیہ [illegible] فقد الاکفوک ذلک [illegible] روح المعانی ابن عمران ۱۲۱ ۴ ۵۰ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۲ آل عمران ۲۹ ۔

۳ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت [illegible] وما خیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین امرین قط الا ان یستہلک حرمۃ اللہ فینتقم للہ بہا [illegible] صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۵۱۳ ۱ قدیمی۔

۴ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للآثام واختیارہ من المباح اسہلہ [illegible] اللہ تعالیٰ عنہا مالم یکن حراما ۲ ۲۵۰ قدیمی۔

۵ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب [illegible] فی المجاور فی الامر ۲ ۳۰۱ رحیمیہ

الحجرات حاشیۃ مفصلاً

چوتھی رکعت (۱۲) امام دین پناہ جب سلام پھیرتا ہے تو یہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں (۱۳) اور اپنے باقی رہے ہوئے تین رکعات پڑھتے ہیں (۱۴) اور اپنے

---

(۱۰) کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقسم فی الناس ما وعد من ازواجہ وزیادۃ او یقسم لبعضہن دون بعض او غیر ذلک۔ (زہاف السادۃ المتقین، باب القسم والعدل فی المبیت، ۹ / ۲۹۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ القمیص (شمائل الترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۵، مکتبہ)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان احب الثیاب ان یلبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القمیص (شمائل الترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۵، مکتبہ)

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ مرط من شعر اسود (شمائل الترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ، ص ۶، مکتبہ)

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لو ان رجلا جاء الی رسول اللہ من القمیص (شمائل الترمذی، باب ما جاء فی صفۃ کلام رسول اللہ، ص ۱۰۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت اسعی مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وعلیہ رداء نجرانی غلیظ الحاشیۃ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اعطاء المؤلفۃ وہم یحبون علی الاسلام لقلۃ یقینہم، رقم الحدیث ۲۴۲۹، ص ۲۲۲، دار السلام)

عن ابی بردۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخرجت لنا عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کساء ملبدا، وازارا غلیظا، فقبضت علیہما، وقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ہذین (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۵۸۱۸، ص ۵۱۵، دار السلام)

(۱۱) کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول حتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حجتہ

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہم ارحم المحلقین قالوا والمقصرین، قال اللہم ارحم المحلقین، قالوا والمقصرین، قال والمقصرین یا رسول اللہ، قال لانہم لم یشکوا (صحیح البخاری، باب الحلق والتقصیر عند الإحلال، رقم الحدیث ۱۷۲۷، ص ۱۵۳، دار السلام)

[illegible] ۲ وصحیح مسلم باب جواز تخییر المصلی فی شعرہ وما یلاحیٰ جلد ۱ ومسند احمد کل حدیث کعب بن عجرۃ ص ۲۲۸ ج ۴ وغیرہ

(۱) کذا فی الدر المختار کتاب الحج ص ۳۰۲ ج ۲ وفی الکتب المطبوعۃ بالہند

(۲) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحلق رجل رأسہ إلا بإذن فإنہ یفعل یکون بہ أذی من رأسہ أو وجع یحلق ویفدی أو نسک ولا أدری بأیتہما بدأ وکان عبد اللہ لا یرخص لأحد یحلق رأسہ إلا بإذن فإن فعل فعلیہ الفدیۃ رواہ مسلم کذا فی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحج ص ۲۲۱ (الفدیۃ) وفی الکتب المطبوعۃ بالہند

(۳) کذا فی الدر المختار باب ما یجوز من اللبس ص ۲۲۳ ج ۲ وفی الکتب المطبوعۃ بالہند

(۴) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخص فی الحلق من الأذی کذا فی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحج ص ۲۲۱ (الفدیۃ) وفی الکتب المطبوعۃ بالہند

(۵) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخص فی الحلق من الأذی کذا فی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحج ص ۲۲۱ (الفدیۃ) وفی الکتب المطبوعۃ بالہند

(۶) عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلک آذاک ہوامک قال نعم یا رسول اللہ قال فاحلق رأسک وصم ثلاثۃ أیام أو أطعم ستۃ مساکین أو انسک بشاۃ کذا فی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحج الفصل الثانی ص ۲۲۱ (الفدیۃ)

[illegible] وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا کان بہ أذی ص ۴۱۲ ج ۱ وغیرہ

(۱) عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلک آذاک ہوامک قال نعم یا رسول اللہ قال فاحلق رأسک وصم ثلاثۃ أیام أو أطعم ستۃ مساکین أو انسک بشاۃ کذا فی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحج الفصل الثانی ص ۲۲۱ (الفدیۃ)

[illegible] وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا کان بہ أذی ص ۴۱۲ ج ۱ وغیرہ

(۲) عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلک آذاک ہوامک قال نعم یا رسول اللہ قال فاحلق رأسک وصم ثلاثۃ أیام أو أطعم ستۃ مساکین أو انسک بشاۃ کذا فی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحج الفصل الثانی ص ۲۲۱ (الفدیۃ)

[illegible] وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا کان بہ أذی ص ۴۱۲ ج ۱ وغیرہ

(۳) عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلک آذاک ہوامک قال نعم یا رسول اللہ قال فاحلق رأسک وصم ثلاثۃ أیام أو أطعم ستۃ مساکین أو انسک بشاۃ کذا فی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحج الفصل الثانی ص ۲۲۱ (الفدیۃ)

[illegible] وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا کان بہ أذی ص ۴۱۲ ج ۱ وغیرہ

www.ahlehaq.org

ے ہوں گے تو ان کے ساتھ ان احکام کی رعایت نہیں ہوگی، بلکہ ان کے قاتلوں پر قتل کا حکم ہوگا، اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

[illegible]

www.ahlehaq.org

---

۳ رواہ الشیخان: صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب لا یعذب بعذاب اللہ، ۱/۴۲۰، رقم الحدیث: ۱۳۰۲، وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب النہی عن صبر البہائم، ۱/۴۳۸، رقم الحدیث: ۱۹۵۸، واللفظ لہ۔

وکرہ الحنفیۃ ما قال ابن نجیم: مقیدۃ بما عدا الکلب، ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الصید، ۶/۳۰۰، سعید۔

۴ رواہ مسلم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قتل عصفورا عبثا عج الی اللہ یوم القیامۃ یقول یا رب ان فلانا قتلنی عبثا ولم یقتلنی منفعۃ، مشکاۃ المصابیح، کتاب الذبائح، الفصل الثانی، ص: ۳۶۳، قدیمی۔

[illegible] وکرہ الحنفیۃ ما لم یکن [illegible] او ما یضر فی الحضر او قال الصید لہو [illegible] الاول [illegible] فی الاتم والحبر [illegible] قال الشامی: [illegible] فی الخلع والخمر و [illegible] وانما کان الصغار اظہر فی [illegible] وکر فی [illegible] قلت بل الصغار ہو المراد [illegible] الاخر [illegible] مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصید والذبائح، ۷/۲۲۲، رقم الحدیث: ۴۳۶۰، رشیدیہ۔

وکرہ الحنفیۃ ما لم یکن [illegible] ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الصید، ۶/۳۰۰، سعید۔

باب التاریخ

(تاریخ، غیاث، تاریخ کی روشنی میں)

ایک حکایت سے لاعلمی

سنہ ۱۰۰۰ھ [illegible] ایک حکایت میں [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

www.ahlehaq.org

(عہد صحابہ تاریخ کی روشنی میں)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نواسی سے

سوال [۴۰۱۰]: آپ حضرات نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا کہ بی بی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خسر تھے، پھر ان کا نکاح آپ کی بیٹی سے کیسے ہو سکتا ہے؟ اس مسئلہ کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات صحیح ہے، کتب تاریخ وحدیث میں یہ مذکور ہے۔

"قال عمر: لما صلى الله تعالى عليه وسلم على عثمان: "لو كان عندنا ثالثة لزوجناها" (شامي ۲/۲۲۶، زكريا)

"لو كان عندنا ثالثة لزوجناها" كذا في مسند أحمد ومنتقى ابن الجارود، ولفظه "لو كان عندنا ثالثة لزوجناها عثمان" كذا في الإصابة (كذا في الدر المختار ۱/۵۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنی امیہ سے تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں (۴) پھر

---

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في حديث كل سبب وسبب منقطع الأسي وسبي ۲/۲۲۶، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ۱/۳۶۰، دار المعرفة)

(۲) "وكنت قبل أن يتزوجها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم خطبت خنيس بن حذافة، وكان ممن شهد بدرا، ومات بالمدينة، فلما قضت عدتها، عرضها عمر على أبي بكر فسكت، فعرضها على عثمان حين مات رقية بنت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، فقال: ما أريد أن أتزوج اليوم، فذكر ذلك عمر =

اس کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی سے ان کا نکاح ناجائز تھا، لیکن دوسری روایات یہاں نہیں ہے(۱)، بلکہ اگر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی بیٹی سے نکاح ہوتا، تو وہ بھی ناجائز ہوتا، حرمت کی وجہ یہ ہے(۲)، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۰/۹۹ھ۔

کیا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضائی بھائی تھے؟

سوال[۱۰۲۰]: آپ کتاب میں یہ لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعت شریک بھائی تھے، جس کی وجہ سے آپ ان کی بیٹی سے نکاح نہیں کرسکتے، کتاب کا نام ہے "اختر الحمد"

---

۱ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وسمعہ قتادۃ قال: یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب، وتزوج حمزۃ بنت ابی سلمۃ وہی من ثویبۃ فحرمت علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی بنت اخیہ من الرضاعۃ، وتزوج عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت جحش فحرمت علی اخوتہا من الرضاعۃ، وتزوج علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت ابی جہل بعد فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فحرمت علی اخوتہا من الرضاعۃ۔ (الإصابۃ، کتاب النساء، حرف الحاء المہملۃ ۹/۵۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وکذا في أسد الغابۃ، حرف الحاء ۶/۱۸۹، دار الفکر)

وکذا في المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر أولاد حمزۃ رضي اللہ عنہ من الخصائص ۳/۴۹۲، قدیمي)

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وربائبکم اللاتي في حجورکم من نسائکم اللاتي دخلتم بہن﴾ (النساء: ۲۳)

قال ما ذکر من نسائکم احترازا عما لم یدخل بہا، (تفسیر ابن کثیر ۱/۴۷۱، سہیل کیلاني لاہور)

وکذا في تفسیر الخطیري ۲/۲۱۲، حافظ کتب خانہ)

وکذا في بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل في بیان بعض المحرمات ۳/۴۳۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۲) النسب المحرم نوعان، نوع منہ مقصور وہو أصول جمیع، ممکنہ، وفروع بدخان أمۃ علی حرف النبي صلی اللہ علیہ وسلم، (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات ۳/۲۱۳، سعید)

وکذا في مجمع الأنہر، کتاب النکاح، باب المحرمات ۱/۳۲۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وکذا في البحر الرائق، کتاب النکاح، فصل في المحرمات ۳/۱۶۳، رشیدیہ)

۱۲۹۲ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ جن سے آپ نے سوال کیا ہے یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی تھے[۱] اور فتح مکہ سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے[۲] اور اسلام کی خدمات میں مشغول رہے[۳] اور اسلام پر ہی ان کا انتقال ہوا[۴] اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

مہاجرین کی شادی کا طریقہ انصاری بیویوں کے ساتھ

سوال [۱۲۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مہاجرین کا قافلہ جب مدینہ منورہ پہنچا تو انصار نے اپنی بیویوں کو مہاجرین کے حوالہ کیا یا کوئی اور صورت تھی؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات کہ انصار نے اپنی بیویوں کو مہاجرین کے حوالہ کر دیا تھا کسی نے یہ کہا تھا یا فعلاً ایسا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا تھا یہ کچھ بھی نہیں ہوا تھا اور نہ ایسا ہونا ممکن تھا کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہوں تو وہ دونوں کو تقسیم کر لے، پھر ان میں سے جس کو چاہے اپنے پاس رکھ لے اور جس کو چاہے طلاق دے دے، ایک عورت کو دو شوہر نہیں رکھ سکتی ہے، ہاں یہ ہوا تھا کہ انصار میں سے جن کی بیویاں مہاجرین نے ان کی محبت کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کہا تھا کہ تمہارا مال

---

[۱] "الحمراء بنت عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف القرشي الهاشمي، أم عمارة هي التي صلى الله تعالى عليه وسلم أرضعته، وأخوه من الرضاعة عبد الله بن عبد المطلب، وثويبة مولاة أبي لهب" (الإصابة، حرف الحاء، ۸/۳۷۵، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في أسد الغابة، ۷/۱۰۰، دار الفكر بيروت)

وكذا في الإكمال في أسماء الرجال، ص ۵۹۲، قديمي)

[۲] عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال: لما سار النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في ذي القعدة، فأبى أهل مكة أن يدعوه يدخل مكة ... فخرج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فصنع أمة حمزة ما صنع" الخ (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ۱/۳۷۲، قديمي)

بھی تمہیں مبارک ہو، تمہاری بیویاں بھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو وسعت فرمائی اور انہوں نے شادیاں کیں (۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحریر العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۵/۱۳۸۱ھ۔

☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆

---

(۱) "كان المهاجرون لما قدموا المدينة يرث المهاجري الأنصاري دون ذوي رحمه للأخوة التي آخى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بينهم، فلما نزلت: "ولكل جعلنا موالي" نسخت". (حياة الصحابة، التوارث بين المهاجرين والأنصار ۱/۳۸۱، دار القلم)

"إن محمد الرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنه قدم المدينة فآخى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بينه وبين سعد بن الربيع الأنصاري رضي الله تعالى عنه فقال له سعد: أي أخي، انا أكثر أهل المدينة مالا، فانظر شطر مالي فخذه، ولي امرأتان فانظر أيتهما أعجب إليك حتى أطلقها، فقال عبد الرحمن: بارك الله لك في أهلك ومالك، دلوني على السوق، فدلوه، فذهب فاشترى وباع وربح". (حياة الصحابة، المواخاة بين المهاجرين والأنصار ۱/۳۸۰، دار القلم)

وكذا في أسد الغابة ۳/۳۶۳، عبد الرحمن بن عوف ۳/۳۶۲، دار الفكر.

وصحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب إخاء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بين المهاجرين والأنصار ۱/۵۵۲، نور محمد كتب خانه.

(تاریخ ہند)

خواجہ معین الدین اجمیری اور حضرت عبدالقادر جیلانی کا زمانہ

سوال[۴۲۰۰]: حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی نور اللہ مرقدہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی نور اللہ مرقدہ کے زمانہ میں کتنا تفاوت ہے؟ حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تابعین میں سے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں بزرگوں کا زمانہ قریب قریب ہے۔ ان میں تابعین کوئی نہیں، بلکہ یہ حضرات چھٹی ساتویں صدی میں گزرے ہیں(۱)۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۵/۸۶ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۵/۵/۸۶ھ۔

گاڑا کون ہیں؟

سوال[۴۲۰۱]: یہ گاڑا تو مرکہاں سے چلی اور کون ہے "یہ لفظ سمجھ میں نہیں" یا کہ کہاں سے یہ نام

---

(۱) "الشيخ عبد القادر الجيلي، ابن أبي صالح أبو محمد الجيلي، ولد سنة سبعين وثلاثمائة، ودخل بغداد، فسمع الحديث ... توفي وله تسعون سنة، ودفن بالمدرسة التي كانت له". (البداية والنهاية، سنة إحدى وستين وخمسمائة، ۶/۴۹۸، حقانيه)

"آپ کے والد کا نام ابوصالح، لقب محی الدین، کنیت ابومحمد، آپ کی پیدائش باتفاق اہل تواریخ ۴۷۰ھ میں آپ کے علاقہ جیلان قصبہ نیف میں ہوئی ... آپ کی وفات سلطان المعظم کے دور میں ہوئی اور تاریخ وفات بقول مشہور یعنی ۹ ربیع الثانی ۵۶۱ھ روشن ہے ... لیکن سنہ وفات میں اختلاف ہے ۵۶۲ھ، ۵۶۳ھ، ۵۶۴ھ سے اقوال ہیں" (تاریخ مشائخ چشت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۱۶۵، مکتبہ شیخ)

(و تاریخ دعوت و عزیمت، باب اول، خواجہ معین الدین چشتی ۱/۳۰، ۳۱، مجلس نشریات اسلام)

www.ahlehaq.org

چلا ہے، اس کے متعلق تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے، نہ کتب فقہ میں، نہ کتب حدیث وتفسیر میں اس پر بحث ہے۔ البتہ مشہور ہے کہ سلاطین مغلیہ کے وقت کسی جنگ کو کامیاب ہونے کے لئے ایک فوج کا پیدا کرنا یا لیا تھا، چنانچہ ان کو اس حکومت کی طرف سے زمین کاشت کے لئے انعام میں دی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۳/۹۶ھ۔

گاندھی اور نہرو کی موت پر کس نے تلاوت کی؟

سوال[۱۰۲۸]: دوکون کون سے حاضرین تھے جنہوں نے گاندھی اور نہرو دونوں (۱) پر قرآن کریم کی تلاوت فرمائی تھی؟

محمد ایوب محمد ابن رحیم ۲۴ اسلام پورہ بھیونڈی ضلع تھانہ، ۱۰ ستمبر

الجواب حامداً ومصلیاً:

گاندھی اور جواہر لال نہرو کی ارتھی پر کس کس نے قرآن کریم کی تلاوت کی، مجھے معلوم نہیں۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۵/۹۳ھ۔

(۱) "ارتھی ہندوؤں کا جنازہ" (فیروز اللغات ص ۸۴، فیروز سنز لاہور)

کتاب السیاسة والهجرة

(سیاست وہجرت کا بیان)

علماء کی سیاست میں شرکت

سوال [۱۰۱۲۹]: عوام ناداں میں یہ خیال عام ہوتا جارہا ہے کہ علماء کرام موجودہ سیاست میں حصہ نہیں لیتا یہ ایک بڑے ہی غلط خیال ہے، علماء کرام کو سیاسی رہنما ہونا چاہیے؟ جو علماء کرام عملی سیاست میں حصہ لے رہے ہیں کیا وہ غلط کر رہے ہیں؟ کیا علماء کا کام صرف مسجد کی امامت، نماز روزہ کی تعلیم دینا ہے اور بس؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات تو کسی کو نہیں معلوم کہ علماء کو سیاست سے کیا تعلق؟ بات یہ ہے کہ جس عالم کے اندر صلاحیت ہو وہ صحیح طور پر سیاست دان اور پالیسیوں کو سمجھتا ہو اور اس کے اندر صلاحیت ہو تو سیاست میں شریک ہو کر وہ ورنہ اپنا ذہن بنالے کہ ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم سیاست میں حصہ لیں، ہمارا کام صحیح راہ عمل پیش کرنا ہے، اس کا سیاست میں شریک ہونا ضروری نہیں (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "إن من أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر". (جامع الترمذي، أبواب الفتن، باب أفضل الجهاد، ۲/۴۰، سعيد)

قال الطرطوشي: السياسة نوعان: ... وسياسة عادلة تخرج الحق من الظالم، وتدفع كثيرا من المظالم، وترد ما أفسد الفساد، وهو ضد ما في المناهي التي عدها العلماء. (معين الحكام، ۱/۱۹۱، شركة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

(۲) من ابن ماجة، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ص ۲۹۸، (قديمي)

''میں پہلے ہندوستانی ہوں بعد میں مسلمان'' کہنے کا حکم

سوال[۱۰۰۱۰]: کیا کہتا ہے [ ] میں مسلمان ہوں بعد میں پہلے ہندوستانی ہوں بعد میں مسلمان کہنا یا کہنا ہے کہ پہلے میں ہندوستانی ہوں بعد میں مسلمان کہنا کیا درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

اسلام کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ کسی وقت بھی زمانہ سے اور ماحول کے اثر سے [ ] نہیں ہونا چاہئے۔

[ ] (صحیح مسلم، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، ۱/۲۷)

''ایمان'' کے ساتھ جیسا تعلق ہے کہ اس کو قائم کرنے اور باقی رکھنے کی [ ] ہے [ ] کہ ایمان کی حفاظت ہے، بعض اوقات بعض اعمال سے ایمان میں ضعف اور کمزوری ہوجاتا ہے، ایمان والی کے متعلق نبی علیہ السلام نے بتلایا ہے [ ] اس وقت اس کا ایمان [ ] نہیں رہتا، [ ] نے متعلق بتایا ہے [ ] متعلق [ ] السلام نے [ ] یہ تو اصل حقیقت ہے [ ] مسلمان فکر [ ] ہندوستان [ ] کرنے کی وجہ سے [ ] کرنا [ ] وسعت [ ] ہے [ ] کہ [ ] کی وجہ سے [ ] مطلب بھی ہوسکتا ہے [ ] واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ہندوستان سے ہجرت

سوال[۱۰۰۱۱]: ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت کا اندازہ آپ کو بخوبی ہوگا، یہ ہوتی نہیں [ ] ہے اور اپنی [ ] کی [ ] ہے [ ] ہے [ ] ہے

www.ahlehaq.org

بھی نہیں۔ جو شخص اپنی جگہ دعاء اسلام بجا لانے پر قادر نہیں، غیر کی طرف سے نیابت بے اذنی دوسرے پر اس مقام پر جانے کی قدرت رکھتا ہے وہاں جا کر دعاء اسلام بجا لانے سے کوئی روایت نہیں اس کے ذمہ حج ہے۔ (۱)

یہ تو اصل حکم ہے اس کو مانتے رکاوٹ حالات کا جائزہ لیا جائے، ان پر پیش نظر کیل یہاں اتنا ہے ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہاں سے جانے سے اسباب اگر کسی کو میسر ہوں اور دوسری جگہ کی حکومت قہری نہیں ہے، جب بھی کلی امن وامان ہے، یہ تو قدرتی امن دوسری قسم کی پیش بینی ہیں، ان سے مجبور اگر کسی مرد مجاہد کی فکر دینی بغیر قتال نجات پر قادر کوئی حکومت نہیں، مدد و ازیں صورت دوم پیشانیوں کے اسباب پیدا کرنے کی شرعت ہے، وہ اسباب ہیں خود اپنے اخلاق و اعمال (۲)۔ یہ اخلاق و اعمال ہمارے ساتھ ساتھ جہاں بھی ہوں گے وہیں یہ پیشانیاں ہوں گی۔

جیسے کسی جسم میں متعدی بیماری ہو، جہاں جائے گا وہیں آئے گی، کیونکہ مرض کا کوئی ملک نہیں ہے خود اپنے شخص کے لئے نجات کی یہ صورت نہیں کہ اپنے ملک سے دوسرے ملک میں اور دوسرے سے تیسرے میں جا بسے، بلکہ اس کے لئے تو اس مرض کے علاج کی ضرورت ہے کہ اس متعدی بیماری کی اصلاح کرے۔ یہاں بھی ہے، ان میں رہنے کا ان اخلاق و اعمال پر خدائے پاک کا غضب جوش میں آتا اور اس کا قہر نازل ہوتا ہے، وہ جب ساتھ ہیں گے غضب و قہر سے کوئی حکومت بچا نہیں سکتی، اگر ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے اخلاق و اعمال اچھے بنائیں جائیں تو رحمت و نعمت کا وعدہ ہے قوم جو، لیکن غضب

---

(۱) قال الله تعالى: ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا ومن كفر فإن الله غني عن العالمين. (التفسيرات الأحمدية، النساء، ص ۹۰، ۱ ج ۲، قديمي)

وكذا في أحكام القرآن للجصاص، النساء، ص ۹۰، ۳ ج ۲، قديمي)

وكذا في التفسيرات الأحمدية، النساء، ص ۹۰، غير ۳ ج ۵، كريمي)

(۲) قال الله تعالى: وكذلك نولي بعض الظالمين بعضا بما كانوا يكسبون. (الأنعام ۱۲۹)

مستدل به على أن المرء مأخوذ بأعمال نفسه وأن الظالمين يسلط عليهم الظالمون وفي الحديث "كما تكونوا يولى عليكم" (روح المعاني، الأنعام ۱۲۹، ۷ ج ۸، رشيديه)

وكذا في رد المحتار، كتاب الطلاق، مطلب الانقلاب لا للفساد، ۳ ج ۲، سعيد)

ہوگا، دنیوی حکومت اس پر مرتب نہیں ہوگی۔

"الاعتصام فی مراتب الرجال" (۱) میں پوری تفصیل مذکور ہے۔ آخر میں بھی اس کا تذکرہ ہو چکا ہے، اس کو مطالعہ فرمالیا جائے۔ میں نے اپنی رائے ظاہر کردی ہے، اب ایک شخص کا اپنی اصلاح پر قناعت کرلینا اور کہہ دینا کہ اس سے زیادہ اصلاح کی ضرورت نہیں ہے، آج کل کافی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ کے اعتبار سے دین کی طلب پیدا کی جائے اور اخلاق رذیلہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کے تحت اختیار کرنے کی ان تمام کوشش کی جائے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۳/ ۸۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قوم کے لوگوں کی مخالفت کے باوجود ان کی سرپرستی کرنا

مسئلہ (۱۵۲۰): [۱] حضرت! پہلے تو قبل پندرہ بیس نے مجھے برا سمجھتے ہوئے میری سرپرستی کی، اب قوم کے سامنے یہ سرپرستی کی بات آئی تو میں پر دو لوگوں نے مخالفت کی اور پورے قوم والوں نے مخالفت کی اور جب ان سے اختلاف پر مشورہ فرمایا تو کئی مرتبہ مجھ کو شرمندگی بھی اٹھانی پڑی قوم کے سامنے، ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[۲] صورت میں آپ نے یہ قوم کی اصلاح متوقع ہو سکتی ہو، کیا کہیں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے دفع کرنے کی فکر کریں اور ان کے مخالف ہیں ان کی دلجوئی کریں ان سے ملتے رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، اصلاح کی توفیق دے، ہوسکتا ہے کہ اس میں آپ کی اور ان کی دونوں کی اصلاح ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۲/ ۸۵ھ۔

---

(۱) (۱) الاعتصام فی مراتب الرجال معروف بہ داعیہ اسلام، مکتبہ: [illegible]

(۲) [illegible] ۱۳۵۳ھ، [illegible]

(۳) [illegible] ۱۴۰۰ھ، [illegible]

حفاظت کی غرض سے مکان یا بستی چھوڑنا

سوال [۱۲۱۲۱] آگ یا بم گرنے کی وجہ سے شہر میں بے چینی ہو تو شہر چھوڑنا کیسا ہے؟ اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے شہر چھوڑنا کیسا ہے؟

گناہ والی جگہ میں قیام کرنا

سوال [۱۰۱۵۴]: اگر کسی جگہ حرام کا سا بکثرت مدہ ہے اور اس کو روکا جائے اور وہ رکتے نہیں تو وہاں رہنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ دوسری جگہ بھی رہ سکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کے ذریعہ سے اصلاح کی توقع ہے، اگرچہ فوراً نہ ہو تو وہیں رہنا بہتر ہے، اگر خود اس کے اندر مبتلا ہو جانے کا اندیشہ معلوم ہو تو اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہیے (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۷/۲/۱۳۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۷/۲/۱۳۸۹ھ۔

☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆

= وكذا في حكام القرآن للجصاص، النساء: ۹۷، ۳: ۳۵۳، قديمي)

(وكذا في التفسيرات الأحمدية، النساء: ۹۷، ص: ۳۰۵، كريمي)

(۱) "والأبلغ ما قال بعضهم: إن من لم يتمكن من إقامة دينه في بلد وكما يجب، وعلم أنه يمكن من إقامته في غيره خفت عليه المهاجرة". (التفسيرات الأحمدية، النساء: ۹۷، ۱: ۳۰۵، قديمي)

(وكذا في أحكام القرآن للجصاص، النساء: ۹۷، ۲: ۳۵۳، قديمي)

(وكذا في التفسيرات الأحمدية، النساء: ۹۷، ص: ۳۰۵، كريمي)

www.ahlehaq.org

(امامت و خلافت کا بیان)

حرمین شریفین پر کافر کی حکومت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سوال [۱۰۱۵]: حرمین شریفین پر کافر کی حکومت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حق تعالیٰ حرمین شریفین کا خدمت کا شرف جس کو عطا فرمائے وہ بڑی ہی بڑی خوش نصیبی ہے، اس کی کوئی مثال نہیں ہو سکتی، اور یہ خدمت ایسے آدمی کو عطا فرماتے ہیں جو بادشاہ ہونے کا بھی مستحق ہو، آپ اپنے ہی سے قیاس کر لیجئے۔

www.ahlehaq.org

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الوسوسۃ، الفصل الأول (۱۴ قدیمی)

(۲) صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین وأحکامھم، باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ الخ (۳۷۰ قدیمی)

(۳) کذا في جامع الترمذي، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء في المداعبۃ (۱۵۲ سعید)

(۴) کتاب الرقاق، باب العلامات بین یدي الساعۃ وذکر الدجال، الفصل الأول (۴۵۳ قدیمی)

(۵) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب لا یدخل الجنۃ الخ (۲۵۲ قدیمی)

(۶) کذا في مسند الإمام أحمد بن حنبل من حدیث أبي ذکرہ، صحیح من الحدیث من ذکرہ رضي اللہ تعالیٰ عنہ، (۱۶۳۲۲ ۳۱۰ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

صحیح مسلم میں کتاب الصلاۃ کے آخر میں ہے حدثنی ابو الطاہر احمد بن عمرو بن سرح المصری حدثنا ابن وہب [الخ] عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ ﷺ [الخ] (۱)

"حتی یحصروا من عون" کی تفسیر میں بعض شراح نے لکھا ہے کہ یحصر کے معنی ہیں یحبس (۲) (مشکاۃ شریف ۱/۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) کتاب الرقاق، باب انقلاعات بنی یدی الساعۃ وذکر الدجال، الفصل الأول ۲/۴۰۳، قدیمی)
(وصحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ، باب فتنۃ الحبشۃ ۲/۴۰۳، قدیمی)
(وسنن أبي داود، کتاب الملاحم، باب في خبر الحبشۃ ۲/۴۳۲، امدادیہ)

(۲) (مشکاۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثاني ۱/۳۰، قدیمی)
(وجامع الترمذي، کتاب الإیمان، باب ما جاء أن الإسلام بدأ غریبا وسیعود غریبا ۲/۱۰، سعید)
(وصحیح البخاري، کتاب فضائل المدینۃ، باب الإیمان یأرز إلی المدینۃ ۱/۲۵۲، قدیمی)

(انتخابات کی شرعی حیثیت)

الیکشن میں حصہ لینا غیر مسلم عدالتوں سے فیصلہ کرانا

سوال [۴۱۵۲]: ایجنسی فرمائشد علماء عظام اس بارے میں کیا فرماتے ہیں مسائل

الف غیر اسلامی و ایسی حکومت کی تائید حمایت کرنا

ب اس کے انتخابی الیکشن میں حصہ لینا

ج ان کی عدالتوں سے فیصلہ کرانا مسائل حل کرانا از روئے شریعت کیسا ہے؟

بینوا توجروا مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام کوئٹہ، فیض محمد بلوچی

الجواب حامداً ومصلیاً:

الف جو حکومت اسلام کی دعوت کسی بھی شعبہ زندگی میں پابند نہیں اس کے زیر اثر رہنے والے مسلمانوں کو ایسے امور میں تائید حمایت کرنا شرعاً درست ہے جس سے اسلام و مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو۔

ب حقوق کی حفاظت و تحفظ کے لئے انتخابی الیکشن میں حصہ لینا بھی درست ہے۔

ج باہمی منازعات کا فیصلہ عدالتوں سے کرانا درست ہے تاکہ ظالم کو ظلم سے روکا جائے مظلوم کو اپنے اوپر ظلم کرنے سے کسی سے بھی طاقتور سے کمزور تک ہر ایک کو بچانا لازم ہے(۱) فقط واللہ

---

(۱) عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال "المسلم اخو المسلم، لایظلمہ ولایسلمہ، ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ، ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ، ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ" متفق علیہ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، الفصل الأول، رقم الحدیث ۴۹۵۸، ۳/ ۲۱۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وعن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "ان اللہ لیملی للظالم حتی إذا أخذہ لم یفلتہ" ثم قرأ: وکذلک أخذ ربک إذا أخذ القری وھی ظالمۃ إن أخذہ ألیم شدید =

تحفۃ الامم۔

زہر والعید کتوب فضل، دار الحلوم دیوبند، ۹۳/۸ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

۔ عنہ، (مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الظلم، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۵۱۲۳، ۳/۲۳۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

"وعنہ: أي: أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لتؤدن الحقوق إلى أهلها يوم القيامة، حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء" رواہ مسلم (مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الظلم، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۵۱۲۸، ۳/۲۳۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

كتاب تعبير الرؤيا

(خوابوں کی تعبیر کا بیان)

خواب پر تبصرہ

[illegible] خواب [illegible] کے خواب [illegible] خواب [illegible] خواب [illegible]

خواب میں حق تعالیٰ کو دیکھنا

سوال [۱۸۰۰۰] میں نے ایک خواب دیکھا وہ یہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ رونق افروز ہیں اور میں آپ کے سامنے ہوں حق تعالیٰ ایک ایک شخص کو بلاتے ہیں اور آسمان پر کچھ لکھوتے جاتے ہیں میں نے عرض کیا ہے اللہ میرا نام کیا لکھا حق تعالیٰ نے فرمایا سوال یہ ہوا ہوں تو کچھ معلوم نہیں ہے اور یہ بھی دل میں معلوم ہوا کہ میں یہاں کیا سوال کروں گا اور جواب معلوم ہے جب [illegible] سوال ہوا کہ جو کچھ ان سے کہیں کچھ جواب دیتے ہیں یہ حیرت اور خوف سے ایک مدت تک طاری ہوگی اور خواب ہوا ہے بعد اس کے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو بخش دیا اور جو کچھ تم نے آپس میں حق تعالیٰ کی صفت کی تھی میں نے بخش دی اور یہ بھی فرمایا کہ تم نے حق تعالیٰ کی صفت نہیں ہوا کہ حق تعالیٰ تو سورت، شکل اور رنگ و بو سے پاک ہیں یہ کیا بات ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: خواب میں اعلام و تنبیہ کا طریقہ ہے اس میں کسی چیز کا علم ہونا اس کے مطابق ہونا حق تعالیٰ کے لئے ضروری نہیں ہے

تیسری بات یہ ہے کہ دنیا میں ہم لوگوں نے حق تعالیٰ کو نہیں دیکھا ہے ہمارے لئے وہ کیفیت نہیں ہے جس کو آنکھ دیکھ سکے اس لئے آنکھ حق تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی، حواس بالکل بیکار ہیں حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قسم کی تصریحات فرمائی ہیں کہ ان کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حجاب نور اور حجاب ظلمت سے مخلوق کو محفوظ رکھا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

خواب میں ایسے امور کا مشاہدہ ہونا جو عادۃً ناممکن ہیں اس کی نظیریں بکثرت ہیں اور یہ روایت صحیح ہے اور اس میں کوئی خدشہ نہیں ہے اور یہ صورت اکثر ایسے لوگوں کے ساتھ پیش آتی ہے جو صالح ہیں اور یہ صورت انسانی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ

---

۱ صححہ الحاکم و وافقہ الذہبی و ابن السبکی و اخرجہ ابن ابی شیبۃ و ابن ابی الدنیا و ابن خزیمۃ و ابن حبان و ابن مردویہ و ابو نعیم و البیہقی و ابن عساکر و غیرہم۔ (فیض)

۲ رواہ البخاری فی صحیحہ و مسلم و ابن ماجۃ و ابن ابی شیبۃ و ابن ابی عاصم و ابن خزیمۃ و ابن حبان و ابن مردویہ و ابو نعیم و البیہقی و ابن عساکر و غیرہم۔ (فیض)

تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں انسان کی بہترین صورت میں دیکھا ہے، تغیرات زمانہ (بڑھاپہ وغیرہ) سے بالاتر ہیں، جو صورت بھی دیکھی جائے وہ اصل صورت نہیں، کیونکہ وہ حادث اور غیر ہے، بلکہ ایک نوع کی تمثل ہے (۱)۔

شیطان بھی آکر بتا سکتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۶/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۶/ ۸۸ھ۔

خواب میں اللہ تعالیٰ کی سواری دیکھنے کا حکم

سوال [۱۰۱۵۹]: سائل کا بیان ہے کہ میری عمر ۴۴ سال ہے، بچپن سے کبھی کبھی یہ خواب دیکھتا ہوں کہ جیسے کسی کی سواری بڑی اونٹنی آرہی ہے اور وہ سواری اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ جیسے نیچے تر رہے ہیں اور یہ سواری گرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے، فوراً میری آنکھ کھل جاتی ہے اور میں بہت پریشان ہوتا ہوں، لیکن آج تک وہ سواری گری نہیں، گرنے سے پہلے آنکھ کھل جاتی ہے، اب براہ کرم اس خواب کی تعبیر دیں۔

---

(۱) "ومن رأى أن الله سبحانه وتعالى جالسه أو تحدث إلى الله في المنام كذلك" (كتاب الإشارات في علم العبارات لخليل بن شاهين الظاهري المطبوع مع منتخب الكرام في تفسير الأحلام وتعطير الأنام في تعبير المنام، ص: ۶۰۳، دار الفكر)

(وكذا في منتخب الكرام في تفسير الأحلام للإمام محمد بن سيرين المطبوع مع كتاب الإشارات في علم العبارات وتعطير الأنام في تعبير المنام، ص ۳۹۹، دار الفكر)

(وكذا في تعطير الأنام في تعبير المنام المطبوع مع منتخب الكرام في تفسير الأحلام ومع كتاب الإشارات في علوم العبارات، ص: ۹، دار الفكر)

"ولا جسم لأنه مركب ومتحيز ولا مصور أي: ذي صورة (وشكل مثل صورة الإنسان أو فرس)". (شرح العقائد النسفية، الدليل على كونه ليس جسماً، ص: ۳۸، ۳۹، قديمي)

(وكذا في السراج، بحث الكرة، الحي القادر العليم، ص: ۱۱۱، ۱۱۲، حقانيه ملتان)

"فلما تجلى ربه للجبل فإن التجلي على وجهين ظهور بالرؤية أو الدلالة، والرؤية مستحيلة في الله تعالى فهو ظهور آياته التي أحدثها لحضرة الجبل". (أحكام القرآن للجصاص: ۵۰۲/۳، دار الكتاب)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔ جس کو حاصل کرنا آپ کی توجہ پر موقوف ہے، غفلت سے حاصل نہیں ہوتی، اتباعِ سنت اور پورے دھیان کے ساتھ متوجہ رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۲/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

خواب میں جسد پاک میں کیڑے دیکھنا

سوال[۱۰۱۱۰]: ایک رضاخانی نے اپنی تقریر میں ایک خواب بیان کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر کیڑے پڑ گئے، ایک صالح سے دریافت کیا، تو مجھ سے فرمایا کہ امت کے اعمال کی وجہ سے کیڑے پڑ گئے ہیں، مگر رضوی گروہ کے لوگوں نے دین کا کام بہت کیا ہے، تو اچھا ہونے لگا، ایسا خواب غلط ہے یا نہیں؟ مجھے تو امید کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، رضاخانوں کی غلط بیانی ہے، میں دیوبندیوں سے تھوڑا سا تعلق رکھتا ہوں، وہیں سے فارغ ہوں، میرا خیال اصح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اطہر کیڑوں وغیرہ سے قطعاً محفوظ ہے، رضاخانی اپنے بدعقائد اور بداعمال سے سنت کو مٹاتے ہیں، اسی سے جو تکلیف روحانی پہنچی ہوگی، وہ اس رضاخانی کو کیڑوں کی شکل میں نظر آئی، اب رضوی گروہ کے لوگ تائب ہو کر تبلیغی جماعت میں آرہے ہیں، ہوسکتا ہے کہ اس سے راحت پہنچی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۵/۹۹ھ۔

خواب میں روٹی پر قرآن لکھا ہوا دیکھنا

سوال[۱۰۱۱۱]: ایک رات کو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ روٹیوں پر قرآن پاک لکھا ہوا ہے، کچھ لوگ ان روٹیوں کو زمین میں دفن کر رہے ہیں، میں ان لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ ان کو اس جگہ دفن مت کرو، یہ راستہ آنے جانے کا ہے، بے ادبی ہوگی، ان کو جنگل میں دفن کرو، مگر ان لوگوں نے دروازے کے آگے ہی دفن کر دی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

خواب سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آج کل قرآن کریم کو روٹی کمانے کا ذریعہ بنالیا گیا ہے، جائز ہے اس پر عمل کرنے سے پہلے اس کو ترک کردیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۱۲/ ۱۳۸۰ھ

خواب میں حدیث پڑھنا پڑھانا

سوال [۱۰۱۰۲] زید ایک روز خواب میں دیکھتا ہے کہ آپ کو درس حدیث میں حاضر ہوا ہے اور محدث سے خواب کو حدیث پڑھانے کی تیاری کرنے کو دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان شاء اللہ حدیث یاد کرنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۱۲/ ۱۳۸۰ھ

خواب میں حج کرنا

سوال [۱۰۱۰۳] ایک شخص نے روزہ رکھا وقت تھا ہے شب کو خواب میں دیکھا کہ میں نے نماز عصر پڑھی ہے خواب میں کہا کہ میں کو چار ہوں تو میری بیوی اور اللہ بھی تیار ہو گئیں ہم چلے بھی گئے راستے میں ہم نے اور کعبہ شریف پہنچ بھی گئے اور کعبہ شریف کے پاس پہنچ کر باوضو زمزم کے کنارے تھے کہ یہ سے باتوں میں آواز آئی

[illegible]

[illegible] حج میں مل کر [illegible] حج کرنا [illegible] اور [illegible] بیوی [illegible] ہوئی [illegible] حج میں ایک آدمی نے کہا [illegible] میں [illegible] خرچ ہوتے ہیں [illegible] آخر [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

خواب اگر شاء اللہ مبارک ہے اگر آپ کے ذمہ حج فرض ہے تو جلد از جلد تیاری کیجئے [illegible]

دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو استقامت عطا فرمادے۔ (۱) (۱) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۱/۹/۱۳ھ۔

دشمن کے ہاتھوں گرفتار بیٹے کو خواب میں حج کرکے آیا ہوا پایا

سوال [۱۱۰۰۰] ہندوستان کے ایک معزز تاجر کا بیان ہے کہ میرا لڑکا ۱۹۶۵ء کی لڑائی میں بنگلہ دیش میں پاکستانی فوج کے ہاتھ گرفتار ہوگیا تھا، اس کے بعد اس کا کچھ پتہ نہیں چلا، دو سال بعد اچانک میرے والد نے ایک خواب دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی ہے اور کوئی بتلا رہا ہے کہ تمہارے لڑکا حج کرکے آیا ہے۔

نوٹ: والد نے خود بھی کبھی یہ نہیں بتلایا کہ میرا لڑکا زندہ ہے اور حج کرنے گیا ہے۔

۲ اس کے بعد دوسرا خواب دیکھا کہ لڑکے نے والد سے کہا کہ میں حج سے واپس آگیا ہوں، والد نے لڑکے سے واپسی کے متعلق پوچھا، اس خواب کے متعلق یہ بات ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکے کو خواب میں حج کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ پہلے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ والد کا لڑکا اللہ تعالیٰ اچھے حال میں ہے اور ان سے بڑی محبت رکھتا ہے، ہوسکتا ہے ان سے قریب ہو (۲)۔

۲ اس میں اشارہ ہے کہ حج بدل کرنے کی وجہ سے والد خوش ہیں اور ہوسکتا ہے حج بدل میں حج ہوا ہے اس سے بہت زیادہ حق تعالیٰ عطا فرمائے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خواب میں دیکھنے والے سے حج یا اس کے ثواب کی نسبت کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔ (تفسیر الدر المنثور، ۲/۱۱۰، باختلاف یسیر)

(۲) خواب میں حج کرنے سے عام طور پر حج کا قریب ہونا مراد ہوتا ہے، یعنی اس کا حج کرنا قریب ہے، خواب دیکھنے والے کے حج کرنے کا قریب ہونا۔ (تعبیر الانام فی تعبیر المنام، ص ۱۸۱، باختلاف یسیر)

خواب میں وضو کرتے ہوئے مینار دیکھنا

سوال[۱۰۱۹۵]: مجھے خواب میں نظر آیا کہ وضو کر رہا ہوں، جب مینار کی طرف دیکھا تو مینار آسمان سے زمین تک مل رہا ہے، اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی شعار باقی رہیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۲/۹۷ھ۔

خواب میں خود کو برہنہ دیکھنا

سوال[۱۰۱۹۶]: عرض ہے کہ اکثر چار چھ روز میں خواب میں اپنے آپ کو برہنہ بیکار دیکھتا ہوں اور خواب میں بھی شرمندہ ہوں، اس لئے آپ صاحبان سے گزارش ہے کہ میرے خواب کی تعبیر برائے کرم روانہ کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

خواب ماشاء اللہ مبارک ہے، یہ اشارہ ہے کہ اپنے اندر جو عیوب اور کمزوریاں ہیں، وہ سامنے آرہے ہیں(۱)، ان کی اصلاح کی طرف توجہ کی ضرورت ہے، حق تعالیٰ توفیق دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۲/۹۷ھ۔

خواب میں استاد کو برہنہ دیکھنا

سوال[۱۰۱۹۷]: میں نے خواب میں اپنے استاد کو دیکھا کہ برہنہ حالت میں کہیں جارہے ہیں، میں نے ان سے نرمی سے پوچھا کہ اس طرح کہاں جارہے ہیں اور میں نے ان کو اس حالت میں اپنی گود میں اٹھا لیا تاکہ ان کو کپڑے پہنالوں، اس نورانی پیری آنکھ کھل گئی، اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟

---

(۱) حضرت حکیم ساقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خواب میں برہنہ ہونا صالح ہونے کی نشانی ہے۔ (تعبیر الرؤیا، ص ۱۴۱، دار اشاعت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

خواب مبارک ہے، اشارہ ہے کہ استاذ محترم اس دنیا کے فانی لباس کو ترک کرکے باس التقویٰ تیار کررہے ہیں اور آپ غایت تعلق کی بناء پر غیر ضروری اس کو سمجھ رہے ہیں کہ اسباب دنیا کو وہ ترک نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۶/۱۴۰۰ھ۔

خواب میں کیکر کی ڈالی میں چمبیلی کے پھول دیکھنا

سوال[۱۰۱۱۹]: ایک رات کو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک ڈالی کیکر کی سوکھی زمین پر پڑی ہے، کیکر کی ڈالی پر کانٹوں کے پھول دوبارہ ڈالی قبرستان میں پڑی دیکھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہ توفیق اللہ تعالیٰ ناقل کو بھی نقل بنا کر اس سے قوم سے لیتے ہیں۔ ناقل سے بھی اقل کو پیدا فرمادیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۰/۱۴۰۰ھ۔

خواب میں کوڑھ والے آدمی کو پیچھا کرتے ہوئے دیکھنا

سوال[۱۰۱۲۰]: خواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سال سے کچھ زیادہ ہوں کہ کوڑھ والا آدمی میرا پیچھا کرتا ہے، جس کے سارے بدن پر زخم ہیں، کبھی ایک آدمی مجھے پکڑ لے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی دو آدمی، مجھے بہت زیادہ ستاتے ہیں، میں بھاگتا ہوں اور مجھے یا وہ زبردستی پکڑ جاتے ہیں، اسی طرح پیچھا لگا ہوا ہے، آج سے چار روز پہلے خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے بدن میں سفید داغ ہوگیا ہے، دو تین جگہ پر تھا، بہت غم ہوا، صبح خیال کیا تو بدن میں کچھ نہیں ہے، اب کافی دن محسوس کرتا ہوں، براہ کرم اس خواب کی تعبیر بتائیں اور جس کا کوڑھ والا راستہ بتائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس بیماری سے دور رکھے، میری عمر اکتیس سال دو ماہ ہے، میرا پیشہ زمینداری کا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے حقوق آپ کے ذمہ رہ جاتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ جو لوگ

[illegible] سلوانے آتے ہیں، ان کا پخوکیا، بچا ہوا دودھ اور اوٹنی صورت وغیرہ کا دودھ آمدنی کا ذریعہ ہے، اس قسم کے خواب نظر آتے ہیں، خواب صحیح کی کیا تعبیر ہے، اس کو دیکھ کر کیا کرنا چاہیے، اللہ کے راستے میں خرچ کریں، اللہ آپ کو کشادگی عطا فرمائے، حلال آمدنی سے بچائے، حلال روزی کمانے والی دولت عطا فرمائے، آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: حبیب اللہ غفرلہ، ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ۔

خواب میں حیض والی گدی سے استنجاء خشک کرتے ہوئے دیکھنا

سوال [۱۰۱۱۱]: خادم نے ایک خواب دیکھا ہے، وہ یہ کہ میں قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں گیا، قضائے حاجت کے بعد استنجا خشک کرنے کے لیے جہاں گدی کے ڈھیلے رکھے ہوئے تھے، وہاں پر حیض کی گدی سے استنجا کر رہا ہوں، یہ خواب اپنے بڑوں کو سنایا، انہوں نے کہا کہ اس خواب کی یہ تعبیر ہے:

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ خواب ہماری سمجھ میں اس کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں، اس سے توبہ و استغفار کرنے کے بعد پوری طرح عمل کرنے پر ہے، صاف صاف لکھنے سے شرم آتی ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: حبیب اللہ غفرلہ۔

كتاب الطهارة

باب في نواقض الوضوء

(نواقض وضو کا بیان)

کیا آنکھ کے زخم کا پانی ناقض وضو ہے؟

مسئلہ: [ا ب ا د] زید کی آنکھ سے بعض مرتبہ کسی تکلیف کی وجہ سے پانی آتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ پانی نہ ہونے سے زخم کی آنکھ جاتا ہے، ایسی صورت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر زید کی آنکھ کے زخم سے جو پانی نکلتا ہے اس سے مراد پیپ ہے تو یہ ناقض وضو اور مفسد صلوٰۃ ہے اگر یہ پانی پیپ نہیں تو ناقض وضو مفسد صلوٰۃ نہیں ہے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: ابو محمد مظہر [illegible]

الجواب صحیح: عبدہ محمد نظام الدین [illegible]

---

(۱) "لأنه نجس لو خرج من أذنه ونحوها كدنه وقيح (بخلاف القصد وإخراج الدم وضع لا توجع، وإن خرج به أي ضع يتوجع، لأنه ظهر للجرح)" الدر المختار، كتاب الطهارة، مطلب في نقض مراعاة الخلاف [illegible] بتصرف

"الظاهر أن الخروج من الإسكان ينقض الوضوء كالخروج بخلاف غير السبيلين كالدم والقيح إن كان بحيث يسيل من الجرح ينقض الوضوء" البحر الرائق، كتاب الطهارة [illegible] بتصرف

"القيح والصديد، وإطلاقهما يراد الجرح والشقاق، البسرة والدبيلة، وبعض وإذا كان لفظ سوء في الأصح، وإن قيد به فالمراد في أحد المسالك في دمعة العين سيل من أحد لا ينقض الوضوء =

کیا صرف سونا ناقض وضو ہے؟

سوال [۴۵۳۰]: مسائل کی کتاب میں لکھا ہے کہ چت یا کروٹ سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیا صرف چت یا کروٹ سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا ہر نیند کا یہی حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صرف لیٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، ہاں چت لیٹنے یا کروٹ پر غیر تکیے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے(۱)، چاہے کروٹ سے ہو یا چت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۹/ ۹۶ھ۔

پلوتھامارے ہوئے نیند کا حکم

سوال [۴۵۳۱]: جو شخص وضو پلوتھا(۲) مار کر نماز کی حالت میں [illegible]

---

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الأول، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۳، رشیدیہ۔

(۲) "عن علي رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "وكاء السه العينان، فمن نام فليتوضأ" رواه أبو داود۔

قال الشيخ الإمام محي السنة رحمه الله تعالى: هذا في غير القاعد، هذا في حكم الحكم على غير القاعد، أي: من نام نائماً يعني هذا ليس بناقض مضطجعاً، فإن من نام قاعداً ممكناً مقعده من الأرض ثم استيقظ ومقعده ممكن كما كان لا يبطل وضوءه، وإن طال نومه" (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۳۱۶، ۲/ ۳۱۲، رشیدیہ)۔

"وينقضه حكمه وهو زوال ممكنة التحيث بزوال متمكنه من الأرض، وهو النوم على أحد جنبيه أو وركيه أو قفاه أو وجهه وإن بدون ممكنه لا ينقض وإن تعمده في الصلاة في غير هذه المتعذر كنومه قاعداً، ولو مستنداً إلى ما لو أزيل لسقط على المذهب، وما حدث أثر مقعدته ورأسه هي رأسه أو منه لممكنه إلخ" (الدر المختار، كتاب الطهارة، مطلب في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۳۱، سعید)۔

وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الطهارة، الباب الأول، الفصل الخامس في نواقض الوضوء ومنها النوم، ۱/ ۱۳، رشیدیہ)۔

(۳) "پوتھا" دیہات میں اس پھونک کو کہتے ہیں جو منہ سے [illegible] کے ساتھ ماری جاتی ہے۔

نہیں ہے، البتہ اگر اس حالت میں اس کا ایک پاؤں زمین پر ٹک گیا، مگر نیند غالب آنے کی وجہ سے باقی رہا یا اٹھ بیٹھنے کے تھوڑی دیر بعد دونوں صورتوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ اس حرج بیٹھا رہا، بیٹھنے کی جگہ زمین سے نہیں ٹکی، تو وضو باقی ہے(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالافتاء دیوبند، ۱۹/ ۹/ ۹۱ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

---

(۱) (قوله بفخذه حكما لو وركه على مسكة أي قوة الماسكة بحيث تمنع سقوطه من الأرض والا بأن مسكة لايتقص وزن نعسته في الصلاة) أي غيرها على المختار، كما نبه عليه. (كما في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۹۱، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ۱/ ۶۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ۱/ ۳۵، مكتبه عماريه كوئته)

باب الغسل

(غسل کا بیان)

نطفۂ ناپاک سے پیدا ہونے والا کیسے پاک ہوسکتا ہے؟

سوال [۱۰۱۱] ایک صاحب کا بیان ہے کہ باپ کا نطفہ ناپاک ہوتا ہے، غسل سے اور وضو سے کیسے پاک ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نطفہ ناپاک ہے، بیوی کے رحم میں جاکر خلق سوی (۱) بنتا ہے، تو پاک ہوجاتا ہے، اس سے پاک ہونے کی صورت ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب، حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱/۱۳۹۲ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین عفا اللہ عنہ، الجواب صحیح: محمد اعزاز علی عفا اللہ عنہ۔

---

(۱) وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم أنشأناه خلقا آخر فتبارك الله أحسن الخالقين﴾ المؤمنون: ۱۲-۱۴۔

﴿فهذا بدء خلق الإنسان أحسن خلق، الله وظاهرا جعل هذا وبدع تركيب الرأس من العظام والعنصر من جمعه، والعظم من اللحم، واللحم من العروق والعروق والبدن وما عضده، والرجلان وما احتملتا، ولذلك قالت العلماء: الله العالم الأعظم، إذ كل ما في العالم من جميع أنواع الخلق﴾ الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، النمل: ۲۰، ۱۳/ ۲۰۱، دار احیاء التراث العربي بيروت۔

وكذا في روح المعاني، النمل: ۲۰، ۱۰/ ۲۰۱، دار احياء التراث العربي بيروت۔

(۲) البقرة: ۲۰۔

الفصل الأول في فرائض الغسل

(فرائضِ غسل کا بیان)

غسل میں کلی کا بھول جانا

سوال[۱۰۱۷۵]: غسل کرتے وقت اگر کلی کرنا بھول جائے جب یاد آجائے، کرلینا۔ مسائل کی کتاب میں لکھا ہے کہ کیا جسم کے سوکھ جانے کپڑے وغیرہ پہننے کے بعد بھی کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وضو اور کرتے ہوئے کلی کرنا یاد نہ رہا، تو بدن خشک ہونے سے پہلے یا بعد میں جب بھی یاد آئے، کلی کرے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۸۸ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "ترك المضمضة او الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسياً فصلى، ثم تذكر ذلك يتمضمض أو يستنشق أو يغسل اللمعة، ويعيد ما صلى إن كان فرضاً لعدم صحته". (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فرائض الغسل، ص: ۵۰، سهيل اكيڈمی لاهور)

"(وإذا نسي المضمضة والاستنشاق في الجنابة حتى صلى لم يجزه) وهو عندنا؛ فإن المضمضة والاستنشاق فرضان في الجنابة، سنتان في الوضوء". (كتاب المبسوط، كتاب الصلاة، باب الوضوء والغسل: ۱/۷۷، مكتبه غفاريه)

"نسي المضمضة أو حرأمن بدنه فصلى، ثم تذكر فلو نفلاً لم يعده لعدم صحة شروعه".

(قوله: نسي المضمضة) أي: في الغسل المفروض (قوله: فلو نفلاً لم يعد) وأما الفرض فيطالب بأدائه لعدم انعقاده". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، كتاب الطهارة: ۱/۸۹، دار المعرفة بيروت)

www.ahlehaq.org

الفصل الثاني في موجبات الغسل

(موجبات غسل کا بیان)

کیا شراب موجب غسل ہے؟

سوال [۱۰۷۱]: شراب پی کر وضو کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ نشہ نہ ہو رات کو شراب پی تھی صبح بغیر غسل کئے صرف وضو کر کے نماز پڑھی تو غسل ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شراب پینا حرام ہے اس کے پینے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے(۱) اور آیت محکمہ

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ [المائدة: ۹۰]

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لعن الله الخمر، وشاربها، وساقيها، وبائعها، ومبتاعها، وعاصرها، ومعتصرها، وحاملها، والمحمولة إليه". (سنن أبي داود، كتاب الأشربة، باب تحريم الخمر ۲/۱۴۲، رحمانيه لاهور)

"وقد علمت هذه الآية تحريم الخمر من وجهين: أحدهما قوله: رجس، لأن الرجس مولي الشرع لما يلزم اجتنابه، ويقع اسم الرجس على الشيء المستقذر للحس، وهذا أيضاً يلزم اجتنابه فإن حس رصفه إياها ما فيها رجس يلزم اجتنابها، والوجه الآخر قوله تعالى: ﴿فاجتنبوه﴾ وذلك أمر والأمر يقتضي الإيجاب، فاقتضت الآية تحريم الخمر من هذين الوجهين". (أحكام القرآن للجصاص، المائدة، باب تحريم الخمر ۲/۴۶۹، قديمي)

"وحرم قليلها وكثيرها؛ لأن الحث على الشيء، أي: النهي عنه في قوله تعالى: ﴿إنما الخمر والميسر﴾ الآية، عشر دلائل على حرمتها مبسوطة في المجتبى وغيره". (الدر المختار، كتاب الأشربة ۶/۴۵۸، ۴۵۹، سعيد)

ہوتا جدھی جاری کرنے کا حکم ہے(۱)۔ تاہم اس سے غسل واجب نہیں ہوتا، بلا غسل بھی وضو کرکے نماز درست ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۳/۸۴ھ۔

ایضاً

سوال [۱۰۱۰۱]: ایک شخص نماز سے فارغ ہوا ہے، بعد نماز منی یا شراب پیتا ہے تو وہ صحیح نماز بغیر غسل کے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شراب پینا گو گناہ ہے، اس پر تعزیرات ہوتی ہے(۳) اس سے غسل واجب نہیں ہوتا(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) "بعد مسلم ناطق مکلف شرب الخمر ولو قطرة لعاص سوطا" (البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد الشرب، ۵/۴۳، ۴۴، سعید)

(وکذا في النهر الفائق، کتاب الحدود، باب حد الشرب، ۳/۴۷۵، وغیرہ)

(وکذا في الفتاوی العالمگیریة، کتاب الحدود، الباب السادس في حد الشرب، ۲/۱۶۷، وغیرہ)

(۲) "المعاني الموجبة للغسل اثنان لبني على وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة، ولانقطاع الحيض من غير ولادة، وكذا النفاس" (الهداية، کتاب الطهارة، فصل في الغسل، ۱/۲۱، ۲۲، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

"يفترض الغسل بواحد من ستة أشياء: أولها: خروج المني إلى ظاهر الحشفة إذا انفصل عن مقره، وهو الصلب بشهوة، وكل خروجه من غير دفق كالاحتلام ومنها: توارى حشفة وإن توارى قصرا من مقطوعها في أحد مسلكي آدمي حي يلزمهما الغسل ومنها: وجود ماء دفق بعد الانتباه من النوم وسيأتي وجود بلل طهر بعد إفاقة إن مكر وبعد إفاقته من إغماء احتياطاً ويفترض بحيض ونفاس بعد انطهر من أحدهما بالانقطاع إجماعاً" (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، کتاب الطهارة، فصل في موجب الاغتسال، ص ۹۶، ۱۰۰، قدیمی)

(وکذا في مختصر القدوري، کتاب الطهارة، ص ۲۰، قدیمی)

(۳) تقدم تخریجہ تحت عنوان "کیا شراب پینا جرم ہے؟"۔

(۴) تقدم تخریجہ تحت عنوان "کیا شراب پینا جرم ہے؟"۔

باب التیمم

(تیمم کے احکام کا بیان)

تنگیٔ وقت کی وجہ سے تیمم کا حکم

سوال [۱۰۱۷۸]: میرا ایک چھوٹا سا کاروبار ہے اور میں ایک چھوٹے سے بچے کی ماں ہوں، رات میں اپنے شوہر سے ہمبستری کرتی ہوں اور مجھے صبح میں فجر سے پہلے پانی سے نہانے کا موقع نہیں ملتا ہے، کیا جسم میں جہاں نجاست لگی ہو، اُسے دھو کر تیمم کرکے فجر کی نماز ادا کرسکتی ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب تکمہ عذر شرعی نہ ہو، تیمم کافی نہیں، دیر میں الصاء وقت تک ہوجانا عذر نہیں، اس لئے تیمم کی اجازت نہیں ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۸/۸۸ھ۔

☆ ..☆.. ☆.... ☆.....☆

---

(۱) "ولا يتيمم لفوت جمعة، وقتٍ، ولو وتراً لفوتها إلى بدل". (الدر المختار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ۱/۲۶۶، سعيد)

"الأصل: أن كل موضع يفوت فيه الأداء لا إلى الخلف، فإنه يجوز له التيمم، وما يفوت إلى خلف، لا يجوز له التيمم كالجمعة، كذا في الجوهرة النيرة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات: ۱/۱۲۲، رشيديه)

"ولو خاف خروج الوقت لو اشتغل بالوضوء في سائر الصلاة ماعدا صلاة الجنازة والعيد لا يتيمم عندهٗ، بل يتوضوء ويقضي الصلاة وإن خرج الوقت". (الحلبي الكبير، فصل في التيمم، ص: ۸۳، سهيل اكيڈمي لاهور)

أحكام المعذورين

(معذور کے احکام کا بیان)

معذور کی تعریف اور حکم

سوال[۴۸۰۰]: مسئلہ یہ ہے کہ مجھ ایک بیماری میں مبتلا ہے، مجھے پیشاب کی بیماری ہے، وضو کرتا ہوں، لیکن بار بار پیشاب کی راہ سے ہوا نکل جاتی ہے، کوئی پانچ منٹ کے بعد یا اس منٹ کے بعد یا پندرہ منٹ کے بعد ہوا نکلتی رہتی ہے، کبھی ایک منٹ بھی نہیں ہوتا ہے کہ ہوا نکل جاتی ہے، اس وجہ سے مجھے نماز میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میری فرمائش پر کچھ راستہ بتلائیے کہ اس کے بارے میں شریعت کا کیا مسئلہ ہے؟ بار بار وضو چلے جانے کی وجہ سے میں نماز کو ایک بار وضو کرکے ادا کرلیتا ہوں، تو نماز ہوتی یا نہیں اور اس طرح ادا کی ہوئی نماز کو لوٹانا پڑے گا یا نہیں؟ یا نماز ہو جائے گی۔

کبھی کبھی جاگنے کے بعد کچھ کبھی وضو ۲۰ یا ۲۵ منٹ تک رہتا ہے یا کبھی آدھ گھنٹہ تک بھی رہتا ہے روزانہ پانچ وقت کی نماز میں سے ایک وہ بھی نماز میں ہی ایسا نہیں ہوتا، باقی اکثر تمام میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہوا نکلنے کا ایسا موقع کبھی کبھی پیش آتا ہے، باقی اکثر تمام پر ۲ چھوڑتی رہتی ہے۔ مجھے یہ بیماری ۲۰ تین سال سے ہے، میری انجمن تک تو نماز میں کو ایک بار وضو کرکے ادا کرتا رہتا ہوں پر ۲ تین بار بھی وضو کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک دفعہ آپ اندازہ کرلیں اس طرح کہ مثلاً مغرب کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب رہتا ہے اس پورے وقت میں اگر آپ کو اتنا وقت بھی نہ ملے کہ آپ وضو کرکے مغرب کی نماز اس وضو سے ادا کرلیں، بلکہ ہوا نکلتی رہے تو آپ معذور ہیں (۱)۔ آپ کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کا وقت آنے پر تازہ وضو کرلیں، پھر جب

---

(۱) والمعذور من لا يمضي عليه وقت صلاة إلا وله فيه حدث، هذا تعريف المعذور في حالة البقاء، وأما في حالة الابتداء فهو من استمر العذر وقت الصلاة كاملاً. (مجمع الأنهر، =

دوسری نماز وقت آنے پر پڑھ لیں[1]۔

نیز اپنے وقت کی نماز سے پہلے وضو کرنے سے دوسری وقتی نماز سے وضو ٹوٹنے میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، آپ وضو کرکے نماز پڑھ لیں، وضو ٹوٹنے کے بعد وضو کرکے نماز پڑھ

جب بھی ہو نکلے دو یا دو سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو قضا سے پہلے آپ وضو کریں گے۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۶/۹۸ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۶/۹۸ھ۔

نقاطِ مذی کا حکم

سوال [۱۰۱۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں، پھر ان کو مذی کے قطرات نکلتے ہیں، پھر وہ نماز کو دوبارہ پڑھتے ہیں، کیا یہ نماز میں شمار کیا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر حالت قیام میں یا بیٹھنے کی حالت میں مذی کے قطرات نکلتے ہیں، وہ قطرات نہیں نکلتے تو نماز پڑھ کر پڑھنی چاہیے (۱)۔ اگر دو یا دو سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو قضا سے پہلے وضو کریں گے، واللہ اعلم۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۶/۹۸ھ۔

---

(۱) "ولو صلى قائماً فسقى برأسه، ولو صلى قاعداً لا، وبه يفتى قاعداً". البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ۲/ ۱۹۵، زكريا ديوبند.

"وكذا إن صلى قائماً فسقى برأسه من جراحة أو رمد أو نحوه أو قاعداً فسقى بقدمه أو مضطجعاً فسقى بعينه شيء وعلى هذا قالوا في المسح لجبيرة". الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ۱/ ۱۳۱، زكريا ديوبند.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب صلاة المريض، ص: ۴۳۱، قديمي.

(۲) "وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه بأن لا يمضي زمن يسع فرضاً كامل بلا حدث بما يبطل الوضوء بعينه من خارج أو بما يعتاد كدم استحاضة بل يكفي وجوده في جزء من الوقت ولو مرة وفي حق الزوال بشرط استمراره إلى خروج وقت فعله أو بخروج وقت الاختيار في الأصح". الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في حكم المعذور، ۱/ ۴۰۲، سعيد.

"شرط ثبوت العذر ما ذكر أن يستوعب سيلانه وقت صلاة كاملة ولو الأظهر كالانقطاع".

طہارت ونماز میں وہم

سوال[۱۰۱۸۱]: گزارش یہ ہے کہ اکثر کو شک اور وہم کا مرض ہے، غسل وغیرہ یا استنجا میں پانی کی نسبت ہوتی، خیال یہ کہ پانی نہ آتا ہوں، لیکن پھر بھی وہم باقی رہتا ہے، واقعہ ہے یا نہیں تو کیا طہارت ہے؟

یہی کہ نماز شروع بھی نہیں پڑھتا ہوں درمیان میں پڑھتا ہوں، یا پوری ہو جاتی ہے، شک کرتا ہے یا نماز پڑھنے کے بعد وسوسہ آتا رہتا ہوں۔ لہٰذا آپ کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا ہے تاکہ جناب کچھ کوئی وظیفہ یا تعویذ تجویز فرمائیں تاکہ میری یہ حالت بدل جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم کثرت سے پڑھا کریں (۱) اور کیفیت کی

– لابست ماء لم یستبن عقب الوقت کثیر وشرط بقائہ کما فی الزیلعی أن یمضی علیہ وقت فرض لا وقت الحدث الذی اتصلی بہ بوجد فیہ هکذا فی التبیین" (الفتاوی الهندیة، کتاب الطهارة، الباب السابع فی الماء الذی یجوز به الوضوء وما لا یجوز به، ۱/۱۵، ط: رشیدیه)

(۱) کذا فی مجمع الأنهر، کتاب الطهارة، فصل فی المسنون، ۱/۵۰، ط: مکتبة عمار، عمان)

(۱) أن الشیطان جمیع وساوس الشیطان ذکر الله تعالی فإذا سمعه ذهب وإذا سمع عن الحول والقوة، وهو معنی قولك لحول الله من الشیطان الرجیم ولا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظیم، وذلك لا تصدر عنه إلا المحتول المعاقب علیهم ذکره الله تعالی" (إحیاء علوم الدین، کتاب شرح عجائب القلب، بیان تسلیط الشیطان علی القلب بالوساوس الخ، ۳/۳۵، ط: إحیاء التراث العربی بیروت)

عن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم "یأتی الشیطان أحدکم فیقول من خلق کذا؟ من خلق کذا؟ حتی یقول من خلق ربك؟ فإذا بلغه فلیستعذ بالله ولینته" (فلیستعذ بالله: طرد الشیطان بشرط إتی قوله تعالیٰ: وإلا فهذا لیس لمن استحقین به ویسن إتی قوله علیه الصلوة والسلام لا حول ولا قوة إلا بالله لأن العبد محوله وقوته لیس لقوة الصلاة مع الشیطان ومجاهدته، فیجب علیه أن یستعین إتی مولاه بتعظیم بالله من الشیطان الذی وقعه فی هذا الخاطر الذی لا أنیع به الخ" (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الوسوسة، الفصل الثانی)

ہوگئے کی خدمت میں پہونچیں، حق تعالیٰ آپ کو اس پریشانی سے نجات دے، آمین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۴/۸۸ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

(الحدیث، ۹۵، ۲۴۹۰، رشیدیہ)

(۱) اما قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیسعد باللہ ولیہ فیحتمل ان یکون ذلک لانہ من الوسائل فیلتجأ الی اللہ تعالیٰ فی دفع شرہ عنہ، ویحتمل غیر ذلک، (شرح صحیح مسلم للنووی، باب بیان الوسوسۃ فی الایمان، ۵۰/۱، المطبعۃ المصریۃ ومکتبتہا)

باب في الأنجاس وتطهيرها

(نجاست اور اس سے پاکی کا بیان)

کتے کی قے اور پاخانہ سے مسجد کو پاک کرنا

سوال [۱۰۰۰۷] زید نے اپنے بچہ کو مسجد میں قے کرتے دیکھا اور کتے کو پاخانہ کرتے دیکھا، مسجد کے ایک حصہ کو پانی سے دھویا، کیا مسجد پاک ہوگئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible] ہوگئی، اور اگر [illegible] تو [illegible] ہوگئی، اور اگر [illegible] تو [illegible] ہوگئی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

۱ في سنة طبع [illegible] وبكذا في موضع لدى [illegible] وفي الأصل [illegible] وفي موضع آخر [illegible] وفي موضع منه

ناپاک گھی اور مٹی کے برتن کو پاک کرنے کا طریقہ

سوال [۴۸۲۱]: گھی کی پیداوار کے لئے مٹی کے برتن میں پانی ابالا جاتا ہے تو اس برتن میں گھی استعمال ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو اس برتن کا دھونے کے بعد استعمال درست ہے یا نہیں؟ نیز اس برتن میں گھی سے برتن میں پانی جم جاتا ہے یا نہیں؟ اگر گھی سے برتن میں پانی جم جاتا ہے تو گھی کا برتن دھونے سے گھی پاک ہوگیا یا اس میں پانی جم جانے سے گھی ناپاک ہوگیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

گھی [تفصیل سے] ابالنے سے اس میں پانی سے [جو] آلودگی [ہوتی ہے] وہ گھی کے اوپر آجاتی ہے [اور] اس کو اتار کر پاک برتن میں رکھ دیا جاتا ہے، اس سے برتن میں رطوبت نہیں ہوتی، اس لئے اس برتن میں پانی نہیں جمتا، [البتہ] اگر برتن میں رطوبت ہو تو پانی جم جاتا ہے، [اور] اگر برتن میں رطوبت ہو تو پانی جم جاتا ہے، [اور] اگر برتن میں رطوبت نہیں ہوتی تو پانی نہیں جمتا

[illegible] (۱)۔

کنویں پر رسی سے ڈول باندھ کر کھینچنے سے پانی پاک ہوجاتا ہے، اسی طرح ٹونٹی سے پانی نکلنے سے پاک ہوجاتا ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۳/ ۱/ ۹۳ھ۔

ینصب فیہ ماء طہور فیطہر حتی یعود الی مکانہ، والدلو ینصب عند البئر، فیعصر الدلو فی مکانہ والدلو ینصب عندہ فیعصر، فیطہر الدلو فی البئر، فیرفع الدلو فی البئر، فیرفع بقی، ھکذا یفعل ثلاث مرات۔ کذا فی الحاکم فی عیون الاحکام، باب تطہیر الانجاس، ۵۳، میرٹھ۔ محیط کذا فی التاتارخانیہ۔

"وان نضح الحصر لطہارتہ فی البئر، وینصب عند البئر، ویعلق حتی یعود الی مکانہ، ھکذا ثلاثا فیطہر۔ کذا فی الحاوی۔ وعلی ھذا الدلو۔ کذا فی المحیط۔ وھذا یعلم بالاستقراء ما یلقی فی الجابیۃ ثم ینصب فیہ ماء طہور، وینحرک۔ ثم یوکف حتی یعود الدلو الی موضعہ، ثم یوضع فی الجابیۃ حتی یخرج الماء، ھکذا ثلاثا فیطہر" (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ، الفصل الاول، ۲۲، رشیدیہ)

(۱) "اذا وقعت فی قصعۃ ولیس بدن ھل دنس فیھا، او فی جرۃ او فی مزادۃ یحکم علی القصعۃ" (الدر المختار) "صورتہ: ملأ حرۃ من سمن نجس فسقطت من تلک الحرۃ ثم وقعت فی القصعۃ قبل ولی نجاسۃ للحدیث" القصعۃ ینجس فیہ تعدد من نجاس وغیرہ ویکون حکم الواحد" (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ۱/ ۳۱۰، سعید)

وکذا فی الحلبی الکبیر، باب الانجاس، ص ۵۰، سہیل۔ کذا فی الاشباہ۔

وکذا فی فتاویٰ قاضی خان علی ھامش الفتاویٰ الھندیۃ، الباب الانجاس، ۱/ ۲۹، رشیدیہ)

(۲) "الآنیۃ اذا نجست بنجاسۃ کالخمر والخل والدبس والعسل ونحوھا ۔۔۔ فان کان الاناء من خزف او حجر وکان جدیدا او حدث لہ حدیثا فانہ یتنجس بما فی اجزائہ ویتحرق وان کان عتیقا یغسل" (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، باب الانجاس، ۱۰۳، والمعرفۃ تہ ورت)

"ان الخمر اذا تخلل بنفسہ او بخل انسان عتیقا متنجسا بتطہیر" (الھندیۃ، الفتاویٰ التاتارخانیۃ، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ۱/ ۴۲، رشیدیہ)

وکذا فی ردالمحتار، باب الانجاس، ۱/ ۳۳۲، سعید

باب الاستنجاء

(استنجاء کا بیان)

استنجاء وغسل کے وقت استقبال قبلہ

سوال [۱۰۱۳]: پاخانہ میں بیٹھ کر ڈھیلا استنجا پاک کرنے کی نیت سے اس طریقہ سے ڈالنا کہ اس کے گرنے سے پانی کا چھینٹا پاک کرنے کی غرض سے بائیں یا قبلہ کی طرف نہ پڑے، دوسری طرف سے اگر پڑے تو مضائقہ نہیں یا اس طرح بیٹھنا کہ قبلہ کی طرف ہو جائے یا پیٹھ سے اگر پڑے تو مضائقہ نہیں، اس کے علاوہ جس طریقہ سے چھینٹا پڑنے کی امید نہ ہو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

استنجا پاک کرنے کے لئے قبلہ رو یا قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کا جو ادب ہے (۱) اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس کا ترک جائز ہے اور ادب کا ترک ہو جائے تو گناہ ہوتا ہے، بلکہ ادب کا ترک بھی گناہ ہے، اس لئے استنجا پاک کرتے وقت اور غسل کرتے وقت غرض ہر حالت میں قبلہ رو نہ ہونے کی اور قبلہ کی طرف پیٹھ نہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے (۲)۔

---

(۱) ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجاء، فصل الاستنجاء ۱: ۳۰۲ سعید

الخامسة: لو بكره وفي محيط السرخسي ما نصه والمستحب ما ذكرنا فيه فتنبه لقول المصنف "ترك الأدب" وانظر ما نقله المحشي عن الحلبي. وفي المحيط البرهاني، فصل الاستنجاء ۱: ۱۲۱، دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الطهارة، مطلب في آداب الوضوء، ص ۲۸، سهيل أكيدمي لاهور

وأما ما كان بالعكس بأن استقبل القبلة لا بكرة عاب مع كشف عورة، فلو لم مع كشف عورة فلو كان صوب فلا بأس" ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، مطلب مسائل الخلوة ۱: ۲۱۰ سعيد

(۲) عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه: أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها، ولكن شرقوا أو غربوا" ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایسے زیور کے ساتھ بیت الخلاء میں جانا جس پر اللہ لکھا ہو

سوال [۱۰۱۹۵] عورتیں زیور پہنے ہوئے بیت الخلاء میں جاتی ہیں، ان میں بعض زیور ایسے ہوتے ہیں جن پر اللہ لکھا ہوتا ہے، کیا ایسے زیور پہنے ہوئے بیت الخلاء میں جانا جائز ہے؟ قرآن و حدیث سے جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

---

* قال الشیخ البنوری: فقد صرح الحنفیۃ بجواز استصحاب ما فیہ ذکر اللہ تعالیٰ کالخاتم المنقوش علیہ اسم اللہ تعالیٰ ونحوہ اھ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب قبلۃ اھل المدینہ ۱: ۵۷ قدیمی)

قولہ فلا یستحب ان یستصحب شیئا فیہ اسم اللہ تعالیٰ نحو ان یکون علی خاتمہ او درھمہ او فلسہ اسم اللہ تعالیٰ او اسم ملک من الملوک او اسم نبی من الانبیاء علیہم السلام او شیئا فیہ ذکر اللہ تعالیٰ او شیئا فیہ صورۃ حیوان (الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع ۶: ۴۰۷ سعید)

قولہ فلا یستحب ان یستصحب شیئا فیہ اسم اللہ تعالیٰ او اسم ملک من الملوک او اسم نبی من الانبیاء علیہم السلام او شیئا فیہ ذکر اللہ تعالیٰ او شیئا فیہ صورۃ حیوان (الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع ۶: ۴۰۷ سعید)

وفی الخانیۃ: ولا یدخل الخلاء بشیء فیہ ذکر اللہ تعالیٰ او اسم نبی او ملک او آیۃ من القرآن الا اذا کان فی کمہ دراھم او دنانیر فیہ ذلک فلا بأس بہ اھ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی آداب الخلاء ۵: ۴۱۲ رشیدیہ)

وفی الخلاصۃ: ولا یدخل الخلاء بشیء فیہ ذکر اللہ تعالیٰ او اسم نبی او ملک او آیۃ من القرآن الا اذا کان فی کمہ دراھم او دنانیر فیہ ذلک فلا بأس بہ اھ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی آداب الخلاء ۵: ۴۱۲ رشیدیہ)

وفی الخانیۃ: ولا یدخل الخلاء بشیء فیہ ذکر اللہ تعالیٰ او اسم نبی او ملک او آیۃ من القرآن الا اذا کان فی کمہ دراھم او دنانیر فیہ ذلک فلا بأس بہ اھ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی آداب الخلاء ۵: ۴۱۲ رشیدیہ)

وفی الخلاصۃ: ولا یدخل الخلاء بشیء فیہ ذکر اللہ تعالیٰ او اسم نبی او ملک او آیۃ من القرآن الا اذا کان فی کمہ دراھم او دنانیر فیہ ذلک فلا بأس بہ اھ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی آداب الخلاء ۵: ۴۱۲ رشیدیہ)

www.ahlehaq.org

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ نام پاک کے احترام کے خلاف ہے، مکروہ تحریمی ہے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۶/ ۱۴۰۶ھ۔

☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆

www.ahlehaq.org

(۱) "ويكره البول للحلاء ومعه شيء مكتوب فيه اسم الله أو قرآن وفي حاشية الطحطاوي: لما روى أبو داود والترمذي عن أنس قال: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا دخل الخلاء نزع خاتمه أي: لأن نقشه محمد رسول الله". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به الاستنجاء، ص: ۵۳، قديمي)

وكذا في رد المحتار، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء: ۱/ ۳۴۵، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطهارة، الباب السابع: ۱/ ۵۰، رشيديه)

کتاب الصلاۃ

کیا بغیر نماز پڑھے بخشش ہو جائے گی؟

سوال [۱۰۱۹۶] کچھ لوگ جو نماز نہیں پڑھتے ہیں، ہے نمازیوں کو بھی نماز پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں، (۱) جواب دیتے ہیں: "ہم نماز نہیں پڑھتے ہوں گے ہیں علم ہے، ہم انشاء اللہ خدا کے فضل و کرم سے ویسے ہی بخشے جائیں گے"۔ یہ کس حد تک ٹھیک ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پانچ وقت کی نماز فرض عین ہے (۱) اس کے ترک پر سخت وعید آئی ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں فرمائی، حالانکہ بخشے بخشائے تھے، تارک نماز کے متعلق ارشاد ہے کہ اس کا حشر فرعون و ہامان (لعنہما اللہ) کے ساتھ ہوگا (۲)، اس سے بے پروائی اختیار کرنا نہایت خطرناک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱/۱۴۰۱ھ۔

---

(۱) "عن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "خمس صلوات افترضهن الله تعالى، من احسن وضوئهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وخشوعهن، كان له على الله عهد ان يغفر له، ومن لم يفعل ذلك فليس له على الله عهد، إن شاء غفر له وإن شاء عذبه" (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، الفصل الثاني ۱: ۵۸، قديمي)

"فهي فرض عين على كل مكلف ويكفر جاحدها بدليل قطعي الخ" (الدر المختار، كتاب الصلاة ۱: ۳۵۱، ۳۵۲، سعيد)

"(العلم) (بأن الصلاة) (فريضة) اي مفروضة مقطوع بالحكم بها (والنسيان) (بالكتاب) اي بالقرآن (والسنة) الخ" (الحلبي الكبير، ص: ۱، سهيل اكيڈمی لاہور)

(۲) "عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: انه ذكر الصلاة يوما، فقال: من حافظ عليها، كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيمة، ومن لم يحافظ عليها، لم

تعزیہ داری چھوڑنے کے لئے نماز چھوڑنے کی شرط

سوال [۱۰۱۸۷]: زید نماز بھی پڑھتا ہے اور تعزیہ داری بھی کرتا ہے، اگر اس سے کہا جاتا ہے کہ تم تعزیہ داری چھوڑ دو، تو وہ یہ شرط لگاتا ہے کہ میں تعزیہ داری اس وقت چھوڑوں گا جب کہ نماز بھی چھوڑ دوں گا، مگر سنے اس کو شرط سے بچانے کے لئے کہا کہ ٹھیک ہے تم تعزیہ داری چھوڑ دو اور نماز چھوڑ دو، کیا یہ کہنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز خدا نے پاک کا فریضہ ہے، جس کا ادا کرنا ہر مسلمان کے ذمہ فرض ہے (۱)، مرجوا تعزیہ شیطان کی اطاعت ہے، شیطان کی اطاعت سے روکنے کے لئے یہ شرط لگانا کہ خدا کا فریضہ بھی ترک کردے گناہ پر غلط ہے۔ اس کا کسی کو بھی حق نہیں، ہندو زید کو یہ شرط لگانا بھی غلط ہے اور بکر کا اس شرط کو منظور کرنا بھی غلط ہے، مگر اس کا کوئی حق نہیں، اس کو بھی تو یہ لازم ہے، زید بھی شیطان کی اطاعت چھوڑ دے اور خدائے پاک کے فریضہ پر قائم رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/ ۹۶ھ

تارک نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال [۱۰۱۸۸]: ایک شخص مسئلہ حضور سے دریافت طلب ہے وہ یہ کہ ہمارے ایک ہم قوم

= تكفى له سورا ولا سرحانا ولا محجانة، وكان يوم القيمه مع قارون وفرعون وهامان وابى بن خلف" (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، الفصل الثالث ۵۹/۵۹، قديمى)

وكذا في مسند الإمام احمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما، رقم ۶۵۰۶ ۲/۳۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) قال الله تعالى ﴿واقيموا الصلوة واتوا الزكوة﴾ (البقرة: ۴۳)

"عن عبدالله بن الصامت رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "خمس صلوات افترضهن الله تعالى، من احسن وضوئهن وصلاهن لوقتهن ... الخ" (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه، ۵/۳۲۶، رقم ۲۲۷۱۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"هي فرض عين على كل مكلف" (الدر المختار، كتاب الصلاة ۱/۳۵۱، ۵۲، سعيد)

www.ahlehaq.org

بعض نماز پڑھتے ہیں اور دوسری نمازیں بالکل نہیں پڑھتے اور کبھی ایسے شخص سے کہہ دیتے ہیں کہ تم نے عیدالفطر کی نماز پڑھتے ہیں اور سال بھر فرض نمازیں اور جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے ان کے لئے شریعت کا کیا مسئلہ ہے؟ وہ مسلمان رہ جاتے ہیں یا نہیں؟ ..... ان کے ذمہ کیا حالت میں فوت ہوجائیں تو ان کا شریعت سے طالبِ مغفرت میں شمار ہوگا یا نہیں؟ اور جو لوگ جمعہ کی نماز تو نہیں پڑھتے لیکن ظہر کی پڑھتے ہیں ان کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز فرض عین ہے ہر مکلف پر عمر بھر ہر روز پانچ وقت کی نماز فرض ہے قضا پڑھنے کی کبھی نیت نہ ہو اور وقت جاتا رہے تو قضا کرنے سے ایسے شخص کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ مکلف پر جمعہ فرض ہے(۱) اور حدیث میں صاف صاف آیا ہے:

من ترک الصلاۃ متعمداً فقد کفر جہاراً. کذا في الجامع الصغیر (۲)

تارکِ نماز ایسے شخص کے ساتھ جو علانیہ مسلمان ہو جیسا کہ چاہیے ..... ویسا ہی ہے "جو شخص کبھی نماز پڑھ لے

---

(۱) قصر: ویکفر بترکہا کفر جحود الخ. "الصحیح" الأظہر. کتاب الصلاۃ ۱ ۱۰۳ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ.

أو بکفر بترک الصلاۃ متعمداً غیر بانٍ للقضاء وغیر خائف من العقاب" البحر الرائق کتاب التیمم باب احکام المیاہ ۱ ۲۰۶ رشیدیہ)

"ومن فرض عمره عليه كل مكتوبة ... ويكفر بجحودها لفرضيتها بدليل قطعي، وبتركها عمدا مطلقا" أي بكاسلا فاسق يحبس حتى يتوب. لأنه يحبس لحق العبد فلحق الحق أحق" الدر المختار، كتاب الصلاة ۲ ۲۵۱، ۲۵۲ سعيد)

وكذا في كبير قنية والبرهان. كتاب الصلاة. الذي يجب من ترك الصلاة عمدا وأخرجها عن وقتها نهارا ۱ ۱۳۹ دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) الفيض القدير شرح الجامع الصغير، وفي الحديث ۸۵۸۷ ۵ ۳۹۱ مكتبه نزار مصطفى الباز مكة

بعد فجر پڑھ جائے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۱۲/ ۱۳۹۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) "وعن قيس بن طلق عن كل مسلم بات خلف ظهر إمامه فاقرأ بفاتحة الكتاب". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۴۵۰، سعيد)

"واعلم أن من يصلي عليه، فكل مسلم بات بعد الولادة يصلى عليه، صغيراً كان أو كبيراً، ذكراً كان أو أنثى، حراً كان أو عبداً، إلا البغاة وقطاع الطريق، ومن يقتل حاربهم، كذا في الخلاصة". "وفي صفة الصلاة عليه وسننها: "أصلوا على كل بر وفاجر" وفيه: "المسلم حقوق وذكر من خصائصها أن يصلي عليه جماعة من غير فصل". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من يصلى عليه، ۱/ ۳۲۳، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، باب الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ۱/ ۱۶۲، ۱۶۳، رشيديه)

باب المواقيت

الفصل الأول في أوقات الصلاة

(اوقات نماز کا بیان)

فجر کی نماز کا وقت مستحب

سوال [۶۱۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ صبح صادق کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور تحقیق حقیقت نماز فجر کا وقت کس وقت تک ہے مفصل بیان فرمائیں بینوا توجروا، اگر کوئی شخص اس تاریخ کے مطابق وقت معلوم کرنا چاہے تو اس کو کیا کرنا چاہئے آج کل تو گھڑیوں سے آسانی ہے وقت معلوم کرنا یا نماز پڑھنا۔

الجواب حامداً ومصلياً:

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فجر صادق کی تو یہ علامت لکھی ہے کہ روشنی اوپر کی طرف بڑھتی ہے پھر دائیں بائیں پھیلتی ہے اور یہ روشنی اس وقت ہوتی ہے جب آفتاب طلوع ہونے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ باقی رہتا ہے اور آفتاب طلوع ہونے سے کچھ پہلے غائب ہو جاتی ہے اس کو فجر کاذب کہتے ہیں (۱)۔

---

(۱) عن ابي مسرة قال: حدثني ابو تميم الجيشاني انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حتى اتى الطائف، فكان يصلي بنا صلاة الصبح حتى نقول: لا يرى هذا ههنا من يعرفه" اخرج معناه الآثار، كتاب الصلاة، باب الوقت الذي يصلى فيه الصبح اي وقت هو، ۱/۱۲۲، سعيد)

"عن رافع بن خديج قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر" قال ابو عيسى: حديث رافع بن خديج حديث حسن صحيح" اخرجه الترمذي، جامع الترمذي، ابواب الصلاة، باب ما جاء في الاسفار بالفجر، ۱/۴۰، سعيد)

"قال عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه: ما رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صلى صلاة لغير ميقاتها إلا صلاتين: صلاة المغرب بعرفة، وصلاة الصبح بمزدلفة" فإنه قد عين بها الفجر -

اس کا اندازہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے پر اگر یہ معلوم ہو کہ نماز ختم نہیں ہوئی تو دوبارہ قرأت مسنونہ کے ساتھ اس کو سورج نکلنے سے پہلے لوٹایا جائے (۱) اس طرح جن کو نماز کا نماز میں وقت یاد نہیں رہتا ہے وہ بھی آسانی سے یہ جان سکتا ہے، کیونکہ اس وقت کوئی گھنٹہ منٹ کا حساب نہیں بتایا جاتا تھا، آپ سورج نکلنے سے پندرہ منٹ پہلے نماز ختم کریں گے تو اشراق اور چاشت کے وقت میں نماز ادا ہوگی (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲/ ۱۱/ ۱۳۹۰ھ۔

۱۔ التطبیق بالفجر صلاۃ فی التبیقات، فعلم ان العادۃ کانت فی الفجر الاسفار، (بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان شرائط الارکان، ۱/ ۱۲۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وکذا فی الحلبی الکبیر، کتاب الصلاۃ، الشرط الخامس، وقت الفجر، ص ۲۳۲، سہیل اکیڈمی لاہور)

۲ والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بالاسفار والتنویر هو المختار بحیث یزال اوجبن آیۃ ثم یعیدہ مطہرۃ لو فسد، وفی یوم غیم جدا

قولہ ثم یعیدہ مطہرۃ، ای بعید الفجر الی صلاتہ مع یزال القراءۃ المسنونۃ ویعید الطہارۃ لو فسد مفسدا فاو غیر فسد هذا مفہوم ما فی الفتح والحاصل ان حد الاسفار یمکنہ اعادۃ الطہارۃ ولو من حدث اکبر والاعادۃ للصلاۃ علی الحالۃ الاولی قبل الشمس، (ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی وقت الشمس من مغربہ، ۱/ ۳۴۶، سعید)

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، ۱/ ۴۴۲، رشیدیہ)

وکذا فی الحلبی الکبیر، کتاب الصلاۃ، الشرط الخامس الوقت، ص ۲۳۲، ۲۳۳، سہیل اکیڈمی لاہور،

۲ عن ابی ہریرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان للصلاۃ اولا واخرا وان اول وقت صلاۃ الظہر حین یزول الشمس وان اخر وقتہا حین یدخل وقت العصر وان اول وقت العصر حین یطلع الفجر وان اخر وقتہا حین تصفر الشمس، (جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء ان اول الوقت افضلہا، ۱/ ۳۴، سعید)

ووقت صلاۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس، فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلاۃ فانہ حینئذ تطلع الشمس بین قرنی شیطان، (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب المواقیت، الفصل الاول، رقم الحدیث ۵۸۱، ۲/ ۲۶۲، رشیدیہ)

وکذا فی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی کراہۃ الصلاۃ والسلام قبل الفجر

=

ص ۳۵۵، سعید)

وقت فجر میں تین طرح کا عمل

سوال [۱۰۱۹۰]: جب مسجد کی گھڑی کا وقت ریڈیو کے وقت کے مطابق ہو اور نقشہ طلوع مغرب میں طلوع آفتاب کا وقت سات بج کر ۲۰ منٹ دکھایا گیا ہو۔

"الف" فجر کے سات بج کر دس منٹ پر مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ وہ طلوع آفتاب کا انتظار کرتا ہے اور تیس منٹ گزارنے کے بعد سات بج کر چالیس منٹ پر فجر قضا پڑھتا ہے۔

"ب" فجر کے سات بج کر پندرہ منٹ پر مسجد میں آتا ہے۔ اور فوراً دو رکعت نماز فجر ادا کر لیتا ہے۔ جو سات بج کر ۱۹ منٹ میں فارغ ہو سکتا ہے۔

"ج" سات بج کر ۴۵ منٹ پر قضا پڑھتا ہے۔ "ب" کا خیال یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے دو منٹ قبل تک نماز کا وقت ہے۔ صرف طلوع آفتاب کے وقت مکروہ حرام ہے۔

"ج" فجر کے سات بج کر ۲۰ منٹ پر مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ فوراً دو رکعت نماز سنت قضا پڑھ کر دو رکعت نماز فرض قضا پڑھتا ہے۔

"ج" کا خیال ہے کہ طلوع آفتاب کا وقت گزر چکا ہے، سورج بام ہو چکا، پرندوں کا موت کا اول فجر سے نہیں ہے لہٰذا نماز فجر ہو چکی ہے۔

مستفتی یہ ہے کہ ان تینوں حضرات "الف" "ب" "ج" کے عمل میں کون کتنا صحیح ہے؟ کس کو کس حد اصلاح کرنی چاہیے؟ کس کا خیال درست اور کس کا نادرست ہے؟ کس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ جب سے کس کو نہیں؟ مستند حوالہ سے نماز فجر سے متعلق ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب کہ شخص مذکور سے دس منٹ قبل "الف" کو فجر کا وقت ملا، پھر بھی اس نے نماز فجر ادا نہیں کی، بلکہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور اس نے قضا نماز پڑھی، تو الف گنہگار ہوا (۱) کہ نماز آفتاب طلوع ہونے

---

(۱) کما في بدائع الصنائع: كتاب الصلاة، فصل في بيان مقدار الأوقات وصفتها، الوقت (۱/۵۹۵ ط: دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) عن ابن شهاب الزهري قال: قال سعيد بن المسيب: إن أبا قتادة الذي يحدث أحاديثه قال: قال رسول =

سے پہلے تک نماز فجر کا وقت رہتا ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ نماز اور سجدہ اس وقت بھی حرام ہے، غلط ہے(۱)۔ البتہ نماز کا ثواب ظاہر ہونے پر نماز فجر کا وقت ختم ہوگیا، اس وقت سجدہ کرنا بھی منع ہے(۲)۔ البتہ اس کی تحقیق نہیں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہ عزوجل إني فرضت على أمتك خمس صلوات وعهدت عندي عهدا أنه من جاء يحافظ عليهن لوقتهن أدخلته الجنة، ومن لم يحافظ عليهن فلا عهد له عندي" (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی المحافظۃ علی الصلوات، ۱/۸۸، رحمانیہ لاہور)

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "الذي تفوته صلاة العصر، فكأنما وتر أهله وماله" متفق عليه قال ابن عبد البر ويحتمل أن يلحق بالعصر باقي الصلوات، وقد نبه بالعصر على غيرها، وجعلت مالك كل كونها الوسطى فتركها أقبح من غيرها" (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات، رقم الحديث ۵۷۳، ۲/۲۸، رشیدیہ)

"فوسيل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون" وإن عن فعلها في الوقت المختار لها سرعا فيخرجون عن وقتها بالكلية، كذا قاله مسروق وأبو الضحى" (تفسیر ابن کثیر، ۸/۴۰۳، مکتبۃ دار السلام)

"عن أبي هريرة (رضي الله تعالى عنه) قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إن للصلاة أولا وآخرا، وإن أول وقت صلاة الظهر حين تزول الشمس وإن آخر وقت صلاة الظهر حين تزول الشمس وإن أول وقت الفجر حين يطلع الفجر وإن آخر وقتها حين تطلع الشمس" (جامع ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء أن أول الوقت أفضل، ۱/۳۹، ۴۰، سعيد)

"ووقت صلاة الصبح من طلوع الفجر ما لم تطلع الشمس، فإذا طلعت الشمس فأمسك عن الصلاة فإنه حينئذ يطلع الشمس على قرني شيطان" (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب المواقيت الفصل الأول، رقم الحديث ۵۸۱، ۲/۲۶۲، رشیدیہ)

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في تعداد عليه الصلاة والسلام قبل الجنة ۱/۳۵۹، سعيد

وكذا في سراج الوهاج، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان، ومنها الوقت ۵۵۸، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "عن عقبة بن عامر الجهني يقول ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ينهانا =

ہے کہ نفلِ مطلق پڑھنا جائز ہے مگر تحریمہ وقت صحیح نہیں، بلکہ کنارۂ آفتاب برابر تک اس وقت پڑھا جاتا ہے، تو "الف" کا اس وقت نماز پڑھنا درست ہوا اور طلوع کے بعد آفتاب کی زردی ختم ہونے تک نفلی نماز پڑھنا جائز ہے، اس وقت نماز پڑھنا درست ہوتا ہے(۱)۔ اور ۲۰ منٹ گزرنے پر اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا، بلکہ اس سے پہلے ہی سورج کا رنگ صاف ہو جاتا ہے۔

"ب" کے لئے نوافل پڑھنا دائمی ہے وقت صحیح وقت پر ادا کی ہے(۲)۔ پھر اگر یہ اندیشہ تھا کہ سنت فجر ہونے سے پہلے ہی کنارۂ آفتاب ظاہر ہو جائے گا اس لئے اس وقت سنت پڑھی، بلا طلوع آفتاب کے ۱۵ منٹ جو قضا ہوئی تو وہ صحیح ہوئی(۳)۔ ۱۵ منٹ کا وقت فرض سے پہلے سے اور فرض سے بعد طلوع سے پہلے سنت کا وقت

- أن يصلي فيها أو أن يقدم فيها ميتا فإنه حتى تطلع الشمس مرتفعة حتى يرتفع وحتى يقوم قائم الظهيرة حتى يميل الشمس وحتى يتضيف الشمس للغروب حتى يغرب" صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها" ۱۲ قديمي۔

"أو كره فعل صلاة بعد صبح ولو قضاء أو فرضا أو واجبا أو نفلا أو سنة أو ما شرع بأصله أو وصفه كتحية ومسجد ووضوء ولو بعد عصر وبعد صبح وغروب إلا عصر يومه فلا يكره فعله لأداء ركن وقت ولو بعد صبح ضروري ودخلت لعذر لا لعذر فيها فيؤدي على حكم ما وقع فيه" الخ۔ "في صحيح مصحح منقولة عن الأصل للإمام محمد رحمه الله تعالى من أنه ما شرع مرتفع الشمس فغير مرتفع فيه في حكم الطلوع" رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب مشترك لعذر يدخل وقت ۱ ۲۰۰ ۲ سعيد۔

وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في الأوقات المكروهة، ص ۱۲۵ ۱۲۰ قديمي۔

۱ حتى لو صلاها بعض من ترتفع الشمس فلم يرتفع الشمس فلم يرتفع فيه۔

۲ راجع رد المحتار ۱ ص ۲۰۰

۳ ولو خاف لو تركها لم يصلها بمسجد ما تركها لكون الجماعة أكمل ولا لا

قوله لو خاف الخ، حاصله ما ذكره على عدم الأولى، غير ولا أدري ما وجه كون تركها أولى لتحصيله على الأولى ان تركه لعذر خروج لفوقه" رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، مدرك الفريضة ۲ ۲۰۱ سعيد۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة ۱ ۲۰۰ قديمي وإن الصواب ما ذكرنا۔

وفي البحر عن الإمام في صلاة الفجر ولو لم يصل ركعتي الفجر إن خشي أن تفوته ركعة ۵

بھی مکروہ ہے(۱)۔

"ق" کی یہ بات صحیح ہے کہ موت کا بھروسہ نہیں مگر نماز پڑھنے کے لئے اتنا احتیاط کرنا چاہئے کہ سورج صاف ہوجائے، زردی ختم ہوجائے(۲)۔ اگر یہ بات دل میں پختہ ہوجائے کہ موت کا بھروسہ نہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ نماز قضا کرنے کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۳/۵۳ھ۔

نماز فجر دن کی نماز ہے یا رات کی؟

سوال [۱۱۱۹۱]: زید کہتا ہے کہ فجر کی نماز دن کی نماز ہے۔ عمر کہتا ہے کہ رات کی نماز ہے اور اپنی تائید میں جناب مولانا عبدالحق صاحب کا حقانی رحمہ اللہ تعالیٰ دیوبند، ان عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میرٹھی اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پیش کرتا ہے اور عمر نماز دن کی نماز ہونے کی تائید میں پیش کرتا ہے، تو فجر کی نماز دن کی نماز ہے یا رات کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ "صلوۃ الفجر تشهدها ملائكة الليل والنهار" (۳) یعنی فجر کی نماز میں قرأت رات

---

(۱) وبدرك الأخرى يصلي وكمن الفجر عند باب المسجد تؤيد حل لأنه أمكنه الجمع بين الفضيلتين وإن صلى فوته دخل مع الإمام لأن ثواب الجماعة أعظم والواجب ما تدرك الوجوب بخلاف سنة الظهر حيث يتركها في الحالين (الهداية، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة ۱: ۵۲ شركت علمية ملتان)

(۲) "وإن أقيمت وهو في السنة فلا يقطعها ليصل على المعتمد للإجماع على كراهة النفل بعد الصبح" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة ۲: ۵۰ سعيد)

"قيد بالمصلي أنها لا تقضى قبل طلوع الشمس اتفاقا" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة ۲: ۱۳۱ رشيديه)

"وإذا تركها فعمدا قضاها بعد طلوع الشمس لا قبله لكراهة النفل بعده" (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في النوافل، ص ۴۹۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) راجع رقم الحاشية ۱ ص ۴۴۷

(۳) تفسير الطبري، سورة الليل ۱۵: ۴۵۵ دار المعرفة

نہیں کی جاتی۔ اس حدیث کے اعتبار سے فجر کی نماز کو ان کی نمازوں میں شمار کرنا بھی درست ہے۔ اس لئے اس میں قرأت زور سے کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ یہ رات کی نماز ہے۔ لیکن اذان اور اقامت سے شروع ہوتی ہے، اس لئے فجر کی نماز دن کی نمازوں میں داخل نہیں، کیونکہ طلوع شمس سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اصطلاح شرع میں نہار (دن) کی ابتداء صبح صادق سے ہوتی ہے (۱) (روزہ وغیرہ میں اس کا کامل اعتبار کیا جاتا ہے اور نماز فجر کا وقت صبح صادق ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے) کما تقدم۔ اس لئے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کی اذان بھی درست نہیں (۲)۔ تمام فجر دن کی نمازوں میں داخل ہے۔ اس لئے یہ اتلاف کی چیز ہے، لہٰذا اس میں لمبی

---

(۱) وکذا فی اعلاء السنن، کتاب الصلاۃ، ابواب الاذان، باب وجوب الجہر فی الجہریۃ والسر فی السریۃ ۲/۱۰۰، ادارۃ القرآن کراچی۔

(۲) (الیوم) مجرور معطوف علی ظرف (المشمس الی غروبہا) او من طلوع الفجر الصادق الی غروب الشمس والأجیر تعریف شرعی عند الأکثر (نتائج الفکر فی الجہر بالذکر للامام ابی بکر محمد بن عبد اللہ السبتی، فصل الباء فی باب الصوم ۱/۵۱۴)

(الیوم) مجرور معطوف علی طلوع الشمس الی غروبہا (المحیط البرہانی ۲/۱۰۹، الفتاوی التاتارخانیۃ، فروع خمسۃ والعشرون فی العوارض)

"یہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک" (تحفۃ الفقہاء، کتاب الصوم، ۱/۳۵۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

"الیوم معروف معطوف علی طلوع الشمس الی غروبہا او من طلوع الفجر الصادق الی غروب الشمس والأجیر تعریف شرعی عند الأکثر" (نتائج الفکر فی الجہر بالذکر للامام ابی بکر السبتی، فصل الباء فی باب الصوم ۱/۵۱۴)

"قولہ: الیوم ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب" (ردالمحتار، کتاب الصوم ۲/۳۷۳، سعید)

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصوم ۲/۳۵۴، رشیدیہ)

(۱) وعند ابی حنیفہ ومحمد (لا یدخل فی الفجر فلہ ان یاکل ویشرب الی ان یطلع الفجر الثانی) لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام ان بلالا یؤذن حتی یطلع الفجر (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الاذان ۱/۴۵۸، رشیدیہ)

"واما وقت الاذان والاقامۃ فیوضعہما عند دخول وقت الصلاۃ المکتوبۃ، حتی لو اذن قبل دخول الوقت لا یجزئہ ویعیدہ، اذا دخل الوقت فی الصلاۃ کلیہ، فی قول ابی حنیفہ ومحمد" (بدائع =

www.ahlehaq.org

درست ہونے کی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۲/۸۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد ظفر الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۲/۸۶ھ۔

الجواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۲/۸۶ھ۔

ظہر اور عصر کا وقت

سوال [۴۱۰۲]: ظہر اور عصر کا وقت احادیث کی روشنی میں کون سا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظہر کے وقت کی ابتدا اس وقت سے ہے جب کہ سورج کے بعد زوال ہونا شروع ہو جائے اور انتہا اس وقت ہے جب کہ ہر شئی کا سایہ اس کے مثل ہو جائے سوائے اصلی سائے کے۔ (۱)

---

(۱) الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان وقت الأذان: الإقامة (۱/۱۵۸، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) يستحب الأذان عند الوقت في غير الصبح لما مر خفاءً، وكذا في الصبح عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى، وإن قدم جاز في الوقت هكذا في شرح مجمع البحرين لابن الملك: (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان (۱/۵۳، زكريا بندية)

(۳) (وأول وقت) وصلاة (الظهر زوال الشمس) أي لحز، الكائن بعد زوال الشمس عن حد الاستواء من الزمان، وهذا بقضاء لا يحساب (وآخر وقتها عند أبي حنيفة إذا صار ظل كل شيء مثله سوى ظل الزوال أي سوى الظل الذي يكون بالشاخص عند الزوال (وقالا: أي أبو يوسف ومحمد وهو قول الأئمة الثلاثة آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى ظل الزوال (وأول وقت) صلاة (العصر إذا خرج وقت الظهر على القولين: فعلى قوله إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى ظل الزوال على القولين، فعلى قوله إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى ظل الزوال، وعلى قوليهما إذا صار ظله سواء (وآخر وقتها ما لم تغرب الشمس) أي لحز، الكائن قبل غروب الشمس من الزمان وهذا بالإجماع (النهر الفائق، كتاب الصلاة، باب المواقيت، السوط الخامس (الوقت، ص ۲۰۰، ۲۰۱، سعيد أكيدمي لاهور)

(۴) وعند الأئمة الثلاثة: الوقت شرط لانعقاد الصلاة فلا تنعقد قبل أوقات مخصوصة لأنها =

www.ahlehaq.org

عصر کے وقت کی ابتداء اس وقت سے ہے جب کہ ظہر کا وقت ختم ہو جائے اور اتنی مقدار آسمان میں فرق آ جائے کہ ظہر کے وقت کی ابتداء اور عصر کے وقت کی ابتداء میں اشتباہ نہ رہے اور اس سے قبل نہیں ہے۔ ظہر کے وقت کی ابتداء اور عصر کے وقت کی ابتداء میں اختلاف ہے (۱) دلائل سب کے پاس ہیں۔

کرنی ہی ظہر کے وقت تک مستحب ہے۔ امام اعظم کی دلیل ہے کہ وقت کی ابتداء سے یہ حدیث ہے۔

[illegible]

۱۔ قلیلہ واحمد علی ان ابتداء وقت العصر بعد ان یصیر ظل کل شیء مثلیہ وھو قول ابی یوسف ومحمد۔ آخر وقت الظہر اذا صار ظل کل شیء مثلہ وھو قول ابی حنیفہ الاول الاکثرون واختارہ ابو یوسف ومحمد۔ آخر وقت الظہر اذا صار ظل کل شیء مثلہ وھو قول ابی حنیفہ الاول الاکثرون واختارہ ابو یوسف ومحمد۔ وقال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی علی ما روی عنہ آخر وقت الظہر اذا صار الظل قامتین واختارہ الطحاوی لما روی ابو ہریرۃ الظہر حتی یصیر ظل الرجل قامتین ولا یعتبر ذلک الا اذا اتسع الوقت کما فی مثلہ وقت العصر لاختلاف الذی ذکرنا فی آخر وقت الظہر (البحر المحیط کتاب الصلاۃ باب المواقیت ۲۰۱ ۲۰۲ سعید لاحیاء التراث الاسلامی

۲۔ ذکرہ فی البحر الرائق کتاب الصلاۃ ۲۲۵ ۲۲۶ رشیدیہ۔

۳۔ رد المحتار علی الدر المختار ۲۵۱

۴۔ رد المحتار علی الدر المختار ۲۵۱

۵۔ ابن ابی داود کتاب الصلاۃ باب المواقیت ۲۔ رحمانیہ لاہور

۶۔ صحیح لمسلم کتاب الصلاۃ باب اوقات الصلاۃ عن بریدۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امہ ان یصلی بالصلوات الصلاۃ الاولی حین زالت الشمس والعصر والشمس بیضاء نقیۃ قبل ان تحضر والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء احیانا واحیانا اذا رآہم اجتمعوا عجل وان رآہم ابطئوا اخر والصبح بغلس (۲۱۲ سعید)

۷۔ البحر المحیط کتاب الصلاۃ باب المواقیت ۲۲۲ (التحسین الاسلامی)

۸۔ ابن ابی داود کتاب الصلاۃ باب المواقیت ۲۔ رحمانیہ لاہور

عصر کے وقت کی ابتداء کے بارے میں

[illegible]

عصر کے وقت کی ابتداء کے بارے میں

[illegible]

کتاب کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ [illegible] عصر کے وقت کی ابتداء کے بارے میں [illegible] مگر [illegible] کی عبارت سے [illegible] کی تفصیل مطلوب ہے تاکہ [illegible] کی عبارت کی [illegible] کی تفصیل [illegible]

مثل اول پر نماز عصر پڑھنا

[illegible] کی عبارت [illegible] کی نماز عصر [illegible] کی نماز [illegible]

---

۱ روحامع الترمذي أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم باب ما جاء في مواقيت الصلاة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱: ۳۱ سعيد)

۲) سنن أبي داود كتاب الصلاة باب المواقيت ۱: ۵۹ حنفية لاهور

۳ روحامع الترمذي أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم باب ما جاء في مواقيت الصلاة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱: ۳۱ سعيد)

۴) بذل المجهود كتاب الصلاة باب المواقيت ۲: ۲۲ الخليل الإسلامي)

۵) بذل المجهود كتاب الصلاة باب المواقيت ۲: ۲۲ الخليل الإسلامي)

۶) رد المحتار كتاب الصلاة ۱: ۲۵۱

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلاشبہ [illegible] (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۳/۹۲ھ۔

کلاس میں حاضری کی مجبوری سے عصر ایک مثل پر پڑھنا

سوال [۱۰۰۹۲]: میں متوطن کانپور میں ۹ سال سے رہتا ہوں، ملازمت ۱۵ سال سے ہے، اقامت میں ملتی ہے، ظہر کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھ لیتا ہوں، عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھتا ہوں، جواب طلب بات یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ ظہر کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھ لینا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پہلے پڑھنا ظہر کی نماز کا صحیح ہے، اور عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھنا صحیح نہیں، عصر کی نماز ایک مثل پر بھی پڑھ سکتے ہیں، اور دو مثل پر بھی پڑھ سکتے ہیں، اس میں گنجائش ہے (۲) لیکن مغرب کی نماز عشاء کے پہلے نہیں پڑھ سکتے (۳) [illegible] آپ سے

---

(۱) والأحسن عند الشيخين إلى أن يصير ظل كل شيء مثليه سوى الفيء الذي عند الزوال وبه يفتى لأنه الأحوط للعبادة لكن في وقت مباح لا مكروه. (الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في تعجيل صلاة الظهر ۱/۳۵۹ سعيد)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة ۱/۲۶۵، ۲۶۶ (المعرفة بيروت)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة ۱/۴۴۵، ۴۴۶ (رشيديه)

(۲) وفي الأحسن عند الشيخين وعليه الفتوى آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال، وهو قول أبي يوسف ومحمد، وفي الأحسن والمختار. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان ۱/۵۲۱ (دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة ۱/۳۵۹ سعيد

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة ۱/۴۴۵ (رشيديه)

(۳) وأما أول وقت المغرب فوجوبه بالسبب بلا خلاف. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان ۱/۵۲۱ (دار الكتب العلمية بيروت)

=

پہنچ نہیں ہوسکتی (۱) مثل واحد پر ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ مگر ایسے قول میں مثلین تک گنجائش ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۹۰ھ۔

مغرب وعشاء کی نمازوں میں فاصلہ

سوال [۱۱۱۵۵]: مغرب کی نماز سے عشاء کی نماز تک کا کم از کم کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟ یہاں عام طور پر رواج ہوگیا ہے کہ کسی نے مسجد میں زیادہ دیر سے نماز پڑھی ایک گھنٹہ کا فاصلہ رکھتے ہیں۔ اگر کوئی عالم یا جاہل اس طریقہ کا شکار بن جائے تو آپ اس کی نماز ہونے نہ ہونے کے بارے میں کیا فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہمارے اطراف میں مغرب سے عشاء تک کا فاصلہ اکثر یا ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے، غروب شمس سے شفق

---

(۱) قولہ: والشفق هو البياض الذي يلي الحمرة عند أبي حنيفة، وعندهما هو الحمرة، وبه يفتى، وهو الصحيح، كما في الهداية وغيرها، وعليه المشايخ، كما في الخانية، وهو المذهب، كما في الكافي، وعليه الفتوى، كما في السراج الوهاج، وغيرها، وهو الصحيح، كما في الكفاية، وعليه العمل، كما في الخلاصة، وهو المختار، كما في الإيضاح، وغيرها، وهو الأحوط، كما في الإمداد، وهو الأظهر، كما في المحيط، وغيرها، وهو الأوسع، كما في التحفة، وغيرها، وهو الأقيس، كما في المبسوط، وغيرها، وهو المأثور عن أكابر الصحابة، كما في شرح الطحاوي، وغيرها، وهو قول العامة من علمائنا، كما في البدائع، وغيرها، وهو قول جمهور العلماء، كما في شرح مسلم للنووي، وغيرها، وهو قول الأئمة الأربعة، كما في شرح الوقاية، وغيرها، وهو قول الفقهاء السبعة، كما في المنحة، وغيرها، وهو قول عامة الفقهاء، كما في الفتح، وغيرها، وهو قول الجمهور، كما في الدراية، وغيرها، وهو قول أكثر العلماء، كما في الكفاية، وغيرها، وهو قول الأكثرين، كما في الكافي، وغيرها، وهو قول الأكثر، كما في الجوهرة، وغيرها، وهو قول الجمهور، كما في الدرا

[illegible] کے غروب ہونے تک اتنی وقت رہتا ہے (۱) اس کا اول چاہے اشہد کہہ لے یا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ میں [illegible] اس سے فارغ ہوتا ہے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ تک وقت دونوں میں موجود رہتا ہے لہٰذا ہر ۲ کا ایک قول پڑھنا بھی درست ہے (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۳/ ۹۳ھ۔

---

(۱) وأول وقت المغرب إذا غربت الشمس وآخر وقتها ما لم يغب الشفق ... هو الشفق هو البياض الذي في الأفق بعد الحمرة عند أبي حنيفة وعندهما هو الحمرة وهو رواية عن أبي حنيفة" (الهداية، كتاب الصلاة، باب المواقيت ۱/ ۴۲، مكتبه شركت علميه)

"والمغرب عند أبي حنيفة لغروب الشفق الأحمر وهو البياض

قوله وهو البياض أي الشفق هو البياض عند الإمام وهو عندهما الحمرة وعنه رجوع إليهما وعنه رجوع إليه وعنه رجوع إلى قولهما في الكبر والصغر وعنه رجوع إلى قوله في السفر دون الحضر وعنه رجوع إليهما في الصيف دون الشتاء وهو رواية عنه هو الحمرة ... لهما قول النبي ﷺ الشفق الحمرة ولأبي حنيفة ما روي النعمان بن بشير أنه ﷺ قال وقت العشاء حين يسود الأفق ولأنه بياض يعقب الحمرة فيكون غاية كالبياض الذي يعقب الحمرة في الكوكب الأحمر" (البحر الرائق، كتاب الصلاة ۱/ ۲۶۰، رشيديه)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب المواقيت ۱/ ۳۶۲، ۳۶۳، مكتبه خانديه گنج بخش)

(۲) وصيغة الوقت: الوقت كذا هو سبب لوجوب الصلاة فهو شرط لا ركن، قال الله تعالى: إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا، أي فرضا مؤقتا حتى لا يجوز أداء الفرض قبل وقته" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان مراتب الركن ۱/ ۱۱۱، ۱۱۲، ايچ ايم سعيد كمپنى)

"اعلم بأن الوقت لا يصلح للوجوب بل شرط للأداء" (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب المواقيت ۱/ ۲۰۲، مصطفى البابي الحلبي مصر)

"إن الشرع استحسن في الشروط الشائع فهو الوقت فإنه على البدوام وبداية اشتهارها، فيكون شرطا بكل حال كذا في المضمرات" (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني في الشروط التي لا بد منها ۱/ ۵۵، ۵۶، رشيديه كوئٹه)

(۳) اگر شروع وقت میں اذان کہی جائے تو اذان کے شروع میں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہنے کے وقت سے اذان ختم ہونے تک وقت رہتا ہے، اس لئے اذان کے اول یا آخر میں سے کوئی بھی کلمہ پڑھ لیا جائے درست ہے۔

وقت المغرب عند أبي حنيفة لغروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قال الثلاثة، ولهم رجوع لأحد كما في شروح المجمع وغيرها. قوله وله رجوع لأحدهما أي في قوله الذي هو روايته عنه أيضا، وفي ه

صلوۃ الحاجۃ وغیرہ بعد مغرب پڑھنے کا حکم

سوال[۱۰۱۹۲]: کیا صلاۃ حاجت تحیۃ المسجد تحیۃ الوضو بھی بعد المغرب بلا کراہت جائز ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلا کراہت اجازت ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۲/۸۹ھ۔

= في المجمع بأن عليها الفتوى، ورده المحقق في الفتح بأنه لايسعده رواية ولا دراية الخ. وقال تلميذه العلامة قاسم في تصحيح القدوري: إن رجوعه لم يثبت ... وفي السراج: قولهما أوسع وقوله أحوط، والله أعلم". (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة الوسطى: ۱/۳۶۱، سعيد)

"وأما أول وقت العشاء، فحين يغيب الشفق بلا خلاف بين أصحابنا لما روي في خبر أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، وأول وقت العشاء حين يغيب الشفق" واختلفوا في تفسير الشفق: فعند أبي حنيفة: هو البياض، وهو قول أبي بكر، وعمر ... وعند أبي يوسف ومحمد، والشافعي: هو الحمرة وهو قول عبدالله بن عباس وعبدالله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنهم". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان: ۱/۵۲۸، ۵۲۹، دارالكتب العلمية بيروت)

"ووقت المغرب منه إلى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما، وبه يفتى ... وقولهما أوسع للناس وقول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ أحوط؛ لأنه الأصل في باب الصلاة أن لايثبت فيها ركن ولا شرط إلا بما فيه يقين". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت: ۱/۵۱، رشيديه)

(۱) "ولا بد أن نذكر أحكام تحية المسجد فنقول: هي على حذف مضاف أي: تحية رب المسجد؛ لأن المقصود منها التقرب إلى الله تعالىٰ لا إلى المسجد، لأن الإنسان إذا دخل بيت الملك فإنما يحيي لا بيته ... وقد ذكر الإجماع على سببها غير أن أصحابنا يكرهونها في الأوقات المكروهة ... ففي أي وقت صلاها حصل المقصود من ذلك". (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۶۳، رشيديه)

"سن تحية المسجد بركعتين يصليها في غير وقت مكروه قبل الجلوس لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إذا دخل أحدكم المسجد فلا يجلس حتى يركع ركعتين

قوله: (في غير وقت مكروه) في القهستاني إذا دخل المسجد بعد الفجر، أو العصر لا يأتي =

www.ahlehaq.org

انگلینڈ میں وقت عشاء

سوال (۴۰۹۱): یہاں انگلینڈ میں آج کل پونے نو بجے رات ہوتی ہے، آفتاب غروب ہونے کے بعد شفق ڈوبنے کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہے، کوئی ایک گھنٹہ کے بعد، کوئی پانچ گھنٹہ کے بعد، کوئی سوا گھنٹہ کے بعد عشاء کی نماز پڑھتا ہے، انگلینڈ میں بھی بعض دن غروب کے بعد ۳۹ منٹ کے بعد، یا ۴۳ منٹ کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے ہیں، تو یہ عشاء کی نماز ادا ہو جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شفق اگر غروب ہونے پر بھی نماز عشاء کا وقت آنے کے، اتنے منٹ بعد بھی غروب ہو، شفق ابیض غروب ہونے پر، اتفاق وقت عشاء شروع ہو جاتے گا(۱)۔

- (۱) قوله: بل بسبع: يطلق ويقصد به النبي صلى الله تعالى عليه وسلم" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأوقات المكروهة، ص: ۲۹۳، قديمي)

وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحية المسجد: ۱۸/۲، سعيد)

(۱) "أما أول وقت العشاء، فلحديث مبين للمجمل بلا خلاف بين الصحابة، مروي في حديث أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: أول وقت العشاء حين يغيب الشفق" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان: ۵۲۱/۱، دار الكتب العلمية بيروت)

قوله: "والمغرب من أول غروب الشفق" أي وقت المغرب من غروب الشمس إلى غروب الشفق فروعه مسنونة وقت صلاته عامة بسفر وغيره الشفق قوله وهو البياض إلى آخره هو البياض عند الإمام وهو مذهب أبي بكر الصديق وعمر وعائشة رضي الله تعالى عنهم وعنهما وهو رواية عن أحمد وهو قول ابن عباس وابن عمر رضي الله تعالى عنهما إلى السراج الوهاج قوله وإلى أن يغيب الشفق وقول أبي حنيفة رحمه الله تعالى الحمرة إلى آخره (البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۲۲۰/۱، ۲۲۱، رشيديه)

"ووقت المغرب من أول غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وعند محمد في شرح الوقاية وعند أبي حنيفة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة هكذا، وقولهما أوسع للناس، وقول أبي حنيفة رحمه الله تعالى حوطي" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول: ۵۱/۱، رشيديه)

پنجگانہ نماز کے مستحب اوقات

سوال[۱۰۰۴۸]: پنجگانہ نماز کے مستحب اوقات کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

"عن عائشة عليها السلام والصلاة أسفروا بالصبح فإنه أعظم لأجركم"

رواه الترمذي (مشكاة المصابيح ص ۶۰)(۱)

ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اندر اپنے وقت مستحب ہے کہ گرمی کی شدت میں کمی آجائے۔

"أبردوا بالظهر فإن شدة الحر من فيح جهنم" رواه البخاري (۷۶/۱)(۲)

عصر کی نماز اپنے وقت مستحب ہے کہ دو مثل کے بعد سورج میں تغیر پیدا نہ ہو۔

"كان عليه السلام يصلي العصر والشمس بيضاء" رواه أبو داود (۵۵/۱)(۳)

مغرب کی نماز آفتاب غروب ہونے پر جلدی پڑھنا مستحب ہے۔

"كان عليه السلام يصلي المغرب إذا توارت بالحجاب" رواه الترمذي (۴)

عشاء کی نماز ثلث لیل تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔

"لصلوة العشاء والصلاة قبل نومها لأن من صلى أول الليل لم ينم حتى يأتي

---

(۱) (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات، الفصل الثاني، ص ۶۰، قديمي)

(۲) (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر ۷۶/۱، قديمي)

(۳) (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب وقت صلاة العصر ۵۵/۱، رحمانية لاهور)

(۴) (جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في وقت المغرب ۴۰/۱، سعيد)

[illegible]

تہجد کا وقت

[illegible] ایک شخص نماز پڑھتا ہے تہجد سے پہلے [illegible] تہجد کا وقت [illegible] ایک شخص نماز پڑھتا ہے تہجد کے وقت [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

تہجد کا اصل وقت عشاء کے بعد سے [illegible] اس وقت سے پہلے پہلے تہجد کا وقت ہے [illegible] اس وقت پڑھ لیں [illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

[illegible]

تہجد کا وقت کب تک ہے؟

سوال [۱۰۲۰۴]: تقریرات شیخ الاسلام ص ۸۹، جلد اول مکتوب نمبر ۴۰ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک بیان فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح میں روایت موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتلایا ہے شب میں کبھی اول شب میں کبھی وسط شب میں کبھی اواخر شب میں بھی تہجد پڑھی ہے، کبھی آخری پہر میں اور کبھی اواخر شب میں پڑھنا ہوا ہے جس قدر بھی رات کا حصہ تہجد کا پڑھا جاتا ہے، برکات اور رحمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور سحر خیز میں سب حصوں سے زیادہ برکات ہوتی ہیں۔ تہجد تراویح تہجد کی تراویح نام سے عبارت ہے۔ ان

تبیین الحقائق، حاشیة الشلبي على متن الكنز، كتاب الصلاة، باب الوتر، فصل في بعض المسنون الخ، ص: ۹۹، ج: ۱، قديمي:

وهي المندوبات ركعتا الفجر وصلاة الليل، والمقيد على ما في الجوهرة، ولو جعله أثلاثا فالأوسط فضل، ولو أحياها فالأخير أفضل.

(قوله ولو جعله أثلاثا الخ) أي: والمراد أن يقوم ثلثه وينام ثلثه والثلث الأوسط أفضل من طرفيه، ولو المراد أن يقوم نصفه وينام نصفه، الأخير أفضل لقلة المعاصي، وللحديث الصحيح: ينزل ربنا إلى سماء الدنيا في كل ليلة حين يمضي ثلث الليل الأخير، فيقول: من يدعوني فأستجيب له؟ من يسألني فأعطيه من يستغفرني فأغفر له؟ رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في صلاة الليل، ج: ۲، ص: ۴۵، سعيد:

أعقب الصلاة لئلا يخص وقتا أحرد، وهي أفضل من صلاة النهار. الفقه الإسلامي وأدلته، الباب الثاني - الصلاة، الفصل الثاني - النوافل أو صلاة التطوع، صلاة التهجد، ج: ۲، ص: ۱۰۶۳، رشيديه)

(۵) ويؤيد بعيد أن هذه السنة تحصل بالنفل بعد صلاة العشاء، قبل النوم. رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في صلاة الليل، ج: ۲، ص: ۴۵، سعيد:

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي في عامة ما يصلي بين الشروع من صلاة العشاء إلى الصبح، وهذا مظاهره يشمل ما إذا كان بعد نوم أو لا. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب صلاة الليل، الفصل الأول، رقم الحديث ۱۱۸۸، ج: ۳، ص: ۳۵۱، رشيديه)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج: ۲، ص: ۹۲، رشيديه:

لئے اوقات نوم بعد عشاء سب کے سب وقت تہجد ہی ہیں (۱)۔

اتنا ارشاد فرمایا گیا ہے لیکن یہ بات ارشاد نہیں کی کہ کوئی شخص اگر نماز تہجد کا پابند ہو اور کسی وجہ سے نماز عشاء قضا ہو گئی، اگر کوئی شخص کسی وجہ سے نماز تہجد نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کی تسبیح و فیہ والا کام کر لینے کے بعد سو جائے تو یہ یا اس جیسے کے تہجی نہ پڑھ لے تو یا نماز تہجد والا میں مل سکتی ہے یا نہیں؟ اس بارہ میں حضرت محمد یوسف صاحب خلیفہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ سے ملاقات کیا ایسا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس صورت میں ایسا شخص تہجد کی فضیلت سے محروم نہیں رہے گا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۹/۸۶ھ

وقتِ اشراق

سوال [۴۲۰۱]: عموماً آفتاب ۷ بجے کے قریب بلند ہوتا ہے اور ایسے شخص کو اشراق کی نماز ۸ بجے کے قریب

---

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء إلى الفجر إحدى عشر ركعة، يسلم من كل ركعتين، ويوتر بواحدة، فيسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرأ أحدكم خمسين آية قبل أن يرفع رأسه، فإذا سكت المؤذن من صلاة الفجر، وتبين له الفجر، وجاءه المؤذن قام فركع ركعتين خفيفتين، ثم اضطجع على شقه الأيمن حتى يأتيه المؤذن للإقامة" (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل إلخ، ۲۵۳/۱، قديمي)

(۲) "عن ابن وهب ابن عبد الرحمٰن قال: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من نام عن حزبه أو عن شيء منه فقرأه ما بين صلاة الفجر وصلاة الظهر كتب له كأنما قرأه من الليل" (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، أبواب التطوع، باب من نام عن حزبه، ۲۰۲/۱، رحيميه)

قوله: (كأنما قرأه) أي أثبت أجره في صحيفة عمله بأفاضل إلى آخر حتى قرأه من الليل" (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب القصد في العمل، الفصل الأول، رقم الحديث ۱۲۸۰، ۳/۲۸۹، رشيديه)

(صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلخ، ۲۵۶/۱، قديمي)

www.ahlehaq.org

...ن یا ۵ منٹ بعد سے تو کیا یہ بھی سابق نماز سے متعلق وقت کہا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفی میں بھی احتیاط بہتر ہے لیکن ہوتی ہے جلد وقت گزر جاتا ہے۔ اتنی مدت میں بالکل وقت مکروہ داخل ہو جاتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۹/۹۲ھ۔

جنتری سے اوقات مقرر کرنا

سوال[۱۰۲۰۲]: جنتری اور نماز کی پابند اس قدر قریب میں کہ ان کی باتیں مجھ سے بیان نہیں ہوتیں، ان کے آنے دن کے مسائل سے مسجد ویران ہیں۔ یہاں یہ مسئلہ درپیش ہے کہ کوئی بھی وقت نفل کی نیت سے نماز میں لوگوں کی رعایت ختم ہو جاتی ہے یا نہ تمام مقرر دل اور سن کر یا بعد میں کسی معتمد علیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ میں نے چار رکعت نماز عصر کی نیت سے پڑھی تھی کیا بجے چھ منٹ ہی بجے تھے یا کچھ زیادہ بھی تھے یا کہ نماز بہت طویل ہوئی ہے اگر کچھ بھی اتفاق سے پیش آگئے تو سارے قوم میں انتشار و بداعتمادی کی بارش ہے۔

۱ یہاں یہ ہے کہ نماز بدون نیت نفل کی ادا ہی نہیں ہوتی ہے تو نماز کی نیت کے مطابق؟

۲ کیا نماز بدون نیت نفل کی ادا ہی نہیں ہوتی ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

۳ فجر کی نماز میں نیت کس وقت ہونی چاہیے؟ کیا چار رکعت تک نیت عزیمت ہے یا اتنی طویل ہونی چاہیے کہ آفتاب کی طلوع ہونے کی مضرت ہو تو وہ کس کو کہے گا جس نے اس کی چوتھی رکعت نہ نکلنے اور آفتاب طلوع ہونے کے بعد پڑھی ہو کہ تیری یہ چوتھی رکعت کتنی طویل ہے؟

---

(۱) وذكر في الأصل ما لو ترفع الشمس قدر رمح فهي في حكم الطلوع، واختار القاضي أن الإسفار مندوب مقدر على الطرائق فرض الشمس في الطلوع ولا تجوز الصلاة، فإذا عجز عن النظر حسب وهو مناسب لتغير الغلس المصحح كما في الدماد. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، ۱/۲۳۴، رشيديه)

(وقوله مع شروق) وهو ما بعد ما لا يجوز فيها فهي في حكم الشروق كما تقدم في الغروب بعد الاصفرار. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ۱/۳۷۰، سعيد)

(وكره في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، ۱/۲۸۰، دار المعرفة بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ اس پریشانی سے نجات کے لئے ذاتی اس میں ہے کہ اپنی نماز میں سے اتنی نمازیں کسی سے معاف کرالیں اس کے متعلق ایک تحریر دارالافتاء میں موجود ہے جو علماء کے دستخط سے ہے اس کی نقل ارسال کی جاتی ہے آپ اس کے مطابق عمل کریں۔

۲ اس کا جواب تو اوپر سے معلوم ہو گیا کہ اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے البتہ اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کے والد صاحب کی نماز کا حساب کرکے ان کے ورثاء سے معاف کرالیں(۱)۔

۳ جس نماز کا وقت آفتاب نکلنے سے پہلے تک رہتا ہے اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے مسلمان ہوا ہو یا نابالغ تھا بالغ ہو گیا ہو تو اس پر اس نماز کی قضا واجب ہے اور جس نماز کا وقت آفتاب نکلنے سے پہلے تک رہتا ہے اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے مسلمان ہوا ہو یا نابالغ تھا بالغ ہو گیا ہو تو اس پر اس نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔

---

(۱) وفي الدر المختار: ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة وقيمته وهو المختار كما مر في الزكاة ... وفي الشامية: قوله وقيمته أي قيمة ما ذكر من البر والشعير والدقيق والسويق والزبيب والتمر والأقط والسمن والشيرج والجبن واللحم والخبز والمختار أن الواجب في الكل القيمة كما مر في الزكاة ... وقوله وهو المختار أي اختاره في الهداية والكافي والمحيط والتحفة والبدائع والمجتبى والمضمرات والذخيرة والمحيط السرخسي وغيرها وصححه في الخلاصة والبزازية وشرح الطحاوي وشرح الكنز للمصنف وشرح الوهبانية وشرح الجامع الصغير لقاضي خان وشرح الطحاوي للإسبيجابي

پہلا حکم ہو جائے اور نماز فجر میں قرأت طویل مسنون ہے، اور وقت سے سورۂ بقرہ کے بقدر قرأت کا وقت تقریباً ایک گھنٹہ ہوتا ہے، اس وقت میں نماز فجر ادا کرنا مکروہ ہوگا۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنتریوں میں فرق ہو تو نماز کے لئے کس کا اعتبار کیا جائے؟

مسئلہ (۱) ۲۰۲۰ھ: ہندوستانی جنتریوں میں اوقات نماز میں بعض جگہ فرق ہے، کوئی جنتری دیوبند کے حساب سے تیار کی گئی ہے، کوئی ٹونک کے حساب سے، کوئی بمبئی کے حساب سے، کوئی کلکتہ کے حساب سے، اس اختلاف کی وجہ سے جنتری دیکھنے والے اپنی اپنی جنتری کے حساب سے نماز پڑھتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کون سی جنتری کے حساب سے نماز پڑھنا صحیح ہے، یا ہر ایک جنتری کے حساب سے نماز پڑھنا صحیح ہے، قائلین بصحت ہر جنتری کے حساب سے نماز پڑھنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر جنتری کے حساب سے نماز پڑھنے میں چار امام صاحب کے قول پر عمل ہو جاتا ہے، اور ہر جنتری کے حساب سے نماز پڑھنے میں ایک امام صاحب کے قول پر عمل ہوتا ہے، اور ایک امام صاحب کے قول پر عمل ہونا چار امام صاحب کے قول پر عمل ہونے سے بہتر ہے، اس لئے ہر جنتری کے حساب سے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو پھر کون سی جنتری کے حساب سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

چار امام کا قول اپنا لینا اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ سے ایک نماز

---

(۱) ولو بنى حسب الكبير. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في فروع المسجد من مقبرة، ۱: ۶۶۲، سعيد)

(۲) مسجد صغير احتيج إليه بعد ما بنى جامع مسجد بمحلته بيع بمكة في فروع المسجد من سفر جه مسجد ثم طير فساد عبلا نه يمكنه ان يعيده في الوقف بخلاف ما بعده. (مسجد كذا في البحر) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في بيان مسائل الأوقاف، ۲: ۴۵۲، ماجدية)

(۳) وقد قالوا في حد الإستغلال انه ما في وقت يمكنه ان يصلي فيه على وجه تحصل ركعة من الوقت بعد سلامة ما ظهر له كان على غير عيارة يمكنه ان يبيعه ويعيده على وجه تحصله فهل حرر هذا. (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، شرع الجامع الصغير، الوقف، ص: ۶۳۲، سهيل اكيدمي لاهور)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، ۱: ۲۹۱، دار المعرفة بيروت.

ادائی جائے تاکہ دونوں جگہ میں نے مواقیت نماز صحیح ہو جائے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الدر المختار وحاشیہ رد المحتار، باب المواقیت، ۱/۳۶۹، ۳۷۰ ج۔

فجر کی سنتوں کا وقتِ ادا و قضا

سوال [۱۱۲۰۴]: فجر کی سنتوں کا وقت فرض کے اذان سے یا بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فجر کی سنتیں فرض سے پہلے پڑھنی چاہئیں (۲)، اگر وقت نہیں ملا تو طلوع آفتاب سے پہلے نہیں پڑھی جائیں

---

(۱) "عن الحسن بن علي رضي الله تعالى عنه قال: حفظت من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: دع ما يريبك إلى ما لا يريبك، فإن الصدق طمأنينة وإن الكذب ريبة" (جامع الترمذي، أبواب صفة القيامة، باب: ۶۰، ۲/ سعيد)

"أو لمعنى اتركه مما يشك فيه من الأقوال والأعمال أو مهما عن أو لا أو صفة أو بدعة واعمل على ما لا تشك فيه منهما، والمقصود أن ينفي المكلف أمر وعمى الباقين البحث، والتحقيق التصرف، ويكون على حذر في دينه" (مرقاة المفاتيح، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، رقم الحديث ۲۷۶۳، ۶/ ۱۹۱، رشيديه)

"يستحب الخروج من الخلاف لا سيما للإمام لكن بشرط عدم لزوم ارتكاب مكروه مذهبه" (الدر المختار، كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف، ۱/ ۱۰۲، سعيد)

"أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلي العشر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلاة فيما في وقتها بالإجماع" (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في معنى عليه الصلاة والسلام قيل الجمعة، ۱/ ۳۵۹، سعيد)

(۲) "(وسن مؤكداً) ركعتا (فجر قبل الظهر) وركعتان قبل الصبح" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۱۳، سعيد)

"(من سنة مؤكدة) منها ركعتان قبل (صلاة الفجر)" (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، فصل في بيان النوافل، ص: ۲۸۰، قديمي)

"(اعلم أن السنة قبل الفجر) أي صلاة الصبح (ركعتان) وتسمى بها؛ لأنها أقوى السنن المؤكدة" (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في النوافل، ص: ۴۸۳، سهيل أكيدمي لاهور)

کی، پھر سورج سفید ہونے پر پڑھیں(۱) اگر قضا لازم نہیں، بلکہ فوت ہوگئی ہے(۲)۔ اگر جماعت ثانیہ ہوگئی تو جماعت کے ساتھ صلوٰۃ میں شریک ہوجائے، ظہر نہ پڑھیں، بلکہ اداء وضو، ناشتہ وغیرہ میں پڑھیں، بشرطیکہ جماعت ثانیہ فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، جائے ایک جماعت پائے شہر میں شریک ہونے کی توقع ہو(۳)۔

---

(۱) إذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها مر كبه ولا يقضيها إلا بطريق التبعية.

(قوله وإذا خاف الخ) علم منه مما مر أن غلبة ظنه على فوته بالأولى بقي ما لو شك لخوف فوت التحصيل هذا قالا ولي ان نشرك بخوف خروج الوقت (قوله ولا يقضيها إلا بطريق التبعية الخ) أي لايقضي سنة الفجر إلا إذا قامت مع الفجر فيقضيها بعد قضائه لو قبل الزوال، وإذا فاتت وحدها فلا يقضي قبل طلوع الشمس بالإجماع، ثم هذا التفصيل عند الشيخين وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما، وقال محمد: حب الي أن يقضيها إلى الزوال كما في الدرر، قلت وهذا قريب من الاتفاق، لأن قوله احب إلي دليل على انه ليس بحتم لازم عنده وقالا لايقضي وبه يفتى لأنه نفل بعد وقته (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة ۲: ۵۶، ۵۷، سعيد)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة ۲: ۱۲، زكريا)

(و كذا في الهداية للمرغيناني مع فتح القدير والعناية، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة ۱: ۳۰۰، دار المعرفة بيروت)

(۲) راجع الحاشية المتقدمة آنفا.

(۳) ثم السنة المؤكدة التي يكره تركها هي سنة الفجر وكذا في سائر السنن هو أن لا يأتي بها محافظا للصف بعد شروع الخطيب في الخطبة، ولا خلف الصف من غير حائل، ولا يأتي بها إذا في بيته وهو الأفضل، أو عند باب المسجد إن أمكنه ذلك بأن كان له موضع يليق للصلاة، وإن لم يمكنه ذلك فهي المسجد الخارج إن كانوا يخشون في الداخل أو في الداخل إن كانوا يتأذون في الخارج، إن كان هناك مسجدان قديمي وشتوي، إن كان المسجد واحد فجانب استوائه نحو ذلك كالعمود والشجرة ونحو شبهها في كونه حائلا، والإتيان بها خلف الصف من غير حائل مكروه، ومحافظا للصف كما فعله كثير من الجهال أشد كراهة لما فيه من مخالفة الجماعة هذا لحكم المذكور إذا كان إتيانه بها بعد الشروع بخلاف سنة الفجر فإنه يجوز أداؤها إذا علم انه يدرك الركعة في التشهد عند هما، وعند محمد إذا علم أنه يدرك الركعة الثانية، كما قيل به على الاختلاف في الجمعة (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في أوائل الشروع، ص ۳۵۹ - ۳۶۰، سهيل اكيدمي لاهور)

www.ahlehaq.org

مسکاۃ شریف ۱ ۹۲ (۲)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال امتی بخیر او قال علی الفطرۃ ما لم یؤخروا المغرب الی ان تشتبک النجوم (ابوداؤد ۱ ۱۷۹ (۲)

عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کانت علیک امراء یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا او یمیتون الصلاۃ عن وقتھا (مسکاۃ شریف ۱ ۹۲ (۳)

عن ابی سعید بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تزال امتی بخیر او قال علی الفطرۃ ما لم یؤخروا صلاۃ العشاء الی ان تشتبک النجوم (مسکاۃ شریف ۱ ۹۲ (۴)

وفی ھذا الحدیث الشریف اشارۃ الی ان وقت العشاء ممتد الی ثلث اللیل لان اشتباک النجوم یحصل فی ھذا الوقت ولا یحصل بعد ذلک الا نادرا وقد صرح بذلک فی الحدیث الذی رواہ ابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یؤخروا العشاء الی ثلث اللیل او نصفہ فان صلوا قبل ذلک کانت نافلۃ لھم وان صلوا بعد ذلک کانت لھم فریضۃ (ابوداؤد ۱ ۱۷۹ (۵)

---

(۱) (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الحث علی المحافظۃ، الفصل الثانی ۱ ۹۲، قدیمی)

(۲) (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی تاخیرھا ۱ ۱۷۹، رحمانیہ)

(۳) (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الحث علی المحافظۃ، الفصل الثانی ۱ ۹۲، قدیمی)

(۴) (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب اوقات الصلوٰۃ، الفصل الاول، ص ۶۰، قدیمی)

(۵) (شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب الوقت الذی یستحب فیہ الصلوٰۃ بعد قامۃ الصلاۃ ۱ ۱۵۲، ۱۵۳، سعید)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس" رواه الترمذي وإسناده صحيح اهـ (نصب الراية ج ۲ ص ۱۷۴) وراجع باب ما يستحب فيه هذا الباب في نصب الراية وشرح معاني الآثار وإعلاء السنن وغيرها من كتب الأحناف.

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) ألو الشمس، كتاب الطلاق باب كراهة قضاء وكعتي الفجر قبل صلوح الشمس، ص ۲۳۵، ملاعلیہ مفتی

الفصل الثاني في الأوقات المكروهة

(اوقاتِ مکروہہ کا بیان)

نمازِ فجر ختم ہونے سے پہلے سورج کا طلوع ہونا

سوال[۱۰۲۰۰]: اتنے وقت فجر ۵:۳۸ صبح تھا تو ہوائی جہاز سے سورج نکلنے ۶:۴۳ کو ختم ہوئی۔ الجواب حامداً ومصلیاً:

نمازِ فجر ختم ہونے سے پہلے اگر سورج نکل آیا تو اس نماز کو لوٹانا ضروری ہے۔ وہ نماز صحیح نہیں ہوئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۸۶ھ

نمازِ فجر میں طلوع تک تاخیر کرنا

سوال[۱۰۲۰۱]: ایک مسجد کا امام مسجد کے نیچے رہتا ہے، فجر کی نماز اس قدر تاخیر

---

(۱) وكره صلاة مطلقاً ... مع شروق واستواء وغروب إلا عصر يومه ... بخلاف الفجر

(قوله بخلاف الفجر) أي فإنه لا يؤدي فجر يومه وقت الطلوع؛ لأن وقت الفجر كله كامل فوجب كامله فتبقى بطرو الطلوع الذي هو وقت فساد" (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت ۱: ۳۷۳، سعيد)

"و لفجر كل وقته وقت كامل؛ لأن النفس لا تعبد قبل طلوعها فوجب كاملاً، فإذا اعترض الفساد بالطلوع، نفسد؛ لانه لم يؤدها كما وجب" (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلاة، الفصل الأول، رقم الحديث ۷۰۰: ۲/۲۸۶، رشيديه)

"و وقت الفجر كله كامل فوجب كاملة فتبطل بطرو الطلوع الذي هو وقت لفساد لعدم انعلامة بهما" (البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۱/۴۳۹، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة ۱: ۱۸۰، دار المعرفة بيروت)

سے پڑھتے ہیں، سنت پڑھنے کے بعد اگر ایک یا دو سنت کے بعد ظہر کی نماز پڑھ لیتا ہے تو کیا ایسا کرنے میں امام کو ثواب کم ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام کو پورا ثواب ملتا ہے، اس کی وجہ سے ثواب کم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۲۰ ۵۴ھ۔

صحیح: العبد محمود عفا اللہ عنہ، ۲۰ ۵۴ھ۔

فجر کی سنت کے بعد تحیۃ المسجد پڑھنا

سوال [۴۰۱۰]: میرا اعتقاد ہے کہ فجر کی نماز شروع ہونے کے بعد جب سے ایک رکعت کے بعد زوال ہوتا ہے، صرف دو رکعت سنت کی ادا کی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی نفل اشراق تک پڑھی جاتی نہیں ہیں۔ کیا فجر کی سنت کو ادا کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے وقت تحیۃ المسجد ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) والمستحب للراجع الاصباء في الفجر وبالاسفار والتعميم هو المختار بحيث يرتل اربعين آية او بعدها مقدرة به قيد. وقيل يؤخر جدا (قوله ثم يعيده مطيلا) اي بعد الفجر اي صلاته مع ترتيل القراءة المذكورة. وبعد الظهيرة ثم يعيد مفسدها او غيرها قدرها جدها ناسيا والخاصل ان حد الإسفار ان يمكنه اعادة الظهيرة وهو من حيث كثير (قوله وقيل يؤخر جدا) قال في البحر: وهو ظاهر ظلاق الكتاب اي الكثير. لكن لا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس" (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ۱: ۳۱۹، سعيد)

"يستحب تعجيل الفجر، ولا يؤخر بحيث يقع الشك في طلوع الشمس، حتى لو تيقن بها بحيث لو غيم لم يصل حتى يمكث بقدر ما يذهب الوقت في ظنه" (الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة، الباب الأول، الفصل الثاني في بيان مواقيتها، الوقت ۱: ۵۲، ماجدية، وكذا في الجامع الكبير، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في الوقت، ص ۲۳۲، سهيل، كذا في الاختيار، وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، ۱: ۱۳۱، دار المعرفة بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

فجر کے وقت میں (جب کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہو) فرض نماز کے علاوہ نفل پڑھنا

فجر کے وقت سنتِ فجر کے علاوہ نفل پڑھنا

سوال [۱۰۲۹۹]: فجر کی سنت پڑھنے سے پہلے فجر کی نماز شروع ہو جائے تو سنت کے بعد کچھ نفل نماز پڑھ سکتے

---

(۱) وكره تنفل قضاها ولو بتحية مسجد ... بعد شروع فجر وصلاة عيد ... وتمامه في الحلبي. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحية المسجد، ۲: ۱۱، سعيد)

وقوله ولو بتحية مسجد) أفاد بعدم الكراهة في سنة الفجر إذا لم يخف فوتها بالاشتغال بالتحية ... وقوله حتى لو مر في الصبح بمؤذن على باب المسجد ... يكون الوقت مستحباً لا مفروضاً فجاز فيه التطوع وسنة مستحبة له فلا تطلع الشمس على المفروض الذي يصلي عقب قضائها ... (المصدر مع الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب مشترك العلة مدخول، ۲: ۱۳ - ۱۴، سعيد)

"قوله (وبعد طلوع الفجر) أي كثر من سنة الفجر أي ركعتين على المعتمد بعد طلوع الفجر في صلاة الفجر أكثر من سنة الفجر لما روى أحمد ... لا صلاة بعد الصبح إلا ركعتين" وفي رواية الطبراني "إذا طلع الفجر فلا تصلوا إلا ركعتين" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، ۲: ۳۹، ۴۰، رشيديه)

(وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، الشرعة الخامسة، الوقت ص: ۳۲۲، ۳۲۳، سهيل أكاديمي لاهور)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، ۱: ۱۳۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) أو أداء الفرض أو غيره، وكذا داخله بنية فرض أو واجب أو نفل مطلق بإذنه خلافاً له

(قوله بإذنه عيناً لا بإذن) قال في الحلبة: لو اشتغل داخل المسجد بالفريضة فجاء آخر للتحية فأحست تلك الفريضة سقط تحية المسجد للحديث بعطف المسجد ... (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحية المسجد، ۲: ۱۱، سعيد)

"وقد قالوا: إن كل صلاة صلاها عند دخوله فرضاً أو سنة فإنها تنوب عن تحية المسجد كما في الدائع وغيره" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ۲: ۱۳، رشيديه) =

ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اکثر نماز عصر کے بعد ہی ہونے میں پڑھی جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ نماز کب ادا کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وقت فجر میں اس کی ادائیگی نہیں (۱) اور بعد عصر میں وقت ہوتا ہے کما مر مفصلاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالافتاء دیوبند، ۱۳/۱/۱۴۰۱ھ۔

عصر کے بعد پانچ نمازیں کون سی ہیں؟

سوال [۶۲۰۹]: نماز عصر کے بعد سے نماز مغرب تک پانچ نمازیں کون سی ہیں؟

۱: تلاوت قرآن ۲: درس قرآن ۳: دینی کتب مطالعہ ۴: ذکر ۵: فرض یا کوئی معمول نماز ان میں سے کس وقت میں کسی تحمل عبادت ممنوع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ سب وقتی اس وقت تک ہیں جب تک کہ نماز مکروہ ہوتی ہے، ورنہ تسبیح، تلاوت میں مشغول ہونا عبادت میں مشغول ہے سے افضل ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الوتر، فصل في تحيه المسجد، ص ۳۱۲ قديمي:

(۲) قوله: ومعه صنوع الفجر: بأكثر من سنة الفجر، أي ومنع عن اشتغال بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر بأكثر من سنته فقط لما في رواية أحمد وأبي داود: لا صلاة بعد الصبح إلا ركعتين، وفي رواية الحاكم: إذا طلع الفجر فلا تصلوا إلا ركعتين، (البحر الرائق، كتاب الصلاة ۲/۳۹، رشيديه)

وكره نفل قضاء أو تحية المسجد بعد طلوع فجر سوى سنته

(قوله وتحية المسجد) أفاد به أنه لا فرق بين ما له سبب أو لا كما في البحر

(رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت ۲/۵۳، سعيد:

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة ۱/۲۳۲، دار الكتب العلمية بيروت۔

(۳) "في الجنة الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في الأوقات التي تكره فيها الصلاة

فقط واللہ تعالیٰ اعلم، دارالعلوم دیوبند۔

☆.....☆.....☆.....☆

www.ahlehaq.org

- والدعاء والتسبیح أفضل من قراءة القرآن" (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ ۱: ۳۳۷، رشیدیہ)

"الصلاۃ فیہا کصلاتی النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أفضل من قراءۃ القرآن وکأنہ لأنہا من أرکان الصلاۃ، فالأولی ترک ما کان رکنا لہا"

(قولہ: الصلاۃ فیہا) أي: في الأوقات الثلاثۃ، وکالصلاۃ الدعاء والتسبیح کما في البحر (قولہ: فالأولی) أي: فالأفضل لیوافق کلام البحر، فإن مفادہ إنہ لا کراہۃ أصلا؛ لأن ترک الفاضل لا کراہۃ فیہ". (الدرالمختار مع الشامي، کتاب الصلاۃ، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت، ۱: ۳۶۷، سعید)

(وکذا في حاشیۃ الطحطاوي علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ ۱: ۲۸۱، دار المعرفۃ بیروت)

باب الأذان

الفصل الأول في إجابة الأذان

(اذان کے جواب کا بیان)

اذان کا جواب اور اذان ونماز میں فصل

سوال [۶۲۱۰]: اذان کے وقت اذان کا جواب دینا یا سنت یا نفل نماز شروع کرنا اولیٰ ہے یا اذان کے بعد نماز میں کتنا فصل ہونا چاہئے؟ اور یہ بھی بتلادیں کہ اذان کی آواز کتنی دور تک جاتی ہے؟ اذان کے متعلق ان تمام سوالات کے مفصل جواب تحریر فرما کر عنایت فرمائیں۔

محمد ایوب سورتی، الہور

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کا جواب مستحب ہے[۱] اور اذان اور نماز میں کتنا فصل ہونا چاہئے اس کی تحدید نہیں۔

---

(۱) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "إذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن". (الصحيح للبخاري، كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ۱/۸۷، قديمي)

(ويجيب) وجوبا وقيل لحلولي ندبا (والمختار الإجابة للقدوة بعد سماع الأذان من يقتدي بصلاته، كما في الجمعيني) الصحيح (والبحر) وفي النهاية عن المحيط (فصلا أحسن من الوجوب) فقيل أصحقت (وبرزت) (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/۹۶ ۳۹۶، سعيد)

(يحسب على السامع عند الأذان الإجابة) وهي أن يقول مثل ما قال المؤذن إلا في قوله حي على الصلاة حي على الفلاح، فإنه يقول هكذا حي على الصلاة لا حول ولا قوة إلا بالله تعالى العظيم وهكذا قوله على الفلاح مثله، إذا كان وحده يقولهما بلسانه لكي، كذا في المحيط السرخسي" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كيفية الأذان والإقامة وكيفيتهما، ۱/۵۴، رشيديه)

دینے سے وقات اذان وجماعت میں تخفیف کا اصل مقاصد ہے (۱) اس لئے اذان میں مؤذن کو تمکن کی قسم مناسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵/۹۳ھ

---

(۱) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبلال اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحدر واجعل بین اذانک واقامتک قدر ما یفرغ الآکل من اکلہ والشارب من شربہ والمعتصر اذا دخل لقضاء حاجتہ لا تقوموا حتی تروونی (رواہ الترمذی وابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ باب الاذان)

(۲) وینبغی ان یکون بقدر ما یحضر الناس وضوءہم ویدرکون الامام فی المعرب قدر ما یتوضأ ویستتر الماشی الی بیتہ او موضع وضوءہ ویقضی حاجتہ ویتوضأ ویعود فی مقدار ثلاث کلمات (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان ۱/۳۸۹، ۳۹۰ سعید)

(۳) وبین الفصل بین المؤذن والاقامۃ فی المغرب بسکتۃ لان الاعلام المطلوب من کل واحد منہما لا یحصل الا بالفصل ولا فصل بینہما فی المغرب بالصلاۃ او بالخطوۃ ونحوہا والوصل مکروہ (واصلہ ماروی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال لبلال اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحدر الاذان لاستحضار الغائبین فلا بد من الامہال لیحضروا (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان سنن الاذان ۱/۳۹۲، ۳۹۳ زکریا ملخصاً وتکملہ فتح الملہم)

(۴) ویفصل بین الاذان والاقامۃ بقدر رکعتین او اربع شرائع فی کل رکعۃ نحو من عشر آیات کذا فی الزاہدی والوصل بین الاذان والاقامۃ مکروہ بالاتفاق کذا فی معراج الدرایۃ ۔۔۔ واما اذا کان فی السفر فانہ یستحب ان یفصل بینہما بسکتۃ فانما مقدار ما یتمکن من قراءۃ ثلاث آیات قصار هکذا فی التبیین (الفتاوی العالمگیریۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات الاذان ۱/۵۴ ۔۔۔ رشیدیہ)

الفصل الثاني في الدعاء بعد الأذان

(اذان کے بعد دعا کا بیان)

اذان کے بعد وسیلہ کی دعا

سوال [۱۰۲۱۱]: الفاظ وسیلت کیا ہیں؟

تشریح: ان شیخ دبکر ثنا یہ ہیں سے آپ وسیلہ ایسے منزل ہے، جنت میں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے، اذان سننے کے بعد سوال سے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم اذان سنو تو اذان کہنے والے کی طرح کہو پھر مجھ پر درود بھیجو اللہ سے وسیلہ طلب کرو (۱)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"الوسیلۃ" ایک جنت کا اعلیٰ درجہ ہے، جو کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حق تعالیٰ

---

(۱) والوسیلۃ ھی التی یتوصل بھا الی تحصیل المطلوب، والوسیلۃ ایضاً علم علی اعلیٰ منزلۃ فی الجنۃ، وھی منزلۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتارۃ فی الجنۃ، وھی اقرب حکمۃ الجنۃ الی العرش، وقد ثبت فی صحیح البخاری عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من قال حین یسمع النداء "اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ، والصلاۃ القائمۃ، آت محمداً الوسیلۃ والفضیلۃ، وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ" إلا حلت لہ الشفاعۃ یوم القیامۃ" (تفسیر ابن کثیر، البقرۃ: ۱۲۵، ۱/۲۱۲، دار الحدیث)

"والوسیلۃ درجۃ فی الجنۃ، وھی التی جاء الحدیث الصحیح بھا فی قولہ علیہ السلام: "من سأل لی الوسیلۃ حلت لہ شفاعتی" (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ: ۱۲۵، ۲/۱۲۷، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

"وفسر بعضھم الوسیلۃ بما یسبب بہ فی الجنۃ بناء علی ما روی مسلم وغیرہ: إنھا منزلۃ فی الجنۃ سألھا اللہ تعالیٰ لنفسہ من عبادہ وترجو أن أکون أنا ھو سبحانہ وتعالیٰ" (روح المعانی، البقرۃ: ۱۲۵، ۱/۴۰۰، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

نے متعین فرمایا ہے، جس کے متعلق اذان کے بعد دعائی ترغیب حدیث میں آئی ہے، یہ حدیث مشہور ہے (۱) اور مگر کتب صحاح میں موجود ہے (۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۲/۹۱ھ۔

☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆

---

(۱) "عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول، ثم صلوا علیّ، فإنہ من صلیٰ علیّ صلاۃ، صلی اللہ علیہ بہا عشرا، ثم سلوا اللہ لي الوسیلۃ، فإنہا منزلۃ في الجنۃ لا ینبغي إلا لعبد من عباد اللہ، وأرجو أن أکون ہو، فمن سأل لي الوسیلۃ حلت لہ الشفاعۃ" رواہ مسلم (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الفضل والأذان وإجابۃ المؤذن، الفصل الأول، ۱/۶۵، قدیمی)

(۲) "عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: من قال حین یسمع النداء: "اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ، وابعثہ مقاما محمودا الذي وعدتہ" حلت لہ شفاعتي یوم القیامۃ" (صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب قولہ: عسیٰ أن یبعثک ربک مقاما محمودا، ۲/۷۱۹، قدیمی)

(وصحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل ... ۱/۱۶۷، قدیمی)

(وسنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب مایقول إذا سمع المؤذن، ۱/۸۹، رحمانیہ)

(وسنن النسائي، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء عند الأذان، ۱/۱۰۱، قدیمی)

(وابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب مایقال إذا أذن المؤذن، ۱/۵۳، قدیمی)

الفصل الثالث فيما يكره في الأذان

(مکروہاتِ اذان کا بیان)

حالتِ نشہ اذان ونماز کا حکم

سوال [۱۰۰۲۲]: ایک مسلمان جو شراب پینے کا عادی ہے، مگر اتنی نہیں پیتا ہے کہ مدہوش ہو جائے، اپنے ہوش وحواس میں رہتا ہے، یہ ہے کہ کوئی شخص بات چیت کرے، تو سمجھ لیتا ہے کہ شراب پئے ہوئے ہے، نماز کا جب وقت ہوتا ہے تو باقاعدہ وضو کرکے نماز ادا کرتا ہے اور اکثر مسجد میں اذان بھی دیتا ہے، تو ہر دو صورت میں فرمائیے کہ ایسے شراب پئے ہوئے شخص کو ایک مسلمان نماز پڑھنے سے اس کو اذان دینے سے باز رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اذان دینے پر منع کر سکتا ہے یا نہیں؟

۲ ایسے شخص کو نماز شراب پئے ہوئے ادا کرنا چاہیے یا نہیں اور شراب پی کر نماز ادا کرنے پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

۳ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ جو شراب پی کر مسجد میں آتا ہے اور شراب پئے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو دوسرا آدمی جو اس نے کہا دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ شراب پینے پر گناہ ضرور ہوا اور نماز ادا کرنے پر نماز کا اجر وثواب ضرور پائے گا، ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ شراب پینا حرام ہے(۱)، لیکن اگر اس سے نشہ نہ ہو، ہوش وحواس درست رہیں، تو ایسی حالت میں

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ (المائدة: ۹۰).

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن البتع وهو شراب العسل، وكان أهل اليمن يشربونه، فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "كل شراب أسكر =

ایسے شخص کو اذان پڑھنے سے نہیں روکنا چاہیے(۱)، جب کہ وہ قاعدہ و تصحیح سے نماز ادا کرتا ہے، وہ کوئی بات ایسی نہیں کرتا ہو کہ امام مسجد و ائمہ اہل سنت کے خلاف ہو۔

۲ ایسے شخص کو اس بات میں بھی معذور سمجھنا چاہیے(۲) لیکن شراب نوشی کرنا بھی لازم اور فرض ہے، جب تک شراب کا کوئی قطرہ پیٹ میں ہے، اللہ تعالیٰ کے دربار میں نماز قبول نہیں ہوتی۔

۳ شراب پینے سے آدمی کا دماغ خراب ہو جاتا ہے(۳)، اس لئے اس کا چھوڑنا بھی سب

= فهو حرام" (الصحیح لبخاری، کتاب الاشربة، باب تحریم الخمر من العنب وهو الخ ۲ - ۸۳۷ قدیمی)

"اقتضت هذه الآية تحريم الخمر من وجهين "احدهما قوله ورجس (لان الرجس اسم لكل شيء قبيح يقال منه ارجسه واحتنبه، ويقع اسم الرجس على النجس المستقذر العين، وهذا ايضا نظير احتنبه، فأوجب وصفه بالنجاسة بأنها رجس لزوم اجتنابها، والوجه الآخر قوله تعالى "فاجتنبوه" وذلك امر والامر يقتضي الايجاب، فاقتضت الآية تحريم الخمر من هذين الوجهين" (احكام القرآن للجصاص، المائدة، باب تحريم الخمر ۲ ۲۹۱ قدیمی)

"وحرم قليلها وكثيرها بالاجماع لقليلها" (هدایه، باب الانبذة وما يباح منها) وفي قوله تعالى: فاجتنبوا الخمر والميسر الآية عشر دلائل على حرمتها مبسوطة في المجتبى وغيره" (الدر المختار، كتاب الأشربة ۲ ۴۵۸ سعيد)

(۱) "لا حتى يعلموا ما يقولون (لان على ان السكران لايدري ما يقول مع ان الصلاة هو الذي قد يقع به السكر في حال لايدري ما يقول) وان السكران الذي يدري ما يقول لم يتناول اسمه على ما مر الصلاة" (احكام القرآن للجصاص، النساء، باب الجنب يمر في المسجد ۲ ۲۸۰ قدیمی)

"لا حتى تعلموا ما تقولون (ان كان يحسن لايعلم ما يقول يحسن ... وان كان يحسن يعلم ما يقول ففي حالة فحكمه حكم السكران" (الجامع لاحكام القرآن للقرطبي، النساء، ۵ ۱۲۴، دار احياء التراث العربي بيروت)

"لا حتى تعلموا ما تقولون ... والمعنى لا تصلوا في حالة السكر، حتى تعلموا قبل الصحو ما تقرؤون فتعلمون بصدق نظير انكم تعلمون ما تصفون" (تفسیر روح المعانی، النساء، ۵ ۳۸، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۲) رجوع الفتاوی السابقة ص

(۳) "قال ابوهريرة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لا يزني الزاني حين يزني"

نے کا ایک ضروری ہے۔ نشہ نہ ہونے کی حالت میں ہوش وحواس صحیح رہتے ہوئے نماز پڑھنے سے فریضہ نماز ادا ہو جائے گا اور اس نماز سے دوبارہ نماز کا اعادہ نہیں ہوگا (۱) لیکن اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور خدا تعالیٰ اس سے خوش نہیں ہوں گے (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: سید مہدی حسن، عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔

پیشہ ور پھرائی کو مؤذن بنانا

سوال [۲۱۱۳] | پیشہ ور پھرائی سے اذان جب کہ وہ ہمیشہ اذان کے ساتھ مانگتا ہو اور ساتھ

- وهو سوء الخاتمة والعياذ بالله تعالى، وإن كان مؤمنا وهو مؤمن، ولا يسرق السارق حين يسرق وهو مؤمن" صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب قول الله تعالى: إنما الخمر ... الخ ۲: ۸۳۲، (قديمي)

"اتفق المحدثون على تحريم الخمر، وهو حرام بجميعها، وحرمتها معلومة عند أهل اللغة، ومشروح بكونها نجسة، وهذا القدر مما اتفق عليه المسلمون" (إعلاء السنن، كتاب الأشربة، باب حرمة الخمر، ۱۸: ۲۲، إدارة القرآن كراچی)

"وما سوى أحكام هذه الأشربة أما الخمر فيتعلق بها أحكام منها: أنه يحرم شرب قليلها وكثيرها إلا عند الضرورة، وأنها محرمة لعينها، فيستوي في التحريم قليلها وكثيرها ... ومنها أنه يكفر مستحلها، لأن حرمتها ثبت بدليل مقطوع به" (بدائع الصنائع، كتاب الأشربة، ۵: ۳۱۴، ۳۱۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) راجع رقم الحاشية: ۱ ص ۲۸۰

(۲) "لا يطلع على صحة العمل قبوله وعدد لقوله تعالى: ﴿إنما يتقبل الله من المتقين﴾" (مرقاة المفاتيح، حديث البينة على المدعي، مطبعة كتب الحديث، ۱: ۲۰۰، رشيديه)

"وقال العلامة العيني رحمه الله تعالى في شرح البخاري: الإخلاص في الطاعة ترك الرياء ومحبة النفس، وهذا لا تنافي صحة العمل - لأن الصحة تتعلق بالشرائط والأركان والعبد ليس في شرط صحة الصلاة مثلا أن يعلم بقلبه أني بصلاة أصلي" (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ۶: ۴۲۵، سعيد)

وذكر في إعلاء السنن، كتاب الطهارة، باب أن الميت ليس بواجبة في الوضوء، ۱: ۱۰۱، (إدارة القرآن كراچی)

غیر اللہ کے نام کا کھانا پیا کبھی بلا تکلف کھا پیا تو نرمی اور گرمی کے ساتھ منع کرنے کے باوجود بھی اپنے اس کام سے باز نہ آتا ہو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس شخص کو مؤذن نہ بنایا جائے اس کی اذان مکروہ ہے۔ ذبوحہ، سادگی، غیر دے کر مستقل، قصے کا پیشہ کرنے والے اور غیر اللہ کے نام کی نذر و غیرہ کھانے والے بھی اس میں شامل ہیں (یعنی ان کی اذان مکروہ ہے)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۱۰/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۱۰/ ۸۸ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) "ويكره أذان جنب وإقامته إذا سمعه المحدث لا أذانه وأذان امرأة وخنثى وفاسق ولو عالما، لكنه أذن بإمامة وأذان من حاضر نفي

(قوله من حاضر نفي، أي، حيث لم يوجد غائم نفي" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، ۱/ ۳۹۲، سعيد)

"وأما الفاسق للآن قوله لا يوثق به، ولا يعمل في الأمور الدينية، ولا يلزم أحد فلم يوجد الإعلام"، (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۴۵۱، رشيدية)

"وصرح بكراهة أذان الفاسق ولا بعاد، فالإعادة لم لقع على وجه السنة" (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۲۵۲، مصطفى البابي الحلبي مصر)

www.ahlehaq.org

الفصل الرابع في إعادة الأذان

(دوبارہ اذان دینے کا بیان)

غروب سے پہلے اذان کا حکم

سوال [۶۶۲۰] مولانا صاحب نے فجر کی نماز میں دو منٹ باقی تھے مغرب کی اذان دی، قاری صاحب نے اذان پر اعتراض کیا، مولانا صاحب نے کہا یا تو آپ کو نہیں معلوم یا مسئلہ بھول گئے، اذان تو غروب سے پہلے ہوتی ہے، تب سے قاری صاحب مولانا صاحب سے ناراض ہیں، قاری صاحب کا کہنا ہے کہ امام صاحب کی اجازت کے بغیر نماز پڑھا چکے تھے اور امام صاحب نے کہا ہے ان قاری نے پیچھے نماز نہیں پڑھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غروب آفتاب سے پہلے مغرب کی اذان جائز نہیں، اذان وقت سے پہلے ہوتی تو اس کا اعادہ لازم ہے (۱) اور مغرب غروب سے پہلے جائز نہیں، اس لئے اس پر بھی اعادہ لازم ہے (۲)۔

---

(۱) لأن الأذان قبل الوقت لم يشرع للصلاة أصلا وإنما شرع للإعلام بدخول الوقت (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱/۵۵۲ زكريا)

(۲) أي بيان وقت الأذان والإقامة، فوقتهما هو وقت الصلاة المكتوبة، حتى لو أذن قبل دخول الوقت لا يجزئه ويعيده في الصلوات كلها (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان وقت الأذان والإقامة ۱/۴۵۱، دار الكتب العلمية بيروت)

قوله: ولا يؤذن قبل وقت ويعاد لهما في الوقت لأن فيه لأن يراد للاعلام بالوقت فلا يجوز فيه بلا حاجة في غير الفجر (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱/۴۵۸، زكريا)

ولا يؤذن لصلاة قبل دخول وقتها ويعاد في الوقت، لأن الأذان للإعلام بدخول الوقت فيحتاج

قوله: ولا يؤذن لصلاة قبل دخول وقتها، وبه قال أبو يوسف والشافعي رحمهما الله تعالى، إلا في الفجر على ما في الكتاب (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱/۲۵۳، مصطفى البابي الحلبي مصر

(۳) قوله: والمغرب بعد ما غربت الشمس، أي وقت المغرب من غروب الشمس إلى غروب

ضد کی وجہ سے مخالفت کرنے امامت سے الگ کرادینا بہت بڑا اور غلط جرأت ہے(۱)۔ بہتر ہے کہ آپس میں صلح وصفائی کرکے ہر ایک اپنی غلطی کی دوسرے سے معافی مانگے اور غلط طریقہ چھوڑ کر صحیح طریقہ اختیار کرے۔ جو شخص ترجمہ نمازیوں میں صحیح العقیدہ، صحیح العمل، صحیح الاخلاق، مسائل نماز وطہارت سے واقف، صحیح پڑھنے والا ہو، اس کو امام تجویز کریں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۵/۱۴۰۰ھ۔

= الشفق لرواية مسلم "وقت صلاة المغرب مالم يسقط نور الشفق". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، ۱/۲۶۲، رشيديه)

"وأول وقت المغرب إذا غربت الشمس وآخر وقتها مالم يغب الشفق" (الهداية، كتاب الصلاة، باب المواقيت، ۱/۸۱، مكتبه شركت علميه ملتان)

"(منها) علم بقت) لأن الوقت كما هو سبب لوجوب الصلاة فهو شرط لأدائها قال الله تعالى: إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا أي قدر في مؤقتا حتى لايجوز أداء الفرض في وقته إلا صلاة العصر يوم عرفة على ما يذكر" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان، ۱/۱۰۵، دارالكتب العلمية بيروت)

"والشرط الخامس من الشروط الستة هو الوقت لقدمه على الصلاة مع زيادة اهتمامها لكونها شرطا لكل صلاة كالاستقبال ... ثم إن دخول الوقت شرط لصحة أداء الصلاة" (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، الشرط الخامس الوقت، ص: ۲۲۵، سهيل اكيدمي لاهور)

(۱) "المستفاد من عدم صحة عزل الناظر بلا جنحة عدمها لصاحب وظيفة في وقف بلا جنحة وعدم أهلية" (ردالمحتار، كتاب الوقف، مطلب لا يصح عزل صاحب وظيفة بلا جنحة، أو عدم أهلية، ۴/۳۹۳، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الوقف، ۵/۳۹۰، رشيديه)

(۲) "والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه الفواحش الظاهرة ثم الأورع أي الأكثر اتقاء للشبهات، والتقوى اتقاء المحرمات". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۵۵۷، سعيد)

"وأولى الناس بالإمامة أعلمهم بالسنة، فإن تساووا فأقرؤهم، فإن تساووا فأورعهم" (الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۱۳۲، شركت علميه ملتان)

وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل الإمامة، الأولى بالإمامة، ص: ۴۱۲، سهيل اكيدمي لاهور)

الفصل الخامس في الأذان لقضاء الفوائت

(فوت شدہ نمازوں کے لئے اذان دینے کا بیان)

قضا نماز کے لئے اذان واقامت

سوال [۱۰۲۱۱]: میں قضا نماز پڑھتا ہوں کبھی کبھی جماعتوں والی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا پڑتا ہے، جماعت کے بعد آتا ہوں، اب مسئلہ یہ ہے کہ قضا نماز کے لئے اذان واقامت ہوتی ہے یا نہیں اور مسجد میں اذان واقامت ہوچکی ہے پھر کیا ہم کو اذان واقامت کہنی ضروری ہے تو آہستہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قضا نماز اس طرح پڑھنی چاہئے کہ کسی کو علم نہ ہو کہ یہ قضا نماز پڑھ رہے ہیں (۱) اس لئے مسجد میں فجر نماز کے بعد اور عصر نماز کے بعد نہ پڑھیں، جب مسجد میں قضا نماز پڑھتے ہیں تو وہاں اذان واقامت ہوتی ہی ہے اور مکان پر جب پڑھتے ہیں تو وہاں مسجد کی اذان کانی جاتی ہے، کہ اذان واقامت کی آواز آتے ہی آدمی آجاتے ہیں تاکہ وہ بھی اس کا ثواب پائیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) وينبغي ذلك (أي الأذان) ولا يسعه بقضي من الفوائت في مسجد ... إلخ فيه نسوبها وتغليطاً ويكره قضاء هذه بعد أداء الأخير معضية للاعتبار هذا، وإذا" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱: ۳۹۱، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱: ۴۵۵، رشيديه)

وكذا في السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب الأذان ۲: ۱۰۰، سهيل اكيدمي لاهور.

(۲) وهذا لما يظهر أن لو كان الأذان للجماعة أما إذا كان مشروعاً ولو فقد هذه الجماعة بل لا يشرع فيه سنن وتعبيد" (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱: ۲۸۰، دار المعرفة بيروت)

وإذا لا ينبغي كما ذكر لا يؤذن له في المسجد لخوف التشويش، وأحب أن يؤذن لنفسه بحيث لا يسمعه من سواه" (السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب الأذان ۲: ۱۰۰، سهيل اكيدمي لاهور)

www.ahlehaq.org

الفصل السادس في الأذان في اذان المولود

(بچہ کے کان میں اذان دینے کا بیان)

بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

سوال[۱۰۲۱۹]: بچہ کے پیدا ہونے پر بعض لوگ کچھ فاصلہ سے بچہ کے کان میں اذان وتکبیر کہتے ہیں، اس لئے کہ بچہ کے قریب ہونے سے نفرت کرتے ہیں تو کیا یہ مسنون طریقہ سے اذان ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بچہ جب پیدا ہونے کے بعد اس کو پاک صاف کرکے اس کے کان کے قریب اذان واقامت کہی جائے، اس سے نفرت نہ کی جائے، کان میں اس زور سے آواز نہ دی جائے، کہ بچہ پریشان ہو جائے اور آواز کو برداشت نہ کر سکے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۳/۹۰ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "قلت: قد جاء في مسند أبي يعلى الموصلي عن الحسين رضي الله تعالى عنه مرفوعاً: "من ولد له ولد، فأذن في أذنه اليمنى وأقام في أذنه اليسرى، لم تضره أم الصبيان"، كذا في الجامع الصغير للسيوطي". (مرقاة المفاتيح، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة، ۸/۳۰۵، وشهديه)

"وقال الزاهدي رحمه الله تعالى: قال السيدي رحمه الله تعالى: هو رفع المولود عند ولادة على يديه مستقبل القبلة، ويؤذن في أذنه اليمنى، ويقيم في اليسرى"، (تقريرات الرافعي على رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/۳۵۱، سعيد)

(وكذا في العرف الشذي على جامع الترمذي، باب الأذان في اذان المولود: ۱/۲۷۸، سعيد)

www.ahlehaq.org

باب الإقامة والتثويب

الفصل الأول في الإقامة

(اقامت کا بیان)

منفرد کے لئے اقامت کا حکم

سوال[۴۲۱۱]: اگر کسی فرض نماز کو اکیلا پڑھے تو اقامت کی ضرورت ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اکیلے فرض نماز پڑھتے وقت بھی نیت سے پہلے اقامت مستحب ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

کیا ہر نماز میں مؤذن سے تکبیر کی اجازت لی جائے؟

سوال[۴۲۱۲]: اگر مؤذن کسی شخص سے صرف ایک مرتبہ یہ کہہ دے کہ جب بھی آپ مسجد میں تشریف لائیں آپ یہ سمجھ لیجئے کہ تکبیر کہہ دیا کریں تو کیا اس شخص کا ایک مرتبہ کی اجازت کے بعد پھر دوبارہ اجازت نہ لینا اور تکبیر کہہ دینا جو نمازوں درست ہوگا یا ہر مرتبہ ہر نماز میں مؤذن سے تکبیر کی اجازت لی جائے؟

---

(۱) "(قوله في كل فرض) أي فرض كان فوقت كل فرض يؤذن له ويقام سواء أدى منفرداً أو جماعة إلا الفجر يوم الجمعة في المصر" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱: ۴۵۵، رشيديه)

"(قوله في نبه) أي: فيما يتعلق بالبلد من الدار والكرم وغيرهما فيجب في وفي الفنارين: وإن كان في كرم أو ضيعة يكفي مايسمى القرية أو المنزل إن كان قوياً وإلا فلا وحد الغوث أن يبلغ الأذان إليه منه" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱: ۳۹۵، سعيد)

(۲) كما في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الأذان ۱: ۴۲۱، دار الكتب العلمية بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک دفعہ کی اجازت بھی کافی ہے، جب کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہے(۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۸/ ۹۸ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

www.ahlehaq.org

(۱) "وإن أمّ رجل واحد أجيرٌ له لا بأس به". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۴۶۲، رشيديه)

"وإن أمّ رجل واحد أجير ابن عمه الأول جاز من غير كراهة، وإن كان حاضراً، ويفتحه الوصيّ بوقفة غيره، وإن رضي به لا يكره وحده". (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الباب الأول في الأذان، ۲/ ۴۶، رشيديه)

وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل الأول في الأذان، ۱/ ۵۰۲، رشيديه)

الفصل الثاني في التثويب

(تثویب کا بیان)

نمازِ فجر کے لئے قرآن کریم کی تلاوت یا نظم وغیرہ سے جگانے کا حکم

سوال[۱۰۲۰۱]: ہمارے قصبہ کی مسجد میں روزانہ فجر کی اذان کے بعد ایک یا دو رکوع پڑھتے ہیں، اس کے بعد نظم پڑھتے ہیں، جماعت ہونے سے اس پندرہ منٹ پہلے تک پڑھتے ہیں اس نیت سے کہ لوگوں کو فجر کی نماز جماعت سے مل جائے، کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ پڑھنا غالباً ریڈیو اور اسپیکر پر ہوتا ہوگا، ایسے وقت پر کچھ لوگ سو رہے ہوں گے، کچھ ضروریات میں مشغول ہوں گے قرآن پاک کی طرف توجہ دینے سے قاصر ہوں گے، اس لئے اس کو ترک کیا جائے (۱)، ویسے ہی نماز کے واسطے جگانے کے لئے شریعت نے اذان تجویز کی ہے، ریڈیو اسپیکر پر قرآن پاک اور نظم پڑھنا تجویز

---

(۱) قال العلائي: "فروع: يجب الاستماع للقرآن مطلقاً، لأن العبرة لعموم اللفظ

قال العلامة الشامي رحمه الله تعالى: وفي الفتح عن الخلاصة: رجل يكتب الفقه ويجنبه رجل يقرأ القرآن فلا يمكنه استماع القرآن فالإثم على القارئ. وعلى هذا: لو قرأ على المسطح والناس نيام بأنه لا بأس بكون صوته لإعراضهم على استماعه، أو لأنه يؤديهم بقاطعهم نائم ... يجب على القارئ احتراسه بأن لا يقرأه في الأسواق ومواضع الاشتغال، فإذا قرأه فيها كان هو المضيع لحرمته"

رد المحتار، كتاب الصلاة، قبيل باب الإمامة: ۱/ ۵۳۹، سعيد.

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن الخ: ۵/ ۳۱۸، رشيديه.

وكذا في مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية: ۴/ ۳۳۰، امجد اكيدمي لاهور.

www.ahlehaq.org

باب صفة الصلاة

الفصل الأول في شروط الصلاة

(شروطِ صلاۃ کا بیان)

کیا نیت کے لئے زبان سے کہنا ضروری ہے؟

سوال [۴۲۲۰]: [illegible] کیا نیت کے لئے زبان سے کہنا ضروری ہے یا [illegible] اس کے بعد متصل [illegible] زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا کیسا ہے؟ [illegible] کیا نیت کا زبان سے ادا کرنا ضروری ہے یا [illegible] کا کلام ہوتا ہے یا کیا؟

بینوا توجروا: [illegible] سے نماز [illegible] کتب میں یہ لکھا ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا مستحب ہے [illegible] کتب میں ان الفاظ کو [illegible] کتب میں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] ۱؎ [illegible] من [illegible] کا نام ہے [illegible] نیت کے لئے زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے

۱؎ عن عمر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "مفتاح الصلاة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم". أخرجه أبو داود، كتاب الطهارة، باب ما جاء أن مفتاح الصلاة الوضوء، ۱/۱۸ رقم الحديث: ۶۱.

۲؎ وتحريمها التكبير: قال المطهر: معنى الدخول في الصلاة تحريمها، لأنه يحرم الأكل والشرب وغيرهما على المصلي، فلا يجوز الدخول في الصلاة إلا بالتكبير. مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، باب ما جاء أن مفتاح الصلاة الوضوء، ۲/۳۶۷ رقم الحديث: ۳۰۱.

اور شرعی اعتبار میں اطاعت و قرب خداوندی کے لئے کسی کام کے کرنے کا التزام اس کو واجب کہتے ہیں (زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں، زبان سے کہنا بھی ممنوع نہیں (۱)۔

"وشرط الاحرام فصد الاحرام بالصلاة وشرط في التحفة التكلم بالعربية فلو تكلم بالفارسية وغيرها لم يجز"

(الفقه الحنفي على المذاهب، ص: ۲۹۲)

نیت کی یا تلفظ کا قصداً ترک کرنے کی نظیر سے مثال نے طور پر بھی پیش کی جاتی ہیں (ان کو فرائض کے امتحان میں اذکار نہیں کہا جاتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عربی میں نیت نماز

سوال [۶۶۰۱]: کوئی آدمی عربی کی نماز میں نیت عربی میں پڑھ لے کہ

"نويت أن أصلي لله تعالى ركعتي صلاة الفجر فرضا لله تعالى مستقبل القبلة الله أكبر"

---

(۱) "أو المعتبر هو جعل الشيء بحيث يلزم فعله بنفسه أو بغيره كالنذر بالصلاة بنحو لله علي أو الشروع في النفل"

(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۴۸۲، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۳۰۰، رشيديه)

(۲) "والنية هي الإرادة والشرط أن يعلم بقلبه أي صلاة يصلي لأن الذكر باللسان لا اعتبار به ويحسن ذلك لاجتماع العزيمة" (الهداية، كتاب الصلاة، باب شروط التي تتقدمها، ۱/ ۹۶، شركت علميه ملتان)

"(هو أي) عمل القلب (التي يعلم) عند الإرادة (بداهة) بلا تأمل (أي صلاة يصلي) أو للتلفظ عند الإرادة (بها) مستحب (هو المختار)" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۴۸۲، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول في النية، ۱/ ۵۵، رشيديه)

(۳) (وشرح المحبوبي على الأشباه، الفن الأول، الفن في القواعد الكلية، الأولى الأمور بمقاصدها، ۱/ ۴۳، إدارة القرآن كراچي)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ص: ۲۱۵، قديمي)

www.ahlehaq.org

[illegible] نیت سے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ آن واحد سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نیت نام ہے ارادۂ قلبی کا جو نماز کے لئے دل میں ہوتی ہے اور نیت ہے اگلی چیز اس میں ہوتی ہے اس زبان سے کہنا یا دل سے نماز کی خاص کیفیت کا خیال کرنا۔ بہرحال زبان سے کہنے سے صرف زبانی ہوتی ہے دل میں نیت پائی جائے [illegible] بشرطیکہ زبان سے خلاف آن واحد سے نہ ہو۔

[illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۶ ۱۲ ۵۲ھ

سنت میں نیت کا طریقہ

سوال [۱۲۲۰]: مختلف نیت کیسے کرنا چاہیے؟ آج کل نماز پڑھنے والے یوں کہتے ہیں "نیت کی دو رکعت نماز واجب قبلہ رو پیچھے اس امام کے" یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مختلف نیت اس طرح سے ہوتی ہے کہ مثلاً ظہر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کا ارادہ کرے اور دل سے خیال کرے اور زبان سے کہنا خوب ہوتا ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی شروط الصلاۃ، ۱: ۷۱، ۷: صفحہ۔

(۲) کما فی الہدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ التی لیست فی الصلاۃ، ۱: ۹۱، شرکت علمیہ ملتان۔

(۳) کما فی البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ۱: ۲۹۳، رشیدیہ۔

(۴) [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتاویٰ محمودیہ جلد ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

فتاویٰ محمودیہ جلد ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

أمراض میں ریشم جائز ہونا مردوں کے لئے ثابت ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۱۲/ ۹۸ھ۔

مستورات کے لئے مخمہ ستر ہے یا نہیں؟

سوال[۴۲۴۹]: عورتوں کے لئے نماز وقات نماز میں کھل جاتے ہیں اللہ اعلم نماز کی خدمت ہے یا نہیں؟ اگر آپ علم ہے یا ہیں مفصلاً تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) الحلب زين للبس لما [illegible] (۲)

= للباس۔ ولا أصلا جائزاً للعشاء وإنما وضع بحموعة عامر الساري" (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة، ۳/ ۸، مكتبه دارالعلوم كراچی)

"لا بأس للمرأة الجلسة إذا كان لا يذكر عليه شيء" (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ۸/ ۳۰۶، رشيديه)

وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ۴/ ۱۹، مكتبه عثمانيه تركيه)

(۱) "عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "إن الله عز وجل أحل لإناث أمتي الحرير والذهب وحرمه على ذكورها" (سنن النسائي، كتاب الزينة، باب لبس الحرير والذهب، ۲/ ۴۳۲، قديمي)

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: سمعت عمر رضي الله تعالى عنه يذكر أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة" (جامع الترمذي، أبواب الاستئذان والآداب، باب ما جاء في كراهية الحرير والديباج، ۲/ ۱۰۹، سعيد)

قوله (وحرم بلا حائل للمرأة لبس الحرير إلا قدر إصبع أصابع، يعني يحرم على الرجل لا على المرأة لبس الحرير ... وإنما حرم ... لبس الحرير على الرجال دون النساء لما روي أن أبا موسى الأشعري ... الخ" (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ۸/ ۳۰۲، رشيديه)

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ۶/ ۱۱، والكتب الفقهية مجرد

(۲) "الدر المنتقى المعروف بمجمع الأنهر على هامش ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، ... شرط

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ تخت مستقل عضو نہیں، بلکہ تابع سواری ہیں۔

ان کے کھل جانے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں (۱)، کیونکہ یہ رخ سواری نہیں، تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے پوشیدہ رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۱۲/۸۸ھ۔

قبلہ سے معمولی انحراف کی صورت میں نماز کا حکم

سوال [۱۰۲۲]: کلہ میں صرف ایک مسجد ہے اور جمعہ کی نماز میں عیدین کی نماز میں بہت پڑھنے مسجد سے باہر میدان میں نماز پڑھتے ہیں اور سب نماز پڑھنے کی شکل میں کسی کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قبلہ تھوڑا سا بائیں جانب اور سڑک بالکل سیدھی ہے اور کوئی شکل بھی نہیں ہے، اگر صفیں قبلہ کی شکل میں لے جائیں، تو تمام راستہ بند ہو جاتا ہے اور دکانیں بھی سب رک جاتی ہیں، اس سے بھی زیادہ دور کے اعتراض کرتے ہیں، تو اس شکل سے ان مجبوریوں کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہندوستان میں مغرب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے، معمولی انحراف ہو تو بھی ادا ہو جاتی ہے،

= الصلاۃ: ۱/۲۲۰، مکتبہ عفاریہ کوئٹہ)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۱/۳۲۱، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۱/۱۹۳، رشيديه)

(۱) قوله (وكشف ربع ما تحتها يمنع الخ، لان قليل الانكشاف عفو عندا للضرورة فان ثياب الشتاء لاتخلو عن قبيل خرق كالمخاصة الخفيفة" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۱/۳۲۱، رشيديه)

"والمعتبر ان الانكشاف ما دون ربع عضو اذا كان في عضو واحد" (محيط الأنور، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۱/۱۳۳، مكتبه عفاريه كوئته)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في شروط الصلاة: ۱/۵۸، رشيديه)

اگر ہوش یا ثوب قبل طلوع شمس ہو گیا ہے تو نماز نہیں ہوئی (۱) اعادہ کرے، اور اگر نہیں ہوا تو اعادہ نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا مسلمان کعبہ کی عبادت کرتے ہیں؟

سوال [۴۰۰۰] ایک غیر مسلم نے مجھ سے سوال کیا کہ مسلمان خدا کے شریک اور کسی کی عبادت نہیں کرتا، تو پھر مسلمان حج کے وقت کیوں عبادت کرتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کعبہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کا جواب کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا ہے، کعبہ کو کوئی نہیں پوجتا، کوئی شخص کعبہ کو سجدہ نہیں کرتا۔ علامہ شامی نے تشریح فرمائی ہے (۲) کہ سجدہ کرتے وقت رخ کی جانب ضروری ہوتا ہے اس کے لئے بیت اللہ کو قبلہ

---

(۱) قال في الدر المختار: لو تيقظ في الوقت بعد ما تكلم أو سجد فقط تكلم وبنى ما لم يتكلم بعد ما تيقظ في الظهيرية. وفي الخانية: لو تيقظ بعد ما سجد سجدة أو سجدتين بنى ما لم يتكلم بعد السجدة أو السجدتين. وفي الحلية: ولا يأتي بالانحراف المبيح لما مر وإن لم يتكلم بعد اليقظة بالكعبة بنى بقدر ما يمكن من مطلع فجره مستدبراً بالكعبة ... فصل الانحراف المبيح لا ينبغي وهو الذي يبقى معه وجهه أو شيء من جوانبه مستقبلاً لعين الكعبة وليس هو" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱: ۴۵۹، ۴۶۰، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱: ۲۹۵، ۲۹۶، رشيديه)

وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱: ۹۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) قوله: حتى لو سجد ملتفتا بحيث لم يبق تجاه شيء من وجهه إلى القبلة لم تجز لانعدام شرط العلم بها كما لو لم يعلم أنه سجد على الكعبة أو بجنبها كما مر. وقوله على كون الاستقبال شرطا يعني لما كان السجود نهاية التعظيم وهو لغير الله تعالى، والسجود لغير الكعبة مأمور به كما علم كان السجود لعين الكعبة أقرب إلى الشرعي، فلو كان السجود لعين الكعبة تعبدا أي لأنها عين الكعبة كما ذكروه في الرد، وقال السندي: لجعلها شريكة لله تعالى في العبادة، ولم يأذن بها بعبادة قط ... والله أعلم. (البحر الرائق مع تكميله لابن نجيم، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱: ۴۶۵، سعيد)

وكذا في حاشية الشلبي على التبيين، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱: ۱۱۶، دار المعرفة بيروت)

دیا گیا (۱) ۔۔۔ کی تحقیق مطلوب ہے، پوچھ کر قبلہ کا ۔۔۔ سے دوان کرنے کا صاحب ناظم کی ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ۔۔۔ اس ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اعلم

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

قبلہ کا مشتبہ ہونا:

سوال[۱۰۲۲۵]: ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

الفصل الثاني في أركان الصلاة

(ارکان نماز کا بیان)

فرض ونفل نماز میں قیام کا حکم

مسئولہ (۱۰۲۳۰): نماز کے فرائض میں قیام بھی ہے، جو بحالت عذر بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے، اس کے قیام سے کیا مراد ہے؟ کتنی دیر میں نماز میں "قیام" کہنے کی مقدار قیام فرض ہے، اس سے کم میں آتا ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں، کیا کوئی ایسا فرض قیام بھی ہے جو باقی ہے اور کسی فرض نماز میں بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

فرض نماز میں قیام فرض ہے (۱)، بلا عذر شرعی قیام سے نماز فرض ادا نہیں ہوتی (۲) نفل میں قیام فرض

---

(۱) "من فرائضها التي لا تصح بدونها ومنها القيام في فرض لقادر عليه" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱: ۴۴۵، سعيد)

"وهو فرض في الصلاة للقادر عليه في الفرض" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۲: ۲۰۹، رشيديه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب الثالث في شروط الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، ۱: ۷۱، رشيديه)

(۲) "وأما المفروض فلا يصح قاعداً مع (مقدرة) على القيام" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲: ۱۰۱، رشيديه)

"ولا يخفى أن يحمل على ما إذا عجز عن القيام أو قدرة على القيام" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل: ۱: ۱۱۲، رشيديه)

"من فرائضها التي لا تصح بدونها ... إلخ، قوله التي لا تصح بدونها صفة كاشفة إذ لا شيء من الفروض ما تصح الصلاة بدونه إلا عذر" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة ۱: ۴۴۲، رشيديه)

=

[illegible] فتویٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] دارالعلوم دیوبند، ۲ / ۹۱ ہجری۔

چارپائی پر نماز

سوال [۴۰۲۲]: ایک شخص نے بیماری کی وجہ سے مکمل طور پر چارپائی پر نماز پڑھی، اور سجدہ کے لئے چارپائی سے نیچے پاؤں رکھ کر سجدہ کیا، ان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر چارپائی پاک ہے تو اس پر پاؤں رکھ کر سجدہ کرنا درست ہے، اور مجبوری کی طریقہ سے نماز ادا ہوجاتی ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] دارالعلوم دیوبند، ۲ / ۲۰۰ ہجری۔

■ "قوله (ويسن قدماه مع قدميه على الخلاف السابق) وهو ما بين أصابعه من أصل خلقة إلى أطراف العشر والأصابع وهو ما فوق الكعبين مع الانقعاد على العقب، وقد حكي فيه إجماع العلماء وروى الطبراني عن شيوخه من العشرة مرفوعاً: من صلى قائماً فهو أفضل، ومن صلى قاعداً فله نصف أجر القائم" وفي شرح المنية الكبير كما نقله البرهاني وحمد الله لي: "ويسن للمصلي على فراش الفعل قاعداً مع القدرة على القيام، وإن قدر على القيام مع عجز عن الركوع والسجود يومئ قائماً" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲ / ۶۰، رشيديه)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲ / ۴۶، سعيد

وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في صلاة النفل جالساً إلخ، ص ۲۰۲، قديمي

(۱) قوله: وأن يسجد على ما يسجد عليه الماشي لو ماشى (أي يسجد على ما يليه من الأرض، فيصح على ظهر حيوان كما مشى عليه، وعلى ثوب متحرك بحركته، وعلى ثوب متصل به لا على طرف حيوان كما مشى عليه) (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان سنن الصلاة وآدابها، ۱ / ۵۰۱، سعيد)

وكذا في حاشية الشلبي على الزيلعي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل المشروع في =

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں سجدہ کی کیفیت

سوال [۱۰۲۲۱]: ایک شخص ہے جو کہ بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے، آیا وہ کس طرح سجدہ کرے، زانو پر سجدہ کرے یا زمین پر؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس طرح عذر سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی حالت میں سجدہ کرنے سے قاصر ہونے کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں سجدہ کرنے کے لئے زانو کے بجائے زمین پر جھکنا ضروری ہے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۰/۱۴۰۰ھ

نماز کے دوران سجدے میں دعا کرنا

سوال [۱۰۲۲۲]: [illegible] نماز میں سجدہ میں بار بار دعا مانگتے یا کچھ پڑھتے ہیں، ان میں سجدہ

---

(۱) الصلاۃ ۲۲۰، (وإذا عجز فلا سرور)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/۵۹۱، سعيد)

(۲) عن مسروق رضي الله تعالى عنه قلت لعائشة رضي الله تعالى عنها وصفه كان لا يسجد حتى يرى بياض خده فقالت نعم إذا وجد ذلك رواه الدارمي بسند صحيح. (مسند الدارمي، كتاب الصلاة، باب صفة السجود ۱/۳۱۳، مكتبة دار الكتاب)

"ويضع غير عاجز جبهته في غير خشب وقصب على الجديد لتغير الأول عنه" (الدر المختار، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع ونحوه ۱/۵۰۳، سعيد)

"(قوله: ليتغير الأول عنه) لما تقدم من أن الخشن على المختار، وإلا فالمدار على الصلابة واللين، وفي مسكين الحقيقة والأولى ما في الزيلعي وغيره من أن السنة الإيماء على الخشب بأنه الأكمل، وبسفر حاله بالليل فالصلاة وظله لا الأعتاب" (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل الشروع في الصلاة ۱/۲۲۳، دار المعرفة بيروت)

(وكذا في الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في صفة الصلاة ۱/۵۹، ۵۹۰، زكريا)

دوران میں دعا مانگا کرتے تھے؟ آپ نے لکھا تھا کہ نماز کے دوران تجدے میں جب جاتے تھے تو آنکھوں سے تجدے میں دیکھتے تھے اور کبھی کبھی دعا بھی کرتے تھے اس کی تشریح لکھ دیجیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ نماز میں جو طویل سورتیں پڑھتے تھے، قومہ میں بہت طویل ہوتا تھا، بعض اوقات ایک دعا یا ایک آیت میں پڑھتے تھے(۱)، اسی طویل قومہ میں آپ نے سجدہ والی طویل آیات اور سجدہ بھی ادا کیے ہیں، موافق ہوتا ہے، تسبیحات کے وقت آنکھیں بند کیے ہیں(۲)، اپنے نماز کے ساتھ خشوع اس اور دونوں کی بات ہے کہ آپ کی دیکھ اپنے محل میں

---

(۱) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات لیلۃ فافتتح البقرۃ فقلت یرکع عند المائۃ ثم مضی فقلت یصلی بہا فی رکعۃ فمضی فقلت یرکع بہا ثم افتتح النساء فقرأہا ثم افتتح آل عمران فقرأہا یقرأ مترسلا، اذا مر بآیۃ فیہا تسبیح سبح، واذا مر بسؤال سأل، واذا مر بتعوذ تعوذ، ثم رکع فجعل یقول: سبحان ربی العظیم فکان رکوعہ نحوا من قیامہ، ثم قال: سمع اللہ لمن حمدہ، ثم قام طویلا قریبا مما رکع، ثم سجد فقال: سبحان ربی الأعلی فکان سجودہ قریبا من قیامہ۔ الحدیث۔ وفی حدیث حذیفۃ من الزیادۃ فقال: سمع اللہ لمن حمدہ، الحدیث۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل، ۱/ ۲۶۶، قدیمی۔

عن الشعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: إن کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیقوم أو لیصلی حتی ترم قدماہ أو ساقاہ فیقال لہ فتقول: أفلا أکون عبدا شکورا۔ (صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی ترم قدماہ، ۱/ ۱۵۲، قدیمی)

ومشکوۃ، استیعاب، کتاب الصلاۃ، باب الحث علی قیام اللیل، الفصل الأول، ص ۱۰۹، قدیمی۔

(۲) عن عبیدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکثر أن یقول فی رکوعہ وسجودہ: سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی یتأول القرآن۔ (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب التسبیح والدعاء فی السجود، ۱/ ۱۱۷، قدیمی)

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقول فی سجودہ: اللہم اغفر لی ذنبی کلہ دقہ وجلہ، وأولہ وآخرہ، وعلانیتہ وسرہ۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، ۱/ ۴۹، قدیمی)

وسنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء فی الرکوع والسجود، ۱/ ۱۳۵، رحمانیہ لاہور۔

شاید کے سامنے سر رکھے ہوئے اور دعائیں مانگ رہے ہیں، یہ صورت نہیں تھی کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرکے اس میں دعا مانگتے تھے، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں، البتہ کسی خاص نعمت کے شکر میں سجدہ بھی درست ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) الدر المختار وغیرہ، ۱/۶۶۱، ۸۵۵ ج۱۔

محمد جمیل الرحمن، ۱۰ رجب ۸۵ھ۔

مرد وعورت کی نماز میں فرق

سوال [۱۰۲۲۴]: ہمارے یہاں مردوں اور عورتوں کے نماز پڑھنے کا طریقہ مختلف ہے، ایسا کیوں ہے؟ کیا کسی حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورتوں کو اور طریقہ سے نماز پڑھنی چاہئے، یہ طریقہ ہے، یہ اصحاب بڑے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا طریقہ خاص طریقہ ہے، جب کہ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو جس طرح نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو، بہر حال عورتوں کا اس طرح کے الفاظ ہیں، مگر عورتوں کو جس طرح بتایا گیا ہے اس سے تو یہی صورت پیدا ہوتی ہے، عورتوں کو اس طرح سجدہ وغیرہ پر دوزانو کے خیال سے فقہاء نے لکھا ہے، تو کیا حدیث اور قرآن کے ماہر ہونے کا دعویٰ کرنے والے طریقے رائج کئے ہوئے ہیں؟ مجھے اس مسئلہ میں واضح جواب چاہئے۔

---

(۱) (وسجدة الشكر مستحبة به يفتى، لكنها تكره بعد الصلاة، لأن النفل بعدها سنة أو واجبة وكل مباح يؤدي إليه فمكروه؛

وقوله وسجدة الشكر، وهي لمن تجدد عنده نعمة ظاهرة، أو زال عنه ظاهر، أو رزقه الله تعالى مالاً أو ولداً، أو اندفع عنه نقمة، وبحر ذلك يستحب له أن يسجد لله تعالى شكراً، سبيل الفقه بحمد الله تعالى فيها ويسبحه، ثم يكبر ويرفع رأسه كما في سجدة التلاوة، (البحر الرائق مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ۲/۱۱۶، ۱۲۰، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ۱/۳۲۲، دار المعرفة بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، وما يتصل بذلك مسائل سجدة الشكر، ۱/۱۳۵، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

عورتوں کے لئے اس طرح سجدہ کرنے کا حکم خود حدیث شریف میں ہے، حدیث کے صریح مخالف کرنے یا حدیث سے بے نیاز ہوکر کسی مصلحت کی بنا پر کچھ کہنا کس طرف سے قبول کیا جائے۔

[illegible] عن ابن جريج عن نبهان مولى أم سلمة عن أم سلمة أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سئل عن مرافق المرأة في الصلاة، فقال: تضم أفخاذها وتستتر ما استطاعت، وتحتفز احتفاز أحسنهن صلاة للرجال، وأن المرأة ليست في ذلك كالرجل. (سنن البيهقي ۲/۲۲۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ ۲۱/ ۲/ ۹۵ھ

محمد تمیم الدین عفی عنہ۔

☆ [illegible]

---

(۱) [illegible] الحلبي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/ ۴۰۲، دار الكتب العلمية بيروت.

عن يزيد بن أبي حبيب، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان، فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض، فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل. (كتاب المراسيل للإمام أبي داود السجستاني، كتاب الصلاة، باب جامع الصلاة، رقم الحديث ۹۹، ص ۱۹۰، دار الصميعي المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ)

عن يزيد بن أبي حبيب، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مر على امرأتين تصليان، فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض، فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل. (سنن البيهقي للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ما يستحب للمرأة من ترك التجافي في الركوع والسجود ۲/ ۲۲۳، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/ ۳۲۱، رشيدية)

وكذا في تبيين الحقائق، باب صفة الصلاة ۱/ ۱۰۴، مكتبة إمداد الملتان)

الفصل الثالث في سنن الصلاة

(نماز کی سنتوں کا بیان)

دوقدموں کے درمیان کتنا فصل ہو؟

سوال[۴۲۳۰]: کسی کی عادت ہوگئی، ایک بالشت سے زیادہ فاصلہ رکھ کر نماز میں کھڑے ہونے کی اور اس سے اس کو خشوع اور خضوع زیادہ ہوتا ہے، تو ایسا کرنا کسی فقہی کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فصل کرکے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ ترک مستحب سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے، نہ مکروہ ہوتی ہے(۱)، البتہ مستحب کا ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ کذا في الطحطاوي(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۵/۹۲ھ۔

---

(۱): "ويسن تفريج المقدمين في القيام قدر أربع أصابع، لأنه أقرب إلى الخشوع". (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان سننها، ص ۲۲۲، قديمي)

"ويسن أن يكون بينهما مقدار أربع أصابع اليد؛ لأنه أقرب إلى الخشوع" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/۴۴۳، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة، ۱/۷۳، رشيديه)

(۲): "والأولى ما عبر به الأصوليون من عدم الفرق بين المستحب والمندوب، وتركه لا يوجب إساءة ولا عتاباً لكن فعله أفضل". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في آدابها، ص ۲۷۶، قديمي)

"ولا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة، إذ لابد لها من دليل خاص الخ" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة إذ لابد لها من دليل خاص ۲/۱۷۷، سعيد)

نماز میں گھٹنوں کو ملانے کا حکم

سوال [۱۰۲۲۹]: نماز میں گھٹنے سے گھٹنا ملانا چاہیے یا نہیں؟ یا حدیث وفقہ میں اس کی ممانعت ہے، کس کا ثبوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں تصریح کی ہے کہ دائیں قدم کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھے(۱)۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھٹنے سے گھٹنا نہیں ملایا جائے گا، علامہ ابن نجیم نے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر نماز پڑھنا بہت دشوار ہے اور تعدد تو اس حالت میں محسن بھی نہیں البتہ علامہ قہستانی دوسرے فقہاء کے ساتھ صف میں کھڑا ہونے پر پاؤں سے پاؤں ملانے کے قائل ہیں، لکھے آگے پیچھے نہ رکھے؛ کہ صف سیدھی رہے، یہی حکم حدیث وفقہ سے ثابت ہے(۲)۔

= وركبته في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح. كتاب الصلاة، باب الحدث، ۱: ۳۵۵، (دار المعرفة، بيروت)

(۱) ويسن تفريج القدمين على القياس قدر أربع أصابع؛ لأنه أقرب إلى الخشوع". (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، الفصل في سنن صلاة، ص: ۲۱۲، قديمي)

ويستحب أن يكون بين قدميه قدر أربع أصابع اليد؛ لأنه أقرب إلى الخشوع" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱: ۴۲۲، سعيد)

وركبته في الفتاوى العالمكيرية: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، ۱: ۷۳، (رشيديه)

(۲) عن أنس رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال "أقيموا صفوفكم فإني أراكم من وراء ظهري. وكان أحدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه". (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف، ۱: ۹۸، قديمي)

عن أبي القاسم الجدلي قال: سمعت النعمان بن بشير رضي الله تعالى عنه يقول: "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: عن لتسون صفوفكم أو ليخالفن الله بين قلوبكم". قال: فرأيت الرجل يلزق منكبه بمنكب صاحبه، وركبته بركبة صاحبه، وكعبه بكعبه. (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، ۱: ۹۶، رحمانيه لاهور)

"قال أبي النعمان بن بشير رضي الله تعالى عنه: فرأيت الرجل "أي من الصحابة المبشرين -

نہیں کہ ایک نماز کی نیت کو دوسری نماز کی نیت سے ملا لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۹/ ۸۵ھ۔

امام تکبیر تحریمہ کب کہے؟

سوال [۱۰۲۳۶]: امام صاحب کس وقت تکبیر تحریمہ کہتی ہیں؟ کتاب وسنت کے مطابق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں یہ قول بھی ہے کہ [illegible] پر امام نماز شروع کرے اور سب مقتدی بھی اس کی قعدہ میں شروع کر دیں، دوسرا قول یہ ہے کہ اقامت ختم ہونے پر شروع کرے۔ امام بھی مقتدی بھی، اس میں بھی وقی تنحنح والقہقہ کیا جائے، دونوں قول دلائل اور مقام اور شرائع میں مذکور ہیں۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۹/ ۹۰ھ۔

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفا عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۹/ ۹۰ھ۔

= والجماعة بعد تصور ذلك القول من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "بلوغ" أي يتحقق ملك مسلك صاحبه، وركنه بركنه عند عدمه، وكفه بكفه، ونفل المراد بالإتمام "الصحة" فإن الإتمام تركه مالا تركة. "كتعقب بالكعب في الصلاة متنكي". وأما إتمام المنكب بالمنكب فمحمول على الحقيقة" بذل المجهود شرح أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، ۱/ ۳۱۰، إمداديه ملتان)

وإعلاء السنن، أبواب الإمامة، باب سنية تسوية الصف وإثمه، ۳/ ۹۰، إدارة القرآن كراچي)

"(ويصلي) أي يشهد الإمام بأن الإمام بين بأمرهم بذلك. قال الشمني: ويسعى أن يأمرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۲۱، سعيد)

(۱) "(وشرع) الإمام في الصلاة (بعد قيل قد قامت الصلاة) ولو آخر حتى أتمها لا عاد به إجماعا وهو قول الثاني والثالث، وهو المختار لاحداثه. (قوله وشرع الإمام) وكذا القوم، لأن الأفضل عند أبي حنيفة ما قارنهم له كما سيأتي. (قوله: لأنه إجماعي) أي لأن الخلاف في الأفضلية فمضى الناس أي: السنة شاءت في كلا القولين وإن كان الفعل أزكى في أحدهما" (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الصلاة، ۱/ ۵۲۶، سعيد)

=

امام کے پیچھے ثناء پڑھنا

سوال [۴۲۳۹]: آہستہ نمازوں میں یا فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں دیر سے شامل ہونے والا امام کے پیچھے ثناء پڑھے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

سوال [۴۲۴۰]: سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین پیش امام و مقتدی دونوں کو بہ پست آواز کہنی چاہیے یا بلند آواز سے؟ اور سورت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کے پڑھنا چاہیے؟ پیش امام صاحب سورۂ فاتحہ کے بعد بسم اللہ پڑھتے اور سورت شروع کرتے ہیں ایسا کرنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا چاہیے، پیش امام آمین کے کافی ہے جماعت بڑھنے

= وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۳۵۳، (شبير)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في الإمامة، ص ۲۰۳، (قديمي)

(۱) ولو قرأ سبحانك اللهم تبارك اسمك وتعالى جدك إلا في الخامسة منصرف عليه ... إلا إذا شرع الإمام في القراءة سواء كان مسبوقاً أو مدركاً سواء كان يعلم بالقراءة أولا، فيه لا يأتي به لما في البهر عن المضمرات: تركه الإمام في الثنتين يأتي هاهنا بالقراءة" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان الجواب والبناء، ۱/ ۴۸۱، سعيد)

"المختار فيما يأتي به كل مصل إذا كان أو مسبوقاً لكن فاته المسبوق لا يأتي به إذا كان الإمام يجهر بالقراءة للاستماع، وصححه في الذخيرة" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ۱/ ۳۵۳، رشيديه)

"ثم هذا إن الثناء يأتي به كل مصل فالمقتدي يأتي به حال شروع الإمام في القراءة مطلقاً سواء كان مسبوقاً أو مدركاً في حالة الجهر أو السر" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان سننها، ص ۲۵۱، قديمي)

ثنا پڑھنا کیسا کہا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس نماز میں قرأت جہری کی جاتی ہے اس میں امام کے بعد آہستہ اور سراً قرأت کرنا مستحب ہے شروع کی جائے اور جس نماز میں آواز سے قرأت کی جاتی ہے وہ سنت ہے پیچھے پڑھنا مستحب ہے (۱) امام کی اقتداء کرنے والے پر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ ... نماز ختم ہونے پر بھی نماز شروع کرنا ... [illegible] ... پر بھی اجازت ہے،

---

(۱) ان جزئیات میں اختلاف ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا مستحب ہے یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی یا مباح ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور احناف کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور بعض احناف نے اس کو مباح کہا ہے اور بعض احناف نے اس کو مستحب کہا ہے، اور بعض احناف نے اس کو واجب کہا ہے، اور بعض احناف نے اس کو فرض کہا ہے، اور بعض احناف نے اس کو مکروہ تحریمی کہا ہے، اور بعض احناف نے اس کو مکروہ تنزیہی کہا ہے، اور بعض احناف نے اس کو مباح کہا ہے،

علیہ السلام نے کے بعد بلا پڑھنا ثابت نہیں (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

نماز شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم

سوال [۱۰۲۲۱]: وضو یا کر جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا نیت باندھنے سے پہلے پڑھنا چاہئے یا نیت باندھنے کے بعد نیت باندھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بظاہر بسم اللہ نیت باندھنے میں کوئی احتیاط کی بات نہیں۔ اس وقت پر بسم اللہ پڑھنا شروع نہیں، اس کو شروع کرنا کہنا چاہئے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

رفع یدین کتنی جگہ ہے؟ نیز مرد وعورت کی نماز میں فرق

سوال [۱۰۲۲۲]: ایک جماعت اہل حدیث نے اپنی نمازوں میں [illegible] وتمام عمر ایک

---

(۱) وشروع الامام في التشهد بعد قيام المقتدي قدر قراءة الفاتحة ولو اخر على المعتاد لا بأس به احتياطا، قوله: لا بأس به احتياطا، أي لأن الاختلاف في الأفضلية بقي الأس أي: المقتدي قائم في كراهة التحريمي، وإن كان الفعل اولى في أحدهما" انظر البحر مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱: ۵۹۱، سعيد)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في ادابها ص: ۲۰۳، قديمي)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱: ۳۲۱، رشيديه)

(۲) قال في مصر قبله ان المصلي ينبغي له ان يقف مكروه ان لا يقف على يقينها الخ" (فتح الباري كتاب الصلاة، باب الاقبال والانصراف عن اليمين ۲: ۲۲۰، قديمي)

قال الطيبي: وفيه ان من مر على امر صدوره وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب سنة الله، فيما من الاتيان" (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت، الفصل الاول، رقم الحديث ۷۲۱، ۲: ۳۱۲، رشيديه)

وكذا في السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۲: ۱۳۲، سهيل اكيدمي لاهور)

رہتے ہیں کہ ہم رکوع میں جاتے ہیں اور امام صاحب رکوع سے اٹھ جاتے ہیں اور ہم رکوع ہی کی حالت میں رہتے ہیں، کیا ایسی حالت میں ہم رکوع سے اٹھ جائیں؟ بعض لوگ ایسے ہیں کہ امام کے ساتھ رکوع میں جاتے ہیں اور امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد رکوع ہی میں پڑے رہتے ہیں، کیا ایسی حالت میں ان کی نماز ہو جاتی ہے؟ بعض لوگ امام کے ساتھ رکوع میں جاتے ہیں اور امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد رکوع ہی میں پڑے رہتے ہیں، کیا ایسی حالت میں ان کی نماز ہو جاتی ہے؟ بعض لوگ امام کے ساتھ رکوع میں جاتے ہیں اور امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد رکوع ہی میں پڑے رہتے ہیں، کیا ایسی حالت میں ان کی نماز ہو جاتی ہے؟ بعض لوگ امام کے ساتھ رکوع میں جاتے ہیں اور امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد رکوع ہی میں پڑے رہتے ہیں، کیا ایسی حالت میں ان کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) ... جس شخص کو امام کے رکوع سے سر اٹھانے کا علم ہو یا ظن غالب ہو اس کے بعد اس کو رکوع نہیں کرنا چاہئے، فوراً کھڑا ہو جانا چاہئے، اور جو شخص امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد رکوع ہی میں پڑا رہتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی ہے(۱)

---

۱ ... عن سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه حتى يكون رفعهما حذو منكبيه اذا افتتح الصلاة، وإذا كبر لركوع، وإذا رفع راسه من الركوع رفعهما كذلك ايضا وقال سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد" وكان لا يفعل ذلك في السجود. (صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب رفع البصر في الركعة الاول في الاثبات ص ۱۰۲، ۱ قديمي)

وفي صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع، وفي الرفع من الركوع (ص ۱۶۸، ۱ قديمي)

ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الاول، ص ۷۸، قديمي.

۲ ... عن عائشة قال: قال لنا ابن مسعود رضي الله تعالى عنه: الا اصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فصلى ولم يرفع يديه الا مرة واحدة ثم تكبر الا اسقط. (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث، ص ۷۸، قديمي)

وفي جمع الفوائد، وقال حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه، حديث حسن، مواقيت الصلاة، باب رفع اليدين عند الركوع (ص ۵۹، سعيد)

وفي سنن ابي داود، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع (ص ۱۰۱، ۱ حمايت)

پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے تھے(۱)۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اختیار فرمایا ہے۔ دوسرے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کیا جاوے۔ ان کے پاس بھی روایات موجود ہیں(۲)۔ اور یہ مسئلہ اختلافی نہیں ہے کہ اس پر لڑائی کی جائے اور جو کچھ اختلاف ہے، افضل وغیر افضل کا ہے، جیسا کہ ابوبکر جصاص رازی نے احکام القرآن میں تصریح کی ہے(۳)۔ مستقل رسائل بھی لکھے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۲۲/۱/۷۳ھ۔

صحیح ہے۔

---

(۱) "عن البراء رضي الله تعالى عنه "أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه ثم لا يعود". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع ۱: ۱۰۹، رحمانية)

(۲) "عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلاة، وإذا كبر للركوع، وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك وقال "سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد" وكان لا يفعل ذلك في السجود". (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الأول، ص ۷۵، قديمي)

"عن سالم: أن ابن عمر (رضي الله تعالى عنهما) كان إذا دخل في الصلاة كبر ورفع يديه، وإذا ركع رفع يديه، وإذا قال سمع الله لمن حمده، رفع يديه، وإذا قام من الركعتين رفع يديه، ورفع ذلك ابن عمر إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم". (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين ۱: ۱۰۲، قديمي)

"عن مالك بن الحويرث (رضي الله تعالى عنه) أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بهما أذنيه، وإذا ركع رفع يديه حتى يحاذي بهما أذنيه، وإذا رفع رأسه من الركوع فعل مثل ذلك". (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام ۱: ۱۶۸، قديمي)

(۳) "وأما عالمنا فمعرض لهم بخسرانهم في أن يتعلموا ما شأوا منه، وإنما الخلاف بين الفقهاء فيه في الأفضل منه". (أحكام القرآن للجصاص تحت آية "يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام" البقرة ۱۸۳، باب كيفية شهود الشهور ۱: ۲۸۲، قديمي)

"فلا يرفع يديه عند الركوع ولا عند الرفع منه ولا في تكبيرات الجنائز".

لحديث ابن مسعود عن البراء رضي الله تعالى عنه قال: رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه حين افتتح الصلوة، ثم لم يرفعهما حتى انصرف (۱)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی دونوں طرح کے عمل کی روایات ثابت ہیں (۲)۔

وفي فتح القدير: "واعلم أن الآثار عن الصحابة والتابعين عنه صلى الله تعالى عليه وسلم كثيرة جدا، والكلام فيها واسع من جهة المحدثين وغيرهم، والمقصر المحقق بعد تلك كلها يتوب ورواية كل من الأمرين عنه عليه الصلاة والسلام الرفع عند الركوع كما ورد والأئمة قسمة في كثير من الأمور وعدمه كما روى أبو داود وغيره عن ابن مسعود وغيره الخ". (بحر الرائق: ۱/۳۲۳) (۳)

"عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه: أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان لا يرفع يديه إلا عند افتتاح الصلاة ثم لا يعود بشيء من ذلك" (۴)۔

مجمع الزوائد میں روایت موجود ہے کہ دو رکعتیں نماز پڑھ رہی تھیں، حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: بعض عضاء کو بعض اعضاء سے ملا کر (چپکا کر) سجدہ کیا کریں (۵)، یعنی مردوں کی طرح کشادگی سے

---

(۱) (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۳۱۳، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/ ۱۳۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) (راجع رقم الحاشية: ۲، ص: ۵۱۳، وأيضاً، ص: ۵۱۴، رقم الحاشية: ۳)

(۳) (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۳۱۳، رشيديه)

(۴) (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب ترك رفع اليدين في غير الافتتاح: ۳/۸۳، إدارة القرآن كراچي)

(۵) لم أجده في مجمع الزوائد ولكن في سنن الكبرى للبيهقي

"عن يزيد بن أبي حبيب رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مر على امرأتين تصليان فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض، فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل". (سنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ما يستحب للمرأة من ترك التجافي الخ: ۲/۳۱۵، دار الكتب العلمية بيروت)

=

www.ahlehaq.org

آمین زور سے بھی ثابت ہے، آہستہ بھی، پھر کیا وجہ ہے کہ آہستہ سے ثابت نہیں (۱)؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین، دار العلوم دیوبند، ۱۹/۱۰/۸۸ھ۔

قومہ میں تحمید اور تسبیح کا حکم

سوال [۴۲۲۲]: (۱) قومہ میں قد الخ یا قومہ میں درود شریف کے اضافہ کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(۲) رکوع سے کھڑے ہونے میں تسمیع اللہ لمن حمدہ اور [ماثور دعا] ربنا لک الحمد [ربنا لک الحمد] دونوں کا ملانا ضروری ہے؟ ان کے متعلق صحیح حکم کیا ارشاد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) [ثابت ہے] (۲)۔

= عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه جمع الناس في رمضان على أبي بن كعب وعلى تميم الداري الخ۔ (عمدة القاري، كتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان، ۸/ ۱۱۰، ط: مكتب العلمية بيروت)

(۱) عن وائل بن حجر رضي الله تعالى عنه قال: صلى بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فلما قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين، قال: آمين، وخفى بها صوته۔ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، ۵/ ۲۱۳، رقم الحديث: ۵/ ۱۹۳، ط: إحياء التراث العربي بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: إذا أمن الإمام فأمنوا، فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه، قال ابن شهاب: وكان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: آمين۔ (الصحيح البخاري، كتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ص: ۱۰۸، ط: قديمي، وكذا في نور الصباح، باب من ترك الجهر بالتأمين، ص: ۹۳، ط: مكتبه امداديه ملتان)

(۲) [لم يرد دعاء بهذه الصيغة في الكتاب والسنة، إنما الثابت في السنة والمعهود من الصحابة، وهذه الجملة من قول بعضهم ودعاء لنفسه، لأن هذه الجملة لا يحتمل منه سائر الصلاة، وهو سنة لهما، وما قوله تعالى: ﴿فإذا فرغت فانصب﴾ (الشرح: ۷)، [تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۱۰۲، ط: المكتبة الكبرى الأميرية بولاق)

[وينبغي أن يصلي على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ويدعو بما ثبت في الكتاب العزيز، والأدعية الصحيحة]، (الهداية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۱۲۴، ط: مكتبه شركت علميه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها، ۱/ ۷۲، ط: رشيديه)

۲ [illegible] ہے، اس لئے [illegible] ہے۔

۳ [illegible] ہے۔

۴ [illegible] ہے۔

مصلی پر کھڑے ہوکر زمین پر سجدہ کرنے کا حکم

سوال (۱۰۲۲۳) | امام صاحب نے فرض نماز پڑھانے کے بعد جائے نماز پر کھڑے ہوکر سجدہ ادا کیا، تو لوگوں نے کہا کہ آپ مصلی پر (یعنی اونچے پر اور جہاں پر زمین (یعنی) نیچے پر نہیں) سجدہ کیا ہے، لہٰذا شریعت ان کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible] ہے(۲) [illegible]

۱ [illegible] ہے۔

---

(۱) [illegible] ہے۔

لكن كان الامام يقول سبح ثلاثا سبحانه لا اجمع ، وإن كان مقتديا يقول سبحان ربي العظيم ، ولا يقول بالتسبيح بخلاف ، وإن كان منفردا لا يسبح ثلاثا بل يعد كذا في المحيط ، الفتاوى الهندية ، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها ، ج ۱ ، ص ۷۴ ، رشيدية)

وكذا في مراقي الفلاح كتاب الصلاة ، فصل في كيفيه وسنن الصلاة ، ص ۲۰۱ ، رشيدية)

(۲) مصلی اونچی زمین کو کہتے ہیں، اس پر سجدہ کرنا ہے، اس پر سجدہ کرنا ہے۔

• ولو كان موضع سجوده مرتفعا من موضع القدمين بنحو لبنة مثلا جاز بخلاف ما لو كان لا لترفعه كدكان أو مرتفعا من موضع ركبتيه وهي ربع ذراع على الصحيح فيكره ، فإن فعل لعذر كحر أو برد أو مطر أو وحل أو شوك أو نحو ذلك لا يكره ، وإن لغير عذر كره تنزيها ، (الطحطاوي على مراقي الفلاح ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، مطلب في بطلان الركوع بالجر ، ص ۲۱۳ ، سعيد)

وكذا في الحلبي الكبير ، فرائض الصلاة ، الخامس السجود ، ص ۲۸۶ ، سهيل أكيدمي لاهور)

وكذا في البحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، ج ۱ ، ص ۵۲۸ ، رشيدية)

www.ahlehaq.org

تشہد کے بعد کی دعا

سوال[۱۰۲۲۵]: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشہد میں کون کی دعا میں پڑھتے تھے؟ اور بعد نمازوں کی؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "اللھم انت السلام ومنک السلام وإلیک یرجع السلام حیینا ربنا بالسلام وأدخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والإکرام" دعا مانگی ہے؟ مشکوٰۃ شریف میں جتنی بھی کوئی دعا نہیں مل رہی ہے۔ بلکہ مختلف مشکلات کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ یہ دعا ایک پیر بندی قاری التحصیل طالب علم نے اپنے تکیہ میں درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرما کر جواب تحریر فرمائیں۔ محمد شبیر قادری، ۱۵/۹/۹۵ھ

الجواب حامداً ومصلیاً:

دعاء تشہد کے بعد سلام سے پہلے "اللھم ربنا صلنا في الجنۃ" اور "اللھم إني أعوذ بک من عذاب جھنم" وغیرہ منقول ہیں، مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ ان دعاؤں پر التحیات کے ذیل میں ملاحظہ کریں (۱)، نیز بعد ذکر بعد الصلاۃ میں منقول ہے۔

"اللھم أنت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام" وغیرہ دعائیں بھی منقول ہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ احقر محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۹/۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) (مشکاۃ المصابیح، باب الدعاء في التشہد، الفصل الأول، ص ۸۹، قدیمی)
(سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب مایقول بعد التشہد، ۱/ ۱۴۹، رحمانیہ لاہور)
(وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر وعذاب جھنم، ۱/ ۲۰۸، قدیمی)

(۲) (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الذکر بعد الصلاۃ، الفصل الأول، ص ۸۸، قدیمی)
(وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ، ۱/ ۲۱۹، قدیمی)
(وسنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب مایقول الرجل إذا سلم، ۱/ ۲۲۲، رحمانیہ لاہور)

الفصل الرابع في آداب الصلاة

(نماز کے آداب کا بیان)

جوتے پہن کر نماز پڑھنا

سوال[۵۲۳۵]: جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے، تو لوگ کس امام کی پیروی کرتے ہیں؟ جو جوتے پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جوتے پہن کر نماز پڑھنا حضرت نبی آخر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام سے بھی منقول ہے(۱) اب تو ہماری مساجد کی وہ حالت نہیں جو اس زمانہ میں تھی، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جوتہ پہن کر مسجد میں جانا مکروہ ہے۔ کذا في عالمگیري(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۱/ ۱۳۰۰ھ۔

---

(۱) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال بينما رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي بأصحابه إذ خلع نعليه، فوضعهما عن يساره، فلما رأى القوم ذلك ألقوا نعالهم، فلما قضى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صلاته قال ما حملكم على إلقائكم نعالكم؟ قالوا: رأيناك ألقيت نعليك فألقينا نعالنا الخ" (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعل، ۱/ ۹۰، مكتبة إمداديه ملتان)

"عن محمود بن لبيد عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه قال رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي حافياً ومنتعلاً" (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعل، ۱/ ۹۰، مكتبة إمداديه ملتان)

"عن النعمان بن سلاع عن أبيه أبي أوس، قال كان جدي أوس أحياناً يصلي فيشير إلي وهو في الصلاة، فأعقيه بعقبه، ويقول: رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي في بعبه" (سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب الصلاة في النعال، ص ۵۴، قديمي)

(۲) ويدخل المسجد متنعلا مكروه كذا في السراجية (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية -

نماز میں کیا خیال رکھنا چاہیے؟

سوال[۱۰۴۲۱]: نماز میں کس چیز کا خیال آنے سے نماز شروع کرنے کا اور دوبارہ کرنے کا اور کون سے خیال سے نماز پڑھتے رہنے کا حکم ہے؟ کچھ جوں بھی کہ دوقت نماز کوئی یاد نہیں"

۲ ایک شخص ایسے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں اور وضو اچھا ہوتا ہے اور وقت بھی ہوتا ہے مگر نماز پڑھتے ہوئے اُن سے نماز میں کچھ قرأت نہیں ہوتی"

۳ اگر کوئی حاجی احرام، غسل اور طواف قدوم کی نماز میں دل میں خیال رکھے تو اس کی بھی نماز میں کچھ قرأت نہیں ہوتی"

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ [illegible] ہے گا[۱] اور نماز پڑھتے رہنے کا[۲] اور نماز میں کسی خیال سے نماز

---

۱ الباب الخامس في آداب المسجد [illegible] ۳۲۰، رشیدیہ۔

فصل لكن إذا جلس يجوز لو في المسجد بهذا معنى عند من لم يكن طاهرا، وأما المسجد البيوتي فقد كان مخصوصا بالجلوس في زمنه صلى الله تعالى عليه وسلم بخلافه في زماننا ولهذا يمكث مجلس ما في محمدة الجلوس من ان دخول المسجد مندوب لا من حيث الاذن، من [illegible] المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل في أحكام المسجد، ۱/ ۱۰۲، سعيد۔

وركعة في المسجد لزائر، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل في البدع، ۱/ ۱۰۲، سعيد۔

۲ قوله ويحسن بحسن عبادة [illegible] ويحسن الخشوع الخ، وهو قرة عين عباد الله تعالى، وروح في الحديث ان الإنسان ممن به من صلاته إلا عشرها، وتسعها، فما زكى له عشرها او اقل او كثر، البحر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في مكروهات الصلاة، ۱/ ۴۵۳، سعيد۔

نظر المصلي الى موضع سجوده قيام، والى فاتحة حجره قعود، والى ورء الله ساجدا، والى حجره جالسا، والى منكب مسلما، ويخشع في الصلاة، ويخاف قوله صلى الله تعالى عليه وسلم "عبد الله كانك تراه، فان لم تكن تراه فانه يراك"، الفقه الإسلامي وادلته، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر، ۲/ ۱۳۲۲، رشيديه۔

ذریعہ اور نماز میں سے خشوع کا زائل ہونا اس وقت ہے کہ دل اپنی اللہ سے مناجات میں مشغول ہے اور اس کی عظمت سے حیران ہو، پس اگر پوری کوشش کی جاوے تو دل میں کوئی وسوسہ خیال جمنے نہ پائے (۱)۔

— عین نماز کی حالت میں یہ دھیان جمانے کہ اللہ پاک کو میں دیکھ رہا ہوں اور اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ علم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۳/۷۸ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۱- وكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي. كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۲۱۲، دار المعرفة بيروت.

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن الله تجاوز عن أمتي ما وسوست به صدورها ما لم تعمل به أو تتكلم" متفق عليه. (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الوسوسة، ص: ۱۹، قديمي)

"وفي شرح مقدمة المكيداني للعلامة القهستاني: يجب حضور القلب عند التحريمة فلو اشتغل قلبه بتفكر مسئلة مثلا في أثناء الإقامة، فلا تستحب الإعادة، وقال البقالي: لو يقضي أخرى إلا إذا قصر، وقيل بلى في كل ركن، ولا توجد بالسهو، لأنه معفو عنه، لكنه لم يستحق ثوابا كاملا في العبية" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع: ۱/۴۱۷، سعيد)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بارزا يوما للناس، فأتاه رجل، فقال: ما الإيمان؟ قال: "الإيمان أن تؤمن بالله وملئكته ولقائه ورسله وتؤمن بالبعث" قال: ما الإحسان؟ قال: "أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك" الحديث. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن الإيمان الخ: ۱/۱۲، قديمي)

"وفي رواية "فإن لم تكن تراه" أي: فإن غلبت على تلك المشاهدة المحصلة لغاية الكمال فلا تغفل عنه بحيث تخل أصل الكمال، فإن ما لا يدرك كله لا يترك كله، بل استمر على إحسان العبودية مهما أمكن فإنه يراك، أي: دائما فاستحضر ذلك لتسعى منه حتى لا تغفل عن مراقبته، ولا تقصر في إحسان طاعته" (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، الفصل الأول، رقم الحديث: ۱/۱۲۵، رشيديه)

وفي صحيح مسلم، كتاب الإيمان: ۱/۲۸، قديمي۔

باب الذكر والدعاء بعد الصلوات

الفصل الأول في الذكر

(نماز کے بعد ذکر کا بیان)

نماز کے بعد جہراً ذکر کرنا

سوال [۱۰۲۲۹]: نماز ختم ہونے پر زور زور سے ذکر کرنا کیسا ہے؟ کیا آپ کے پیچھے والے چھوٹی سورتیں زور سے پڑھتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے پرہیز کرنا چاہیے، ان کی نماز میں خلل ہوگا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرض نماز کے بعد وظیفہ پڑھنا

سوال [۱۰۲۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز کے بعد وظائف پڑھنے کی خصوصی فضائل بیان کئے جاتے ہیں، ایک فرض نماز کے بعد کون سا وظیفہ پڑھا جائے اور دوسرے فرض کے بعد کون سا وظیفہ پڑھنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وظیفہ طرق نقشبندیہ کا فرض نماز کے بعد پڑھنا بہتر ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۹/۷۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) لأن الإسرار أفضل حيث خيف الرياء وتأذي المصلين أو النيام، والجهر أفضل حيث انتفى ذلك. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ۶/۳۴۸، سعيد)

(۲)

فجر اور عصر کے بعد کتنی دیر ذکر میں مشغول رہنے سے مخصوص ثواب ملتا ہے؟

سوال [۱۰۲۲۱]: حدیث شریف میں نماز صبح و نماز عصر کے بعد ذکر و تسبیح کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے، تو اس تھوڑی دیر سے نماز فجر و عصر کے جو پورا وقت مکروہ ہے یا اس سے کم؟ اگر کم ہو تو کم از کم کتنی دیر ذکر کرنے سے فضیلت مل سکتی ہے؟

- [1] وكذا في سباحة الفكر في الجهر بالذكر، الباب الأول، ص ۱۲، ضمن مجموعة رسائل الكنوي رحمه الله تعالى ۳/۲۹۴، إدارة القرآن كراچي.

[2] "عن وراد مولى المغيرة بن شعبة قال: كتب معيرة بن شعبة إلى معاوية رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا فرغ من الصلاة وسلم قال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطي لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجد".

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إذا سلم لم يقعد إلا مقدار ما يقول: "اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام". (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته ۱/۲۱۸، قديمي)

"ويكره تأخير السنة إلا بقدر "اللهم أنت السلام" إلخ، قال الحلواني: لا بأس بالفصل بالأوراد واختاره الكمال. قال الحلبي: إن أراد بالكراهة التنزيهية، ارتفع الخلاف قلت: وفي حمله على القليلة".

(قوله: ارتفع الخلاف) لأنه إذا كانت الزيادة مكروهة تنزيهاً، كانت خلاف الأولى الذي هو معنى لا بأس. (قوله: لا بأس بالفصل بالأوراد) أي القليلة التي بقدر اللهم أنت السلام إلخ". (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل إذا أراد الشروع ۱/۵۳۰، سعيد)

"وقال الحلواني: لا بأس بالفصل بالأوراد، قال الكمال: هذا القول لا يعارض القولين قبله، لأن المشهور في "لا بأس" كونه خلاف الأولى، فالأولى أن لا يقرأ قبل السنة ولو فصل لا بأس به، ولا تسقط السنة لكن ينقص الثواب، ففي الفصل بالأوراد أولى". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل الشروع في الصلاة ۱/۲۳۳، دار المعرفة بيروت)

(وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، وأما بيان صفة الصلاة، ص ۳۳۱، ۳۳۲، سهيل أكيدمي لاهور)

الجواب حامداً ومصلیاً:

فجر کے بعد اشراق تک اور عصر کے بعد غروب تک ذکر میں مشغول رہنے میں بڑی فضیلت ہے(۱)، اگر یہ اوقات نہ ملیں تو کم سے کم تسبیحات فاطمی فجر کی نماز پر پڑھا کرے، یعنی سبحان اللہ ۳۳، الحمد للہ ۳۳، اللہ اکبر ۳۴، لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۶/ ۹/ ۹۳ھ۔

---

(۱) "عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من صلى الفجر في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين، كانت له كأجر حجة وعمرة" قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "تامة تامة تامة" (جامع الترمذي، أبواب السفر، باب ماذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس، ۱/ ۴۰، سعيد)

"عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من صلى صلاة الغداة في جماعة، ثم جلس يذكر الله حتى تطلع الشمس، ثم قام فصلى ركعتين، أتقلب مأجور حجة وعمرة" رواه الطبراني وإسناده جيد" (مجمع الزوائد الهيثمي، كتاب الأذكار، باب مايقول بعد صلاة الصبح والمغرب، ۱۰/ ۱۰۳، دار الفكر بيروت)

(۲) "ويسبحون الله تعالى ثلاثاً وثلاثين، ويحمدونه كذلك ثلاثاً وثلاثين، ويكبرونه كذلك ثلاثاً وثلاثين، فهم يقولون تمام المائة: لا إله إلا الله وحده لاشريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير فقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من سبح الله في دبر كل صلاة ثلاثاً وثلاثين، وحمد الله تعالى ثلاثاً وثلاثين، وكبر الله ثلاثاً وثلاثين فتلك تسعة وتسعون، وقال تمام المائة لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير غفرت خطاياه وإن كانت مثل زبد البحر" (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلوٰة، فصل في صفة الأذكار، ص: ۳۱۵، ۳۱۹، قديمي)

"ويستحب أن يستغفر ثلاثاً، ويقرأ آية الكرسي والمعوذات، ويسبح ويحمد ويكبر ثلاثاً وثلاثين، ويهلل تمام المائة، ويدعو ويمسح بسحان ربك" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل: إذا أراد الشروع، ۱/ ۵۳۰، سعيد)

ركن في جمعه الله الباقية: أذكار الصلاة وهيئتها المندوب إليها، أذكار ما بعد الصلاة، ۲/ ۲۳، قديمي)

چلتے پھرتے ذکر کرنا

سوال [۵۰۰۱]: الحمد للہ ہم لوگ تبلیغ سے وابستہ ہیں، یہ عبادت درست ہے کیا چلتے پھرتے بھی تسبیح تحمید، تہلیل و درود شریف وغیرہ کی جاسکتی ہے؟ اور کیا درود شریف بھی بغیر زبان ہلائے چلتے پھرتے پڑھا جاسکتا ہے؟ یا زبان ہلا کر پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہاں زبان سے چلتے پھرتے بھی ذکر کرنا ثابت ہے، حدیث پاک میں ہے "لا یزال لسانک رطباً من ذکر اللہ" الحدیث (۱)۔ یہ جملہ اذکار کی تمام قسموں کو شامل ہے، ہاں اس پر تنبیہ ضرور ہے کہ اس سے اجتناب چاہیے جس میں زبان ہلانے کی ضرورت پڑے، جیسے بیت الخلاء میں وغیرہ کہ زبان ہلا کر پڑھنے سے زبان بھی عبادت میں مشغول رہے گی، اور ضعف دل سے پڑھنے سے دل تو مشغول عبادت رہے گا، زبان مشغول عبادت نہیں رہے گی، لہٰذا ثواب ملے گا۔ واللہ اعلم۔ (احسن الفتاوی، باب الطہارۃ، ج ۱، ص ۳۰۰، ط: ایچ ایم سعید)

☆☆ ... ☆☆ ... ☆☆ ... ☆☆

---

(۱) عن عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رجلاً قال یا رسول اللہ إن شرائع الإسلام قد کثرت علیّ فأخبرنی بشیء أتشبث بہ قال لا یزال لسانک رطباً من ذکر اللہ۔ قال الإمام الترمذی ہذا حدیث حسن غریب۔ (جامع الترمذی، أبواب الدعوات، باب ما جاء في فضل الذکر، ۲/۱۷۶، سعید)

"عن المہاجر بن قنفذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أتی النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہو یبول فسلم علیہ فلم یرد علیہ حتی توضأ ثم اعتذر الیہ فقال إني کرہت أن أذکر اللہ تعالیٰ ذکرہ إلا علی طہر أو قال علی طہارۃ۔" (سنن أبي داود، کتاب الطہارۃ، باب في الرجل یرد السلام وہو یبول، ۱/۴، مکتبہ رحمانیہ)

"یکرہ الذکر والکلام في حال قضاء الحاجۃ سواء کان في الصحراء أو في البنیان، وسواء في ذلک جمیع الأذکار والکلام، إلا کلاماً لضرورۃ حتی قال بعض أصحابنا: إذا عطس لا یحمد اللہ تعالیٰ ولا یشمت غیرہ حال قضاء الحاجۃ، ولا یرد السلام، ولا یجیب إذا دعي، ویکون المسلم مقصراً لا یستحق جواباً، والکلام فیہ کلہ مکروہ ذکر الفاسہ بسببہ، ولا یحرم، فإن عطس فحمد اللہ تعالیٰ بقلبہ، ویہ یحرک لسانہ فلا بأس۔" (کتاب الأذکار للامام النووي، باب النہي عن الذکر والکلام في الخلاء، ص ۳۰، مکتبہ دار البیان)

الفصل الثاني في الدعاء بعد الصلاة

(نماز کے بعد دعا کا بیان)

نماز کے بعد دعا کا طریقہ

سوال [۱۰۲۵۱]: کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرض نمازوں کے بعد تمام لوگ مل جل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے؟ یا سب مقتدی اپنی اپنی جگہ سے انفرادی طور پر مانگا کرتے تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں پابندی نہیں تھی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۲/۱۳۰۰ھ۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ما صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلاۃ مکتوبۃ إلا أقبل بوجهه علينا فقال: "اللهم إني أعوذ بك من كل عمل يقربني وأعوذ بك من كل عمل يباعدني وأعوذ بك من كل أمل يلهيني وأعوذ بك من كل قلم يشينني وأعوذ بك من كل غنى يطغيني" وعمل البوصيري للبلة لأنس لمسي، نامه مانقول لي دبر صلاة الصبح، ص ۱۰۴، رقم الحديث: ۱۲۰، مكتبة الصبح:

"عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه، قال: قيل لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أي الدعاء أسمع؟ قال: جوف الليل الآخر ودبر الصلاة المكتوبات" قال الترمذي رحمه الله تعالى: هذا حديث حسن" (جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في أي ساعة الخ، ۲/۱۸۹، سعيد)

"عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، أنه قال: "ما من عبد مسلم كتبته في دبر كل صلاة ثم يقول: اللهم إني وابنة ابراهيم وإسحاق ويعقوب، وإله جبرئيل وميكائيل وإسرافيل عليهم السلام أسئلك أن تستجيب دعوتي فإني مضطر، وتعصمني في ديني فإني مبتلى، وتنالني برحمتك فإني مذنب، وتسفي عني الفقر فإني مسكين، إلا كان حقا على الله أن لا يرد"

نماز کے بعد دعا اور اس پر آمین بالجہر کہنا

سوال [۱۰۲۵۰]: ایک امام صاحب نے نماز سے بعد دعا کرانا شروع کی تمام مقتدیوں میں ایک مقتدی نے بآواز بلند "اللھم امین" کہا اور آخر میں بآواز بلند "سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین" کہا اس پر ایک مقتدین نے کہا کہ یہ بدعت ہے تم والوں کی طرف سے کس نے کی؟ اس طرح پر بعض کے اکثر ٹوک کرتے ہیں ایسا یہ بدعت ہے۔

جو امام سے کہنے والے کو اس سے بڑا اٹھانا، کیونکہ وہ دعا کرنے والے کی دعا پر جہاں تک ہو سکے آمین کہہ دیتے تھے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھتے ہوئے دعا سے جو بکل پر دعا سے آمین ثابت ہے(۱)۔

آپ سے درخواست ہے کہ ارشاد سے شرح صدر فرمائیں کہ یہ بدعت ہے یا سنت؟ اور اس متعصب کو راہ راست پر کون لے؟

= یدیہ خلفہ ثلثین" (کتاب العمل الیوم واللیلۃ لابن السنی رحمہ اللہ تعالیٰ، باب مایقول فی دبر صلاۃ الصبح، رقم الحدیث: ۱۳۹، ص: ۱۲۱، مکتبۃ الشیخ)

"إذا انصرف من صلاتہ استغفر اللہ تعالیٰ۔ وقال: اللھم أنت السلام ثم یدعون لأنفسھم وللمؤمنین بالأدعیۃ المأثورۃ، نحو أبي أمامۃ (رافعي أیدیھم حذاء الصدر) ثم یحمدون بقولہ تعالیٰ: (سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون) ثم یسلمون بھا، ثم یمسحون بھا أیدیھم وجوھھم في آخرہ"۔ (مراقي الفلاح شرح نور الإیضاح، کتاب الصلاۃ، فصل فیما یفعلہ المصلي، ص: ۳۵۵، قدیمي)

(۱) "عن کعب بن عجرۃ رضي اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: احضروا المنبر، فحضرنا، فلما ارتقی درجۃ، قال: امین، فلما ارتقی الدرجۃ الثانیۃ، قال: امین، فلما ارتقی الدرجۃ الثالثۃ، قال: امین، فلما نزل قلنا یا رسول اللہ لقد سمعنا منک الیوم شیئاً ما کنا نسمعہ، قال: إن جبریل عرض لي، فقال: بعد من أدرک رمضان فلم یغفر لہ، وقلت: امین، فلما رقیت الثانیۃ، قال: بعد من ذکرت عندہ فلم یصل علیک، قلت: امین، فلما رقیت الثالثۃ، قال: بعد من أدرک أبویہ الکبر عندہ أو أحدھما فلم یدخلاہ الجنۃ، قلت: امین" (المستدرک علی الصحیحین لحاکم، کتاب البر والصلۃ، ۴: ۱۵۳، رقم الحدیث: ۷۲۵۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

www.ahlehaq.org

الجواب حامداً ومصلیاً:

اجتماعی دعا کرنے میں حضور ﷺ سے ثابت ہے(۱)، لیکن التزام کرنا اور جو شخص نہ کرے اس پر ملامت کرنا شروع ہے، عامۂ بلد، کی طرح ہوتی ہے، پھر اس پر مداومت اور التزام ہو کر ایک گروہ کے لئے شعار نما صورت بن جاتی ہے(۲)، غالباً امام صاحب کا مقصود بھی یہی ہوگا، اسی وجہ سے انہوں نے بھیڑ سے تشبیہ دی ہوگی، تاہم اب اگر امام صاحب محبت و نرمی سے تفہیم کردیں، تو امید ہے کہ یہ تفہیم اس بھیڑ کی راہ نما بن جائے گی، دیکھنے والے کو وقتاً ہو جائے گی۔ خدا کرے دلوں کے بل صاف ہو جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۲/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۳/۲/۹۱ھ۔

---

(۱) عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: قيل لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أي الدعاء أسمع؟ قال: جوف الليل الآخر، ودبر الصلوات المكتوبات. وقال الترمذي: هذا حديث حسن. (جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب بلا ترجمة ۲/۸۷، سعيد)

قال: سمعت أبا سمعه رضي الله تعالى عنه يقول: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا صلى الصبح قال: اللهم بك أصبحنا وبك أمسينا وبك نحيا وبك نموت وإليك النشور. (عمل اليوم و الليلة لابن سني، باب ما يقول دبر صلوة الصبح، رقم الحديث ۶۰، ص ۱۰۰، مكتبة الشيخ)

إذا انصرف من صلاته، استغفر الله تعالى ثلاثا وقال: اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام، ويستحب أن يأتي بالأذكار المأثورة، المروية عن النبي ﷺ وأصحابه رضي الله تعالى عنهم، وأكثرها ثبوتا ما رواه مسلم عن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثا وقال: اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام. قيل للأوزاعي وهو أحد رواته: كيف الاستغفار؟ قال: يقول: أستغفر الله أستغفر الله. ثم يستحب أن يقول ما رواه مسلم عن المغيرة بن شعبة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد. ثم يستحب أن يقرأ آية الكرسي وقل هو الله أحد وقل أعوذ برب الفلق وقل أعوذ برب الناس، ثم يسبح الله تعالى ثلاثا وثلاثين ويحمده ثلاثا وثلاثين ويكبره أربعا وثلاثين، ثم يقول تمام المائة: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير. (الفتاوى الهندية، الباب الخامس في الأذكار المأثورة عقيب الصلوات المكتوبة، ۱/۷۴، قديمي)

(۲) "الإصرار على المندوب سلفه إلى حد الكراهة" (السعاية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۲/۲۶۵، سهيل أكيڈمي لاهور)

"قال الطيبي: وفيه أن من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً وليه يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة مكروهة". (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، الفصل الأول، رقم ۹۹۶، ۳/۳۱، رشيديه)

وكذا في فتح الباري، كتاب الصلاة، باب الاشتغال والانصراف عن اليمين، ۲/۲۳۰، قديمي)

نماز کے ختم پر "اللھم انت السلام" کی دعا کہاں تک ہے؟

سوال[۱۰۲۵۳]: نمازی پنجوقتہ کے دوں میں بعد سلام پھیرنے کے جو دعا

[illegible]

[illegible]

ہر نماز کی سنت کی پڑھتے ہیں اور ایک عالم صاحب نے بتلایا کہ صرف اتنی دعا

"اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام"

ہی پڑھنا چاہئے

ان کی بات صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو الفاظ حدیث شریف میں آئے ہیں ان کو اس طرح پڑھنا اس سے اولیٰ ہے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے، اس لئے ان الفاظ کو ترک کرنا مناسب نہیں(۱)۔ اور بعض صاحب نے جو یہ لکھا ہے(۲) کہ جہاں تک ثابت ہے وہاں تک پڑھنا چاہئے، یہ بھی صحیح نہیں۔

کذا فی الدر المختار ص ۴۵۹ ج ۱ ۔

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ ۲۹ ۳ ۹۲ھ

الجواب صحیح عبد اللہ معروفی غفرلہ ۲۹ ۳ ۹۲ھ

---

(۱) عن حنظلة بن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "اقتني حميرا كلما أن يخطف بكى وسمع" (صحيح مسلم، المقدمة باب النهي عن الحديث بكل ما سمع ۱ ۹ قديمي)

"وهذا وحمير هنا للحديث منسي، أو يعلم منه أن علي الرجل أن يبحث في كل ما سمع خصوصا في أحاديث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم" وقد ورد هذا الحديث في باب الاعتصام من فتح الملهم، كتاب الإيمان، باب الإعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، رقم الحديث ۱۲۱ ۱ ۳۴۲ ۱ شبير)

(۲) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يقعد إلا مقدار ما يقول "اللهم أنت السلام ومنك السلام تبارك يا ذا الجلال والإكرام" (صحيح مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته ۱ ۲۱۹ قديمي)

وسنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب متى ينصرف الرجل ۱ ۲۱۲ وحاشيته إن شاء الله تعالى

www.ahlehaq.org

سنتوں سے پہلے مسنون دعاؤں کا پڑھنا

سوال [۱۰۵۲۵]: فرائض کے بعد اذکار سے فارغ ہونے کے بعد سنتوں سے پہلے مسنون دعائیں پڑھنا کیسا ہے؟ نفل سے پہلے پڑھنا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ [نفل کی نیت کرکے دعائیں پڑھنا، نفل کے بعد پڑھنا، یا فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا؟]

[illegible]

امید ہے تفصیل سے مرحمت فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں دونوں قول ہیں۔

[illegible]

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم، العلم علمہ، ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ۔

---

(۱) وحجة من قال بالفصل الذكر بعد الصلاة وهي سنة الصلاة [۲/۲۳، قاسمي]

(۲) [illegible] ولكن ذكر في الخانية أنه لا يفصل بين الصلاة والسنة إلخ، وقال الحلواني: لا بأس بالفصل بالأوراد، وهو المختار، كذا في الكمال، قال الحلبي: إن قوله: ذكر في الخانية الخ خلاف قال في المنية، والذي يظهر لي التأييد.

قوله: والمرتضى الخلاف، لأن ما ذكره في الخانية مكروه سيأتي، لكن خلاف الأولى أعم من ذلك، قوله: وفي حظي إلخ: وفي آخر من الأولين السنة كذا في، وذلك بأن المراد في قول الحلواني لا بأس بالفصل بالأوراد: أي القصير التي بعد السلام، اللهم أنت السلام الخ، مما حققت من أن المراد بالفصل ذلك، وإن المختار مع ذلك المختار، كذا في الصلاة، سنة الصلاة، فتفي في سن بالفصل للصلاة أي الجهرية. [۲/۳۲۰، سعيد]

وقول الحلواني: لا بأس بالفصل بالأوراد، قال الكمال: هذا القول لا يعارض القولين قبله، لأن المسنون في الأماكن التي هو فيها هو الأولى، فالأولى في لا يجهر فيه السنة وفي فعل لا بأس به، وإلا لسقطت السنة لكن يفضل فوت، ففي الفضل بالأوراد، وإن [illegible] وعليه الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في السنن والنوافل، [۲۳۳، دار المعرفة بيروت].

وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، وما بين حاصرتين [illegible]. [۳۳۰، سهيل أكيدمي لاهور].

مشترک دعا میں کتنا وقت صرف ہونا چاہیے؟

سوال[۱۰۲۵۵]: (۱) اشتراکی دعا کتنی دیر تک مانگنی چاہیے؟ اگر وہ گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ مشترکہ دعا میں وقت لگایا جائے، جب کہ آج کی دنیا میں مختلف لوگوں کی مختلف مصروفیات ہیں، تو کیا شرعی اعتبار سے درست ہے؟

۲ مسجد میں مشترکہ دعا کے وقت الحاح وزاری کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر شخص کا حال یکساں نہیں، کسی کو دعا میں وقت خرچ کرنا عین سعادت معلوم ہوتا ہے اور واقعۃ ہے بھی بہت بڑی سعادت (۱)، کسی کو یہ وقت بار معلوم ہوتا ہے یا حوائج وضروریات کی وجہ سے گنجائش نہیں ہوتی، اگر کوئی شخص بالکل شریک نہ ہو، یا جلدی ختم کر کے چلا آئے، وہ اپنی مصلحت کو خود جانتا ہے، اس لئے کسی پر اصرار نہ کیا جائے، ترغیب دینے میں مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

سنت ونفل کے بعد کس قدر طویل دعا مسنون ہے؟

سوال[۱۰۲۵۶]: سنت ونفل کے بعد طویل دعا شرعاً مسنون ہے یا نہیں؟

محمد انس تقی عال تجی عال

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿أجيب دعوة الداع إذا دعان﴾ (البقرة: ۱۸۶)

وقال الله تعالیٰ: ﴿وقال ربكم ادعوني أستجب لكم﴾ (المؤمن: ۶۰)

"عن أنس بن مالك رضي الله تعالیٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم، قال: "الدعاء مخ العبادة" (جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في فضل الدعاء، ۲/۱۷۵، سعيد)

"والمعنى: أن العبادة لا تقوم إلا بالدعاء كما أن الإنسان لا يقوم إلا بالمخ" (مرقاة المفاتيح، كتاب الدعوات، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۲۴۳۰، ۵/۱۲۰، رشيديه)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "إن الله يقول: أنا عند ظن عبدي بي، وأنا معه إذا دعاني" (صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الذكر والدعاء، ۲/۳۴۳، قديمي)

الجواب حامداً ومصلیاً:

سنت نفل کے بعد ہر شخص اپنے شرح صدر کے موافق جس قدر چاہے دعا کرے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

دعا سراً ہو یا جہراً؟

سوال (۴۲۵۰): قرآن پاک میں آیا ہے: ﴿وادعوہ خوفاً وطمعاً﴾(۲) اس سے کیا مراد ہے؟ دعائے متعلق جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جواب: دعا میں سے یہ ہے کہ اس طرح دعا کریں کہ سر اور جہر کے درمیان درجہ ہو، نہ تو اتنی دل میں ہو کہ اتنے زور سے کہ دوسروں کے کانوں تک پہنچے۔

"ومن الآداب في الدعاء أن يدعو بخشوع وتذلل وخفض صوت

أي: حال يكون بين المخافتة والجهر كما في الأذكار عن الأحناف تقوي

---

(۱) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، أنه قال: "ما من عبد مسلم كفيه في دبر كل صلاة ثم يقول: اللهم إلهي وإله إبراهيم وإسحاق ويعقوب، وإله جبرئيل وميكائيل وإسرافيل عليهم السلام أسألك أن تستجيب دعوتي فإني مضطر، وتعصمني في ديني فإني مبتلى، وتغنيني بر حمتك، فإني مذنب، وتنفي عني الفقر فإني مسكين، إلا كان حقاً على الله أن لا يرد يديه خائبتين". (عمل اليوم والليلة لابن السني رحمه الله تعالى، باب مايقول في دبر صلاة الصبح، ص ۳۱، مكتبة البشرى)

"وندعو) لنفسه وأبويه وأساتذته والمؤمنين

(قوله لنفسه وأبويه وأساتذته والمؤمنين) احترز به عما إذا كانوا كفاراً فإنه لايجوز الدعاء لهم بالمغفرة كما يأتي وكذا ينبغي أن يزيد ولجميع المؤمنين والمؤمنات كما فعل في المنية؛ لأن المسنة التعميم، لقوله تعالى: ﴿واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات﴾" (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تاليف الصلاة، ۱/۵۲۱، سعيد)

(۲) الأعراف: ۵۵.

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

دعائے ثانی

[illegible]

---

(۱) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح للشرنبلالی فی صلاۃ الوتر ص ۴۳۰ قدیمی

عن سعید بن مسلمۃ عن ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر لکم التہجیر وخیر لون ما یکتحل بہ الاثمد یجلی البصر وینبت الشعر (رواہ احمد بن حنبل ابن سعد عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] رواہ الطبرانی بسند حسن)

اوقال بعضہم فی الجمع انہ کان احیانا یدعو الدعاء الثانی لا دائما ینبغی [illegible] حکم القنوت للحنفیۃ (الاخر کما مر مفصلا فی سعد الجزء الثانی الصلاۃ ۳۲۳ قدیمی)

وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقضی القاضی بین اثنین وہو غضبان رواہ البخاری وعن علیہ علی السلام یا علی لا تقض بین الخصمین حتی تسمع من الآخر کما سمعت من الاول فانہ احری ان یتبین لک القضاء (رواہ ابو داؤد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح وابن ماجہ والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین وقد قدمنا ما لہ وما علیہ فی شرح المشکوٰۃ)

وعن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال لا یحکم حاکم بین اثنین وہو غضبان (رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ) [illegible] وعن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال لا یقضی حکم بین اثنین وہو غضبان (رواہ احمد والبخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ) [illegible]

[illegible] کیا کہتے ہیں؟ اور [illegible] کیا یہ کہنا صحیح ہے یا کہ نہیں؟ اور [illegible] کیا ہے؟ [illegible] کون سی چیز کا [illegible] ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] کے بعد [illegible] آپ کے [illegible] سے دعا کی [illegible] کہنا [illegible] (۱) جو کہ [illegible] (۲) جس چیز کا [illegible] ہے [illegible] جو [illegible] اور

---

(۱) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. الصحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو رد، ۱: ۳۷۷، قديمي)

وعنها رضي الله عنها قالت: أحدث على خلاف الحق المتفق عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من فعله أو قول أو تقرير أو نسبة إلى الصحابي أو عمل تابعي فيما وشرطا مستفيضا. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱: ۵۶۰، ۵۶۱، سعيد)

وعن عبد الله طائفة من المبتدعة في بعض الفقاء البعيد جدا وهو أن الإمام ومن معه يقومون بعد السلام بعد قولهم اللهم أنت السلام ومنك السلام تبارك ذا الجلال والإكرام قدر ما يقرأ فيها من قبل التسبيح والتوابل يدعو الإمام عقب الخاتمة غير مدة مرة ومرتين والمقتدون يؤمنون على دعائه وقد جوز العمل عليه مالك على سبيل الانفراد والجواز حتى أن بعض المواعظ المتأخرين الدعاء بعد التسبيح والتوابل باجتماع الإمام والمأموم من ضروري واجب ومن لم يرض مالك بقولهم على الإطلاق ويكرهونه، والأصح حكم من لا يجتمع بعمل عليه وبه أقال عبد من محدث في الدين. (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب الانحراف بعد السلام وكيفية سنة الدعاء والذكر بعد الصلاة، ۳: ۱۰۹، إدارة القرآن كراچی)

(۲) عن عمر على أمر مندوب وجعله شرعا ولم يعمل به جعله قائما عند الشيطان من الأضلال كذلك من أحدث في ديننا ما ليس منه فهو رد. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، الفصل الأول، رقم الحديث ۹۲۹، ۳: ۲۱۳، رشيديه)

وكذا في المنحة في كتاب ما في شرح الوقاية، باب صفة الصلاة، فيه فصل في القراءة، ۲: ۲۶۲، سهيل أكيدمي لاهور)

وكذا في محمود الفتاوى، مسائل الذكر، الباب الأول، ۳: ۲۹۰، إدارة القرآن كراچی)

پھر بھی دو چیز موجود ہوتو یہ اس کی عدم حجیت کی دلیل ہے، ادلہ شرعیہ چار ہیں۔

۱- کتاب اللہ ۲- سنت (جس میں آثار صحابہ بھی شامل ہیں)

۳- اجماع ۴- قیاس مجتہد (۱)۔

اصول فقہ کی کتابوں میں سب سے پہلے ان چار اصول (یعنی ادلہ شرعیہ) کا تذکرہ اور ان کا حجت ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۲/۵۵ھ۔

دعائے ثانیہ کا حکم

سوال [۴۲۴۰]: نماز میں عبادت سے اجتماعی عبادت افضل واقعی ہے یا نہیں؟ انفرادی نماز سے جماعت سے نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگتے ہیں، اس طرح کی نماز کو بعض لوگ دعائیہ نماز کہتے ہیں اور مقتدی آمین کہتے ہوتے ہیں، جس کو عرف میں دعائے ثانی کہا جاتا ہے، یہ دعائے ثانی جو مذکور ہوئی، کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ اور دعائے ثانی مانگنے والا ثواب پاتا ہے یا کہ نہیں اور ان سے کہنے والے، روک دینے والے کے متعلق کیا حکم و ثواب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اجتماعی عبادت انفرادی عبادت سے ہر گز افضل نہیں، بلکہ جس جگہ اتباع کی ترغیب ہے وہاں افضل ہے، مثلاً عیدین اور نصف شعبان کی شب بیداری اور اس میں عبادات نوافل اور دعوات وغیرہ کی ترغیب آئی ہے اور فقہاء نے اس کو مستحب کہا ہے (۲)، لیکن ہر قول میں تجمع وغیرہ (یعنی اجتماعی عبادت کو مکروہ قرار دیا ہے، چنانچہ

---

(۱) أصول الخمسة: كتاب الله تعالى، وسنة رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم، والإجماع للأمة، والقياس. (أصول الشاشي، ص ۵، فقهي)

وكذا في نور الأنوار، بحث الكتاب والسنة والإجماع للأمة، ص ۱، رحمانيه لاهور)

وكذا في كشف الأسرار شرح أصول البزدوي، أصول الشرع ثلاثة، ص ۲۰، فقهي)

(۲) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: أحيى ليلة الفطر وليلة الأضحى لم يمت قلبه يوم تموت القلوب" رواه الطبراني في الكبير والأوسط.=

شرنبلالی ص ۲۸۰ میں فرماتے ہیں:

"وندب إحياء ليلتي العيدين، وليالي عشر ذي الحجة، وليلة النصف من شعبان، ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد وغيرها" (طحطاوي، ص ۴۲۶ - فصل في سنن النوافل (۱)).

اور اس کی علت بھی بیان کی ہے کہ یہ کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔ "لأنه لم يفعل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا أصحابه" الخ (۲)

اس صریح نقل نماز کو تنہا پڑھنا چاہیے، اجتماعی طور پر نفل نماز جماعت کے ساتھ علی کفایہ الذاعلی فرقہ ہے۔ کذا في الطحطاوي (۳)

= وصحيح الوراق"، وإعلاء السنن، كتاب الصلاة، استحباب إحياء ليلتي العيدين، ۷/۳۵، بتارة القرآن كراچی)

"وسن المسنونات ركعة السفر وإحياء ليلتي العيدين والنصف من شعبان، والعشر الأخير من رمضان والأول من ذي الحجة، ويكون بكل عبادة نعم الليل لو "كثيرة" (الدر المختار، باب الوتر والنوافل، مطلب في إحياء ليلة العيدين ۲/۵۰۲، سعيد)

"(و) ندب (إحياء ليلتي العيدين) المطر والأضحى لحديث "من أحيا ليلة العيد، أحيا الله قلبه يوم تموت القلوب" ويستحب الإكثار من الاستغفار بالأسحار" (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى وإحياء الليالي، ص: ۴۰۰، قديمي)

(۱) (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى وإحياء الليالي، ص: ۴۰۰، قديمي)

"ولا يحسن الوتر ولا التطوع بجماعة خارج (رمضان) أي، بكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدي أربعة متفرقة كما في الدرر" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي ۲/۴۸۰، ۴۹، سعيد)

(و كذا في الحلبي الكبير، تتمات من النوافل، ص: ۴۳۲، ۴۳۳، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) (مراقي الفلاح، فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى وإحياء الليالي، ص: ۴۰۲، قديمي)

(۳) "والجماعة في النفل في غير التراويح مكروهة، فالاحتياط تركها في الوتر خارج رمضان وعن شمس الأئمة، إن هذا فيما كان على سبيل التداعي. قوله (إن هذا: أي: كراهة الجماعة في النفل، أو ما في حكمه كالوتر إذا كان على سبيل التداعي، أي: طريق يدعو الناس للاجتماع عليهم" (حاشية =

www.ahlehaq.org

---

۱ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والتراویح، مطلب فی کراہۃ الاقتداء فی النفل علی سبیل الدوام ۲۹۱، قدیمی)

وکذا فی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی کراہۃ الاقتداء فی النفل علی سبیل الدوام ۲۹۱، قدیمی)

وکذا فی الکبیری الکبیر، فصل تسنن من النوافل، ص ۴۳۲، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) المحکم عفا رمس الکثیر برحمۃ اللہ الغنی، مناقشۃ الفکر فی التحریر بالذکر، الباب الاول فی حکم التحریر بالذکر ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱،

اس دعائے کافی پر علماء نے رسائل بھی تحریر کئے ہیں، جب اس دعا کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا ہے تو اس کو نہ واجب کہا جاسکتا ہے نہ مستحب، بلکہ اس کو مکروہ کہا جائے گا، پھر اس پر اصرار اس کو شدید تر بنادے گا۔ آپ خود غور کرلیں کہ اختیار کرنے اور اس کو رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۲/۸۶ھ۔

نماز کے بعد دعائے ثانیہ وثالثہ وفاتحہ مروجہ

سوال[۱۲۲۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ ہمارے یہاں شافعی مسلک لوگ رہتے ہیں اور وہ ہر فرض نماز کے بعد تین تین دعائیں مانگتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھ کر کرتے ہیں، گویا کہ جب تک وہ تین دعائیں ختم نہ ہوجائیں نماز ہی پوری نہیں ہوتی، ان لوگوں نے دعاؤں کو فرض کا درجہ دے رکھا ہے۔

۱۔ دعا امام سلام پھیر کر کعبہ کی طرف منہ کرکے ہی باآواز بلند "اللھم أنت السلام" پڑھتا ہے، امام مقتدیوں کی طرف منہ کرکے تسبیح پڑھتا ہے، پھر دعائیں پڑھتا ہے اور تمام مقتدی آمین کہتے ہیں اور ایک دعا (فاتحہ وغیرہ) اور وہ یہاں مروج ہے، اس کے بعد نمازی اپنی جگہ سے اٹھتے ہیں۔

لہٰذا آپ حضرات سے عرض یہ ہے کہ کیا کسی حدیث میں تین تین دعائیں مانگنی ثابت ہیں یا نہیں؟ جواب مفصل لکھیں اور حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔ نیز ان دعاؤں کے پڑھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

۲۔ ہمارے یہاں فاتحہ پڑھنے کا طریقہ یہ رائج ہے، ہر محفل میں کوئی کھانے کی چیز سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور پھر وہ چیز لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہے اور فاتحہ پڑھنے والوں میں اکثر قاضی یا امام ہوتے ہیں، باآواز بلند الفاتحہ کہتے ہیں، اس کے بعد اور لوگ سورہ فاتحہ ﴿قل أعوذ برب الناس﴾، ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾، ﴿قل هو الله أحد﴾ پڑھتے ہیں، اس کے بعد فاتحہ پڑھنے والا یہ پڑھتا ہے:

"ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليما"۔

= وبدعة كون توك السنة أولى (۲/۲۴۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۳۵، رشيديه)

اس کے بعد "الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر" کس کے بعد "لا الٰہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون" اس کے بعد "سبحان اللہ وبحمدہ" سو بار، اس کے بعد "قل ھو اللہ احد" سے آخر تک اور اس کے بعد "اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید" ایک بار پڑھنا ثابت ہے، اس قدر اوراد شامل ہوتے ہیں، وہ سب کے سب بھی ایک ساتھ پڑھے جاتے ہیں، ایک صاحب اس طرح فاتحہ پڑھنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت اس طرح فاتحہ پڑھنا درست سمجھتی ہے یا نہیں؟ جواب حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں اور ان آیات کے معنی اور مطلب اور شان نزول بھی تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ حدیث شریف سے ثابت نہیں اور اس کی اتنی پابندی کرنا (جیسا کہ سوالوں میں درج ہے) درست نہیں ہے، جو چیز شریعت نے نماز میں نہیں بتلائی، اس کو نماز سمجھ کر اس کے ساتھ نماز جیسا معاملہ کرنا اختیار نہیں کی گئی ہے، لوگ ان کے پابند ہیں، وہ فضیلت پر ہیں[1]، اپنی طرف سے ثواب پانے کے لئے قرآن، نماز، تسبیح پڑھنا، یہ تو اصل مقصد ہے، کرو بار بار کہ کر ہو، غرض کوئی بھی نیک کام ہو، درست اور مفید ہے، اس سے بہت سے لوگ بچتے ہیں[2]۔

---

[1] (الکمال للسیوطی) وکذا ان من اصر علیٰ امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال، فکیف من اصر علیٰ بدعة او منکر۔ (مرقاة المفاتیح، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی التشهد، الفصل الاول ۳: ۳۱، رقم الحدیث ۹۲۰، رشیدیه)

[2] کذا فی المعجم، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱: ۳۱۴، سهیل اکیڈمی لاهور)

و کذا فی التعلیق الصبیح، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی التشهد: ۱: ۵۲۹، رشیدیه)

[3] الاصل ان کل من اتی بعبادة مما تجعل نوبتها العبرة الخ قال فی المرقاة وحده سواء کانت صلاة او صوما او صدقة او قراءة او ذکرا او حولا او حجا او عمرة او غیر ذلک۔ (رد المحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر ۲: ۲۹۵، سعید)

و کذا فی الهدایة، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر ۱: ۲۹۱، شرکت علمیه)

و کذا فی البحر الرائق، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر ۲: ۱۰۵، رشیدیه)

لیکن سوال میں جو طریقہ درج ہے، یہ حدیث شریف سے ثابت نہیں، نہ تو یہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نہ محدثین وفقہاء سے ثابت ہے، اس کو ترک کرکے سنت کے موافق طریقہ اختیار کیا جائے، اس چیز پر شرعاً ثواب ثابت نہ ہو، چاہے اصل عمل ہو یا اس کا طریقہ ہو یا عمل کی قید ہو وہ بدعت ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے "من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" مصنف عبدالرزاق، مشکوٰۃ: ۲۷/۱)(۲)

جو آیات (خاص) آپ نے لکھیں ہیں، ان کو فاتحہ یا ایصال ثواب کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں، ان کا ترجمہ، شانِ نزول، مطلب، تفسیر بیان القرآن میں دیکھ لیں، یہاں فاتحہ کے لئے ان کا کوئی ربط یا ثبوت نہ تھا یہاں لکھ دیا جاتا، اگر کوئی ان آیات سے فاتحہ مروجہ کا استدلال کرتا ہے، تو وہ استدلال کا طریقہ معلوم ہونا چاہئے، تاکہ اس کا جواب دیا جاسکے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/ ۱۰/ ۹۱ھ۔

صبر کی دعا بہتر ہے یا عافیت کی؟

سوال[۱۱۲۶۱]: جو اذیت یا مصیبت ہو کسی کی موت کے علاوہ، اس پر تو صبر کے سوا چارہ ہی نہیں، اس پر تو صبر مانگے یا اس سے نجات و عافیت مانگے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اذیت ومصیبت سے عافیت ہی مانگے (۳) اگر ابتلا ہو جائے تو اس کے وقوع کی دعا کرے اور طلب

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود: ۱/ ۳۷۰، قديمي، وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة، ورد محدثات الأمور: ۲/ ۷۷، قديمي:

(۲) (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول: ۱/ ۲۷، قديمي،

(۳) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: لم يكن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يدع هؤلاء الكلمات حين يمسي وحين يصبح: "اللهم إني أسألك العافية في الدنيا والآخرة، اللهم إني أسألك العفو والعافية في ديني ودنياي وأهلي ومالي ... الخ" (سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح: ۲/ ۳۵۰، رحمانيه لاهور)

کتب بھی ہو جائے گی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۳/۶۹ھ

نماز فجر وعصر کے بعد مسجد میں تقریر ونعت میلاد کا حکم

سوال [۱۰۲۱۲]: نماز عصر ہونے کے بعد یا نماز عشاء کے بعد یا نماز فجر کے بعد داخل مسجد میں تقریر یا کتابی تعلیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسجد کے صحن میں میلاد اور قصیدہ وغیرہ کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز فجر وعصر کے بعد تقریر وتعلیم کتاب درست نہیں ہے، البتہ قصیدہ بھی پڑھا جائے، جس میں نعت ہو، وہ بھی درست ہے، ولادت مبارکہ میں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال "یارسول اللہ أي الدعاء أفضل؟ قال: سل ربک العافیۃ والمعافاۃ في الدنیا والآخرۃ فانک اذا عوفیت في الدنیا وعوفیت في الآخرۃ فقد افلحت، فقال یارسول اللہ أي الدعاء أفضل؟ فقال له مثل ذلک، ثم اتاہ في الیوم الثالث، فقال له مثل ذلک، قال فاذا اعطیت العافیۃ في الدنیا والآخرۃ فقد افلحت" (مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، الفصل الثاني، ۲/۲۱۰، قدیمی)

(۲) ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان في بعض أیامہ التي لقي فیہ العدو ینتظر حتی اذا مالت الشمس قام فیہ فقال "یاایہا الناس لا تتمنوا لقاء العدو وسلوا اللہ تعالیٰ العافیۃ فاذا لقیتموھم فاصبروا" الخ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب کراھۃ تمني لقاء العدو والأمر بالصبر عند اللقاء، ۲/۹۳، قدیمی)

وفي صحیح البخاري، کتاب الجہاد والسیر، کان النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إذا لم یقاتل أول النہار عرّ حتی تزول الشمس (۱/۴۰۲، قدیمی)

(۳) المولد والولادۃ التي تشتمل علیہا الکتب مشتمل علی خیر کصدقۃ وذکر وصلاۃ وسلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومعجزات وعلی ما بین من شرور لم یخل منہا إلا بإرادۃ اللہ للوجاز۔

دعا میں کہنیاں سینہ سے لگ جائیں تو.....؟

سوال [۱۰۲۶۳]: ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں کہنیاں سینے سے لگ جائیں، نیز بیٹھ بھی قعدہ کی طرح نہ ہو تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں، گناہ نہیں ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

مختلف دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا

سوال [۱۰۲۶۴]: دعا مانگنے کے تین طریقے ہیں، ہاتھ پھیلا کر، بغیر ہاتھ پھیلائے، صرف زبان سے یا صرف دل سے تینوں طریقوں کے مواقع اور اوقات وغیرہ سے مطلع فرمائیں۔

= الأجانب، وبعضها ليس فيها شيء لكنها قليلة نادرة، ولا شك أن القسم الأول ممنوع للقاعدة المشهورة المقررة في ذرء المفاسد مقدم على جلب المصالح، فمن علم وقوع شيء من الشر فيما بعضه من ذلك فهو خاص الخ". (الفتاوى الحديثية، مطلب الإجماع للموالد والأذكار وصلاة التراويح مطلوب مالم يترتب عليه شر والا فيمنع منه، ص: ۲۰۲، قديمي)

"فصل في المولد: ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات، وإظهار الشعائر مايفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد، وقد احتوى على بدع ومحرمات جمّة الخ". (المدخل، فصل في المولد: ۲/۲، مصطفى البابي الحلبي مصر)

"وأقبح منه النذر لغواه، المولد في المساجد، ومع اشتماله على الفساد واللعب الخ" (رد المحتار، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ۳/۴۲۷، سعيد)

(۱) قال الله تعالى: ﴿الذين يذكرون الله قياماً وقعوداً وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموات والأرض ربنا ماخلقت هذا باطلاً سبحانك فقنا عذاب النار﴾ (آل عمران: ۱۹۱)

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز کے بعد جو دعا کی جاتی ہے، اس کو مقبول ہے(۱) اوقات مختلفہ میں صبح و شام، اثنا مشی میں، اٹھتے بیٹھتے وقت، کھاتے وقت، جاتے وقت، آتے وقت، کھانا کھاتے وقت، لکھتے وقت، الغرض ہر وقت دعا کرنے کو مقبول ہے(۲) دل میں ہر وقت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

www.ahlehaq.org

---

(۱) "ويستحب للإمام بعد سلامه أن ينحول ثم يدعو لأنفسهم وللمسلمين والحي أفضل" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في صفة الأذكار، ص: ۳۱۰ - ۳۱۱، قديمي)

(۲) كذا في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة (۱/ ۵۰۰، سعيد)

(۳) كذا في "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة (۲/ ۲۳۵، رشيديه)

(۴) "وفي الحديث حتى أنه إذا لم يرفع يديه في الدعا لم يمسح بهما، وهو قيد حسن، لأنه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يدعو كثيراً كما هو في الصلاة والطواف وغيرهما من الدعوات المأثورة دبر الصلوات، وعند النوم، وعند الأكل، وأمثال ذلك، ولم يرفع يديه، ولم يمسح بهما وجهه" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في صفة الأذكار، ص: ۳۱۶، قديمي)

(۵) كذا في "مرقاة المفاتيح"، كتاب الدعوات، الفصل الثالث (۵/ ۲۷، رشيديه)